

جله حقوق محفوظہ میں کوئی صاحب تصدیق نہ فرمائیں

253

تفہیم کا بی قصص ہندو کا ویرا لائبریری

مؤلفہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی

تاریخ خلفاء

کا ترجمہ مستحب

بیان الامراء

مترجم مولانا مولوی شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہ

عند حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

احقر محمد عبد المنان غفرلہ الرحمن
کتب خانہ اشرفیہ کراچی پاکستان

DATA ENTERED



پانچ روپیہ

کے گورنر کے تو تو اپنا حسب و نسب بیان کر۔ ورنہ تو اپنے اس چھپے ہوئے نسب کو
چھوڑ دے اور نسب کشادہ میں داخل ہو جا۔ اس واسطے کہ انساب نبی ہاشم تو ایسے ہیں
کہ بڑے بڑے مطامعین کا ہاتھ کوتاہ ہی رہا۔

ابھی عزیز باللہ نے ایک دفعہ اندلس کے اموی خلیفہ کے نام ایک خط بھیجا تھا جس میں
اس کو گالیاں دی گئی اور سچو کی گئی تھی۔ اموی خلیفہ نے اس کا جواب لکھا تھا کہ حمد و صلوات
کے بعد واضح ہو کہ چونکہ تو نے ہمارے نسب کو پہچان لیا لہذا سچو کی۔ اگر ہمیں بھی تیرا نسب
معلوم ہوتا تو ہم بھی تیر کی بتر کی جواب دیتے (یہ بھی مجھ طرح ہے کہ تو گنام خاندان سے ہے)
عزیز کو اگرچہ یہ جواب برا معلوم ہوا مگر اس کا جواب کچھ نہ دے سکا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ
تحقیق اس بات پر متفق ہیں کہ عبید اللہ المہدی علوی خاندان سے نہیں تھا۔ ابن طباطبائی
العلوی نے عبید اللہ سے اس کا حسب و نسب دریافت کیا تو کیا اچھا جواب ملا کہ عبید اللہ
نے اپنی نصف تلوار میان سے باہر کر کے کہا یہ میرا نسب ہے اور حاضرین دربار پر اشرافیاں بھینک
کر کہا کہ یہ میرا حسب ہے۔

اولیٰ کی امامت اور خلافت کے صحیح نہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان میں سے
اکثر زندق اور خارج اسلام تھے۔ بعض سے انبیاء علیہم السلام کی گستاخی کا بھی (العیاذ باللہ)
اظہار ہوا۔ بعض نے شراب کو مباح کر دیا۔ بعض نے اپنے لئے سجدہ کا حکم کیا۔ ان میں
جو اچھا بادشاہ تھا وہ مذہب کا شیعہ اور نہایت خبیث اور لیم تھا جس نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کو گالیاں دینے کا حکم نافذ کر دیا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں سے نہ ہیجست صحیح ہے نہ
رسول کی امامت صحیح ہے۔

قاضی ابوبکر باقلانی فرماتے ہیں کہ المہدی عبید اللہ فرقہ باطنی میں تھا۔ ایسا خبیث تھا
کہ ملت اسلام کے زوال میں اور علماء اور فقہاء کے مٹانے اور ان کے قتل کرنے میں بہت
یادہ حریص تھا۔ اس کی اولاد بھی اسی کے طریقہ پر چلی۔ اس کی اولاد نے شراب کو
مباح کر دیا۔ شیعوں کے مذہب کو ترقی دی۔ ذہبی کہتے ہیں کہ عبید اللہ علیہ السلام نے
اپنے سے بھی زیادہ شریر۔ زندق اور ملعون تیار کیا۔

کی شان میں گستاخی کا اظہار ہوا۔ عبید بن کا زمانہ اسلام کے لئے اہل تاتار سے بھی زیادہ نقصان دہ ثابت ہوا ہے۔

ابو الحسن قاسمی کہتے ہیں کہ جن علماء اور نابین کو شخص اس جرم میں کہ وہ صحابہ سے محبت کیوں رکھتے ہیں۔ عبید اللہ اور اسکی اولاد سے قتل کیا ہے اور انکی تعداد چار ہزار ہے۔ مگر یہ لوگ بھی عجیب ایماندار تھے کہ موت کو ترجیح دی۔ کاش عبید اللہ فقط اسی ہی ہوتا مگر افسوس وہ تو پورا پورا زندقہ تھا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ابو محمد قیروانی الکیزانی مالکی مذہب کے عالم سے کسی نے دریافت کیا کہ خلفاء مصر کے عقائد قبول کرنے پر اگر کوئی شخص مجبور کیا جائے تو وہ قتل ہونا پسند کرے یا عقائد کو قبول کرے آپ نے جواب دیا کہ قتل ہونے کو اختیار کیا جائے اور اس امر میں کوئی عذر نہ سنا جائے جو عقائد معلوم ہونے سے پہلے ان کے ملک میں آگیا ہو لیکن ان کے عقائد معلوم ہوجانے کے بعد ان کے ملک سے فوراً نکل جانا چاہیے اور کسی نے اگر معلوم ہوجانے کے باوجود وہیں سکونت اختیار کر لی تو پھر خوف کا عذر سننے کے قابل نہیں ہے اس واسطے کہ جہاں شریعت شریف کی بھرتی کی جاتی ہو وہاں رہنا ہی جائز نہیں ہے جو اشخاص فقہاء میں سے ان کی سلطنت میں قیام پذیر ہوئے وہ پہلے لوگ خیال سے رہے کہ ان کی حدود سے مسلمانوں کو نکال دیں اور ان کے عقائد سے بچائیں مگر بعد میں خود ہی ان کے دامند ویر میں آگے اور ان سے بیعت کر لی۔

یوسف عینی کہتے ہیں کہ قیروان کے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی عبید کا حال مرتدوں اور زندقوں جیسا ہے کیونکہ ان سے خلاف شریعت امور ظاہر ہوتے ہیں۔

ابن خلیکان کے قول کے موافق یہ لوگ علم غیب کا دعویٰ کرتے تھے یہ ان کی بہت بہت مشہور ہیں۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ عزیز منبر پر چڑھا تو اس کو منبر پر ایک کاغذ لکھا جس میں یہ اشعار لکھے تھے۔

ترجمہ اشعار

جہ سے تیری سلطنت اور بادشاہت گرا ضعی ہو گئے نہ کفر و حلف

عطا ہوا ہے تو بتلا کہ ان اشعار کا لکھنے والا کون ہے

اس کو حاکم نے مستدرک میں)

شیخین یعنی امام بخاری و امام مسلم نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان کے قاتل نے نیزہ مارا تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیجئے۔ آپ نے جواب دیا کہ جو شخص مجھ سے اچھا تھا یعنی ابو بکر صدیقؓ۔ اس نے خلیفہ مقرر کیا تھا مگر میں تم کو یوں ہی چھوڑے جاتا ہوں کیونکہ تم کو اس شخص نے بھی تو یوں ہی چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہت اچھا تھا۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولائل النبوت میں عمر بن سفیان سے احمد اور یحییٰ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ جنگ جمل میں لڑائی کے بعد خطبہ فرمانے لگے تو آپ نے فرمایا اے لوگو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امارت کے بارے میں ہم سے کچھ عہد نہیں لیا تھا بلکہ خود ہم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ مقرر کر لیا تھا آپ نے اچھی طرح خلافت انجام دیا یہاں تک کہ اس دار فناء سے دار البقا نشرفینے گئے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے نزدیک بہترائی اور مناسب سمجھ کر حضرت عمرؓ کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے بھی بہت اچھی طرح خلافت کو استقامت بخشی اور دین اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا۔ پھر قوموں نے دنیا طلبی کی تو اللہ نے جو کچھ چاہا کیا۔ مستدرک میں حاکم نے بیان کیا ہے اور یحییٰ نے ولائل میں اس کی تائید کی ہے کہ لوگوں نے حضرت علیؓ سے عرض کیا کہ کیا آپ بھی کسی کو خلیفہ مقرر کریں گے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا۔

بہت اچھی طرح
بیان کیا ہے

عہد لیتے اور حضرت ابو بکرؓ اس عہد کے خلاف کرتے (بہت ہی) ابن سعد حضرت حسنؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ہم نے غور کر کے یہ بات سوچی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اپنے بجائے امام بنایا تھا۔ پس وہ شخص جس کو حضورؐ نے ہمارے دین کے لئے اختیار کیا تھا دنیا کیلئے بھی کافی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کے حق میں فرمایا ہے کہ میرے بعد یہ خلیفہ ہیں مگر حضرت امام بخاریؒ ہی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ نے خود کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا اور حدیث مذکور ابن حبان سے روایت سفینہ اس طرح روایت کی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا دہ کی تو پہلا پھر دستار پہنا کہ سے رکھا پھر ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا کہ تم اپنا پھر ہونے کے پھر کے پہلو میں رکھو۔ پھر حضرت عمرؓ کے شریعت ابو بکر صدیقؓ کے پیچھے کے پہلو میں رکھنے کو فرمایا۔ پھر حضرت عثمانؓ سے حضرت عمرؓ کے پیچھے کیلئے فرمایا پھر انشا و فرمایا کہ یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ ابو زرہؓ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے استناد میں کچھ حرج نہیں۔ نیز اسی کو حاکم کے مستدرک میں بیان کیا ہے اور بہت سے دلائل ہیں صحیح کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث اور قول حضرت عمرؓ وغیرہ میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ تاریخ خیرات کا مضمون یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے متعلق اپنے کمال کیونکہ کوئی حکم صادر نہیں فرمایا تھا اور یہ اشارت تیل از وفات جنابؐ کے ہے جیسے کہ اپنے ارشاد فرمایا ہے کہ میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر چلو (حاکم) اور جیسے کہ آجناجی فرمایا ہے کہ میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کی اقتدا کرنا علماء وہ ان کے اور بھی وہ حدیثیں ہیں جن سے خلافت کا اشارہ نکلتا ہے۔

فصل ۸

اس بیان میں کہ خلافت عثمان اور اس کے بعد

ابو ذرؓ و طہاؓ اسی ابی مسند میں ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا امانت بیٹے کو سزاوا ہے۔ جب حکومت کرتے ہیں عدل کرتے ہیں۔ وعدہ کو وفا کرتے ہیں۔
 رحم اگر چاہے جو رحم کرتے ہیں اور روایت کیا اس کو طبرانی نے (ترمذی ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکومت قریش کے لئے۔ قضا انصار کے لئے اور
 اذان حبشہ کے واسطے ہے۔ امام احمد اپنی مسند میں بروایت عقبہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خلافت قریش میں۔ حکم انصار میں اور دعوت حبشہ میں رہے گی
 بزار نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ خلفاء قریش میں ہوں گے۔ دیندار
 تو دینداروں کے امیر ہوں گے اور بدکار بدکاروں کے۔

فصل

امام احمد فرماتے ہیں کہ سفینہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
 ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ خلافت فقط بیس سال تک رہے گی اس کے بعد سلطنت ہو جائے گی
 (روایت کیا اس کو اصحاب سنیوں نے اعلیٰ کہتے ہیں کہ خلفاء اربعہ اور امام حسین کے زمانہ خلافت
 تک یہ بیس سال پورے ہو گئے۔ بزار بسند عبید بن جراح بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ تمہارے دین اسلام کی بدانبوت رحمت ہوتی پھر خلافت و رحمت ہو جائے گی اور اسکے بعد
 بادشاہت اور جبر آجائے گا۔ عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ جابر بن سمور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے روایت کی ہے کہ ہمیشہ اسلام غالب رہے گا جب تک کہ قریش میں بارہ خلیفہ نہ گذریں اور
 کوشچین نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے بہت سے طریقے ہیں جن کے الفاظ اس طرح
 ہیں۔ یہ نیک امر ہمیشہ رہے گا۔ یہ امر ہوتا رہے گا (ان دونوں کو احمد نے روایت کیا) امام مسلم کے
 کے نزدیک یہ الفاظ ہیں۔ ہمیشہ لوگ گذرتے رہیں گے یہاں تک کہ بارہ حاکم ان پر ہوں گے
 انہوں نے اس طرح بھی روایت کیا ہے۔ یہ امر نہیں منقضی ہوگا حتیٰ کہ اس میں بارہ خلیفہ
 نہ ہو چکیں۔ ہمیشہ رہے گا اسلام بارہ خلفاء کے گذرنے تک۔ بزار اس طرح روایت کرتے
 ہیں میری امت کی حالت ہمیشہ قائم رہے گی تا وقتیکہ اس پر بارہ خلفاء نہ گذریں اور وہ سب قریشی
 ہوں گے۔ ابو داؤد نے اس اور اس پر زیادہ کہا ہے۔ حسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

مکان پر تشریف لے آئے تو قریش کے اور انہوں نے دریافت کیا کہ پھر کیا ہو گا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ پھر قتل اور فساد ہو گا۔ ایک روایت میں اس طرح ہے۔ ہمیشہ رہے گا یہ دین قائم یہاں تک کہ ہونگے تم پر بارہ خلیفہ کہ جن پر تمام امت کا اجماع اور اتفاق ہو گا۔ نزدیک احمد اور بزار کے بسند میں اس طرح ہے کہ ابن مسعود سے دریافت کیا گیا کہ اس امت پر کتنے خلفاء حکمراں ہوں گے۔ ابن مسعود نے کہا کہ ہم نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ بارہ ہونگے جتنے نبی امراء ہیں تھیں تھے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ان احادیث یا ان کے بعض اہم روایت میں بارہ خلفاء سے شاید یہ مراد ہو کہ وہ بارہ خلیفہ خلافت کے غلبہ اور قوت و استقامت اسلام کے زمانہ میں ہونگے اور اجماع و اتفاق ایک شخص واحد کی خلافت کے لئے لوگوں میں پایا بھی جاتا ہے۔ کیونکہ افسوسناک زمانہ خلافت نبو امیہ میں ولید بن یزید کے وقت پھیرا ہوا ہے اور یہ افسوسناک ہی عباس کے قیام خلافت تک رہا اور نبی عباس کے قیام کے بعد بنو امیہ کا استیصال ہی ہو گیا۔ شیخ اسلام ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں قاضی عیاض کے قول کی نسبت لکھا ہے کہ قاضی عیاض کا قول اس حدیث کے متعلق بہت اچھا ہے کیونکہ بعض صحیح حدیث کے طریق اس کی تائید کرتے ہیں کہ کل لوگوں کا ان پر اتفاق ہو گیا اس کی توجیح یہ ہے کہ مراد اجماع اور اتفاق سے یہ ہے کہ لوگ ان کی بیعت میں مطیع ہو گئے اور کسی نے حیل و حجت نہیں کیا جیسے کہ خود حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ علی کے زمانہ تک ہوا اور قضیہ صفین واقع ہوا۔ پھر معاویہ خلیفہ مقرر ہوئے اور لوگوں نے پھر حضرت امیر سے خلع بیعت کے بعد امیر معاویہ پر اجماع کر لیا۔ پھر یزید پر اجماع ہوا اور امام حسین پر نہیں ہوا بلکہ آپ شہید کر دے گئے۔ پھر یزید کے مرنے کے بعد اختلاف پیدا ہو گیا حتیٰ کہ ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک بن مروان پر پھر اجماع ہو گیا اور عبدالملک بن مروان کے بعد اس کی چاروں اولادوں یعنی ولید۔ سلیمان۔ یزید۔ ہشام پر ہوا اور سلیمان اور یزید کے درمیان ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز پر بھی اجماع ہوا تھا۔ لہذا اس حساب سے خلفاء راشدین کے علاوہ یہ ساتواں خلیفہ ہے اور بارہواں ولید بن یزید

میں عبد الملک ہے کہ لوگوں نے اس کے چچا ہشام کے انتقال کے بعد اس پر اجتماع کر لیا تھا پھر چار
 برس کے بعد لوگ اس سے پھر گئے اور اس کو قتل کر ڈالا اور فتنہ و فساد پیدا ہو گیا
 اور اس وقت سے زمانہ ہی پلٹ گیا اور اس کے بعد پھر کسی خلیفہ کے واسطے
 اجتماع نہیں ہوا کیونکہ یزید بن ولید اپنے چچا کے بیٹے ولید بن یزید کے خلاف
 کھڑا ہو گیا مگر یہ بھی دیر تک زندہ نہ رہا بلکہ اس پر اس کے باپ کے چچا کا
 بیٹا مردان بن محمد بن مردان غالب آگیا اور جب یزید مرا تو اس کے بھائی
 ابراہیم نے سلطنت ہاتھ میں لی مگر مردان نے ابراہیم کو بھی قتل کر ڈالا۔ پھر مردان
 پر بنو عباس غالب آئے اور اس کو قتل کر ڈالا اور بنو عباس میں سب سے پہلا خلیفہ
 سفاح ہوا مگر اس کا بھی زمانہ نے دیر تک ساتھ نہ دیا اسکے بعد اسکا بھائی منصور
 خلافت پر بیٹھا اگرچہ اس نے کچھ مدت تک سلطنت کی مگر اسکے ہاتھ سے مغرب
 اقصیٰ نکل گیا کیونکہ اندلس (اسپین) پر بنو امیہ غلبہ کر گئے اور مدتوں قابض رہے حتیٰ کہ
 انھوں نے اپنی سلطنت کو خلافت کا لقب دیدیا اور بہت سی خرابیاں واقع ہو گئیں اور خلافت
 کا نام ہی نام باقی رہ گیا۔ حالانکہ عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں مسلمانوں نے مشرق سے
 مغرب تک غلبہ پالیا تھا اور شرقاً و غرباً غلبہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور تمام شہروں میں
 بغیر حکم خلیفہ کے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اندلس کھینچا ہونا اور وہاں برائے نام چند نام نہاد خلفاء کا
 حکومت کرنا اور انہیں کے ساتھ مصر میں عبیدیوں کا دعویٰ خلافت کرنا زوال خلافت
 بغداد کے اسباب ہیں۔ نیز علویوں اور خوارج کا اقطار زمین میں دعویٰ خلافت کرنا
 بھی زوال بغداد میں شامل ہے۔

اس تاویل سے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ پھر فتنہ و فساد
 ہوگا یہ ہو سکتی ہے کہ ناحق قتل واقع ہوں گے اور ہمیشہ رہیں گے بلکہ زیادہ ہوتے جائیں
 گے اور ایسا ہی ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بارہ خلیفہ شروع اسلام سے لیکر قیامت
 تک ہوں گے اور حق پر عمل کریں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ یکے بعد دیگرے ہی
 ہوں۔ اس تاویل کی تائید مسند کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کو وہ

اپنی مسند کبیر میں ابوالخلدانہ سے لائے ہیں کہ نہیں ہلاک یونہی یہ اُمت تا وقتیکہ اس میں سے ایسے بارہ خلفاء نہ گذریں جو دین حق اور راہ ہدایت پر چلنے والے ہوں گے اور انہیں میں سے دو آدمی اہل بیت میں سے ہوں گے۔ اس تاویل پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی کہ پھر فتنہ و فساد ہوگا یہ معنی ہونگے کہ وہ فتنے خروج و مجال سے لیکر زمانہ مابعد تک ہوں گے اور قرب قیامت کی خبر دینے والے ہوں گے انتہی۔ میں کہتا ہوں کہ وہ بارہ خلفاء یہ ہیں۔ خلفاء اربعہ امام حسن امیر معاویہؓ۔ ابن زبیر۔ عمر بن عبدالعزیز۔ آٹھ تو یہ ہوئے۔ نویں ہندی کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ خلیفہ عباسیوں میں ایسا عادل ہوا ہے جیسے کہ نبی امیہ میں عمر بن عبدالعزیز۔ ایسے ہی طاہر کو بھی شامل کرنا چاہیے اس لئے کہ وہ بھی بہت ہی بڑا عادل خلفہ ہوا ہے۔ دو ابھی باقی ہیں ایک ان دونوں میں سے ہندی ہوں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہوں گے۔

فصل

ان احادیث میں جو نبی امیہ کی خلافت بتلائے والی ہیں

ترمذی کہتے ہیں کہ یوسف بن سعد سے مروی ہے کہ جس وقت امام حسنؓ نے معاویہ سے بیعت کر لی تو ایک آدمی کھڑا ہو کر امام حسنؓ سے کہنے لگا کہ تو نے مسلمانوں کا منہ سیاہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تجھ پر رحمت فرمائے مجھے ہرگز کہہ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب خواب میں بنو امیہ کو منبر پر دیکھا تھا تو آپ کو بہت ناگوار معلوم ہوا تھا۔ اسی وقت انا انطاکیک الکوثر اور انا انزنناہ فی لیلۃ القدر نازل ہوئیں۔ یعنی نازل کیا ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہے رات قدر کی۔ رات قدر کی بہتر ہے ہزار ہینے سے۔ آپ کے انتقال کے ہزار ہینے کے بعد اے محمد بنو امیہ مالک ہو جائیں گے۔ قاسم کہتے ہیں کہ ہم نے حساب لگایا تو امیر معاویہؓ کی بیعت بالکل ہزار ہی مہینہ کے بعد واقع ہوئی نہ کم و بیش۔ ترمذی

کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریبہ ہے یہ حدیث قاسم ہی سے مروی ہے اگرچہ وہ ثقہ ہیں مگر ان کے استاد چہولی ثقہ۔ اسی حدیث کو حاکم نے اپنی مستدرک میں اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ حافظ ابو الجراح کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اور ابن کثیر بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن جریر اپنی تفسیر میں حدیث عباس ابن سہل سے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی حکم بن عافس کو (خواب میں) دیکھا کہ بندر کی طرح منبر پر کودتا ہے۔ آپ کو یہ برا معلوم ہوا۔ اس کے بعد آپ وفات شریفہ تک کبھی نہیں پہنچے۔ **وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي آرْتَأُونَ إِلَّا آيَاتٍ لِّلنَّاسِ كَالنَّفْثَاتِ الَّتِي يَظُنُّونَ أَنَّهَا مُرْسَلَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ** اس حدیث کے اسناد ضعیف ہیں لیکن احادیث عبد اللہ بن عمر اور یعلیٰ بن مرہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہم اس حدیث کے شواہد ہیں۔ اس حدیث کو میں نے دیگر طریقوں کے ساتھ کتاب التفسیر والمسند میں نقل کیا ہے۔ نیز کتاب اسباب النزول میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فصل

اولیٰ حدیث میں نبی عباس کی خلافت کی بشارتیں والی ہیں

بزار نے یہ سند ابو ہریرہؓ لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ تم لوگوں میں نبوت اور بادشاہت دونوں ہیں (اس حدیث کی سندیں عامری ضعیف ہے مگر اس کو ابو نعیم دلائل النبوت میں اور ابن عدی کامل میں اور ابن عساکر اپنی کتاب میں متعدد طریقوں سے لائے ہیں) امام ترمذی بروایت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے ارشاد فرمایا کہ کل صباح اپنے بیٹے کو لیکر آپ میرے پاس آئے تاکہ میں ان کے لئے دعا کروں کہ خداوند تعالیٰ آپ اور آپ کی اولاد کو نفع بخشے حضرت عباسؓ صبح اپنے بیٹے کو کپڑے پہنا کر حضور کی خدمت میں لے گئے آپ نے دعا کی کہ اہا العالمین عباسؓ اور اس کے بیٹے کی ظاہر اور باطن میں مغفرت کر اور کسی گناہ میں نہ پکڑ۔ اے اللہ اس کی اور اس کے

بیٹے کی حفاظت فرما۔ ترمذی اپنی جامع میں انسابی لکھتے ہیں مگر زرین العیسیٰ نے اس کے آخر میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ اس کے بعد اس کی خلافت کو باقی رکھ سکے۔ نزدیک یہ اور اس سے پہلی حدیث اصرح ہیں۔

طبری نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنو مردان کو میں نے اپنے منبر پر پہلے درپے چڑھتے دیکھا تو مجھ کو برا معلوم ہوا لیکن جب بنو عباس کو دیکھا تو مجھے اچھا معلوم ہوا۔ ابو نعیم حضرت ابو ہریرہؓ کی سند سے علم میں لکھتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو حضرت عباسؓ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابو الفضل کیا میں تم کو نہ بشارت دوں گا کہ ضرور دیجئے فرمایا کہ اللہ نے اس امر کو مجھ سے شروع کیا ہے اور تمہری اولاد کے ساتھ اس کو ختم کریگا اس کے اسناد ضعیف ہیں (حضرت علیؓ کی حدیث میں بھی اسی طرح وارد ہوا ہے لیکن خطیب نے تاریخ میں ابن عباسؓ سے اس طرح روایت کی ہے کہ تم ہی سے یہ امر شروع ہوا اور تم ہی پر ختم ہوگا۔ میں عنقریب ہی اس حدیث پر مع اس کی اسناد کے مہتممی باللہ کے بیان میں بحث کرونگا۔ نیز ایک اور حدیث خطیب نے بسند جابر بن عبد اللہ عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عباسؓ کی اولاد بادشاہ ہوگی۔ میری امت کے امیرون کی وجہ سے اللہ صاحب دین کو غلبہ دینگا۔

بروایت ابن عباسؓ ابو نعیم نے دلائل میں لکھا ہے کہ ام الفضل نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ میں ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جناب نے فرمایا کہ تیرے بطن میں لڑکا ہے۔ جب پیدا ہو تو تو اس کو لیکر میرے پاس آنا جب پیدا ہوا تو میں اسے خدمت اقدس میں لیکر حاضر ہوئی۔ آپ نے اس لڑکے کے دلہنے کان میں اذان اور بایں میں تکبیر فرمائی اور لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا اور عبد اللہ نام رکھا اور فرمایا کہ خلفاء کے باپ کو لیجا میں نے اس وقت یہ کا ذکر حضرت عباسؓ سے کیا انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے

جواب دیا کہ ہاں جو کچھ میں نے کہا ہے سچ ہے۔ وہ خلفاء کا باپ ہی ہے اسی کی اولاد میں سفاح اور مہدی ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ شخص بھی ہو گا جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ نماز پڑھے گا۔ (یہی بروایت حضرت عائشہ صدیقہؓ مسند الفردوس میں مرفوعاً بیان کرتے ہیں قریب ہے کہ نبی عباس کے ہاتھ میں جھنڈا ہو گا اور ان کے ہاتھ سے نہیں نکلنے کا تا وقتیکہ حق نہ قائم ہو جائے۔

دارقطنی نے افراد میں بسند ابن عباس لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا جب تیری اولاد سیاہ کپڑے پہننے لگے گی اور اہل خراسان ان کے مددگار ہوں گے تو ہمیشہ انہیں میں حکومت رہے گی۔ یہاں تک کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو سپرد کر دیں گے (یہ حدیث ضعیف ہے حتیٰ کہ ابن جوزی نے موضوعات میں ذکر کیا ہے مگر اس کے لئے شواہد ہیں) طبرانی نے کبیر میں بروایت ام سلمہؓ مرفوعاً لکھا ہے کہ خلافت میرے چچا کے بیٹوں اور میرے باپ کے ہم جدوں میں رہے گی حتیٰ کہ وہ اس کو مسیح علیہ السلام کو سپرد کر دیں گے۔ عقلی کتاب الضعفاء میں بسند ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ نبی عباس وہ کام ایک دن میں کر دیں گے جس کو بنو امیہ دو دن میں کرینگے اور وہ کام ایک مہینہ میں انجام دے دیں گے جس کو بنو امیہ دو مہینہ میں کر سکیں گے۔ ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں بیان کیا ہے کیونکہ اس میں ایک راوی بکار بھی ہے جس کو وہ متہم کہتے ہیں۔ حالانکہ بکار کبھی بھی جھوٹ بولنے یا وضع حدیث میں متہم نہیں ہوئے۔ البتہ ابن عدی نے ان کو ضعفار میں شمار کیا ہے پھر ساقفی یہ بھی کہا کہ یہ چنداں حرج نہیں ہے اور نہ اس حدیث کے معنی کچھ بعید از قیاس ہیں کیونکہ دولت نبی عباس کا زمانہ عروج جب کہ ان کی حکومت ماسوائے مغرب اقصیٰ کے چار دانگ عالم میں مشرق سے مغرب تک تھی ۱۳ھ کے قریب سے شروع ہو کر ۱۹ھ تک کے قریب ہے۔ یہاں تک کہ خلافت مقتدر کے سپرد ہوئی اور سلطنت کے انتظام میں خلل پڑ گیا اور مغرب کا تمام ملک اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اسکی دولت میں اس کے بعد فساد و اختلال پیدا ہو گیا جیسا کہ آگے آئیگا اس حساب سے

ان کی دولت اور مملکت کا عروج ایک سو ساٹھ سال (یا کچھ کم و بیش) رہا اور یہ زمانہ بنو امیہ کے عروج کے زمانہ سے دو چند ہے کیونکہ ان کے عروج کا زمانہ بالقریب برس ہے۔ ان میں سے نو برس ابن زبیر کی خلافت کے منہا کرنے کے بعد تراسی سال باقی رہتے ہیں جو دولت عباسیہ کے زمانہ عروج سے نصف ہے اس کے علاوہ اسکی شاید وہ حدیث بھی ہے جس کو زبیر بن بکار نے موقوفیات میں بروایت ابن عباس نقل کیا ہے کہ حضرت عباس نے حضرت معاویہ سے کہا کہ اگر تم ایک روز حکومت کرو گے تو ہم دو روز کریں گے اور اگر تم ایک مہینہ کرو گے تو ہم دو مہینے کریں گے اور اگر تم ایک سال کرو گے تو ہم دو سال کریں گے۔ ابن زبیر موقوفیات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا کہ سیاہ جھنڈے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیعت کے واسطے ہیں اور ان کا زوال مغرب کی طرف سے ہوگا۔ تاریخ دمشق میں ابن عساکر لکھتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی کہ اے اہل العالمین عباس اور اسکی اولاد کی مدد فرما۔ پھر حضرت عباس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے چچا جان کیا آپ اس بات کو نہیں جانتے کہ آپکی اولاد میں سے مہدی موفیق ہوگا (کرتھی جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہے وضاع ہے) ابن سعد بردایت ابن عباس طبقات میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عبدالمطلب کی اولاد کو جمع کیا چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کمال محبت تھی اس لئے آپ نے ان سے فرمایا کہ میں تم سے آج ایک مشورہ کرنا چاہتا ہوں تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں جا کر عرض کرو کہ اگر خلافت ہمارے ہی واسطے ہے تو جب تک ہم میں سے ایک بھی زندہ ہو اپنے ہاتھ سے نہ جاسکے دیں گے اور اگر ہمارے واسطے نہیں ہے تو ہم آج ہی سے اسکی کچھ پرواہ نہ کریں۔ حضرت علی کریم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ اے چچا جان بیشک غلامننا آپ ہی کے لئے ہے کسی کی بھی مجال نہیں کہ اس میں منازعت کرے۔

فصل

وینی بسند الفردوس میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

خداوند تعالیٰ جنس کسی قوم کو بادشاہت کے واسطے پیدا کرتے ہیں تو اپنا دست قدرت اس کی پیشانی پر بھیر دیتے ہیں اس کے رادیوں میں میسرہ متروک ہے) اسکو ویلی نے تین طریقوں سے بیان کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

فصل

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار مبارک کتب یا کتب جو خلفائے اربعہ تک چلی آئی

سلفی طور پر یہ لکھتے ہیں کہ جب کعب بن زبیر نے اپنا وہ قصیدہ جس کا نام (بانہ سعاد) تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پڑھا تو حضور نے چادر اس وقت اوڑھے ہوئے تھے کعب بن زبیر کی طرف پھینکی۔ حضرت معاویہ نے اپنے زائر حکومت میں کعب کو لکھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار مبارک کتب ہزار درہم کی میں ہمیں ہر یہ کرد و نگر افضوں نے اس کو منظور نہ کیا۔ جس وقت کعب نے وصال کیا تو حضرت معاویہ نے انکی اولاد سے اس کو بیس ہزار درہم میں خرید لی پھر وہ چار خلفاء نبی عباس کی طرف منتقل ہو گئی۔ علاوہ سلفی کے اور لوگ بھی اسی طرح کہتے ہیں مگر ذہبی اپنی تاریخ میں یوں لکھتے ہیں کہ یہ چار درہم نہیں تھی جس کو حضرت معاویہ نے خریدی تھی بلکہ وہ تھی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں اہل اہلہ کو بطور نشان امان کے اپنے خط کے ساتھ حضرت کی تھی پھر اس کو بیس ہزار درہم میں سفاح نے خرید لی تھی۔ میرے نزدیک جو چادر معاویہ نے خریدی تھی وہ دولت عباسیہ کے زوال کے وقت گم ہو گئی تھی امام حنبلی (زہری) لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو چادر ایک وفد کے آنے کے وقت اوڑھ کر نکلے تھے وہ حضرت موقی تھی۔ اس کا طول چار گز کا اور عرض دو گز ایک بالشت کا تھا یہ ہی چادر خلفاء کے پاس پہنچی اور بوجہ بوسیدہ ہونے کے کپڑوں میں لپیٹی رہتی تھی۔ خلفاء بعد میں میں پہنا کرتے تھے۔ اسی طرح بطور وراثت کے نسل بعد نسل خلفاء میں چلی آتی تھی۔ خلفاء بڑے بڑے جلوسوں میں بھرتبرک کے اس کو کاندھے پر ڈال دیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب مقتدر فتنہ تار میں مقتول ہوا تو یہ چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ اسکے خون میں آلودہ ہوئی

اور اسی جگہ ضائع ہو گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فصل

بعض مختلف فوائد میں جن کا ذکر یہاں مناسب ہے،

ابن جوزی لکھتے ہیں کہ صوفی نے کہا ہے کہ ہر چھٹے خلیفہ نے خلع کیا ہے۔ میں نے غور کیا تو فی الواقع عجیب بات معلوم ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول خلیفہ ہیں آپ کے بعد ابو بکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ پھر حسنؓ۔ جنہوں نے خلع کیا۔ پھر معاویہ۔ یزید بن معاویہ۔ معاویہ بن یزید۔ مروان۔ عبد الملک بن مروان۔ ابن زبیر انھوں نے بھی خلع کیا پھر ولید۔ سلیمان۔ عمر بن عبد العزیز۔ یزید۔ ہشام۔ ولید اس نے بھی خلع کیا اور نبی امیہ کی سلطنت ہی جاتی رہی۔ اس کے بعد سفاح پھر منصور۔ مہدی۔ ہادی۔ رشید۔ امین۔ اس نے خلع کیا۔ پھر مامون۔ معتزم۔ واثق۔ متوکل۔ منتصر۔ مستعین خلع کیا۔ پھر معتز۔ ہتدی۔ معتز۔ معتز۔ مکتفی۔ مقتدر جس نے دو مرتبہ خلع کیا۔ آخر قتل ہوئے۔ پھر قاہر۔ راضی۔ متقی۔ مستکفی۔ مطیع۔ طائع اس نے بھی خلع کیا۔ پھر قادر۔ قائم۔ مقتدی۔ مستظہر۔ مسترشد۔ راشد اس نے بھی خلع کیا (ابن جوزی کا آخری کلام یہی ہے)

جو یہی کہتے ہیں کہ چند وجہ ایسی ہیں جن سے یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ کیونکہ عبد الملک کے بعد ابن زبیر کو بیان کرنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ابن زبیر پانچویں خلیفہ ہیں اور ان کے بعد عبد الملک خلیفہ ہوئے۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ دونوں مل کر پانچویں خلیفہ تھے یا ایک خلیفہ تھا اور دوسرا خارج کیونکہ ابن زبیر سابق البیعت تھے۔ لہذا عبد الملک کی خلافت ابن زبیر کے قتل کے بعد صحیح ہوئی۔ دوسرے یزید الناقص اور اسی کے بھائی ابراہیم کو بھی شمار نہیں کیا حالانکہ ابراہیم نے خلع کیا ہے۔ نیز مروان بھی شمار نہیں کیا گیا۔ پس اس حساب سے ان نواں خلیفہ ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات پہلے جو گزر چکی ہے کہ مروان کا شمار نہیں کیا گیا یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ باغی تھا۔ نیز معاویہ بن یزید بھی باغی تھا کیونکہ ابن زبیر سے لوگوں نے یزید کی مدت کے بعد بیعت کی تھی اور معاویہ نے شام میں اٹکے

خلاف ہتیار اٹھائے تھے۔ پس اس حساب سے ان دونوں کو ایک شمار کیا گیا ہے اور
 بزرگ ناقص کے بعد جو ابراہیم تخت پر بیٹھا تھا اس کی خلافت تامہ نہ تھی کیونکہ ایک قوم
 نے اس سے بیعت کی اور ایک نے نہیں کی تھی۔ بعض اس کو خلیفہ ہی نہیں کہتے بلکہ اس
 کو امیر کا خطاب دیتے ہیں۔ نیز اس کی مدت سلطنت ہی کل چالیس یا ستر روز ہیں۔ پس
 اس حساب سے مردان الحجار چھٹا ہوا کیونکہ وہ معاویہ کے بعد بار ہواں خلیفہ تھا۔ اور
 اس کے بعد چھٹا۔ اصل یہ ہے کہ خلع چھٹے پر ہی موقوف نہیں ہے۔ بلکہ معتز اور
 طاہر اور متقی اور مستکفی نے بھی خلع کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس میں کچھ حرج نہیں اس واسطے کہ قائل کا مقصود یہ ہے کہ ہر چھٹے
 خلیفہ نے خیر و نفع بالضرور خلع کیا ہے۔ یہ اس بات کا منافی نہیں ہے کہ درمیان میں کسی نے
 خلع نہیں کیا ہے۔ یہ بھی اعتراض ہے کہ راشد کے بعد متقی اور پھر مستنجد مستغنی۔
 ناصر طاہر۔ مستنصر ہوئے اور مستنصر جو چھٹا تھا اس نے خلع نہیں کیا۔

پھر مستنصر خلیفہ ہوا۔ اس کو تاتاریوں نے شہید کر کے خلافت کا خاتمہ کر دیا اس کے
 بعد ساڑھے تین سال تک کوئی خلیفہ نہیں ہوا پھر مستنصر خلیفہ ہوا مگر وہ دار الخلافت میں
 نہیں تھا بلکہ اس کی بیعت مصر میں واقع ہوئی تھی۔ مصر سے وہ عراق پہنچ کر تاتاریوں
 سے لڑ کر شہید ہوا اور پھر ایک سال تخت خلافت خالی رہا۔ اب خلافت مصر میں منتقل
 ہو گئی۔ یہاں سب سے پہلا خلیفہ حاکم ہوا۔ اس کے بعد مستکفی۔ والیق۔ حاکم۔ معتز۔
 متوکل ہوئے اور چھٹے خلیفہ متوکل نے خلع کیا۔ اس کے بعد مستنصر ہوا اور پندرہ روز
 خلیفہ رہ کر ہی خلع کر دیا۔ اس کے بجائے پھر دوبارہ متوکل خلیفہ ہوا اور پھر خلع کیا اور ان
 کے بعد محمد زکریا مستنصر خلیفہ ہوا اور خلع کیا پھر سہ بارہ متوکل ہی ہوا اور مرتے دم
 تک خلیفہ رہا۔ پھر مستغنی۔ معتز۔ مستکفی۔ قائم ہوئے اور قائم نے جو مستنصر اول و
 دوم سے چھٹا تھا خلع کیا اس کے بعد مستنجد جو اس وقت خلیفہ ہے تحت خلافت پر ممکن
 ہوا اور یہ نبی عباس کا ایک نواں بادشاہ تھا۔

دیگر مختلف فوائد

بیان کیا جاتا ہے کہ خلفاء نبی عباس میں ایک شروع کرنے والا ہے دوسرا درمیانی ہے تیسرا آخری ہے۔ چنانچہ منصور شروع کرنے والا اور مامون درمیانی اور معتزدا آخری ہے۔
 خلفاء نبی عباس سفاح مہدی اور امین کے علاوہ سب کینز کونگی اولاد میں سے تھے حضرت علی بن ابی طالب اور حسن بن علی اور امین بن رشید کے سوا کوئی ہاشمی خلیفہ ہاشمیہ کے بطن سے نہیں تھا (اس کو صوفی نے روایت کیا ہے)
 علاوہ حضرت علی بن ابی طالب اور علی المکتفی کے کسی خلیفہ کا نام علی نہیں تھا (ذہبی)
 میں کہتا ہوں کہ اکثر خلفاء کے نام مفرد ہیں اور شتی بہت کم البتہ ایک جیسے نام بہت ہیں۔
 عبد اللہ۔ احمد۔ محمد۔

خلفاء کے نام مستعصم تک جو آخر خلیفہ عراق ہے مفرد ہیں۔ پھر خلفاء مصر میں کمر کے گئے جیسے مستنصر۔ مستکفی۔ واثق۔ حاکم۔ معتضد۔ متوکل۔ مستعصم۔ مستعین۔ قائم۔ مستنجد۔ ان میں سے مستکفی اور معتضد تین کے نام رکھے گئے اور باقی دو دو کے۔
 نبی عباس کے خلفاء میں سے کوئی شخص خلفاء نبی عبید کا ہتمام نہیں ہوا۔ بجز قائم حاکم۔ طاہر اور مستنصر کے۔ مہدی اور منصور قبل از وجود نبی عبید کے نبی عباس میں رکھے جا چکے تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ اگر کسی خلیفہ یا بادشاہ کا لقب فاہر ہو تو وہ فلاح کو نہیں پہنچتا اور نہ کبھی بچو لیا پھلتا ہے۔ میرے نزدیک یہی حال مستکفی اور مستعین کے لقب والوں کا بھی ہے۔ دیکھئے نبی عباس میں دو خلیفہ اس نام کے ہوئے دونوں نے خلع کیا اور قتل ہوئے ان معتضد بابرکت اور سب سے اچھا لقب ہے۔

اپنے بیٹے کی جگہ سوائے مقتفی اور مستنصر کے کوئی نہیں تخت پر بیٹھا۔ مقتفی راشد کے بعد اور مستنصر معتصم کے بعد خلیفہ ہوئے (ذہبی)

ایک باپ کے تین بیٹے یکے بعد دیگرے سوائے امین۔ مامون اور معتصم کے اولاد ہارون

میں اور مستنصر معزز اور محمد اولاد متوکل ہیں اور راضی۔ مقتفی۔ مطیح اولاد مقتدرین خلافت پر نہیں بیٹھے۔

کہتے ہیں کہ اولاد عبد الملک میں چار بیٹے تخت پر بیٹھے جس کی نظیر خلفاء میں نہیں ملتی البتہ بادشاہوں میں ملتی ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ نظیر خلفاء میں ہی ملتی ہے۔ دیکھئے متوکل کی اولاد سے چار نہیں بلکہ پانچ ہوئے۔ مستعین۔ معتضد۔ مستکفی۔ قائم۔ مستنجد۔ اپنے والد کی حیات میں سوائے حضرت ابو بکر صدیق اور ابو بکر الطائر بن مطیح کے کوئی خلیفہ نہیں ہوا چونکہ ابو بکر الطائر کے باپ کو فالج پڑ گیا تھا اس لئے اس نے طوعاً و کرہاً اپنے بیٹے کو خلیفہ کیا۔

علماء کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے باپ کی زندگی میں خلیفہ ہوا اور خلافت کا متولی ہوا وہ حضرت ابو بکر صدیق ہیں جس نے سب سے اول بیت المال بنایا اور قرآن شریف کو مصحف کا خطاب دیا وہ حضرت ابو بکر صدیق ہی ہیں۔

وہ شخص جو سب سے اول امیر المومنین کہلایا اور درہ ایجاد کیا سنہ ہجری جاری کیا۔ تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔ دیوان خانہ تعمیر کرایا۔ حضرت عمر فاروق ہیں۔ جس نے سب سے پہلے چراگاہیں مقرر کیں۔ جاگیریں دیں۔ جمعہ میں اذان ثانی پڑھوائی۔ مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ خطبہ پر لگنت سے پھر قادر ہوسکے۔ پولیس مقرر کی وہ حضرت عثمان غنی ہیں۔ جس نے سب سے پہلے اپنی زندگی میں وٹھیل مقرر کیا اپنی خدمت کے لئے خواجہ سرا کے وہ حضرت معاویہ ہیں۔

جس کے دربار میں سب سے پہلے دشمن کا سرکٹ کے آیا۔ عبید اللہ ابن زبیر ہیں۔ جس نے سب سے پہلے اپنا نام سنگہ پر ضرب کرایا۔ عبد الملک بن مردان ہے۔ جس شخص نے سب سے پہلے اپنا نام پیکر پکارا منج کیا۔ ولید بن عبد الملک ہے۔ جنہوں نے سب سے اول القاب کا اختراع کیا۔ خلفاء نبی عباس ہیں۔

ابن فضل اللہ کہتے ہیں کہ بعض کا گمان ہے کہ نبی عباس کی طرح بنو امیہ نے بھی القاب مقرر کر رکھے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ معاویہ کا لقب

الناصر لدين الله اور يزيد کا المستنصر اور معاوية بن يزيد کا الراجح الى الحق اور مردان کا المؤمن بالله تھا۔ اسی طرح عبد الملک کا الموفق لامر الله۔ اس کے بیٹے ولید کا المنتظم بالله حضرت عمر بن عبد العزيز کا المحصوم بالله۔ يزيد بن عبد الملک کا القادر بصيحه الله اور يزيد ناقص کا الشاكر لانعم الله محققا۔

جس کے عہد میں زبانیں مختلف ہوئیں وہ سفاح ہے۔

✓ جس نے سب سے پہلے بنو میمون کو بلایا اور ان کے کہنے پر عمل کیا اپنے غلاموں کو حاکم بنایا عرب کا گورنر کیا وہ منصور ہے۔

✓ جس نے سب سے اول غیر مذاہر کے رد میں کتابیں لکھوائیں وہ مہدی ہے۔

✓ جس نے سب سے اول جلو میں تلواریں اور نیزے لیکر سپاہیوں کو چلایا وہ ہادی ہے۔

✓ جس نے سب سے اول گینڈ بٹلا یعنی چوگان کھیلا رشید ہے۔

✓ جس کو سب سے پہلے اوس کے لقب کے ساتھ پکارا گیا اور جو سب سے پہلے لقب کیسا لکھا

لکھا گیا۔ امین ہے۔

✓ جس نے سب سے پہلے ترکوں کو دیوان میں جگہ دی۔ معتصم ہے۔

✓ جس نے سب سے اول ذمیوں کا فردوں کا لباس خاص مقرر کیا۔ متوکل ہے۔

✓ جس کو سب سے پہلے ترکوں نے شہید کیا متوکل ہے اور اسی واقعہ سے ظاہر ہو گئی

تصدیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی جس کو طبرانی نے ابن مسعود سے نقل کیا

ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم ترکوں کو اس سے پہلے چھوڑ دو کہ وہ

تم کو چھوڑیں کیونکہ سب سے اول وہی ہونگے جو میری امت کے ایک بادشاہ کو ان سے

جدا کر دیں گے۔

✓ جس نے سب سے اول چوڑی آستین اور چھوٹی ٹوپیاں استعمال کیں وہ مستعین ہے

✓ جس نے سب سے اول گھوڑوں کو چاندی کا زیور پہنایا وہ معتز ہے۔

✓ جس پر سب سے اول جبر و قہر کیا گیا معتد ہے۔

✓ جو سب سے پہلے بچپن میں خلیفہ بنایا گیا۔ مقتدر ہے۔

سب سے آخر خلیفہ جو تدبیر لشکر اور اموال سے الگ کیا گیا۔ راضی ہے۔ یہی وہ خلیفہ ہے جس نے سب سے آخر میں شعر کہا خطبہ پڑھا اور ہمیشہ لوگوں کو نماز پڑھاتا رہا اور یہی وہ خلیفہ ہے جس نے اپنے ہم نشینوں۔ تدبیروں کو اپنے سامنے بٹھایا اور یہی وہ آخر خلیفہ ہے جس کا وظیفہ۔ جاگیر۔ خدام۔ کنیزیں۔ خزانہ۔ مطبخ۔ مجلس نگہبان پہلے خلفاء کی طرح الگ تھا یہی وہ آخر خلیفہ ہے کہ جس کے بعد پھر کسی خلیفہ کے لباس خلافت پہنکر سفر نہیں کیا۔

جس کے نام سے القاب مکر ہوئے وہ سب سے اول مستنصر ہے جو مستعصم کے بعد خلیفہ ہو (عبر کی)

جو شخص سب سے اول اپنی والدہ مکر مہ کی حیات میں خلیفہ ہوا وہ حضرت عثمان غنی ہیں پھر ہادی پھر رشید۔ امین۔ متوکل۔ مستنصر۔ مستعین۔ معتز۔ معتد مطیع ہیں۔ صولی کہتے ہیں کہ کوئی عورت سوائے والدہ ولید و سلیمان۔ ابنان۔ عبدالملک کے اور شاہین والدہ یزید ناقص و ابراہیم کے اور خیزران والدہ ہادی و رشید کے ایسی نہیں ہوتی جس کے بطن سے دو خلیفہ پیدا ہوئے ہوں مگر میں کہتا ہوں کہ اس میں والدہ عباس و حمزہ اور والدہ داؤد و سلیمان کو بھی شامل کرنا چاہیے وہ داؤد و سلیمان جو متوکل اخیر کی اولاد سے تھے۔

عبدالعباسیوں میں خلافت سے ملقب چودہ اشخاص ہوئے ہیں۔ ان میں سے تین آدمی یعنی ہمدی۔ قائم اور منصور مغرب میں اور گیارہ آدمی یعنی معتز۔ عزیز۔ حاکم۔ طاہر۔ مستنصر۔ مستعلی۔ امر۔ حافظ۔ طاہر۔ قانز۔ عاصد مصر میں۔ ابتداء سلطنت انکی سن ۲۹۶ء کے کچھ بعد ہوئی اور زوال سلطنت ۵۶۶ء میں ہو گیا۔ قیلاً ذہبی کہتے ہیں کہ اونکی سلطنت گویا چوسیسویں اور یہودیوں جیسی سلطنت تھی نہ علویوں جیسی اور باطنیہ چونکہ فاطمیہ نہ تھی اس لئے انکی سلطنت کو بھی خلافت نہیں کہہ سکتے قیلاً مغرب میں بنو امیہ میں سے جنہوں نے خلافت کی وہ عبید بن سے شریعت و سنت عدل و فضل و علم و جہاد میں بدرجہا بہتر تھے ان میں سے چھ شخص اندلس میں خلیفہ کے لقب سے مخاطب ہوئے

اکثر علماء نے خلفاء کی تاریخیں لکھی ہیں۔ مثلاً ان کے لفظوں یہ نحوی تے دو جلدوں میں ایک تاریخ لکھی ہے اور اس میں انہوں نے قاہرہ کے زمانہ تک کا حال بیان کیا ہے۔ صولی نے بھی ایک تاریخ لکھی ہے جو محض عباسیوں کی تاریخ ہے وہ میں نے دیکھی ہے اور اس سے اس کتاب میں مدولی ہے۔ جوزمی نے بھی صرف عباسیوں ہی کی تاریخ لکھی ہے اس میں ناصر کے زمانہ تک کا حال ہے۔ اس سے بھی میں نے دیکھا ہے۔ ابو الفضل احمد بن ابوطاہر المرزوقی جن کی وفات ۳۸۸ھ میں ہوئی انہوں نے بھی ایک لکھی ہے۔ نیز ایک نبی العباس امیر ابی موسیٰ ہارون بن محمد العباسی نے بھی لکھی ہے قلی خلیفہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان اور مامون کے سوا کوئی خلیفہ حافظ قرآن نہیں ہوا لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے بلکہ ابو بکر صدیقؓ بھی حافظ قرآن تھے اس کی تصریح ایک جماعت مورخین نے کی ہے اور نووی نے اپنی تہذیب میں لکھا ہے نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی بعد از وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام قرآن شریف حفظ کیا تھا **فہا** ابن الساعی کہتے ہیں کہ خلیفہ طاہر کے بیعت لینے کے وقت میں موجود تھا۔ طاہر ایک قبہ دار چتر کے سفید کپڑے پہنے بیٹھا تھا ایک چادر تو اوڑھ رکھی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر شانوں پر ڈال رکھی تھی۔ وزیر سدا منے اور واروغہ تخت کے زمین پر کھڑے تھے۔ لوگوں سے ان لفظوں پر بیعت لے رہا تھا کہ میں اپنے سردار مولانا ام جس کی اطاعت اور فرمانبرداری تمام دنیا پر فرض ہے جن کا نام نامی ابوالنضر محمد طاہر بامر اللہ ہے کے ہاتھ پر قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجتہاد امیر المؤمنین کے لئے بیعت کرتا ہوں نیز یہ کہ اس کے سوا اور کوئی خلیفہ نہیں ہے۔

× حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کا نام نامی عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن

کعب بن لوی بن غالب القرسی تھی۔ آپ نسب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرہ بن کعب سے ملتے ہیں۔ لودی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک عبداللہ مشہور تھا اور یہی صحیح ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کا نام عتیق تھا لیکن تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آپ کا لقب تھا نام نہیں تھا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ آتش و زرخ سے عتیق یعنی آزاد ہیں (روایت کیا اس کو ترمذی نے) بعض کہتے ہیں کہ آپ حسن و جمال کی وجہ سے عتیق کے لقب سے ملقب (عتیق کے معنی حسن و جمال کے ہیں) بعض قائل ہیں کہ چونکہ آپ کے نسب میں کوئی بات قابل عیب نہیں تھی اس واسطے آپ کو عتیق کہتے تھے۔ مصعب بن زبیر وغیرہ لکھتے ہیں کہ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ آپ کا لقب صدیق ہے کیونکہ آپ بچوں اور نڈر ہو کر حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی۔ آپ کبھی بھی کسی امر میں ترشروئی سرزد نہیں ہوئی۔ اسلام میں جناب کا درجہ سب سے اعلیٰ اور بلند ہے۔ صدیق کے لقب سے میں معراج کا بھی قصہ مشہور ہے کہ اپنے کافروں کے جواب میں ثابت قدمی دکھلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق فرمائی۔

آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا ہجرت کرنا اہل و عیال کو چھوڑنا۔ غار اور تمام راستہ میں اپنے آقا کی خدمت بجالانا بلکہ اپنے اوپر لازم کر لینا جنگ بدر میں کلام کرنا۔ حدیبیہ میں جو بوجہ مکہ شریف میں نہ داخل ہونے کے لوگوں میں شہہ پڑ گیا تھا اس کو دور کرنا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر کہ اللہ صاحب نے اپنے ایک نیک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں جسے چاہے پسند کرے پھر رو پڑنا۔ وفات حسرت آیات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ثابت قدم رہنا۔ لوگوں میں خطبہ کے ذریعہ اس وقت تسکین پیدا کرنا۔ مسلمانوں کی مصالحت کی وجہ سے خلافت کے لئے تیار ہو جانا۔ پھر اسامہ بن زید کو لشکر دے کر شام کی طرف بھیجنا اور اس سے نہ ہٹنا۔ مرتدوں سے ایسے نازک وقت میں لڑائی کے لئے کھڑے ہو جانا۔ صحابہ کو قائل کر دینا۔ صحابہ کا شرعاً صدر کو کے انکوحق دکھلا دینا

شام کو فتح کرنا۔ لشکر شام کو مدد پہنچانا آپ کے احسن مناقب اور اجل فضائل میں سے ہیں۔ نیز جناب کا حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ بنانا بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جناب کے فضائل اور مناقب لاتعداد ہیں جو اس مختصر میں نہیں سما سکتے (یہ نووی کا کلام ہے۔) میرا ارادہ ہے کہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حالات اپنی معلوم کے موافق ذرا تفصیل سے لکھوں۔ اس لئے اس باب میں کئی قصصیں کرتا ہوں۔

× فصل

× آپ کے اسم و لقب میں جسکا اشارہ اوپر کیا جا چکا ہے

ابن کثیر کہتے ہیں اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا نام محمد اللہ بن عثمان ہے مگر ابن سعد ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا اسم شریف عتیق تھا۔ صحیح یہ ہے کہ آپ کا عتیق لقب تھا اس میں اختلاف ہے کہ آپ کا یہ لقب کب اور کس وجہ سے ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے یہ لقب ہوا (اس کو لیث بن سعد اور احمد بن حنبل وغیرہ نے روایت کیا ہے)۔ ابو نعیم لکھتے ہیں کہ یہ لقب اس وجہ سے ہوا کہ نیک کام میں آپ سر کے پیش پیش ہوتے تھے بعض نے بیان کیا ہے کہ یہ لقب اس وجہ سے پڑا کہ آپ کی نسب میں ایسا شخص کوئی نہیں گذرا جس پر کوئی عیب لگایا گیا ہو۔ بعض کا قول ہے کہ اول آپ کا نام عتیق رکھا گیا تھا پھر عبد اللہ نام ہو گیا۔

× طبرانی قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اسم مبارک حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ عبد اللہ عرض کیا کہ لوگ تو عتیق کہتے ہیں۔ فرمایا کہ ابو قحافہ کی تین اولاد تھیں۔ عتیق۔ معتیق۔ ابن مسزہ اور ابن عساکر موسیٰ بن طلحہ سے لائے ہیں کہ میں نے ابو طلحہ سے دریافت کیا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نام عتیق کیوں رکھا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ ان کی والدہ ماجدہ کی اولاد چونکہ زندہ نہیں رہتی تھی۔ جس وقت آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو لیکر خانہ کعبہ میں گئیں اور عرض کیا۔ اہلی! یہ بچہ بچہ موت سے عتیق (آزاد) ہے مجھے عطا کر دے۔

x طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آپ کا نام بوجہ آپ کی حسن صورت کے عتیق رکھا گیا ابن عباس کو حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کا نام ان کے گھر والوں نے تو عبد اللہ ہی رکھا تھا مگر عتیق بہت زیادہ مشہور ہو گیا ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عتیق رکھ دیا تھا۔

ابو یعلیٰ اپنی مسند میں اور ابن سعد اور حاکم حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز اپنے مکان میں تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ صحن مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ میرے اور آپ کے درمیان میں ایک پردہ حائل تھا کہ اچانک حضرت ابو بکر تشریف لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دوزخ کی آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہے پس وہ ابو بکر کو دیکھ لے۔ ان کا نام ان کے خاندان والوں نے تو عبد اللہ ہی رکھا تھا مگر عتیق مشہور ہو گیا۔ ترمذی اور حاکم حضرت عائشہ سے لائے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکر تم ناری دوزخ سے خدا کے آزاد کئے ہوئے ہو۔ اسی روز سے آپ کا نام عتیق ہو گیا۔ عبد اللہ ابن زبیر کی سند سے ہزار اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کا نام عبد اللہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ تم آتش دوزخ سے آزاد کئے ہوئے ہو۔ اسی روز سے ان کا نام عتیق پڑ گیا۔ باقی صدیق جو آپ کا لقب ہے سوزمانہ جاہلیت میں ہی یہ لقب پڑ گیا تھا کیونکہ آپ ہمیشہ بیچ ہی بولا کرتے تھے (اس کو مسدی نے لکھا ہے) یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں کی تصدیق میں مبادرت کیا کرتے تھے۔ ابن اسحاق بروایت جین یضری کہتے ہیں کہ شب معراج کے دوسرے دن آپ کا یہ لقب ہوا۔ حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ مشرکین حضرت ابو بکر کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ آپ کے دوست کو یہ رنج ہوا ہے کہ میں رات کو بیت المقدس پہنچا گیا۔ آپ نے کہا کیا وہ ایسا فرماتے ہیں مشرکین نے کہا ہاں۔ حضرت ابو بکر نے کہا کہ حضور نے سچ فرمایا اگر آپ اس سے بھی زیادہ آسمانوں کی خبر دیتے تو میں اسکی بھی تصدیق کرتا۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب

صدیق ہو گیا۔ یہی حدیث حضرت انسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی ابن عساکر نے بیان کی ہے (روایت کیا اس کو طبرانی نے) سعید بن منصور اپنی سند میں لکھتے ہیں کہ شب معراج میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی کے مقام پر پہنچے تو اپنے فرمایا کہ اے جبریل میری قوم میری تصدیق نہیں کریں گی۔ حضرت جبریل نے کہا کہ آپ کی تصدیق ابو بکر کریں گے وہ صدق ہیں طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ ابن اسیر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا یا امیر المؤمنین کچھ حضرت ابو بکر کے حال کی خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ابو بکر وہ ہی ہے جس کا نام اللہ نے جبریل اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے صدیق رکھا وہ نماز میں ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دینی معاملات میں خوش ہوئے ہم اپنی دنیا کے لئے بھی اوس سے راضی ہو گئے۔ دارقطنی اور حاکم نے ابویحییٰ سے روایت کی ہے۔ میں نے لا تعداد مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو برسر منبر کہتے ہوئے سنا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض تر جان سے حضرت ابو بکر کا نام صدیق رکھا ہے۔ طبرانی حکیم بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دفعہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ حضرت ابو بکر کا نام اللہ نے آسمان سے نازل کیا ہے۔ حدیث احد میں موجود ہے کہ تم تسکین رکھو تم میں نبی صدیق شہید ہیں۔ حضرت صدیق اکبر کی والدہ ماجدہ آپ کے والد بزرگوار کی چچا کی بیٹی تھیں جنکا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب اور کنیت ام الخیر تھی (زہری کہتے ہیں کہ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔)

فصل

آپ کے مولد و منشا میں

جناب حضرت ابو بکر صدیقؓ بعد از تو لد رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم دو برس و مہینہ بچے پیدا ہوئے اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔ خلیفہ بن خیار یزید بن اہم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے فرمایا کہ تم بڑے ہوا میں ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ بڑے تو آپ ہی ہیں مگر عمر میری زیادہ ہے (یہ حدیث بہت غریب ہے)

آپ نے مکہ معظمہ میں ہی پرورش پائی اور سوائے ضرورت تجارت کے آپ کبھی مکہ معظمہ سے باہر نہیں نکلے اپنی قوم میں آپ مالدار تھے۔ آپ میں مروت اور احسان کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ قوم میں معزز سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ ابن الدغنے کہتے ہیں کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور احادیث کی تصدیق۔ گم شدہ کی تلاش سختی کا مقابلہ۔ مہالوں کی ضیافت فرماتے ہیں۔ نوکری لکھتے ہیں کہ آپ ایام جاہلیت میں قریش کے روسار میں شمار ہوتے تھے اور قریش آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ آپ سے وہ لوگ بھی محبت رکھتے تھے اور آپ بھی ان کے معاملات کی خوب خبر رکھتے تھے۔ جب اسلام میں داخل ہوئے تو گویا بالکل اسلام کے ہی ہو گئے۔ ابن زہیر لکھتے ہیں کہ آپ قریش کے ان گیارہ اشخاص میں سے ہیں جن کو زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں شرف حاصل رہا ہے۔ آپ زمانہ جاہلیت میں خون بہا اور جرمانہ کے مقدمات فیصل فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ قریش میں کوئی بادشاہ نہیں تھا۔ جو سب کاموں کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہو۔ بلکہ ہر قبیلہ کے رئیس کے ذمہ ایک مقررہ کام ہوتا تھا۔ چنانچہ نبی ہاشم کے متعلق حاجیوں کو پانی پلانا اور خور و نوش میں امداد کرنا تھا یعنی کوئی شخص حاجیوں کو ان کے سوا کھانا پینا نہیں دے سکتا تھا۔ اگر کوئی دے تو نہیں کے کھانے اور پانی میں سے دے سکتا تھا۔ عبدالدار کے ذمہ حاجت علمبرداری اور مجلس شوریٰ کا کام تھا اور بغیر ان کے حکم کے کسی دوسرے کے گھر کوئی نہیں جاسکتا تھا اور تا وقتیکہ نبی عبدالدار نہ علم اٹھاوین جنگ نہیں ہو سکتی تھی اور مجلس شوریٰ انہیں کے یہاں ہوتی تھی۔

فصل

حضرت ابو بکر ایام جاہلیت میں بھی بہت بڑے مقتدی تھے

ابن عساکر حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے جاہلیت یا اسلام میں کبھی شہر نہیں کہا اور آپ نے اور حضرت عثمان نے زمانہ جاہلیت میں ہی شراب ترک کر دی تھی۔ ابو نعیم حضرت عائشہ سے لائے ہیں کہ آپ نے جاہلیت ہی میں اپنے اوپر شراب حرام کر لی تھی۔ ابن عساکر عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق نے

کبھی شعر نہیں کہے۔ ابن عساکر ہی کہتے ہیں کہ صحابہ کے ایک مجمع میں کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ بھلا کبھی آپ نے شراب پی ہے۔ آپ نے اللہ سے پناہ مانگ کر فرمایا کبھی نہیں۔ اس نے پھر کہا کہ کیوں۔ آپ نے جواب دیا تاکہ بدن میں سے بونہ آئے اور مروت زائل نہ ہو کیونکہ شراب پینے سے بد بو آیا کرتی ہے اور مروت جاتی رہتی ہے۔ یہ خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرتضیٰ لہ شاد فرمایا ابو بکر سید کتبہ

فصل

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ شریف

ابن سعد حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا رنگ گورا چہ چہرہ پیرا بدن او رخسار مبارک ذرا پچکے ہوئے تھے۔ آپ کا پانچواں بچے کو کھسک جاتا تھا۔ پیشانی پر اکثر پسینہ آیا رہتا تھا۔ آنکھیں نیچی رکھتے تھے۔ بلند پیشانی تھی۔ انگلیوں کی جڑوں کوشت سے خالی تھیں آپ مہدی یا کسم (کسبہ) کا خطاب کیا کرتے تھے۔ حضرت انس سے مروی ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو سوائے حضرت ابو بکر صدیق کے کسی کی ڈاڑھی کچھڑی نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد آپ مہدی یا کسم سے خطاب کرنے لگے۔

فصل

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے میں

ترمذی ابنی سعید حذری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے بوقت قبیمہ خلافت ارضاد فرمایا کہ میں تم سب سے خلافت کا زیادہ حقدار نہیں۔ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا ہوں وغیرہ وغیرہ حضرت عائشہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام لائے (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) زید بن ارقم کہتے ہیں کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھی وہ حضرت ابو بکر ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر سب سے پہلے اسلام لائے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے عرض کیا کہ سب سے پہلے کون مسلمان ہوا

آپ نے فرمایا حضرت ابو بکرؓ اور کیا تو نے حسان کے یہ اشعار نہیں سنے (مترجمہ) جب تو کسی کا
 رنج و الم پلو کرے تو حضرت ابو بکرؓ کو بھی پلو کرنا۔ آپ دتبا میں سب سے زیادہ نیک عادل و قادر
 تھے۔ آپ لوگوں کو پاک کر گئے۔ آپ بارگاہ خداوندی کی طرف قصد کرنے والے اور غار حرا
 میں اپنے آقا کے ساتھ رہنے والے اور آپ ہی سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق
 کرنے والے تھے (انہی) (طبرانی) فرات بن سائب لے میمون بن ہیران سے پوچھا کہ آپؓ نزدیک
 حضرت علی افضل ہیں یا حضرت ابو بکرؓ آپ کو سخت غصہ آیا اور فرمایا مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں
 ایسے وقت تک زندہ و ہونگا کہ جس میں ان دونوں کے موازنہ کرنا وقت آئے دونوں
 اچھے اور دونوں اسلام کے لئے بمنزلہ سر کے تھے۔ پھر دریافت کیا حضرت ابو بکرؓ پہلے مسلمان
 ہوئے تھے یا حضرت علیؓ آپ نے جواب دیا ابو بکرؓ مجھ راہب کے زمانہ میں اسلام لائے تھے حالانکہ
 حضرت علیؓ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے (ابو نعیم) بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کل صحابہ اور
 تابعین وغیرہ ہم سے پہلے ایمان لائے تھے بلکہ بعضوں نے دعویٰ کیا ہے کہ آپ کی سبقت
 اسلام پر اجماع ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے حضرت علیؓ ایمان لائے۔ بعض کا قول ہے
 کہ حضرت خدیجہؓ کبریٰؓ پہلے ایمان لائیں۔ ان اقوال کی تطبیق اس طرح ہے کہ مردوں
 میں اول حضرت ابو بکرؓ لڑکوں میں حضرت علیؓ حضورؐ میں حضرت خدیجہؓ کبریٰؓ ایمان لائیں۔
 تو بیچ سب سے اول حضرت مولانا امام المعظم ابو غنیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کی ہے سالم بن جعد نے
 حضرت محمد بن حنیفہ سے دریافت کیا کہ کیا حضرت ابو بکرؓ سے پہلے ایمان ہیں۔ آپ نے فرمایا
 نہیں عرض کیا تو پھر یہ کیوں مشہور ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ جس وقت سے حضرت
 ابو بکرؓ مسلمان ہوئے۔ مرے دم تک تمام مسلمانوں میں افضل رہے روایت کیا اس کو
 ابن ابی شیبہ نے) سعد نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ کیا تم سب میں پہلے حضرت ابو بکرؓ
 صدیق ایمان لائے تھے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ حضرت ابو بکرؓ کا اسلام ہم سب میں اچھا تھا
 اور ان سے پہلے پانچ آدمی مسلمان ہو چکے تھے (ابن عساکر) ابن کثیر کہتے ہیں ظاہر یہ ہے
 کہ سب سے اول ایمان حضورؐ پر آپ کے اہل بیت لائے تھے۔ یعنی ایمان المؤمنین خدیجہؓ کبریٰؓ
 آپ کے غلام زید اور زید کی بیوی ام ایمن اور حضرت علیؓ اور ورقہ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ خود فرماتے

ہیں کہ میں ایک مرتبہ کعبۃ اللہ کے قریب بیٹھا تھا اور زید بن عمرو کعبہ آتھا۔ اتنے میں امیہ بن ابی
 الصلت آیا اور مزاج پر سی کے بعد کہنے لگا جس نبی کا انتظار ہے وہ ہم میں پیدا ہوگا یا تم
 میں۔ میں نے اس سے پہلے نبی موعود کا ذکر چونکہ کبھی نہیں سنا تھا اس لئے میں ورقہ
 بن نوفل کے پاس آیا۔ یہ شخص اکثر آسمان کی طرف دیکھتا رہتا تھا اور اس کے سینہ میں
 سے ایک طرح کی آواز آیا کرتی تھی میں نے اُن کے پاس بیٹھ کر یہ قصہ بیان کیا انہوں نے
 کہا کہ میں اکثر کتب سکاویہ دیکھتا رہتا ہوں اس لئے مجھے معلوم ہے کہ وہ نبی موعود و سلطانِ انبیا
 عرب میں سے ہوگا اور چونکہ تم بھی وسط عرب میں سے ہو۔ اس لئے وہ تم میں ہی پیدا ہوگا۔
 میں نے کہا اونکی کیا تعلیم ہوگی۔ آپ نے جواب دیا یہی کہ نہ ایک دو سرے پر ظلم کرو۔ نہ
 کسی غیر پر ظلم کرو۔ نہ خود مظلوم بنو۔ میں یہ سن کر چلا آیا۔ پس جس وقت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے میں فوراً ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی (ابن عساکر)
 محمد بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں نے کسی کو دعو
 اسلام کی تو سب کے دل میں تروڑ اور شک پیدا کیا مگر ابوبکر صدیقؓ پر جب میں نے اسلام
 پیش کیا تو انہوں نے بغیر فکر و تروڑ کے اسلام قبول کر لیا۔ یہی سبقتی کہتے ہیں کہ آپ نے
 سبقت اس واسطے کی کہ آپ دلائل اور آثار قبیل دعوت اسلام کے معلوم کر چکے اور سن چکے
 تھے لہذا فوراً ہی دعوت اسلام کے وقت لبیک ہی اور مسلمان ہو گئے اور راج تو نہیہ ہے
 کہ ہر ایک نے آپ سے گریز کیا مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ زمانہ جاہلیت میں بھی صدیق ہی تھے
 جیسے کہ اسلام میں ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جس سے بھی
 مسلمان ہونے کو کہا میرے کلام کو اپناتا رہا اور جتیں کرتا رہا مگر ابن قحافہ کہ جب میں نے ان سے
 اسلام لاسنے کو کہا تو فوراً قبول کر لیا اور اس پر مستقل رہے۔ بخاری ابو الدردار سے
 روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے دوست کو چھوڑنا
 چاہتے ہو وہ ایسا شخص ہے کہ جب میں نے کہا کہ میں ایک اللہ کا رسول ہوں مجھے
 خداوند تعالیٰ نے تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ تو تم نے مجھے جھٹلا دیا اور اس وقت
 ابوبکرؓ نے ہی میری تصدیق کی۔

فصل

عجبت اور حضوری بخیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علماء کہتے ہیں کہ جس وقت سے آپ ایمان لائے اور انتقال فرمایا کبھی سفر و حضر میں کبھی آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا مگر حج اور غزوہ کے لئے ضرور آپ حضوری کی اجازت سے صحبت مبارک سے علیحدہ ہوئے ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اہل و عیال کو چھوڑا غار حرا میں ساتھ رہے اکثر لڑائیوں میں مدد کی اور بہت سی ایسی ہی باتیں ہیں۔ خصوصاً جنگ احد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب چھوڑ کر بھاگ گئے تو ایسے موقع میں بھی آپ ہی ساتھ رہے۔ ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں فرشتوں نے آپس میں کہا کہ وہ دیکھے حضرت ابو بکرؓ ساہان کے نیچے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہیں (ابن عساکر) ابو بکرؓ روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کی مدد جبریل کرتے ہیں اور دوسرے کی میکائیل (ابن سیرین کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن بکر مشرکین کے ہمراہ ہو کر جنگ بدر میں لڑ رہے تھے۔ جب عبد الرحمن مسلمان ہوئے تو انھوں نے اپنے والد مکرم حضرت ابو بکرؓ سے عرض کیا کہ آپ بدر کے روز چند مرتبہ میرے تیر کے زو میں آئے مگر میں نے اپنا ہاتھ روک لیا آپ نے جواب دیا کہ اگر تو میرے نشانہ میں آجاتا تو میں کبھی نشانہ نہ خطا کرتا (ابن عساکر)

فصل

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت میں

آپ تمام صحابہ میں زیادہ شجاعت تھے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اے لوگو مجھے خبر دو کہ سب سے بہادر اور شجاع کون شخص ہے لوگوں نے کہا کہ آپ ہیں فرمایا میں ہمیشہ اپنے برابر کے چوڑ

کے ساتھ لڑتا ہوں۔ یہ کوئی بہادری نہیں ہے تم سب سے بہادر شخص کو بتاؤ۔ عرض کیا کہ ہمیں معلوم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا سب سے شجاع اور بہادر حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہم نے ایک سائبان بنایا تھا۔ ہم نے آپس میں صلاح کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی حفاظت کے لئے کون شخص رہیگا۔ اللہ کی قسم ہم میں سے کسی کو بھی ہمت نہ ہوئی مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے اور کسی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پھٹکنے دیا۔ اگر کوئی آپ پر حملہ آور ہوا تو آپ فوراً اس پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر دیا۔ لہذا آپ سب سے زیادہ بہادر تھے۔ حضرت علیؓ ہی فرماتے ہیں کہ مشرکین نے ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیا اور کہنے لگے تو ہی ایک خدا بتلاتا ہے۔ خدا کی قسم کسی کو مشرکین سے مقابلہ کرنے کی جرات نہ ہوئی مگر ابو بکر صدیقؓ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر ہٹانے اور دہکا دے دے کر گرنے لگے آپ گراتے جلتے تھے اور فرماتے جاتے تھے افسوس اور سخت افسوس تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار ایک ہے پھر حضرت علیؓ چار اٹھ کر رونے لگے کہ آپ کی ڈار ہی تر ہو گئی پھر فرمایا کہ خدا تمہیں ہدایت کرے یہ تو بتلاؤ کہ مومنین آل فرعون ایسے تھے یا ابو بکرؓ اچھے ہیں۔ لوگ خاموش رہے مگر خود آپ نے ہی جواب دیا کہ تم کیوں نہیں جواب دیتے اللہ کی قسم حضرت ابو بکرؓ کی ایک گھڑی اون کی ہزار گھنٹوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے اور اس شخص نے اپنے ایمان کا علی الاعلان اظہار کیا (بزار) عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سوال کیا کہ مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ سختی کون سی کی ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ عقبہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھتے ہوؤں کے پیچھے سے آیا اور آپ کے گلے میں چادر ڈال کر گھسیٹنے لگا۔ اس نے بہت زور سے گلا گھوٹنا۔ اتفاق وقت سے حضرت ابو بکرؓ صدیقؓ آگے عقبہ کو ہٹا کر آپ فرمانے لگے کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو خدا کو ایک کہتا ہے اور خداوند تعالیٰ کے پاس سے دلائل لیکر آیا ہے (بخاری) ابن طلیب کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں۔ جب جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب چھوڑ کر چھوڑا

پس میں ہی تھا کہ جس نے سب سے اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے وقت میں حفاظت کی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس وقت اسلام میں اڑتیس آدمی داخل ہو چکے تو حضرت ابو بکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جنت عرض کیا کہ آپ اسلام کو ظاہر فرمائیے آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ ہماری جمیعت بہت حقوڑی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اصرار فرماتے رہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین برحق کے ظاہر ہونے کا اعلان فرمایا لوگ نواحی مسجد میں ادھر ادھر متفرق ہو گئے حضرت ابو بکرؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ مشرکین نے حضرت ابو بکر صدیقؓ پر حملہ کیا اور لوگوں کو بہت اذیت پہنچائی (ابن عساکر) ہم اس حدیث کو آگے بیان کریں گے (ابن عساکر حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ اسلام لائے آپ نے اسلام کو ظاہر فرمایا اور لوگوں کو بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دی۔

فصل

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تصدق کرنا

آپ کل صحابہ میں سب سے زیادہ سخی تھے اللہ تعالیٰ نے **وَسَيُجِزِيكَ اللَّهُ مَالًا** بتزکیٰ آپ ہی کی شان میں نازل کی ہے عمار کا اتفاق ہے کہ یہ آیت آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے (ابن الجوزی) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جتنا نفع مجھے ابو بکرؓ کے مال نے دیا ہے اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رو کر عرض کیا حضور میں اور میرا مال سب حضور ہی کا ہے (احمد) ایک اور حدیث حضرت عائشہؓ سے بھی اسی طرح کی آئی ہے بلکہ ایک حدیث میں اتنا اور زائد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مال ہی کی طرح اپنا مال سمجھ کر حضرت ابو بکرؓ کے مال کو خرچ کیا کرتے تھے (خطیب) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جس روز حضرت ابو بکرؓ مشرفہ ہا اسلام ہوئے آپ کے پاس چالیس ہزار دینار یاد رہم موجود تھے آپ نے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کر دیے (ابن عساکر) ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت ابو بکرؓ اسلام لائے آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جب آپ ہجرت فرماتے

نکلے تو پانچ ہزار سے زیادہ نہیں رہے تھے اسلام کی مدد اور مسلمان غلاموں کی رہائی میں
 خرچ کر دئے تھے (ابن سعید) ابن عساکر حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ نے سات
 غلاموں کو جن کو ان کے مولانا تکلیفیں دیتے تھے آزاد کرایا ہے۔ ابن عمرؓ فرماتے ایک مرتبہ میں
 نبی علی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت ابو بکرؓ بھی تشریف رکھتے تھے اور آپ
 نے ایک عبا جس میں کانٹا لگا کر اپنا سینہ ڈھکتے ہیں پہن رکھی تھی اتنے میں حضرت جبریل
 علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہؐ آج میں خلاف معمول یہ کیا دیکھ رہا ہوں
 کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ عبا میں کانٹا لگائے تشریف رکھتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا اے جبریل
 آج انھوں نے مجھ پر اپنا کل مال خرچ کر دیا ہے حضرت جبریلؑ نے کہا کہ خداوند تعالیٰ ابو بکرؓ
 پر سلام بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اسے ابو بکرؓ تمہیں جو میری وجہ سے فقیر ہو گئی ہے۔
 تم اس بارے میں مجھ سے خوش ہو یا ناراض۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ میں اور اپنے مولا
 اور میری سے ناراض۔ میں اپنے رب سے بالکل خوش ہوں۔ میں اپنے رب سے بہت
 راضی ہوں اور بہت خوش ہوں (ابن عساکر) اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور بہت سی
 روایتیں اسی کے مثل آئی ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ السلام ایک جبہ اس طرح کا
 کہ اس میں کانٹا لگائے ہیں پہنکر نازل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل یہ کیا
 ڈھنگ میں عرض کیا کہ اللہ صاحب نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اسی لباس میں ہو جائیں
 جس میں کہ ابو بکرؓ میں ہیں۔ یہ اس کی سند بالکل ہی ضعیف ہے۔ اگر یہ روایت صحیح ہوتی
 تو اس سے پہلے بھی اس کو لوگ روایت کرتے۔ اس روایت سے اعراض کرنا بہتر ہے (خطیب)
 حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حکم فرمایا کہ ہم کچھ مال تصدق کریں۔ میں نے دل میں یہ پکا ارادہ کر لیا کہ میں آج ابو بکرؓ سے
 بڑھ کر تصدق کروں گا۔ پس میں اپنا نصف مال لے آیا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت
 فرمایا اے ابوبکرؓ! کیا اس کے واسطے کتنا چھوڑا۔ عرض کیا کہ نصف چھوڑ آیا ہوں۔ لہذا میں ابو بکرؓ
 صدیقؓ اپنا کل مال لے کر ابو بکرؓ تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ اور دینا
 کے لئے بھی چھوڑ آئے کہا کہ ان کے پاس اللہ اور رسولؐ کافی ہیں۔ تمہیں کیا ہے۔

نے سوچا کہ میں کسی بات میں آپ سے سبقت نہیں لے جا سکتا (ابو داؤد۔ ترمذی) حسن بصری فرماتے ہیں کہ ابو بکرؓ جب ایک مرتبہ صدقہ لائے تو اسکی مالیت کو چھپا کر عرض کیا کہ حضور یہ میرا صدقہ ہے واللہ مجھے اب اللہ صاحب کا ہی سہارا کافی ہے حضرت عمر فاروقؓ بھی اپنا صدقہ لائے اور مالیت ظاہر کر کے کہنے لگے کہ مجھے اب خدا کا ہی سہارا کافی ہے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں کے صدقوں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا تم دونوں کے الفاظوں میں فرق ہے (ابو نعیم اس کی اسناد وجید ہے) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اوپر کسی کا احسان نہیں رہا سب کا اتار دیا مگر ابو بکر صدیقؓ کا البتہ احسان میرے ذمہ باقی ہے۔ اس لئے اس کا احسان اتنا بڑا ہے کہ اس کا عوض قیامت کے روز اللہ ہی دینگے مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہونچایا جتنا ابو بکرؓ کے مال نے پہونچایا ہے (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے) حضرت ابو بکر صدیقؓ خود فرماتے ہیں کہ میں ایک روز جناب والہ ماجد مدظلہ کو لے کر حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بوڑھا پے میرا نکو کیوں تکلیف دی میں خود آجاتا۔ میں نے عرض کیا آپ کا تکلیف دینے سے تو انکا ہی آنا بہتر ہے آپ نے فرمایا میرے اوپر تمہارے اتنے احسان ہیں کہ تمہارے والد کو تکلیف دینا گوارا نہیں کر سکتا (بزار) ابن عساکر ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اوپر ابو بکرؓ سے بڑھ کر کسی کے احسان نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنی جان سے بھی میری ٹخنواری کی اور مال سے بھی مدد کی اور اپنی بیٹی سے میرا نکاح کر دیا۔

فصل

آپ کے علم میں

آپ صحابہ میں سب سے بڑے عالم اور ذکی تھے۔ تہذیب میں گودی کہتے ہیں کہ علماء نے آپ کے وفور علم پر تعجب کی ایک حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا تھا کہ قسم ہے اللہ کی اگر کوئی شخص نماز و زکوٰۃ میں کچھ بھی فرق بتلائے گا تو میں

اس کو قتل کر دوں گا انہوں نے مجھے مجبور سمجھ رکھا ہے جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ ادا کرتے تھے اگر وہ اس میں ذرہ برابر بھی کمی کریں گے تو میں ان سے مقابلہ کے لئے تیار ہوں۔ شیخ ابواسحاق نے اس سے استدلال پکڑا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ سب سے زیادہ عالم تھے کیونکہ صحابہ کو جب کبھی کسی مسئلہ میں توقف ہوتا تھا تو وہ اسکو حضرت ابوبکرؓ صدیق کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے جو کچھ آپ کی رائے ہوتی تھی مباحثہ کے بعد وہ ہی ٹھیک اور صحیح ہوا کرتی تھی اور صحابہ اسی کی طرف رجوع کرتے تھے (ابن عمرؓ سے کسی نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کون شخص فتویٰ دیا کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے کوئی زیادہ عالم نہیں تھا۔ ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے کو اختیار دیا کہ وہ خواہ دنیا میں رہے یا عاقبت اختیار کرے سو اس بندے نے عاقبت و پسند کر لیا ہے۔ یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ صدیق روپڑے اور کہا کاش ہم اپنے مال آپ پر قربان کر دیں۔ ہمیں اس آپ کے رونے نے سخت تعجب میں ڈال دیا کیوں کہ حضور پر نور سرسرمی طور پر ایک شخص کا ذکر کر رہے تھے مگر اس میں جو کچھ رمز تھا کہ وہ عبدخیر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس کو فقط ابوبکرؓ صدیق کا ہی علم پاسکتا تھا اسی واسطے وہ ہم سب میں بڑے عالم تھے (بخاری و مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ہیں ان سب میں ابوبکرؓ صدیق کا مال اور صحبت مجھے اچھی معلوم ہوتی ہے اگر میں اپنے اللہ کے سوا کسی کو دوست نہاتا تو ابوبکرؓ کو بنانا لیکن ان کی اخوة اسلامی اور سچم محبت میرے دل میں ہمیشہ رہیگی۔ نووی (ابن کثیر کہتے ہیں کہ کلام اللہ کا علم آپکو سب سے زیادہ تھا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نماز میں صحابہ کا امام بنایا تھا اور حضور نے خود ہی فرمایا ہے کہ قوم کا امام قرآن شریف کا سب سے زیادہ جاننے والا ہونا چاہیے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے کہ جس قوم میں ابوبکرؓ موجود ہوں وہاں کوئی شخص سوائے آپ کے امامت نہیں کر سکتا (ترمذی) ایسی ہی سنت کا بھی علم آپ کو کامل تھا جیسا کہ اکثر مرتبہ صحابہ نے آپ کی طرف رجوع کیا ہے آپ ہمیشہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ان پر پیش کر دیا کرتے تھے کیونکہ آپ نے احادیث کو یاد کر رکھا تھا اور حاجت کے وقت آپ اونہیں میں سے پیش کر دیتے تھے آپ زیادہ اور کون حافظ حدیث ہو سکتا تھا کہ اول رسالت سے لگا کر آخر وفات تک آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے اور باوجود اس کے آپ کا حافظہ نہایت قوی تھا اور حد درجہ تمیز طبیعت اور ذکی واقع ہوئے تھے۔

آپ تعجب کریں گے کہ باوجود ان باتوں کے حضرت ابو بکرؓ سے بہت کم احادیث مروی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بعد از وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی عمر نے بھی بہت کم وفات پائی اگر آپ کچھ مدت زندہ رہتے تو آپ کی روایات تمام صحابہ سے بڑھ جاتیں اور کوئی حدیث ایسی نہ ہوتی جس میں کہ حضرت ابو بکرؓ صدیق کی سند نہ ہوتی۔ دوسرے صحابہ کو حضرت ابو بکرؓ صدیق سے روایت کرنے کی اس لئے ضرورت نہیں پڑی کہ وہ حضورؐ بھی اکثر حضور کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے اور احادیث سنا کرتے تھے پس جس کو وہ خود حضور سے روایت کرتے ہیں حضرت ابو بکرؓ صدیق سے کیوں نقل کریں گے ہاں وہی کر سکتے ہیں جو خود انہوں نے نہ سنی ہو سو وہ ہی کرتے ہیں۔

میمون بن مہران کہتے ہیں۔ جب آپ کے پاس کوئی مقدمہ آتا تو آپ اس مسئلہ کو قرآن شریف میں تلاش فرماتے اور قرآن شریف کے موافق فیصلہ دیتے اور اگر قرآن شریف میں نہ ملتا تو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق فیصلہ کرتے۔ اگر اس قسم کی کوئی حدیث آپ کو یاد نہ ہوتی تو آپ باہر نکل کر لوگوں سے دریافت کرتے کہ میرے پاس ایک ایسا مقدمہ آیا ہے کیا تم میں سے کوئی شخص جانتا ہے کہ ایسے مقدمے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فیصلہ فرمایا ہے۔ پس آپ کے پاس تمام صحابہ جمع ہو جاتے اگر کوئی شخص کوئی حدیث اس قسم کی بیان کرتا تو آپ اسی کے موافق تصفیہ کرتے اور خوش ہو کر خدا کا شکر بجالاتے کہ الحمد للہ کہ ہم میں ایسے اشخاص موجود ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو یاد رکھتے ہیں اگر اس طرح کی کوئی حدیث نہ ملتی تو آپ بڑے بڑے صحابہؓ کو جمع کر کے ان سے مشورہ کرتے اور کثرت رائے

کے موافق فیصلہ سنا دیتے اور حضرت عمر فاروقؓ بھی اس طرح کرتے کہ اول آپ قرآن و حدیث پر نظر کرتے اگر وہاں مسئلہ کا پتہ نہ چلتا تو حضرت صدیق اکبرؓ کے فیصلہ کے موافق کرتے اور اگر حضرت ابو بکر صدیقؓ کا کوئی اس قسم کا فیصلہ نہ پاتے تو جلیل القدر صحابہ کی کثرت رائے سے فیصلہ کرتے۔

جناب ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے بالعموم اور قریش کے بالخصوص نسب ناموں سے بھی خوب واقف تھے یہاں تک کہ جبرین مطعم جو نسب قریش اور نسب عرب کے بہت بڑے ماہر تھے فرماتے ہیں کہ میں نے علم نسب حضرت ابو بکرؓ سے سیکھا ہے جو عرب کے سب سے بڑے نساب ہیں۔

آپ باوجود اس کے علم تعبیر بھی خوب جانتے تھے اور زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی تعبیر خواب بتلایا کرتے تھے۔ محمد بن سیرین جو خود بھی علم تعبیر میں بہت بڑا پایہ رکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر صدیقؓ سب سے بڑے محیر ہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے خداوند تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ میں خواب کی تعبیر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا کروں (ویلمی)

(ابن کثیر کہتے ہیں کہ آپ سب سے فصیح مقرر تھے اور اچھی تقریر کرتے تھے۔ زبیر بن بن بکر کہتے ہیں کہ میں نے علماء سے سنا ہے کہ سب سے زیادہ فصیح حضرت ابو بکرؓ و حضرت علیؓ تھے حضرت عمرؓ کا قول مبارک حدیث شقیفہ عنقریب آئے گا آپ سب سے بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ خوف خدا بھی سب سے زیادہ رکھتے تھے آپ کا علم تعبیر خوف خدا اور فصاحت ایک علیحدہ مستقل فصل میں بیان کیا جائے گا۔ آپ کے اعلم الصحابہ ہونے پر حدیث صلح حدیبیہ بھی دلالت کرتی ہے یعنی حضرت عمرؓ نے صلح حدیبیہ کے متعلق جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کئے تھے اور حضور نے ان کا جو کچھ جواب دیا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہی سوالات حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کئے تو آپ نے بھی وہی جوابات بغینہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے دئے (بخاری) اور اسی واسطے آپ سب

صحابہ میں ماقبل کامل اور صاحب الرائے مانے جاتے تھے ابن عاص وغیرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت جبریل نے مجھ سے کہا ہے کہ خداوند تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق سے مشورہ کیا کیجئے (تمام الرازی)

معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجے گا ارادہ کیا تو آپ نے ایک مجلس شوریٰ قائم کی جس میں علاوہ دیگر صحابہؓ کے حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سید بن حصیرؓ بھی موجود تھے تمام صحابہ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ہی رائے سے اتفاق کیا۔ مجھ سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے میں نے بھی حضرت صدیقؓ کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ صاحب کو یہ گوارا نہیں کہ ابو بکرؓ غلطی کریں (طبرانی) ابن اسامہ کے یہ الفاظ ہیں کہ اللہ صاحب کو آسمان پر یہ گوارا نہیں کہ ابو بکر صدیقؓ زمین پر غلطی کریں۔ طبرانی کے یہی الفاظ ہیں۔

فصل

امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی منجملہ دیگر صحابہؓ کے حافظ قرآن تھے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انصار کے چار آدمیوں نے قرآن شریف جمع کیا تھا ابن داؤد جو فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وصال تک پورا قرآن شریف جمع نہیں ہوا یا تو یہ قول مردود ہے یا اس کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اس ترتیب کے موافق جو حضرت عثمانؓ نے کی ہے جمع نہیں ہوا تھا۔

فصل

حضرت صدیق اکبرؓ تمام صحابہؓ میں افضل ہیں

علماء اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ تمام امت سے افضل ہیں آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عثمانؓ

حضرت علیؑ علی الترتیب پھر عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اہل احد پھر باقی اہل بیعت پھر باقی تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ابو المنصور بغدادی نے اجماع اسطرح نقل کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو افضل الصحابہ شمار کیا کرتے تھے پھر عمرؓ کو پھر عثمانؓ کو بتلایا کرتے تھے طرانی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ مشرہ شدہ اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہوگئی مگر آپ کو یہ بات ناگوار نہیں معلوم ہوئی۔ ابن عساکر نے ابن عمرؓ سے اس طرح روایت کی ہے کہ ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے اور ہم ابوبکرؓ کو زیادہ افضل جانتے تھے پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ کو۔ ابویہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم بہت سے صحابہ آپس میں کہا کرتے تھے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر ہم چپ ہو جاتے تھے (ابن عساکر) جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ پکارا آپ نے جواب میں فرمایا کہ اپنے آپ کو کیوں چھوڑ دیا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ عمرؓ سے بہتر شخص پر آفتاب نے کبھی طلوع نہیں کیا (ترمذی) محمد بن علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون افضل ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ میں نے کہا ان کے بعد فرمایا عمرؓ ہیں ان کے بعد حضرت عثمانؓ کا نام لیتے ہوئے ڈرا اور عرض کیا کہ پھر آپ افضل ہیں آپ نے فرمایا میری کیا ہستی ہے میں تو ایک معمولی مسلمان ہوں (بخاری) احمد کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے مشواثر چند مرتبہ منقول ہے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ سب سے افضل ہیں روا فضل پر خدا لعنت کرے کہ وہ جہل مرکب میں پھنس گئے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں سب سے زیادہ افضل ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم میں سب سے زیادہ محبوب ہیں (ترمذی) ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف لگے اور آپ نے فرمایا کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الصحابہ ابوبکر صدیقؓ ہیں جو شخص اسکے خلاف کہیگا وہ افترا پر واز ہے اسپر تریکی حد لگاؤ لگاؤ ابن عساکر ابوالد روا کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سوائے نبی کے کوئی شخص ایسا نہیں ہے۔

جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا اور وہ حضرت ابو بکرؓ سے افضل ہو ایک روایت میں اس طرح ہے کہ بعد نبی و مرسل کے۔ جابرؓ کی حدیث اس طرح ہے کہ نہیں طلوع ہوا شمس کسی پر کہ حضرت ابو بکرؓ سے افضل ہو (طبرانی) اس کی صحت پر بہت سے شواہد ہیں۔ سلمہ بن اکوع روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق افضل الناس ہیں مگر بعد نبی صلعم کے سعد بن زرارہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ میری امت میں تیرے بعد ابو بکرؓ افضل ہیں۔ عمر بن عاص کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سب سے زیادہ محبوب آدمیوں میں کون ہے آپ نے فرمایا کہ عائشہ صدیقہ۔ میں نے عرض کیا کہ مردوں میں فرمایا انکے والد حضرت ابو بکرؓ ہیں کہا ان کے بعد فرمایا حضرت عمرؓ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں حضرت عمرؓ کا نام نہیں آیا۔ ترمذی وغیرہ عبد اللہ بن شفیق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ عزیز کون تھا آپ نے فرمایا حضرت ابو بکرؓ صدیق پھر میں نے پوچھا کہ ان کے بعد فرمایا عمرؓ پھر میں نے عرض کیا کہ پھر کون فرمایا ابو عبیدہ بن جراح۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ صدیق اور حضرت عمرؓ کی شان میں فرمایا کہ یہ دونوں انبیاء مرسلین کے علاوہ تمام اولین و آخرین سن رسیدہ شخصوں کے جنت میں سردار ہوں گے (ترمذی)

حضرت علیؓ سے بھی اسی طرح روایت ہے بلکہ ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ ابی سعید خدری۔ جابر بن عبد اللہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ابو بکرؓ و عمرؓ پر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کو فضیلت دے تو وہ مہاجرین و انصار پر ظلم کرتا اور عیب لگاتا ہے (طبرانی) زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حسان بن ثابت سے فرمایا کیا تم نے ابو بکرؓ کی شان میں کچھ اشعار کہے ہیں عرض کیا کہ ہاں فرمایا میں سننا چاہتا ہوں۔ سننا۔ انھوں نے یہ اشعار پیش کیے (ترجمہ) ابو بکرؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں۔ دشمن بھاگ جاتے ہیں جب آپ پہاڑ پر چڑھتے ہیں۔ دنیا جہان جانتا ہے جنتی

کچھ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت ہے۔ دنیا میں آپ کو کسی سے بھی اتنی محبت نہیں ہوئی۔ ان اشعار کو سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہنسے۔ حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھ مبارک نظر آنے لگی پھر فرمایا احسان تم نے سچ کہا (ابن سعید)

فصل

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے زیادہ رحیم ابو بکر صدیقؓ ہیں اور اللہ کے معاملہ میں عمرؓ محبت ہیں اور سخت حیا دار عثمانؓ ہیں اور حرام و حلال کے جاننے والے سب سے زیادہ معاذ بن جبلؓ ہیں اور سب سے زیادہ فرائض جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں اور سب سے اچھے قاری ابی بن کعبؓ ہیں اور ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے میری امت کے امین ابو عبیدہ بن جراحؓ ہیں (احمد و ترمذی) ابن عمرؓ اتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں (ابو یعلیٰ) شداد بن اوسؓ اتنا اور بھی زیادہ کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ زاہد ابو بکرؓ ہیں اور سب سے زیادہ عابد اور متقی ابو الدرداءؓ ہیں اور سب سے زیادہ حلیم الطبع معاویہؓ ہیں (رویلی) میرے سوال کرنے پر حضرت شیخ علامہ کاہنجی نے فرمایا کہ ان میں کوئی منافات نہیں ہے۔

فصل

وہ آیات قرآن جو حضرت ابو بکرؓ کی مدح یا تصدیق یا شان میں وارد ہیں

میں نے اس عنوان پر چند آیتیں دیکھی ہیں مگر وہ نا کافی ہیں میں نے بھی اس عنوان پر ایک کتاب لکھی ہے اس میں سے بطریق اختصار کچھ بیان کرتا ہوں۔

اللہ صاحب فرماتے ہیں تَابِيْ اَتَيْنِيْ اِدْهَمَانِيْ الْعَارِ اَذِيْقُوْا لِيْصَاحِبِيْكَ اَتَمَّوْنِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَةً عَلَيْهِمُ سَلَامًا كَا اِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى رُسُلِهٖ سَلَامًا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو سکینہ کبھی نازل نہیں ہوئی۔ لہذا یہاں حضرت ابو بکر صدیقؓ مراد ہیں (ابن ابی حاتم) ابن مسعودؓ روایت ہے

کہ جب حضرت ابو بکر صدیق نے امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے بلال کو ایک چادر اور چند پیمانہ نعلہ کے عوض میں خرید کر آزاد کر دیا تو آپ کی شان اور ابی بن خلف وغیرہ کے بارے میں **وَإِنِّي إِذَا جِئْتُ مِنْ لَكَ لَأَكْرَهُنَّ سَتِيكُمْ كَسْتِي** تک نازل ہوئی (ابن ابی حاتم) عبداللہ بن زہیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکہ معظمہ میں دستور تھا کہ آپ ضعیف اور بوڑھی عورتوں کو جب وہ اسلام لے آتی تھیں خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے ایک روز آپ کے والد نے فرمایا اے صدیق میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ضعیف لوگوں کو خرید کر آزاد کر رہے ہو اگر ان کے بجائے قوی اور جوان لوگوں کو خرید کر آزاد کرو تو اڑے وقت میں وہ تمہارے ساتھ ہو کر مدد کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا - ابا جان میرا مقصد محض خوشنودی اور رفقائے مولا ہے دنیاوی فائدہ حاصل کرنا نہیں ہے اس پر **فَأَمَّا مَنْ أَعْطَا وَالتَّقَى** نازل ہوئی (ابن حریر) حضرت عروہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے سات ان آدمیوں کو جو کچھ شخص مسلمان ہونے کے جرم میں تکالیف دی جاتی تھیں آزاد کیا اسپر **سَخِنَهَا إِلَّا تَقَى** نازل ہوئی (ابن ابی حاتم) نازل ہوئی (طبرانی) عبداللہ بن زہیر فرماتے ہیں **وَمَا لِي أَحِبُّ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ جَزِيئِي** نازل ہوئی (بزار) حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب تک قسم کے کفارہ کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی تب تک حضرت ابو بکر صدیق نے اپنی قسم کے کبھی خلاف نہیں کیا (بخاری) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ اس طرح قسم کھائی تھی - قسم اُس خدا کی جس نے محمدؐ کو بھیجا اور ابو بکرؓ سے اس کی تصدیق کرائی تو یہ آیت اتری **وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ** ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت **وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ** حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی (حاکم) ابن حاتم اپنی شوزب سے روایت کرتے ہیں کہ **وَلِيْنِ حَاتِ مَقَامِ رَبِّهِ جَنَّاتٍ** - حضرت ابو بکرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے - اسباب نزول جو میری کتاب ہے اس میں ہیں نے اس کی بہت شرح کی ہے - ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ **صَالِحِ الْمُؤْمِنِينَ** سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ مراد ہیں (طبرانی اوسط)

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ جب آیت **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ** نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی کوئی نیک بات آپ کے لئے نازل نہیں ہوئی تھی

کہ جس میں خداوند تعالیٰ نے ہم کو نہ شامل کیا ہو مگر اس آیت میں ہم کو نہیں شامل کیا اسی وقت
 هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَةٌ نَّازِلَةٌ هِيَ - ابن عساکر نے علی بن حسین سے نقل کیا ہے کہ حضرت
 ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے وَ نَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ
 مِنْ عِلْمٍ اِخْوَانًا عَلٰى سُرٍّ مُّتَعَابِلِيْنَ اور ابن عساکر حضرت عباسؓ سے یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ
 وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِاِلٰهِهِ اِحْسَانًا سَعِدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوْا يُؤْتُوْنَكَ وَنَ سَكَرَ
 ابوبکر صدیق کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ نیز ابن عینیہ سے روایت کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ
 نے تمام مسلمانوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غائب فرمایا ہے مگر حضرت ابوبکرؓ اس
 سے مستثنیٰ رہے جیسے کہ یہ آیت اِلَّا تَتَذَكَّرُوْا فَنَذَرُكُمْ قَدْ نَفَخْنَا اللّٰهُ اِذَا خَرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تَاْمَانِي
 اٰمِنِيْنَ اِذْ هَا فِيْ لُغَا رِ اس پر دلالت کرتی ہے (ابن عساکر)

فصل

وہ احادیث جو حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ دونوں کی شان میں نازل ہوئیں

شیخین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک جگہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا اَلْفَاظًا اَیْکَ بھیرنے نے
 بکریوں پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری بکری بکری چرواہے نے پیچھا کر کے اس کو چھڑا لیا۔ اس
 وقت بھیرنے نے کہا اس دن کیا ہوگا جب بکریوں میں تو نہیں ہونے کا بلکہ میں ہی ہوں گا۔
 آپ یہ فرمایا رہے تھے جو ایک شخص ایک بیل لے رہے جس پر کچھ لدر رہا تھا گذرا بیل
 نے ادھر دیکھ کر کہا کہ میں لرنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔
 حاضرین نے یہ سکر حیرت سے کہا کہ تجھ سے کہا کہ تجھ سے بیل بولنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ اس کی تصدیق میرے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی کریں گے حالانکہ یہ دونوں حضرت
 اس وقت یہاں موجود نہیں تھے مگر جناب نے ان حضرات کی تکمیل ایمان کی وجہ سے اور
 ایمان کامل کے بھروسہ پر یہ فرمادیا کیوں کہ آپ جانتے تھے کہ چحضرات بھی رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی ضروری تصدیق کریں گے۔

ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا کوئی نبی نہیں ہوا جس کے دو وزیر آسمان کے رہنے والوں اور دو وزیر زمین کے باشندوں میں سے نہوں لہذا میرے وزیر آسمانی جبریل و میکائیل اور وزیر ارضی ابو بکر و عمر فاروق ہیں۔ اصحاب سُنن وغیرہ نے سعید بن زید سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر جنتی ہیں عمر جنتی ہیں عثمان جنتی ہیں علی جنتی ہیں تمام عشرہ مبشرہ کو ذکر کیا۔ ترمذی ابو سعید خدری سے مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے مرتبہ والے لوگ اس طرح دکھائی دیتے ہیں جیسے ستارے افق آسمان پر نظر آتے ہیں اور ابو بکر و عمر انہیں میں ہیں (اس کو طبرانی نے جابر بن سمرہ و ابو ہریرہ سے روایت کی ہے) ترمذی حضرت انس سے بیان کرتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ پر جن میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر بھی ہوتے تھے گذرتے تو حضور کی طرف بوجہ ادب کے کوئی شخص آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا مگر حضرت ابو بکر و عمر آپ کی طرف دیکھتے اور تبسم کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان حضرات کی طرف دیکھ کر تبسم فرماتے تھے ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور آپ کے دائیں بائیں حضرت ابو بکر و عمر تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ہم قیامت میں اسی طرح اٹھیں گے (طبرانی نے اسکو اوسط میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے) نیز ترمذی اور حاکم نے ابن عمر سے ہی روایت کیا ہے کہ میں سب سے پہلے قیامت میں اٹھوں گا پھر ابو بکر پھر عمر اٹھیں گے۔ ترمذی اور حاکم نے یہ بھی لکھا ہے اور عبداللہ بن حنظلہ نے اسکی تصحیح کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت ابو بکر و عمر کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں میرے کان اور آنکھ ہیں (اس کو طبرانی نے ابن عمر اور ابن عمر سے بیان کیا ہے) بزار اور حاکم نے ابواردی الدوسی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر فاروق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے تم کو میرا سردار کیا یہی حدیث بزار ابن ماجہ سے بھی مروی ہے (طبرانی) ابو یعلیٰ سے عمار بن یاسر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت جبریل امین میرے پاس آئے تو میں نے حضرت عمر بن خطاب کے فضائل ان سے دو بیعت کے انھوں نے کہا کہ اگر عمر نوح تک بھی عمر بن خطاب کے فضائل بیان کروں تو پورے نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ عمر فاروق کے فضائل حضرت ابوبکر کے فضائل کے ایک جزو ہیں۔

عبدالرحمن بن غنم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ جس بات پر تم دونوں متفق و متحد ہو جاؤ تو میں اس میں کبھی اختلاف نہیں کر سکتا (اس کو احمد نے روایت کیا ہے) برابر بن عاذب سے طبرانی نے نقل کیا ہے اور ابن سعد نے ابن عمر سے لکھا ہے کہ ان دونوں حضرات سے کسی نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کون شخص فتویٰ دیا کرتا تھا برابر بن عاذب اور ابن عمر نے جواب دیا کہ حضرت ابوبکر و عمر فاروق کے سوا ہم کسی کو نہیں جانتے ابوالانبار بن محمد روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف لوگ رجوع کرتے تھے۔ طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی امت میں کچھ خاص لوگ ہوا کرتے ہیں امیری امت کے خاص خاص حضرت ابوبکر و عمر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائیں کہ انھوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا اور دار بھرت یعنی مدینہ تک پہنچا دیا نیز بلالؓ کو آزاد کیا۔ خداوند تعالیٰ عمر پر بھی رحم کریں کہ وہ حق کہتے ہیں کبھی نہیں چوکتے اگرچہ کتنی ہی کڑوی بات ہو۔ خداوند کریم عثمانؓ پر رحم کریں کہ ان سے فرشتہ تک حیا کرتے ہیں۔ اللہ صاحب علیؓ پر رحم کریں۔ ابی حق علیؓ کے ساتھ رکھ جہاں علیؓ ہوں (ابن عساکر) حضرت سہیل کہتے ہیں کہ جب سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو متعبر پر تشریف فرما ہو کر حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! ابوبکرؓ نے مجھے کبھی رنج نہیں پہنچایا اس کو یاد رکھو۔ اے لوگوں میں اس سے راضی ہوں۔ نیز عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ سعدؓ۔ عبدالرحمنؓ۔ بن عوف اور مہاجرین اولین سے بھی یاد رکھو خوشنہوں (طبرانی) زوائد الزہد میں رسول اللہ

بن احمد بن ابی حازم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت علی بن حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کا مرتبہ درگاہ نبوی میں کتنا تھا آپ نے فرمایا جتنا اون کا مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیامت میں ہوگا۔ ابن سعد بسطام بن مسلم سے لائے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو مخاطب کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تم پر کوئی شخص حکمراں نہیں ہوگا۔ ابن عساکر حضرت انسؓ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کی محبت کرنا ایمان ہے اور ان سے بعض رکھنا کفر ہے۔ تبراہن مسعودی سے روایت کیا ہے کہ محبت ابو بکرؓ اور عمرؓ کی اور ان دونوں کی معرفت طریقت سنت سے ہے اور حضرت انسؓ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ مجھے اپنی امت سے توقع ہے کہ وہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ سے محبت رکھے گی اور کلمہ لا الہ الا اللہ سے نہ پھرے گی۔

فصل

ان احادیث میں جو احادیث بالا کے علاوہ حضرت ابو بکرؓ کی شان میں وارد ہوئی ہیں

بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص کسی چیز کا ایک جوڑا اللہ کے راستہ میں خرچ کرے گا وہ جنت کے دروازوں سے پکارا جائیگا۔ اسے خدا کے بندے از ہر سے آید دروازہ اچھا ہے پس جو شخص نمازی ہے نماز کے دروازہ سے جو شخص اہل جہاد ہے جہاد کے دروازہ سے اہل صدقہ صدقہ کے دروازہ سے روزہ دار روزہ کے دروازہ سے جس کا نام ایان ہے پکارا جائیگا حضرت ابو بکرؓ صدیق نے عرض کیا یہ قسمت اس شخص کی کہ ان تمام دروازوں سے پکارا جائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی شخص ان تمام دروازوں سے بھی پکارا جائیگا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں امید کرتا ہوں کہ جو شخص ان تمام سے پکارا جائیگا ان میں سے تم ہو گے۔

ابن واوود اور حاکم نے ابو ہریرہؓ سے تصحیح کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ابو بکرؓ سب سے پہلے جنت میں پھیری امت سے تم داخل ہو گے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم

نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ پر اپنی صحبت اور مال سے سب میں زیادہ احسان کئے ہیں وہ ابو بکرؓ ہیں اگر میں خدا کے سوا اور کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا لیکن اخوة اسلام اب موجود ہے۔ (یہی عبد بن عباس ابن زبیر ابن مسعود و جناب بن عبد اللہ برار کعب بن مالک جابر بن عبد اللہ انس ابی بن کعب و اقدالیثی ابی المعلى عائشہ ابو ہریرہ ابن عمر نے بھی بیان کی ہے) ابو اللہ سے بخاری نے روایت کیا ہے کہ میں ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو بکرؓ صدیق آئے اور سلام کے بعد عرض کی کہ میرے اور عمرؓ بن خطاب کے درمیان باتوں باتوں میں کچھ رنج ہو گیا۔ میں ان کی طرف پڑھا پھر مجھے نہایت ہونئی اور میں نے ان سے معافی چاہی مگر انہوں نے معافی سے انکار کر دیا۔ اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا خدا تجھے معاف کرے گا اے ابو بکرؓ۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ بھی تاوم ہو کر حضرت ابو بکرؓ کے مکان پر تشریف لے گئے مگر حضرت ابو بکرؓ کو مکان پر نہ پا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے تہمتا اٹھا حتیٰ کہ حضرت عمر فاروقؓ پر حضرت ابو بکرؓ کو بھی رحم کیا اپنے گھٹنوں کے بل گر کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان سے زیادہ قصور وار ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خداوند تعالیٰ نے مجھے تم پر مبعوث فرمایا تو تم سب لوگوں نے مجھے جھوٹا کہا۔ مگر ابو بکرؓ نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے مدد کی کیا آج تم اس میرے دوست کو بچھوڑے دیتے ہو (یہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا یہ معاملہ پھر کبھی نہیں ہوا۔ ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے مگر اتنا اس میں اور زیادہ کیا ہے کہ میرے دوست کی وجہ سے مجھے اذیت مت پہنچاؤ جس وقت خداوند تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق پر مجھے مبعوث کیا تو تم سب نے میری تکذیب کی اور ابو بکرؓ نے میری تصدیق کی اگر خداوند تعالیٰ ان کو میرے صاحب کا خطاب نہ دیتا تو میں ان کو خلیل کہہ کر پکارتا مگر اب اخوة اسلام ہے

ابن عساکر نے مقدم سے روایت کی ہے کہ حضرت عقیل بن ابوطالب اور حضرت ابو بکرؓ کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا چونکہ حضرت ابو بکرؓ زیادہ سمجھدار اور عقیل سے بھی عقیل بن ابی طالب کی قرابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی اس لئے آپ خاموش ہو گئے اور یہ شکایت عقیل بن ابی طالب کی حضرت سے کی آپ لوگوں میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم لوگ میرے دوست کو میرے لئے چھوڑ دو اور اپنی حیثیت اور اس کی شان پر غور کرو۔ واللہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے دروازہ پر اندھیرا نہ ہو اور یہ ابو بکرؓ کا ہی دروازہ ہے جس پر نور ہے۔ قسم ہے خدا کی تم سب نے مجھے جھوٹا کہا اور ابو بکرؓ نے میری تصدیق کی تم نے میرے ساتھ نچل کیا لیکن ابو بکرؓ نے مجھ پر خرچ کیا تم نے مجھے بدنام کیا اور ابو بکرؓ نے مجھے آرام دیا اور تابعداری کی۔ بخاری نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص از روئے تکبر اپنا کپڑا زمین پر لٹکا بیگا اللہ صاحب اس کو بنظر عنایت قیامت میں نہیں دیکھے گا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا اگر کوئی شخص میرا کپڑا لٹکا دیکھے تو میں عہد کرتا ہوں کہ وہ شخص اس کو فوراً پھاڑ ڈالے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ کام از روئے تکبر کے نہیں کرتے، سو مسلم شریف میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم میں سے کون شخص روزہ لے کر اٹھا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میں۔ حضور نے فرمایا کہ آج تم میں سے کون شخص جنازے کے ساتھ چلا حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میں۔ حضور نے دریافت کیا کہ آج مسکین کو کھانا کس نے کھلایا حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ آج کس شخص نے مریض کی عیادت کی حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ تمام باتیں جمع ہوں وہ ضرور جنتی ہے اس حدیث کو حضرت انسؓ اور عبدالرحمن بن ابو بکرؓ نے بھی بیان کیا ہے اور ان کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ تیرے واسطے جنت واجب ہو گئی۔

بزار نے عبد الرحمن سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز

پڑھ کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ آج تم میں سے کس کے روزہ کا منہ لیکر صبح کی حضرت عمر فاروق نے عرض کیا کہ میں تو اپنی نسبت نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں تو آج روزے سے نہیں ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کہ رات میں نے روزہ کی نیت کی تھی اور محمد اللہ میں روزہ لیکر اٹھا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا تم میں سے آج کسی نے مریض کی عیادت کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی میں اب تک گھر سے ہی نہیں نکلا چکا ہے کہ مریض کی عیادت کروں حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ مجھے خبر ملی تھی کہ عبدالرحمن کی طبیعت کچھ خراب ہے میں مسجد میں آتی دفعہ ان کے پاس ہو کر آیا ہوں کہ ان کی طبیعت کیسی رہی حضورؐ نے فرمایا کیا آج تم میں سے کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا کہ ہمیں تو ابھی آپ نے نماز پڑھائی ہے۔ ہم ابھی تک کہیں نہیں گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجد میں داخل ہی ہوا تھا کہ اچانک ایک سائل آگیا میں نے عبدالرحمن کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا دیکھا اور ان سے لیکر اس سائل کو دیدیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں پھر حضورؐ نے ایسے کلمات بھی فرمائے کہ جن سے حضرت عمرؓ بھی راضی ہو گئے اور حضرت عمر فاروق نے یقین کر لیا کہ ایسا کوئی نیک کام نہیں جس میں حضرت ابو بکر صدیق نے سبقت لی ہو لیجلی میں حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ میں ایک روز مسجد میں نماز پڑھ کر دعا مانگ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کے مسجد میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا جو مانگو گے پاؤ گے پھر فرمایا جو شخص چاہے کہ میں قرآن شریف ترتیل اور اچھائی کے ساتھ پڑھوں تو چاہیے کہ وہ ام عبد کی قرأت اختیار کرنے اس کے بعد میں اپنے گھر چلا آیا ذرا دیر کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ مجھے مبارک باد دینے تشریف لائے اور آپ تشریف لے ہی جاتے تھے کہ اتنے میں حضرت عمرؓ بھی تشریف لائے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ آپ ہمیشہ نیک کام میں آگے ہی رہتے ہیں۔ ربیعہ سلمی روایت کرتے ہیں کہ مجھ میں اور حضرت ابو بکرؓ میں کچھ بات سی بڑھ گئی اور حضرت ابو بکرؓ نے غصے میں ایسی بات کہدی جو مجھے ناگوار گذری۔ معاً آپ نام ہو کر

فرمانے لگے۔ ربیعہ! تم بھی مجھے یہی بات کہہ لو کہ بدلہ اتر جائے۔ میں نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا آپ نے فرمایا تمہیں کہتا ہوگا ورنہ تمہارے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہونگے میں نے کہا میں کبھی نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ تشریف لے گئے اور میرے پاس نبی اسلم کے کچھ لوگ آکر کہنے لگے کہ بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں ناراض ہونے لگے حالانکہ زیادتی انہیں کی طرف سے تھی اور ابو بکرؓ کس وجہ سے تم پر زیادتی کرتے ہیں اور ایسا ایسا کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا تم ابو بکرؓ صدیق کی شان نہیں جانتے ہو وہ آیت تالیٰ بشین کے مورد ہیں وہ مسلمانوں کے بزرگ اور بڑے ہیں تم اپنی خیر مانو وہ تمہیں دیکھ رہے ہیں کہ تم ان کے مقابلہ میں میری مدد کر رہے ہو وہ غصہ ہو جائیں گے اور جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاویں گے تو ان کے غصے کی وجہ سے حضور بھی غصے ہو جاویں گے اور ان دونوں کے غصے کی وجہ سے خداوند جل و علی بھی غصے اور ناراض ہونگے اور ربیعہ اس وقت بالکل ہلاک ہو جائیگا۔ بہر حال میں حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے پیچھے چل پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا حضرت ابو بکرؓ صدیق نے ہو ہو سارا قصہ بیان فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سراٹھا کر مجھ سے اشارہ کیا کہ ربیعہ کیا قصہ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس طرح ہوا اور مجھے انہوں نے ایسی بات کہی جو مجھے ناگوار گذری اور پھر مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ اس کے مثل تو بھی مجھے کہہ لے تاکہ بدلہ اتر جائے مگر حضور میں نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر وار وہ کلمہ زبان پر نہ لانا بلکہ یہ کہو کہ لے ابو بکرؓ خداوند تعالیٰ تمہیں معاف کریں میں نے یہی کہا (احمد) ترمذی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ صدیق سے فرمایا تم غار میں میرے صاحب اور ساتھی رہتے ہو کوثر پر بھی ساتھ رہو گے۔ عبد اللہ بن احمد نے اس طرح روایت کیا ہے کہ ابو بکرؓ غار میں میرے صاحب اور مونس تھے (اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں) یہی نے حضرت حدیث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ انشاد فرمایا کہ جنت میں ایک پرندہ مثل خراساں کے اونٹ کے ہوگا حضرت ابو بکرؓ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ چرنیوالا ہوگا۔ آپ فرمایا ہاں وہ کھانے والا ہے اور تم بھی کھانیو لے ہو

نے اس کو دوسرے طریقے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے مجھ میں بھی کوئی ہے آپ نے فرمایا تمہیں مبارک ہو تم میں تمام خصلتیں ہیں ابن عساکر یعقوب انصاری کے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں لوگ زیادتی اور نجوم کی وجہ سے اتنے اڑ بھچکر بیٹھے تھے کہ مثل دیوار قلعہ کے حلقہ ہو جاتا تھا مگر باہر ہمہ حضرت ابو بکر صدیق کی نشست کی جگہ با فراغت اور کشادہ پٹری رہتی تھی کوئی شخص طمع نہیں کر سکتا تھا کہ آپ کی جگہ آکر بیٹھ آئے جس وقت آپ تشریف لاتے تو اپنی جگہ بیٹھ جاتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ اور روئے سخن آپ کی طرف پھریٹتے اور لوگ سنا کرتے۔

ابن عساکر نے حضرت انس سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر کی محبت اور ان کا شکر میری تمام امت پر واجب ہے۔ سہل بن سہد نے بھی ایک حدیث اسی طرح کی بیان کی ہے۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ تمام آدمیوں سے محاسبہ کیا جائیگا مگر ابو بکر صدیق سے نہیں کیا جائے گا۔

فصل

صحابہ کرام اور سلف صالحین کے کلام حضرت ابو بکر کی شان میں

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سید یعنی سردار ہیں (اسکو بخاری نے روایت کیا) بقیہ نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر حضرت ابو بکر صدیق کے ایمان اور تمام اہل زمین کے ایمان کو وزن کیا جائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کا پلہ غالب رہیگا۔ ابن ابی نعیم اور عید اللہ بن احمد نے زوائد الترمذی میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر بات میں سبقت لے جانے والے اور سب سے بزرگ ہیں نیز حضرت عمر

فاروقؓ فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سینہ کا ایک بال ہوتا (اس کو مسدود نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے) تیرا آپ نے فرمایا ہے کہ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ جس طرح کی جنت حضرت ابوبکرؓ کی ہے میری بھی ہو (اس کو ابن عساکر اور ابن ابی الدنیاء نے روایت کیا ہے) اور آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بدن کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بہت زیادہ اچھی ہے (اسکو ابو نعیم نے روایت کیا ہے) ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ (علیؓ) ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ کوئی صحیفہ آسمانی وانا جو اللہ سے ملاقات کرے گا میرے نزدیک اس کپڑا اوڑھے ہوئے شخص سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ ابن عساکر نے عبدالرحمن بن ابوبکرؓ صدیق سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ سے عمر بن خطابؓ نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھ سے ہر کام میں سبقت کی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ہم نے کبھی نیک کام میں سبقت کی ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام میں اس سے پہلے آپا ہے طبرانی نے اوسط میں صحیفہ کی معرفت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ ہی ہیں۔ کسی مومن کے دل میں میری جنت اور حضرت ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ کا بغض کبھی جمع نہیں ہو سکتا۔ ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ تین آدمی قریش میں بلحاظ صورت و سیرت بے نظیر اور دل کے عجیب بہادر ہیں۔ اگر وہ تجھ سے باتیں کریں تو دیکھ کبھی جھوٹا نہیں کہہ سکتے اسی طرح اگر تو ان سے باتیں کرے تو وہ تجھے کبھی جھوٹا نہیں سمجھ سکتے۔ اور وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ ابو سعیدؓ بن براح اور عثمانؓ بن عفان ہیں۔

ابن سعد نے ایڑا ہم نشی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا لقب ان کے

رحم دل اور رافت قلب ہونے کی وجہ سے آواہ یعنی بہت رحم دل والے مشہور ہو گیا تھا ابن عساکر نے ربیع بن انس سے روایت کی ہے کہ کتب اولہ میں حضرت ابو بکر صدیق کی مثال قطرہ آب باران سے دی گئی ہے کہ جہاں گرتا ہے نفع دیتا ہے۔ نیز ربیع بن انس سے ابن عساکر نے ہی بیان کیا ہے کہ ہم نے انبیاء سابقہ کے صحابہ میں جو نظر دوڑائی تو ہم نے کوئی نبی ایسا نہیں پایا کہ جس کا ایک بھی صحابی حضرت ابو بکرؓ جیسا ہو۔ نہ ہری کے کہا ہے کہ ابو بکر صدیق کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے اللہ کے بارے میں کبھی شک نہیں کیا (ابن عساکر) زبیر بن بکر کہتے ہیں کہ میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علیؓ مرتضیٰ ہیں۔ ابو حصیب نے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء و مرسلین کے بعد کوئی شخص حضرت ابو بکر صدیق سے افضل نہیں ہوا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتضوں پر فوج کشی کرنے میں آپ نے ایک نبی کا سا فعل کیا ہے۔

فصل

دینوی نے اپنی کتاب تجالست میں اور ابن عساکر نے شعبی سے روایت کی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق میں چار خصلتیں ایسی پیدا کی ہیں کہ آج تک کسی میں پیدا نہیں کی تھیں۔ اول یہ کہ آپ صدیق ہیں اور کسی کا نام صدیق نہیں ہوا دوسرے یہ کہ آپ صاحب قار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ تیسرے ہجرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھے۔ چوتھے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ہونے کا حکم فرمایا اور باقی مسلمانوں کو مقتدی ہونے کا۔ کتاب مصاحف میں ابن ابی داؤد نے لکھا ہے کہ حضرت ابو جعفر کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مناجات اور سرگوشی سنت تھے مگر حضرت جبرئیل کو دیکھتے نہیں تھے۔

ابن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے وزیر خاص کی جگہ تھے۔ بادشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ہر بات میں مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام میں - غار میں - یوم بدر کے سائبان میں حتیٰ کہ قبر میں ساتھی ہیں حضور اقدس آپ پر کسی کو تقدم اور ترجیح نہیں دیتے تھے۔

فصل

ان احادیث و آیات و کلمات ائمہ جو آپ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتی ہیں

ترمذی اور حاکم نے حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر و عمرؓ کی اقتدار کرنا (اس کو طبرانی نے ابوالدرداء سے اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے) ابوالقاسم بغوی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے بعد بیست کم دنیا میں رہیں گے (یہ حدیث چند طریق پر وارد ہوئی ہے اور اسکے متعلق شروع کتاب میں بحث کر چکا ہوں) بخاری و مسلم شریف کی وہ حدیث جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرب و فوات میں خطبہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ ایک بندہ کو خدا نے اختیار دیا ہے کہ اس میں اپنے یہ بھی فرمایا تھا کہ کوئی دروازہ بند ہونے سے باقی نہیں رہا مگر ابوبکر صدیق کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ مسجد کی تمام کھڑکیاں سوائے ابوبکرؓ کی کھڑکی کے بند ہیں۔ علمائے لکھا ہے کہ یہ اشارہ آپ کی خلافت کی طرف ہے کیونکہ آپ مسجد میں کھڑکی ہی سے نماز پڑھانے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کے یہ الفاظ ہیں کہ مسجد کی آمد و رفت کے دروازے بند ہو گئے مگر ابوبکرؓ کا دروازہ نہیں بند ہوا (اسکو ابن عدی نے بیان کیا ہے اور ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے اور زوائد المسند نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اور معاویہ بن سفیان سے طبرانی نے اور انس سے ہزار نے بیان کیا ہے) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جبیر بن مطعم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اپنے اسے

حکم دیا کہ تو پھر آنا اس نے عرض کیا کہ اگر میں پھر حاضر خدمت ہوئی اور جناب کے نہ پایا یعنی حضور کی وفات ہوگئی آپ نے فرمایا کہ پھر ابو بکر صدیق کے پاس آنا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ مجھے نبی مصطلق نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دریافت کرنے کیلئے بھیجا کہ آپ کے بعد ہم اپنے صدقات کس کے پاس بھیجیں۔ آپ نے فرمایا ابو بکر صدیق کے پاس (حاکم) ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک ثورت حاضر ہوئی جو آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی تھی آپ نے اس کو فرمایا کہ پھر آنا اس نے کہا اگر میں آؤں اور جناب کو نہ پاؤں اور حضور کا وہ حال ہو جائے اپنے فرمایا کہ اگر تو آوے اور میں نہ ہوں تو ابو بکر کے پاس آنا کیونکہ وہ میرے بعد خلیفہ ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ اپنے باپ اور بھائی کو میرے پاس بلا تا کہ میں انہیں ایک دستاویز لکھ دوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میرے بعد کوئی متمنی خلافت کھڑا ہو جائے اور کہنے لگے کہ خلافت کیلئے میں بہتر ہوں مگر اللہ تعالیٰ اور مومنین نہیں مانیں گے مگر ابو بکر کو ہی (مسلم شریف) احمد و نیر نے اور طریقوں سے بھی بیان کیا ہے ان میں ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مرض الموت میں مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکر کو بلاؤ تاکہ میں ابوبکر کے لئے ایک دستاویز لکھ دوں تاکہ میرے بعد لوگوں میں اختلاف اس بارے میں نہ پڑ جائے پھر خود ہی فرمایا کہ خیر چھوڑو خدا نہ کرے کہ مسلمانوں میں ابوبکر کے لئے اختلاف پڑ جائے۔

مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ سے سوال کیا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ کرتے تو کس کو کرتے آپ نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق کو اس نے سوال کیا کہ ان کے بعد آپ نے فرمایا عمر فاروق کو اس نے پوچھا ان کے بعد کس کو کرنے آپ نے جواب دیا کہ ابو عبیدہ بن جراح کو۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت موسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت مرض ہوئی تو آپ نے فرمایا لوگو! ابوبکر کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ تمہیں نماز پڑھائیں حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ بہت زیادہ رقیق القلب آدمی ہیں جس وقت وہ
 مصلے پر آئی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز نہیں پڑھا سینکے آپ نے فرمایا تو انہیں سے کہہ کہ نماز پڑھا
 حضرت عائشہؓ نے پھر یہی کہا حضورؐ نے فرمایا تو ابو بکرؓ سے ہی کہہ کہ نماز پڑھا میں یہ
 عورتیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی عورتیں ہیں۔ اس کے بعد حضرت
 ابو بکر صدیق کے پاس آدمی آیا اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی
 میں لوگوں کو نماز پڑھانی یہ حدیث متواتر ہے۔ اسی حدیث کو حضرت عائشہ صدیقہؓ این مسعود
 ابن عباس۔ ابن عمر۔ عبد اللہ بن زعمہ۔ علی بن ابی طالب۔ حضرت حفصہؓ نے علیہ السلام سے
 روایت کیا ہے۔ اور اسکے طریقے حدیث متواترہ کے طریقوں میں سے ہیں بعض طریقوں
 میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اس طرح ہے کہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اس لئے اصرار کیا کہ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم جانشین سے لوگ محبت نہیں کریں گے کیونکہ میں یہ سمجھ رہی تھی کہ جو شخص آپ کے
 قائم مقام ہوگا اس کو لوگ منحوس سمجھیں گے لہذا میں چاہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم بجائے حضرت ابو بکر کے کسی اور کو کہیں۔ ابن زعمہ کہتے ہیں کہ جس وقت
 لوگوں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے حکم فرمایا تو حضرت ابو بکرؓ
 صدیق چونکہ تشریف نہیں رکھتے تھے اس لئے حضرت عمر فاروقؓ آگے بڑھے مگر حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں نہیں نہیں (تین بار) ابو بکر نماز پڑھائیں گے۔ ابن عمر کی حدیث
 میں اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ نے تکبیر تحریمہ کہی تو آپ نے غصہ سے سر اٹھا کر فرمایا ابو بکرؓ
 کے بیٹے کہاں ہیں (یعنی ابو بکر صدیق) اس حدیث کے متعلق علماء کا قول ہے کہ یہ حدیث
 اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ
 میں علی الاطلاق افضل ہیں اور خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اور امامت میں سب سے بہتر ہیں۔
 امام اشعری فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق
 کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور وہاں مہاجرین اور انصار بھی تھے اور آپ ہی کا یہ قول ہی ہے
 کہ قوم کی امامت وہی شخص کرے جو کتاب اللہ کا سب سے زیادہ عالم ہو تو لامحالہ اور بالبدانتہ

یہ حدیث اس پر دل ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق تمام قوم یعنی مہاجرین و انصار سے زیادہ عالم قرآن تھے۔ انتہی

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے یہی بیچہ نکالا تھا تھا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق ہی غلام کے زیادہ مستحق ہیں ان ہی حضرات میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جبکہ قول ہم مباحثہ کی فصل میں نقل کریں گے) اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تو اس وقت وہاں میں بھی حاضر تھا اور میرے ہوش و حواس بجا تھے اس خیال سے ہم اپنی دنیا کے لئے بھی اسی شخص سے راضی ہو گئے جس سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی ہو گئے تھے۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں امت کے اہل مشہور ہو گئے تھے۔ چنانچہ احمد اور ابو داؤد نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں کچھ قضیہ اور مار پیٹ ہو گئی اور یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچی آپ صبح کے بعد مصالحت کرانے کی غرض سے منگے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا۔ اے بلال اگر نماز کا وقت آجائے اور میں نہ آسکوں تو حضرت ابو بکر صدیق سے کہنا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ پس جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو حضرت بلال نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور حضرت ابو بکر نے انکے کہنے سے نماز پڑھائی ابو بکر شافعی نے غیلانیات میں اور ابن عساکر نے حضرت حفصہ سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ نے اپنی بیماری میں ابو بکر کو امام بنایا تھا آپ نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ اللہ نے ان کو امام بنایا تھا۔ وار قطنی نے افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے جناب باری میں تین مرتبہ تیرے متعلق دریا قیامت کیا کہ تجھے امام بناؤں مگر وہاں سے انکار ہوا اور ابو بکر ہی کو امامت کا حکم ملا۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن سعد نے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خواب میں اپنے آپ کو اکثر لوگوں کی گندگی پر گدڑتے دیکھتا ہوں اپنے فرمایا تمہیں لوگ نرم مزاج دیکھ کر ہر طرح روئندے اپنے عرض کی کہ میں نے اپنے سینہ میں دو نشان دیکھے ہیں حضور نے فرمایا تمہاری مدت ^{خلافت} سنت دو سال ہوگی

ابن عساکر نے ابو بکر سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے آپ نے پھلی جماعت کے ایک آدمی پر نظر ڈال کر فرمایا کہ تم نے انبیاء سابقین کی کتابوں میں کیا پڑھا ہے اس شخص نے عرض کیا کہ ان میں لکھا ہے کہ نبی آخر الزماں کا خلیفہ اس کا صدیق ہوگا۔ ابن عساکر نے محمد بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ مجھے عمر بن عبد العزیز نے امام حسن بصری کی خدمت میں چند باتیں دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ لوگوں میں حضرت ابو بکر کی خلافت کے متعلق اختلاف ہو گیا ہے۔ آپ مجھے اس کا شافی جواب دیجئے کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خلیفہ بنایا تھا۔ آپ غصہ میں بیٹھ گئے اور فرمایا افسوس کیا تجھے بھی اس میں شک ہے اللہ کی قسم خدا ہی نے ان کو خلیفہ بنایا تھا اور کیوں کہ اللہ صاحب الکو خلیفہ نہ بنائے وہ سب سے زیادہ عالم سب سے زیادہ متقی تھے وہ خلیفہ بنائے جاتے یا نہ بنائے جاتے وہ مرتے دم تک اسی طرح رہتے۔ ابن عساکر نے ابو بکر بن عباس سے روایت کی ہے کہ مجھ سے ہارون رشید نے کہا کہ لوگوں نے ابو بکر صدیق کو خلیفہ کس طرح بنالیا میں نے کہا یا امیر المؤمنین اس معاملہ میں خدا اور اس کا رسول اور تمام مسلمان خاموش اور ساکت رہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے کہا ذرا کھول کر بیان کیجئے۔ میں نے کہا یا امیر المؤمنین نبی صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ روز تک بیمار رہے اس اثنا میں حضرت بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز کون پڑھا کے اپنے فرمایا ابو بکر سے کہو کہ نماز پڑھا میں حضرت ابو بکر صدیق نے آٹھ روز تک نماز پڑھائی اور ان ایام میں وحی برابر آتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تعالیٰ کے سکوت کی وجہ سے ساکت رہے اور تمام مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی کی وجہ سے خاموش رہے۔ ہارون رشید کو یہ بات بہت نا پسند آئی اور کہا کہ بارک اللہ فیک۔ علماء کے ایک گروہ نے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا ثبوت اس آیت سے استنباط کیا ہے کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ فَنُؤِذِنكُمْ فَلْيُؤْفِكُوا** یعنی اے لوگوں جو ایمان لائے ہو جو شخص تم میں سے اپنے دین میں سے پھر جائے پس قریب ہے کہ اللہ صاحب ایک ایسی قوم کو لاویں گے کہ

اللہ صاحب ان سے اور وہ اللہ صاحب سے محبت کریں گے۔ علمائے کبار نے کہا ہے کہ وہ ابو بکرؓ اور ان کے اصحاب ہی تھے جب عرب مرتد ہو گئے تو حضرت ابو بکرؓ اور ان کے اصحاب ہی نے جہاد کے انکو پھر مسلمان بنایا۔ یوسف بن بکر نے قنادہ سے لکھا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہو گئی تو بعض عرب قوم مرتد ہو گئی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اسے جہاد اور قتال کیا حتیٰ کہ ہم آپس میں کہتے تھے کہ یہ آیت **طَوَّافَاتٍ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ يُقُوْمُوْنَ اَلْحَضْرَاتِ اَبُو بَكْرٍؓ** اور آپ کے اصحاب ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے ابن ابی حاتم نے جو سیر سے روایت کی ہے کہ آیت **قُلْ لِلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سُنْدٌ عَوْنٌ اِلٰى قَوْمِ اَدُوِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ يُقُوْمُوْنَ** میں مخلفین سے مراد بنو حنیفہ کا قبیلہ ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت پر حجہ اور دلیل ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی نے لوگوں کو ان کے قتال کی طرف دعوت دی ہے شیخ ابوالحسن اشعری کہتے ہیں کہ میں نے ابو عباس بن شریح سے سنا ہے آپ کہتے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت قرآن شریف کی اس آیت سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ اہل علم کا اسکے اوپر اتفاق ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مزین سے سوائے ابو بکر صدیقؓ کے کسی نے قتال نہیں کیا۔ آپ فرماتے تھے پس یہ آیت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور آپ کی تابعداری فرض بتلاتی ہے جو شخص اسکو نہ مانے وہ ضرور عذاب الہی میں گرفتار ہوگا۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ بعض نے اس آیت کی تفسیر جنگ روم و شام سے کی ہو مگر وہ بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ پر ہی پورے طور سے چال ہوتی ہے کیونکہ آپ ہی نے اول انکی طرف لشکر تیار کر کے روانہ فرمایا تھا اگرچہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ختم کو پہنچی لیکن وہ دونوں حضرات بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہی فروعاً تھے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ حِيْنَ اَلْحَقَّ

بھی بالکل آپ ہی کی خلافت پر منطبق ہوتی ہے۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں عبدالرحمن ابن عبدالحمید المہدی سے روایت کرتے ہیں کہ خلافت حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہوتی ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ حِيْنَ اَلْحَقَّ

خطیب نے ابو بکر بن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ ابو بکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں اور قرآن شریف سے یہ خلافت ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ^{وَاللَّهُ قَرِيبٌ} لِّلْقَاسِرِ الرَّابِعِ جَرْتِیٰ تا قول ^{وَاللَّهُ قَرِيبٌ} اُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ صادقوں سے مراد اصحاب ہیں اور جس کسی کو خداوند تعالیٰ صدیق کہیں وہ کبھی کاذب نہیں ہو سکتا اور صحابہ نے حضرت ابو بکر صدیق کو یا خلیفہ رسول اللہ کہہ کر ہمیشہ مخاطب کیا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ استنباط نہایت احسن ہے۔ عمرانی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ خلافت ابو بکر صدیق پر اجتماع ہو جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت پریشان ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق سے بہتر ان کو دنیا کے پروردہ پر کوئی شخص نہیں معلوم ہوا تو لا محالہ تمام نے آپ کی بیعت کی (بیہقی) اسرا سنہ نے فضائل میں معاویہ بن قرہ سے روایت کی ہے۔ کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کبھی حضرت ابو بکر کی خلافت میں شک نہیں ہوا آپ کو وہ ہمیشہ خلیفہ رسول اللہ کہتے رہے اور نہ کبھی صحابہ کا اجتماع خطا اور ضلال پر ہو سکتا تھا حاکم نے ابن سعور سے روایت کی ہے کہ جس چیز کو مسلمان نے اچھا سمجھا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جس کو مسلمان نے برا خیال کیا وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے اور تمام مسلمانوں نے چونکہ خلافت ابو بکر صدیق کو حسن سمجھا ہے اس لئے وہ خلافت اللہ کے نزدیک بھی احسن ہے۔ حاکم اور ذہبی نے لکھا ہے کہ ایک روز خلافت ابو بکر صدیق کے بعد ابوسفیان بن حرب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے کہ لوگوں کی بات دیکھو کہ قریش کے ایک ادنیٰ اور ذلیل آدمی سے (مغاد اللہ) بیعت کر لی اگر آپ چاہتے تو آپ کو آسانی سے یہ بات حاصل ہو جاتی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے ابوسفیان تو اسلام اور اہل اسلام کا دشمن ہے مجھے حضرت ابو بکر کی خلافت میں کچھ حرج نہیں معلوم ہوتا کیونکہ وہ ہر طرح اسکے مستحق اور لائق ہیں۔

فصل

حضرت ابو بکر صدیق کی بیعت کی

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب

حج سے تشریف لائے تو اپنے خطبہ میں فرمایا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے۔ جب عمر
 زبیر اور ابوبکر سے بیعت کر لوں گا کوئی شخص یہ افسر اپرازمی نہ کرے کہ حضرت ابوبکر
 صدیق کی بیعت تھوڑے سے آدمیوں کے اول بلا سوچے سمجھے کر لی تھی اگرچہ بات اسی طرح
 ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ لوگوں کو خداوند تعالیٰ نے خلافت کے متعلق فتنہ و فساد سے
 بچالیا اور تمہارے اندر آج کوئی بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ جس کو حضرت ابوبکر صدیق کی طرح لوگ
 اپنا حاکم بنا لیں۔ ابوبکر صدیق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم سب میں بہتر ہیں
 قصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو بعد حضرت علی اور زبیر اور ان کے ساتھی حضرت
 فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ٹھہر گئے اور تمام انصار بھی ہم سے جدا ہو کر سقیفہ بنی ساعدہ
 میں مجتمع ہو گئے۔ مہاجرین حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کہ
 آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی انصار کے پاس چلے آپ ہمارے ساتھ چلے راستہ میں دو مرد صالح
 ہم کو ملے انھوں نے ہم سے کہا کہ تم انصار کے پاس مت جاؤ اور تم خود مہاجر ہی آسے چلے کر کر لو کہہ دو
 ہم وہیں جا بیٹھے ہم جب سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے تو دیکھا کہ سب وہیں جمع ہیں اور درمیان میں ایک شخص چادر
 اوٹے ہوئے بیٹھا ہوا ہے کہہ رہا ہے کہ کون ہے اور اسے کیا ہوا لوگوں نے کہا سعد بن عبادہ ہے اور اسکے در و درو جب
 ہم بیٹھ گئے تو انکا خطیب کھڑا ہوا اور حمد و ثناء کے بعد کہنے لگا کہ ہم انصار خدا کے لشکر ہیں اور نے
 مہاجرین تم چند آدمی ہو۔ باوجود اسکے تمہارا ارادہ ہے کہ تم ہماری جڑ کاٹ دو اور ہم کو نکال
 باہر کرو اور ہمارا خلافت سے واسطہ ہی نہ رکھو جب وہ تقریر کر کے چپ ہوا تو میرا ارادہ تھا
 کہ میں کچھ کہوں کیونکہ میں نے پہلے ہی سے ایک مضمون نہایت عمدہ سوچ رکھا تھا۔ حضرت
 ابوبکر صدیق نے مجھ سے روک دیا چونکہ میں الکاثریہ بار احسان تھا۔ نیز آپ مجھ سے
 زیادہ حلیم اور معزز تھے اس لئے میں چپ رہا اور میں نے ان کو ناخوش کرنا بھی گوارا نہ کیا
 آپ مجھ سے زیادہ عالم بھی تھے واللہ جو میں کہنا چاہتا تھا اور سوچ کر مضمون بنایا تھا حضرت
 ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فی البدیہہ وہی تقریر کرنی شروع کی بلکہ اس سے بہتر
 آپ نے فرمایا۔

ابا بعد جو کچھ تم نے اپنے اچھائی اور بہترائی کے متعلق ذکر کیا سو تم واقعی

ایسے ہی ہو۔ میں تمام عرب سے زیادہ جانتا ہوں اور اس بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ قریش نسب میں اوسط العرب اور سکونت کے لحاظ سے وسط عرب کے باشندہ ہیں لہذا خلافت خاص قریش ہی کا حق ہو سکتا ہے میرا اور ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر آپ نے فرمایا کہ میں تم سے خوش ہوں کہ ان میں سے جس سے چاہو تم بیعت کر سکتے ہو۔ حضرت ابو بکر صدیق نے جو کچھ کہا۔ میں اس سے متفق تھا مگر جس وقت بیعت کے لئے آپ نے میرا نام پیش کیا تو مجھے برا معلوم ہوا واللہ اگر میری گردن مار دی جاتی تو مجھے یہ ناگوار نہ معلوم ہوتا یہ نسبت اس کے کہیں اوس قوم پر حکم ران ہوتا کہ جس میں ابو بکر ہوں۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم بھی بہادر اور چرکی لوگ ہیں بہتر ہو کہ ایک شخص ہم میں سے اور ایک تم میں سے امیر مقرر ہو اس پر بہت غوغا اٹھا اور شور مچا حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں فساد نہ پیدا ہو جائے میں نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا کہ آپ ہاتھ لائیے آپ نے ہاتھ بڑھایا اور میں نے سب سے پہلے بیعت کر لی پھر یوسرین نے پھر انصار نے بھی بیعت کر لی۔ اللہ کیسے نازک اور عجیب وقت تھا کہ اس کام سے بہتر حضرت ابو بکر صدیق سے کوئی بھی نہیں تھا اور مجھے ڈر تھا کہ کہیں مسلمانوں میں تفرقہ نہ پیدا ہو جائے اگر وہ اپنی بیعت علیحدہ کرتے تو پھر ہمیں بھی اسی شخص سے کہ جس سے ہماری مرضی نہ ہوتی بیعت کرنی پڑتی اور اگر ہم مخالفت کرتے تو فساد بڑھتا۔

نسائی اور حاکم اور ابویعلیٰ نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہو گئی تو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہونا چاہیے۔ حضرت عمر بن خطاب اون کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا اے معاشر الانصار کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو حکم فرمایا تھا کہ تم لوگوں کی امامت کرو۔ اب تمہیں انصاف سے کہو۔ کہ تم میں حضرت ابو بکر صدیق سے بہتر کون شخص ہے۔ انصار نے کہا لعوذ باللہ ہم حضرت ابو بکر صدیق سے کبھی بہتر نہیں ہو سکتے۔ ابن سعد۔ حاکم اور بیہقی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو لوگ سعد بن عبادہ کے مکان پر جمع ہوئے ان میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی تھے

انصار کے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا اے ہاجرین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے واسطے کسی شخص کو کہیں بھیجتے تھے تو اس کے ساتھ دوسرا آدمی بھی کر دیتے تھے لہذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ایک امیر تم میں سے ہو جائے اور ایک ہم میں سے۔ اس کے بعد انصار کے چند آدمیوں نے اسی طرح بیان کیا حضرت زید بن ثابت کھڑے ہوئے اور آپ نے بیان فرمایا کہ کیا تم یہ بات نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاجرین میں سے تھے لہذا ان کا خلیفہ بھی ہاجرین میں سے ہونا چاہئے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار اور مددگار تھے لہذا ان کے خلیفہ کے بھی یار و مددگار ہونے چاہئیں۔ پھر آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ یہ تمہارے سردار اور حاکم ہیں پھر آپ نے بیعت کر لی اور آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور پھر دیگر ہاجرین اور انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بیعت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق منبر پر تشریف لے گئے اور آپ نے حاضرین پر ایک نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ زید بن ثابت نے ان کو بلا لاؤ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے ہو کر اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری بن کر مسلمانوں کی کمر توڑنا چاہتے ہو۔ اور مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہتے ہو حضرت زید نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ آپ فکر نہ کیجئے پھر آپ کھڑے ہوئے اور بیعت کر لی اس کے بعد پھر آپ نے قوم پر نظر دوڑائی اور فرمایا میں حضرت علیؑ کو بھی نہیں دیکھتا انہیں بھی بلا لاؤ جس وقت آپ آئے تو آپ نے فرمایا۔ علیؑ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور داماد نبی ہو کر اسلام کو کمزور کرنا چاہیے ہو انھوں نے بھی کہا فکر نہ کیجئے اور بیعت کر لی۔

ابن اسحاق نے سیرۃ میں لکھا ہے کہ انس بن مالک کہتے ہیں کہ جب بیعت سقیفہ ہو چکی تو اگلے روز حضرت ابو بکر صدیق منبر پر تشریف لے گئے مگر آپ کے خطبہ سے پہلے حضرت عمر فاروق کھڑے ہوئے اور اپنے حمد و صلوات کے بعد فرمایا لوگو! خداوند تعالیٰ نے تمہیں ایسے شخص پر رنج کر دیا ہے جو سب میں بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب اور غار میں ساتھی تھا تم کھڑے ہو جاؤ اور ان سے بیعت کر دو۔ لوگوں نے آپ سے

بیعت عامہ کی جو بیعت سقیفہ کے بعد واقع ہوئی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ آپ لوگوں نے مجھے امیر بنایا ہے اگرچہ میں اس قابل نہیں تھا اگر میں بھلائی کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر برائی کروں تو مجھے سرزنش کرنا۔ صدق امانت ہے اور کذب خیانت ہے تم میں سے ضعیف لوگ میرے نزدیک اوس وقت تک قوی ہیں جب تک میں ان کا حق نہ دلوادوں (النصار اللہ) اور تمہارے قوی ضعیف ہیں جب تک کہ ان سے دوسروں کا حق نہ دلوادوں النصار اللہ جس قوم نے جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیا وہ ذلیل ہو گئی جس قوم میں بیکاری پھیل گئی اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا میں گرفتار کر دیا۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کروں تم میری اطاعت کرنا اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں۔ (العیاذ باللہ) تو میری اطاعت تم پر واجب نہ رہے گی بس چلو نماز پڑھو خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرماویں۔ موسیٰ بن عقبہ نے اپنے منادی میں اور حاکم نے عبدالرحمن بن عوف سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے یہ خطبہ فرمایا۔ واللہ مجھے دن رات میں سمجھی امارت کا شوق نہیں ہوا نہ میں نے اس کی حرص کی نہ میں نے اللہ سے اس کی ظاہر و باطن میں دعا مانگی اصل یہ ہے کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں فتنہ نہ پیدا ہو جائے نہ مجھے خلافت میں کوئی راحت ہے مجھے ایک بہت بڑا کام سپرد کر دیا گیا ہے اور میری گردن میں طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ مگر مجھے اللہ کی طاقت اور قوت پر پورا بھروسہ ہے یہ سنکر حضرت علیؑ اور زبیرؓ نے کہا ہمیں بہت زیادہ ندامت ہے کہ ہم مشورہ خلافت میں کیوں شریک نہیں تھے حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق ہی خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہمیں آپ کی فضیلت بھی معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں آپ کو امامت کے لئے فرمایا تھا۔

ابن سعد ابراہیم ثمالی سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو عبیدہ بن جراح کے پاس تشریف لے گئے اور آپ سے فرمایا کہ لایحہ بہرہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لوں کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

آپ کو اس امت کا امین کہا ہے۔ ابو عبیدہ نے جواب دیا کہ میں تمہیں بڑا عقلمند سمجھا تھا۔ آج تم ضعیف رائے کیوں ہو تم مجھ سے بیعت کرتے ہو حالانکہ تم میں صدیق ثانی اثنین فی الفاء موجود ہیں۔ ابن سعد نے محمد سے بھی روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا لاؤ ہاتھ بڑھاؤ میں تم سے بیعت کرنا چاہتا ہوں حضرت عمر فاروق نے کہا آپ مجھ سے زیادہ بزرگ ہیں حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا تم مجھ سے زیادہ قوی ہو اسی طرح رد و بدل رہا آخر حضرت عمر فاروق نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ بزرگ ہیں اور میری قوت بھی آپ ہی کے لئے ہے۔ پھر آپ نے بیعت کر لی۔

حمید بن عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت ابو بکر صدیق مدینہ میں کسی دوسری جگہ تشریف رکھتے تھے۔ آپ یہ خبر جانتا کہ اسنگراہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ منور کھول کر آپ نے اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ جیسے عالم حیات میں خوبصورت تھے بعد از وفات بھی اب آپ ویسے ہی خوبصورت ہیں قسم ہے رب کعبہ کی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہو چکا۔ عبدالرحمن بن عوف ذکر کرتے ہیں کہ پھر حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق انصار کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر صدیق نے وہاں پہنچ کر ایک تقریر کی۔ دوران تقریر میں آپ نے وہ آیات و احادیث جو انصار کی شان میں وارد ہوئی ہیں بیان فرمائیں اور فرمایا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ کسی جنگل میں جائیں اور انصار دوسرے جنگل میں تو میں انصار کے ساتھ جاؤنگا اور اے سعد کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ ایک دفعہ تمہارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خلافت قریش کے لئے ہے۔ نیک لوگ ان کے نیکوئی تابعداری کریں گے اور برے لوگ ان کے برون کی تابعداری کریں گے۔ سعد نے جواب دیا اپنے سچ فرمایا ہم وزیر ہیں اور آپ لوگ امرا ہیں (احمد)

ابن عساکر نے ابوسعد ہذری سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق سے بیعت ہو چکی تو آپ نے قیافہ سے معانوم کیا کہ بعض لوگوں کو کچھ انقباض ہے اپنے فرمایا لوگو تمہیں کون چیز مانع ہے کیا میں سب سے اول مسلمان نہیں ہوا۔ کیا نہیں ہوا۔ کیا نہیں ہوا اپنے اپنی چند فضیلتیں

بیان کر کے کہا کہ کیا میں تم سب سے زیادہ خلافت کا مستحق نہیں ہوں۔ احمد نے لکھا ہے کہ رافع طائی نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت ابو بکر صدیق نے اپنی خلافت کا تمام قصہ بیان فرمایا اور جو کچھ عمر نے کہا تھا وہ بیان کر کے آپ نے فرمایا کہ پھر مجھ سے حضرت عمر نے بیعت کر لی اور بیٹے خلافت کو سسلے قبول کر لیا کہ کہیں فتنہ نہ ہو جانے اور فتنہ کے بعد کہیں لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔ ابن سحاق نے اور ابن عابد نے اپنے معاذی میں رافع طائی سے اس طرح بیان کیا ہے کہ بیٹے حضرت ابو بکر صدیق سے عرض کیا کہ آپ تو مجھے دو آدمیوں کی اہارت سے بھی منع فرمایا کرتے تھے آپ نے یہ خلافت کیسے قبول فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو ضروری سمجھا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں امت محمدیہ میں تفرقہ نہ پڑ جائے۔ قیس ابن ابی حازم کہتے ہیں کہ ایک روز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک ماہ بعد حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بیعت کا تمام قصہ بیان فرمایا ذرا دیر میں جمعہ کی اذان ہو گئی تو نمازی اٹھتے ہو گئے آپ منبر پر تشریف لیگے اور فرمایا حاضرین! اگر تم چاہو تو دوسرے شخص کو خلیفہ بنا سکتے ہو مجھے بخوشی منظور ہے۔ مجھ سے یہ بار نہیں اٹھایا جاتا۔ مجھ پر بھی شیطان مسلط ہے میں محصوم نہیں ہوں۔ ابن سعد نے حسن بصری سے اس طرح لکھا ہے کہ جب حضرت ابو بکر سے بیعت ہو چکی تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و صلوة کے بعد فرمایا حضرات! میں اگرچہ خلیفہ ہو گیا ہوں مگر میں خوش نہیں ہوں واللہ اگر کوئی تم میں سے اس اہم کام کو انجام دے سکے تو اسکو اپنا ہاتھ میں لے لے اب جبکہ تم نے یہ تکلیف بالاتفاق مجھے دی ہے تو تم میری تابعداری اس وقت تک کرنا جب تک میں طریقہ سنت پر چلوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی لیکن میں تمہارے ہی مثل ایک آدمی ہوں کسی سے بہتر نہیں ہوں جب تک مجھے راہ راست پر دیکھو میری تابعداری کرو اور جب سرمد بھی فرق پاؤ تو مجھے ملامت کرو۔ یاد رکھو شیطان میرے ساتھ بھی لگا ہوا ہے جب مجھے غصہ آجائے تو مجھ سے علیحدہ ہو جائے مجھے تم پر کوئی ترجیح نہیں ہے۔

ابن سعد اور نطیب نے مالک بن عرزہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے تو آپ نے خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ میں اگرچہ تمہارا امیر ہو گیا ہوں مگر میں تم سے بہتر نہیں ہوں لیکن قرآن شریف نازل ہو چکا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ سنت بتلادیا

اور ہم نے اچھی طرح جان بوجھ لیا لوگو اب تم جان لو عظیمند وہی شخص ہے جو متقی ہے اور سب سے زیادہ عاجز فاجر و فاسق ہے۔ تمہارے قوی میرے نزدیک جب تک ضعیف ہیں جب تک میں ان سے لوگوں کا حق نہ دلوادوں اور تمہارے ضعیف میری نظروں میں جب تک قوی ہیں تب تک میں ان کا حق نہ دلوادوں۔ حاضرین! میں تتبع سنت ہوں بدعتی نہیں ہوں جب میں نیکی کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں ڈگمگا جاؤں تو مجھے متنبہ کرنا میں بس یہی چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تم سب کے لئے مغفرت مانگتا ہوں۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص ان شرائط بالا کے سوا امام نہیں ہو سکتا۔ حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تو مدینہ شریف میں ایک کھل بلی اور کہرام مچ گیا۔ جس وقت حضرت ابو قحافہ نے شور مچا سنا تو پوچھا کیا ہے۔ عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ کہا افسوس بہت بڑا امر واقع ہوا پھر پوچھا کہ آپ کے بعد آپ کی جگہ کون ہو گا آپ کا بیٹا۔ کہا کیا نبی عبد مناف اور نبی میغرہ اس پر راضی ہو گئے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا سچ ہے خدا جسے بڑھاتا ہے اس کو کون گھٹا سکتا ہے اور جسے گھٹاتا ہے اس کو کون بڑھا سکتا ہے۔

واقفی نے چند طریقوں سے حضرت عائشہ صدیقہ اور ابن عمر اور سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بروز روز و شنبہ بیعت کی گئی طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمر سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کبھی منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ نہیں بیٹھے یہاں تک کہ آپ واصل بحق ہوئے۔ اسلیطرح حضرت عمر فاروق حضرت ابو بکر صدیق کی جگہ اور حضرت عثمان غنی حضرت عمر کی جگہ کبھی تا اختتام زندگی نہیں بیٹھے۔ رَضَوَاتِ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا جَمِیْنًا۔

فصل

جو زمانہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق میں واقع ہوا
تنفیذ حیش اسامہ۔ مرتدین اور مانعین زکوٰۃ اور مسیلمہ کذاب جنگ

جمع قرآن

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو عرب کے بعض لوگ مرتد ہو گئے اور کہتے تھے ہم نماز تو پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ میں نے حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کی تالیف قلوب کیجئے اور ان سے نرمی برتئے۔ یہ تو وحشی قوم ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تو تم سے بدو کی امید کر رہا تھا۔ یہ خلاف اس کے تمہیں میری ہی تباہی کا فکر ہے۔ زمانہ جاہلیت میں تو تم بڑے مستعد تھے۔ اسلام میں تم سمجھتا پڑ گئے۔ کس ذریعہ سے میں ان کی تالیف قلوب کروں معاذ اللہ باتیں بناؤں یا جا دو گردوں۔ افسوس صد افسوس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے حتیٰ بند ہو گئی۔ واللہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ ہے میں ان سے جہاد کروں گا اگرچہ مجھے کوئی منع کرے۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو اس امر میں اپنے سے زیادہ سخت اور مستعد پایا۔

ابو القاسم بغوی اور ابو بکر شافعی اپنے نوامد میں اور ابن عساکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب انتقال ہو چکا تو نفاق نے سر اٹھایا عرب مرتد ہو گئے اور انصار نے علیؑ کی اختیار کی اگر اتنی مشکلات پہاڑ پر پڑتیں تو وہ بھی نہ اٹھا سکتا۔ لیکن میرے والد ماجد حضرت ابو بکر صدیق نے عجب استقلال سے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا اور اپنے ناخن نندیر سے ہر مسئلہ کی لحد کشائی کی۔ سب سے پہلا اختلاف یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں مدفون ہوں اس کے متعلق سب خاموش تھے اور کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے ہی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر ایک نبی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں اسکا انتقال ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ دوسرا قضیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا واقع ہوا اس میں بھی کسی کو کچھ علم نہ تھا حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا

ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا اختلاف آپ کے دفن کے متعلق ہوا۔ بعض کہتے تھے کہ چونکہ مکہ معظمہ آپ کا مولد ہے آپ وہاں دفن ہونے چاہئیں۔ بعض کہتے تھے کہ مسجد نبوی میں۔ بعض یثیب میں۔ بعض بیت المقدس کی رائے دیتے تھے اور اسی کو دفن انبیاء بتلاتے تھے حتیٰ کہ ابو بکر صدیق کو اس کی خبر ہوئی اور آپ کے فرمان پر باحسن وجوہ اس مسئلہ کی عقدہ کشائی ہو گئی۔ ابن زبیر کہتے ہیں کہ یہ حضرت ابو بکرؓ کی ہی شان تھی اگر کسی مسئلہ میں آپ کی ایک طرف رائے ہوتی تو تمام مہاجرین و انصار کو آپ کی طرف آپ کے وفور علم کے باعث رجوع کرنا پڑتا۔ یہی اور ابن عساکر حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قسم ہے وعدہ لا شریک لہ کی اگر حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ نہ ہوتے تو روئے زمین پر کوئی خدا کی عبادت نہ کرتا۔ اسی طرح اپنے تین مرتبہ کہا۔ لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہؓ ایسا کیوں کہتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ بن زید کو لشکر دے کر شام کی طرف روانہ کیا تھا ابھی اسامہ نے ذی خشب میں ہی پڑاؤ کیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور حوالی مدینہ کے عرب مرتد ہو گئے تھے حضرت ابو بکر صدیق کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ اس لشکر کو واپس بلا لیجئے کیونکہ خود مدینہ میں لوگ مرتد ہو گئے ممکن ہے کہ یہاں ضرورت لاحق ہو ہر ایک نے مختلف رائے دی۔ آخر میں آپ نے فرمایا قسم ہے وعدہ لا شریک لہ کی اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاؤں کے گھسنیٹھیں تو جس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے ہرگز نہ ٹوٹاؤنگا اور جس جھنڈے کو خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے اس کو کبھی نہ کھولوں گا پس آپ نے اسامہؓ کو بھیج دیا۔ اسامہؓ راستہ میں جس قبیلہ پر گذرتے تھے اور وہ قبیلہ ارتداد کا ارادہ رکھتا تھا تو اس قبیلہ کو دہشت ہو جاتی تھی اور وہ قبیلہ آپس میں کہتا تھا کہ اگر ان میں طاقت نہ ہوتی تو یہ ایسے وقت میں دوسروں پر کبھی لشکر کشی نہ کرتے۔ جب یہ لشکر سلطنت روم کی حدود میں پہنچا تو طرفین کا مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کا لشکر فتح کر کے سالم و غانم واپس ہوا۔

حضرت عروہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت مرض میں اُسامہؓ کے لشکر کو چلنے کا حکم دیا جس وقت اُسامہؓ جرف میں پہنچا تو میں نے ان کی بیوی فاطمہ بنت قیس کو ان کے پاس بھیج کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت غیر ہے ابھی تم جلدی نہ کرو وہ وہیں ٹھہرے رہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اُسامہؓ بن زید نے حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف جانے کا حکم دیا تھا لیکن اس وقت حالت نازک ہے۔ مجھے خوف ہے کہ عرب مرتد نہ ہو جائیں اگر وہ مرتد ہو گئے تو سب سے پہلے ان سے مقابلہ کے لئے میں تیار ہوں اگر مرتد نہ ہوں تو میں چلا جاؤں۔ میرے ساتھ چومکہ اچھے نوجوان سپاہی ہیں اس لئے عرض کیا گیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اللہ کی قسم اگرچہ میری جان پر کچھ بنجائے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں کچھ ترمیم و تہنیت نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے حضرت اُسامہؓ کو روانہ کر دیا (ابن عساکر)۔

ذہبی کہتے ہیں کہ جب اطراف مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مشہور ہو گئی تو عرب کے بہت سے طاقتور اسلام سے پھر گئے اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا حضرت صدیق اکبرؓ نے ان پر فوج کشی کا حکم نافذ فرمایا مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے آپ کو روکا آپ نے فرمایا واللہ اگر وہ ایک سال کا بھی صدقہ حتیٰ کہ بکری کا بچہ جو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادا کیا کرتے تھے روکیں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ ان سے کس طرح جنگ کر سکتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں لوگوں سے یہاں تک جنگ کروں کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہنے لگیں جس نے یہ کلمہ طیبہ پڑھ لیا تو ان کا مال اور خون مجھ پر منح ہو گیا مگر بوجہ ادا حق کے اور اسکا حساب اللہ پر ہے۔ پھر آپ کس طرح لڑ سکتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا واللہ میں ان سے نماز اور زکوٰۃ کے فرق سمجھنے میں لڑوں گا کیوں کہ زکوٰۃ بھی تو بیت المال کا حق ہے

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے مگر بوجہ ادائے حق کے حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ
واللہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو شرح صدر کر دیا تھا۔ میں نے بھی پہچان لیا کہ
آپ حق پر ہیں۔ حضرت زوہرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ مہاجرین اور انصار کے ساتھ نکلے
اور نجد کے قریب پہونچ کر مرتدین عرب کو شکست فاش دی بوگوں نے آپ سے
عرض کیا کہ آپ مکان واپس جائیے اور لشکر پر کسی کو امیر بنا کر ساتھ بیجیجئے جب
لوگوں کے زیادہ اصرار سے کہا تو آپ لوٹ آئے اور آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ
کو امیر مقرر فرمایا کہ یہ کہہ یا کہ اگر یہ اسلام لے آئیں اور زکوٰۃ ادا کر دیں تو تم میں سے جو
شخص چاہے وہ بھی آسکتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت
جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کے لئے تشریف لیجانے لگے تو حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ آپ سے فرمایا تھا کہ آپ اپنی تلوار میان میں کیجئے اور کہیں
کسی ناگہانی بلا میں نہ پھنسا پیئے اور مدینہ کو لوٹ چلئے واللہ اگر خدا نخواستہ آپ کی
ذات ستودہ صفات پر کچھ پیش آگئی تو یہاں کوئی ایسا بھی نہیں ہے کہ نظام اسلام کو
ہی قائم رکھ سکے (دارقطنی)

خنظلہ بن علی اللیثی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو روانہ کیا
اور یہ نصیحت فرمائی کہ پانچ ارکان پر ان سے مقاتلہ کرنا اگر ان پانچوں میں سے وہ ایک
کا بھی انکار کریں تو ان سے اسی طرح لڑنا جس طرح پانچوں کے لئے لڑتے وہ پانچ ارکان
یہ ہیں لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کا اقرار کرنا۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا
روزہ رکھنا۔ خالد بن ولید اور آپ کے ہمراہی جمادی الاخر میں چلے۔ نبی اسد اور عطفان
سے مقابلہ ہوا بہت سے مرتدین قتل ہوئے۔ بہت سے گرفتار۔ باقی پھر مسلمان ہو گئے
اس واقعہ میں صحابہ میں سے عکاشہ بن محسن اور ثابت بن اقرم آپ کے ساتھ تھے اور
اسی سال رمضان شریف میں بعمر چوبیس سال حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو تمام دنیا کی عورتوں کی سردار تھیں انتقال فرمایا ذہبی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا سلسلہ نسب انہیں سے جاری ہوا زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک ہینہ پہلے حضرت ام ایمن کا انتقال ہو چکا تھا اور شوال میں عبداللہ بن ابوبکر صدیق کی وفات ہو گئی تھی بہر حال حضرت خالد بن ولید بمعہ لشکر آخر سال میں مسیلم کذاب کے قتل کے واسطے یمامہ پہنچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اور چند دنوں قلعہ بند رہنے کے بعد مسیلم کذاب علیہ اللعنة کو وحشی قاتل امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قتل کیا۔ اس واقعہ میں جو صحابہ شہادت کے طلبگار ہو کر تشریف لگے تھے ان میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ۔ سالم مولیٰ ابی ہذلیہ شجاع بن وہب زید بن خطاب۔ عبداللہ بن سہل۔ مالک بن عمرو۔ طفیل بن عمرو الدوسی۔ یزید بن قیس۔ عامر بن لبیر۔ عبداللہ بن مخرمہ سائب۔ عثمان بن مظعون۔ عباد بن بشر۔ معن بن عدی۔ ثابت بن قیس بن شماس۔ ابودجانہ سماک بن حرب وغیرہ بھی شامل تھے۔

مسیلم کذاب کی عمر اس وقت ڈیڑھ سو سال کی تھی۔ عبداللہ والد ماجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عمر میں بڑا تھا۔

۳۲ میں حضرت ابوبکر صدیق نے عمار بن حصری کو مکرین کی طرف روانہ کیا کیونکہ وہاں بھی ارتداد ہو گیا تھا جو اسی کے مقام پر لڑائی ہوئی اور بالآخر مسلمان مظہر و منصور سے اور چونکہ فتنہ ارتداد عمان میں بھی ہو رہا تھا اسلئے حکمران بن ابی جہل کو ان کی سرکوبی کیلئے اودھر روانہ کر دیا اور مہاجرین ابی امیہ کو اہل بخیر کی طرف اسی فتنہ کی روک تھام کیلئے بھیجا۔ نیز زیاد بن لبید انصاری کو بھی ایک گروہ مرتد کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا۔ اسی سال حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاوند حضرت ابوالعاص بن ربیع کا بھی انتقال ہو گیا اور صعب بن جشم لیشی اور ابو مرثد غنومی کی بھی وفات واقع ہوئی۔

بعد از فراغت فتنہ ارتداد حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت خالد بن ولید کو بصرہ کی طرف روانہ کیا اور لڑائی کے بعد شہر ابلہ فتح ہوا پھر کچھ صلح اور کچھ جنگ کے بعد مدائن کسری جو عراق میں ہے وہ بھی فتح ہو گیا۔ پھر اسی ۳۲ میں جناب نے حج بیت اللہ ادا فرمایا واپسی کے بعد عمرو بن عاص کو لشکر دیکر شام کی طرف بھیجا۔ شام میں جنگ اجنادین ۳۳ میں واقع ہوئی اور اس میں ہی فتح کا سہرا مسلمانوں کے سر ہوا مگر حضرت ابوبکر صدیق کو اسکی خوشخبری اسوقت

لی جبکہ آپ حالت ترقع میں تھے اس جنگ میں عکرمہ بن ابو جہل اور ہشام بن عاص اور دیگر لوگ شامل تھے۔ اسی سال جنگ مرج الصفر ہوئی اور مشرکین نے شکست کھائی۔ اس لڑائی میں دوسرے لوگوں کے ساتھ فضل بن عباس بھی موجود تھے۔

ذکر جمع قرآن شریف

بخاری شریف میں بروایت زید بن ثابت مروی ہے کہ جنگ مسیلمہ کذاب کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے مجھے بلا بھیجا۔ جس وقت میں گیا آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے حضرت ابو بکر صدیق نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ عمر مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ جنگ کا یہ ہیں بہت سے مسلمان کام آگئے ہیں مجھے خوف ہے کہ ہمیں اگر اسی طرح مسلمان شہید ہوتے رہے تو قرآن شریف بھی حافظوں کے ساتھ نہ اٹھ جائے۔ لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کو جمع کر لیا جائے۔ میں نے (حضرت ابو بکر صدیق ان سے یہ کہا تھا کہ یہ لایا ایسے فعل کو کس طرح کر سکتا ہوں جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ انھوں نے (حضرت عمر) جواب دیا کہ واللہ یہ نیک کام ہے اس میں کچھ ہرج نہیں۔ اس پر یہ برابر مہر ہے حتیٰ کہ مجھے شرح صدر ہوا اور میں اسکی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ گیا حضرت زید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خاموش ہو کر سن رہے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے پھر مجھ سے یہ کہا کہ تم جوان اور عقلمند آدمی ہو اور تم کسی بات میں متہم بھی نہیں۔ نیز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی رہ چکے ہو لہذا تم تبلیغ و تلاش کر کے قرآن شریف کو ایک جگہ جمع کر دو۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ مجھے واللہ یہ بہت شاق گذرا اگر مجھے پہاڑ بھی اٹھانے کا حکم دیتے تو میں اس کا بھی بوجھ اس کام سے ہلکا سمجھتا۔ میں نے عرض کیا آپ دونوں صاحب وہ کام کس طرح کر سکتے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا حضرت ابو بکر صدیق نے میرے جواب میں وہی فرمایا کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ مگر مجھے تامل ہی رہا اور میں نے بہت اصرار کیا آخر خداوند تعالیٰ نے میرا بھی شرح صدر کیا اور میں اس مسئلہ کی اہمیت کو پوری طرح سمجھ گیا میں نے نتیجہ مشروع کیا اور میں نے کاغذ کے پرچوں اور اونٹ بکریوں کے شانوں کی ہڈیوں درخت کے پتوں اور حافظوں کے سینوں سے

قرآن شریف کو جمع کیا حتیٰ کہ سورہ توبہ کی دو آیتوں لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ الرَّسُولُ
خرنیمہ بن ثابت کے سوا کسی نے نہیں پایا اور جمع کر کے جناب حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت
میں پیش کیا جو آپ کی وفات تک آپ کے پاس رہا پھر آپ کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس اور
آپ کی وفات کے بعد حفصہ بنت عمرؓ کے پاس رہا۔

ابو یعلیٰ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ اجر قرآن شریف
کے متعلق حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ملے گا کیونکہ اول آپ ہی وہ شخص ہیں جس نے قرآن شریف
کو کتابی صورت میں کیا۔

فصل

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اولیات میں

آپ ہی سب سے پہلے اسلام لائے۔ آپ ہی نے سب سے اول قرآن شریف جمع کیا آپ
ہی نے قرآن شریف کا نام سب سے اول مصحف رکھا۔ آپ ہی کو سب سے اول خلیفہ کہا
گیا۔ احمد نے ابوبکر بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب یا خلیفۃ اللہ
کہہ کر پکارا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں۔ مجھے امتنا ہی
مفخر کافی ہے۔ آپ ہی سب سے اول اپنے والد ماجد کی حیات میں خلیفہ ہوئے۔ آپ ہی
اول خلیفہ ہیں کہ جن کی رعیت نے اون کیلئے وظیفہ مقرر کیا۔ بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ
صدیقہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ قوم تنی
ہے کہ میں امر خلافت میں مشغول ہوں اور مجھ سے اس وقت صنعت و حرفت نہیں ہو سکتی
لہذا میں اپنے اہل و عیال کو بیت المال سے کھانے کو دوں گا۔ ابن سعد عطار بن سائب سے روایت
کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بیعت کے دوسرے روز کچھ چادرے لئے ہوئے بازار کو
جا رہے تھے حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا کہ بازار حضرت
عمرؓ نے کہا آپ ایسے کام چھوڑ دیجئے۔ اب آپ لوگوں کے خلیفہ ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر کے
اہل و عیال کہاں سے کھائیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ چلئے یہ کام آپ کے واسطے ابو عبیدہؓ

کیا کریں گے یہ دونوں حضرات ابو عبیدہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے کہا کہ تم ان کے اور ان کے کنبہ کے واسطے ایک اوسط درجہ کے مہاجر کی خوراک کے اندازہ سے گزارہ کے لائق مہیا کر دیا کرو۔ نہ اس سے افضل اور نہ کم درجہ پر ہو۔ اس کے علاوہ گرمی جاڑوں کا کپڑا بھی ہو مگر جس وقت پھٹ جا یا کرے اس کو واپس لیکر اس کے بجائے نیا دیدیا کرو۔ آپ کیلئے ان حضرات نے ہر روز کیلئے آدھی بکری کا گوشت تن ڈھانکنے کا کپڑا اور پیٹ بھرائی روٹی کا نلج مقرر کر دیا۔ ابن سعد میمون سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ کی دو ہزار درہم سالانہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ آپ نے فرمایا میرا کنبہ زیادہ ہے اس میں گزر اوقات نہیں ہو سکتا اور مجھے تم نے تجارت کرنے سے بھی بوجہ اشتعال خلافت کے روک دیا ہے کچھ زیادہ مقرر کرنا چاہئے چنانچہ آپ کی تنخواہ پر پانچ سو درہم کا اضافہ کیا گیا۔ طبرانی نے اپنی مسند میں حسن بن علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنی وفیات کے وقت بی بی عائشہ صدیقہ سے کہا کہ دیکھو یہ اونٹنی جس کا ہم ووردھ پیتے تھے اور یہ بڑا پیالہ جس میں کھاتے پیتے تھے اور یہ چادر جو ہم پہنتے اور تھمتے تھے ہم ان سے جب ہی تک نفع اٹھا سکتے تھے جب تک مسلمانوں کا کام کرتے تھے جس وقت میں مرجاؤں تو انکو حضرت عمرؓ کو دیدینا کیونکہ یہ بیت المال میں سے لیا تھا جس وقت آپ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ نے انکو حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا حضرت عمرؓ نے فرمایا خداوند تعالیٰ حضرت ابو بکرؓ پر رحم فرمائیں کہ انھوں نے یہ سب تکالیف میری وجہ سے اٹھائیں۔ ابن ابی الدنیا ابو بکر بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے انتقال کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا۔ بیٹی! میں اگرچہ مسلمانوں کا خلیفہ تھا مگر میں نے کبھی روپیہ پیسہ کا فائدہ حاصل نہیں کیا البتہ معمولی کھا پہن لیا۔ اب میرے پاس سوائے اس حبشی غلام اور اس اونٹنی پانی کھینچنے والی اور اس پرانی چادر کے بیت المال کا کچھ بھی تھوڑا بہت نہیں ہے جس وقت میں مرجاؤں تو ان سب کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دینا۔

آپا ہی اول وہ شخص ہیں کہ جس نے بیت المال قائم کیا۔ ابن سعد نے سہل بن خنیس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ میں بیت المال پر کوئی چوکیدار مقرر نہیں تھا لوگوں نے

کہا کہ آپ بیت المال پر چوکیدار کیوں نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا کہ جب قفل لگا رہتا ہے تو پھر چوکیدار کی کیا ضرورت ہے حالانکہ کیفیت یہ تھی کہ جو مال آتا تھا سب مسلمانوں کو تقسیم کر دیا کرتے تھے اور بیت المال خالی ہو جاتا تھا۔ ایک سال کے بعد اپنے بیت المال اپنے مکان پر منتقل کر لیا جس وقت مال آتا تھا تو آپ فقرار و مساکین پر کچھ ہمسایوں کو تقسیم کر دیا کرتے تھے اور کبھی اونٹ گھوڑے بھتیار خرید کر فی سبیل اللہ دیدیتے۔ ایک دفعہ اپنے کچھ چادریں خریدیں اور مدینہ شریف کی بیواؤں پر تقسیم کر دیں جس وقت آپ کا انتقال ہوا اور آپ مدفون ہو چکے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند معززین صحابہ کو جو ہیں عبدالرحمن بن عوف اور عثمان بن عفان بھی تھے بلایا اور ان کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیت المال میں تشریف لے جا کر اس کا جائزہ لیا تو اس میں سوائے خدا کے نام کے کچھ نہ تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اسی قول کی بنا پر اوائل میں عبکری کا قول یہ ہے کہ اول وہ شخص کہ جس نے بیت المال مقرر کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ میں بیت المال نہیں تھا۔ لیکن میں نے اسکی اپنی ایک کتاب میں تردید کی ہے۔ پھر میں نے عبکری کا ہی ایک قول اسکی ایک دوسری تصنیف میں دیکھا ہے کہ اول وہ شخص جو حضرت ابو بکر صدیق کے بیت المال کے ہتھم مقرر ہوئے حضرت ابو عبیدہ ہیں حاکم کہتے ہیں کہ اول اسلام میں عتیق کے لقب سے حضرت ابو بکر صدیق ہی ملقب ہوئے۔

فصل ۸

بخاری شریف اور مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر بحرین سے تاج غنیمت آیا تو میں تجھے اتنا دوں گا کہ تیرے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بحرین سے مال آیا تو حضرت ابو بکر نے اسے اپنے لئے اعلان فرمایا کوئی شخص ہے جس کا قرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چاہتا ہو یا اپنے کسی سے کچھ وعدہ کیا ہو۔ میں نے حاضر ہو کر آپ کو اسکی خبر دی آپ نے فرمایا آئیں سنا لیاؤں گے آئیں سے لے لیا اور گنا تو وہ پانچ سو روپیہ تھے مگر آپ نے مجھے ڈیڑھ ہزار دینا میں نے

فصل

حضرت ابو بکر صدیق کے علم اور تواضع میں

ابن عساکر نے انیسہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق ہمارے پاس قبل از خلافت تین سال اور بعد از خلافت ایک سال ٹھیرے جس وقت محلہ کی لڑکیاں آپ کے پاس بکریاں لائیں تو آپ انکا دودھ دوہ دیتے تھے میمون بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کے پاس ایک شخص آیا اور کہا اسلام علیک یا خلیفہ رسول اللہ اپنے فرمایا ان تمام مسلمانوں پر (احمد) ابن عساکر نے ابو صالح غفاری سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بوڑھا اندھی اپنا بیچ کی جو مدینہ کے اطراف میں رہتی تھی خبر گیری کیا کرتے تھے۔ اسکو روٹی پانی اور اسکے دوسرے کام کر دیا کرتے تھے ایک روز جو اس کے پاس آپ تشریف لگئے تو بلا توقع اس کا تمام کاروبار ہوا پایا اور اب ہمیشہ ہی کوئی آپ سے پہلے کر جانے لگا۔ آپ کو بہت حیرت ہوئی۔ آپ نے اسکی جستجو کی تو حضرت ابو بکر صدیق نکلے۔ حالانکہ حضرت ابو بکر صدیق اس زمانہ میں خلیفہ تھے۔ آپ کو دیکھ کر حضرت عمر فاروق نے فرمایا واللہ آپ کے سوا اور کون ہو سکتا تھا۔

ابو نعیم وغیرہ نے عبد الرحمن اصہبانی سے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت ابو بکر صدیق منبر پر تشریف رکھتے تھے اتنے میں حضرت امام حسن بن علی آگے بچے تو تھے ہی کہنے لگے میرے باپ کے منبر پر سے اوترو جی۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا یہ منبر تمہارے ابا جان کا ہی ہے یہ کہہ کر آپ نے انکو گود میں اٹھالیا اور روپڑے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے کہا واللہ میں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا۔ آپ نے فرمایا نہیں تم نے سچ کہا میں تمہیں مستہم نہیں کرتا۔

فصل

ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو حج اسلام میں سب سے اول ہوا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو بھی

روانہ فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے بعد حج ادا کیا جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے تو اپنے اول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور پھر اپنے حج کیا۔ جب حضرت ابو بکر صدیق کا انتقال ہوا اور حضرت عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو اپنے عبدالرحمن بن عوف کو اول حج کے لئے روانہ کیا اور سال آئندہ سے وفات تک خود حج کرتے رہے اور جس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو اپنے بھی عبدالرحمن بن عوف ہی کو حج کے لئے روانہ فرمایا۔

فصل

حضرت ابو بکر صدیق کے مرض اور وفات اور وصیت حضرت عمر کے خلیفہ بنائیں
سیف اور حاکم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کی وصیت کا سبب دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہے یہ صدمہ جانکاہ آپ کو اس قدر ہوا تھا کہ آپ ہمیشہ ناخوش اور خستہ ہی ہوتے چلے گئے حتیٰ کہ اپنے سفر آخرت اختیار کیا۔ ابن سعد اور حاکم ابن شہاب سے بعد از حج لکھتے ہیں کہ کہیں سے حضرت ابو بکر صدیق کے پاس ہر پیر کو گوشت آیا تھا اسکو آپ حارث بن کلاب کے ساتھ تناول فرماہے تھے کہ حارث کہہا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایسے نہ کھائے واللہ اس میں مجھے زہر معلوم ہوا ہے آپ رکبہ لیجئے گا کہ میں اور آپ ہی سال میں ایک ہی روز اسکے زہر سے مر جائیں گے اپنے ہاتھ گھینچ لیا اس روز سے یہ دونوں حضرات ہمیشہ بیمار ہی رہے حتیٰ کہ ایک سال گزرنے کے بعد ہی دونوں صاحبوں کا ایک ہی روز انتقال ہو گیا۔ یہی کہتے ہیں کہ اس دنیا ادنیٰ سے بجاہم کیا تو قہر رکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زہر دیا گیا اور حضرت ابو بکر صدیق کو بھی۔

واقعی اور حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیق کی بیماری اس طرح شروع ہوئی کہ اپنے ۷ جمادی الآخر پیر کے روز غسل فرمایا اس روز چونکہ سردی ہو رہی تھی آپ کو بخار ہو گیا۔ پندرہ روز آپ بیمار رہے اور ان تمام ایام میں آپ نماز کیلئے کھڑے باہر نکلنے نہ گئے بالآخر سہ شنبہ کی رات کو ۲۲ جمادی الآخر ۳۱ بھرتیسیئم سال آپ نے انتقال فرمایا۔

فرمایا ابن سعد اور ابن ابی الدنیا ابو السفر سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اگر آنجناب فرمائیں تو ہم کسی طبیب کو بلا کر آپ کو دکھلائیں آپ نے فرمایا مجھے طبیب دیکھا ہے عرض کیا کہ طبیب کیا کہا آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے (یٰ فَعَالَیٰ مَآیْرَیْنِ) میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں) واقدری نے دوسرے طریقوں سے بیان کیا ہے کہ جب آپ کی طبیعت زیادہ بگڑ گئی تو آپ نے عبدالرحمن بن عوف کو بلا کر فرمایا تم عمر فاروق کو کیسا سمجھتے ہو۔ عرض کیا آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر بھی جو کچھ تمہاری رائے ہو بتلاؤ۔ عرض کیا میرے نزدیک تو وہ اس سے بھی زیادہ افضل ہیں جتنی آپ ان کی نسبت رائے قائم کریں پھر حضرت عثمان غنی کو بلا کر آپ نے یہی دریافت کیا انہوں نے بھی یہی کہا آپ مجھ سے زیادہ عالم ہیں آپ نے فرمایا کچھ تو بتلاؤ انہوں نے کہا کہ اللہ جانتے ہیں کہ ان کا ظاہر و باطن یکساں ہے اور ہمارے اندر تو ان کا مثل کوئی معلوم نہیں ہوتا اپنے سعید بن زید اور اسیر بن حنفیر سے بھی یہی مشورہ کیا۔ اسیر نے کہا کہ اللہ خوب جانتے ہیں میں تو آپ کے بعد اونہیں کو اچھا سمجھتا ہوں وہ نیک کے ساتھ نیک اور بد کے ساتھ بد ہیں اونکا باطن ظاہر سے بھی اچھا ہے اس کام کے لئے تو ان سے بہتر کوئی آدمی بھی قوی اور مستعد نظر نہیں آتا۔ اسکے بعد اور صحابہ آئے اور ایک نے ان میں سے سوال کیا کہ تم نے خدا کو ماننے ہوئے ایک سخت گیر آدمی کو ہم پر خلیفہ مقرر کر دیا خدا کو بھلا اس کا کیا جواب دو گے۔ آپ نے فرمایا واللہ تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔ مگر مجھ سے سوال ہوا تو میں جناب باری میں عرض کرونگا۔ الہا العالین۔ میں نے مسلمانوں پر ان میں کا سب سے بہتر آدمی خلیفہ مقرر کیا ہے بلکہ جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں وہ اس سے بھی زیادہ اچھا ہے۔ اسکے بعد اپنے حضرت عثمان غنی کو بلا کر فرمایا لکھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وصیت نامہ جو ابو بکر بن قحافہ نے اپنے آخر عمر دنیا میں دنیا سے چائے اور شروع عہد آخرت میں عالم بالا میں داخل ہونے وقت لکھا یا ہے جبکہ کافر ایمان لائے اور فاجر یقین کر لیا اور کاذب سچ بولنے والا ہو گیا۔ لوگو! میں نے تمہارے اوپر اپنے بعد عمر بن خطاب کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اسکی سننا اور اطاعت کرنا۔ میں نے حتی المقدور خدا اور رسول اور دین اسلام اور اپنے نفس اور

تمہاری خدمت میں کوئی قصور نہیں کیا۔ اگر حضرت عمر عدل کرینگے تو میرے ظن اور رائے کے موافق ہے اور اگر بدل جائیں تو ہر شخص اپنے کے کا جواب دہ ہے۔ البتہ میں نے تمہارے لئے نیکی کا ارادہ کیا ہے۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ ظالم تنقیریب معلوم کر لیں گے کہ وہ کس طرف رجوع کرنا چاہیں وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُهُ پھر اپنے اسکو سر بھر کر اگر حضرت عثمان غنی کے حوالہ کر دیا اور حضرت عثمان اس کو لیکر چلے آئے اور لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برفضا و رغبت بیعت کر لی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عمر بن خطاب کو خلوت میں بلا کر جو کچھ وصیت کرنا تھی وہ کہیں۔ جس وقت حضرت عمر فاروق اپنے پاس سے چلے آئے تو حضرت ابو بکر صدیق نے جناب باری میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ الہی جو کام میں نے کیا ہے اس سے میرا مقصود صرف مسلمانوں کی اصلاح ہے میں نے فتنہ سے ڈر کر جو کچھ کیا اس کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں نے اس امر میں اپنی رائے سے اجتناب کیا ہے اور میں اپنے نزدیک اسی بات پر پورا پورا ہوں لہذا میں نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو ان میں سب سے بہتر اور قوی اور نیکی پر حریص ہے۔ میں آپ کے حکم سے اس کو فانی کو چھوڑتا ہوں۔ آپ اپنے بندوں کے مالک ہیں۔ الہی! مسلمانوں کے حاکموں میں صلیت رو اور عمر کو اپنے خلفاء راشدین میں داخل کرو۔ اور اس کی رعایا کی اصلاح فرماؤ۔

ابن سعد اور حاکم ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عقلمند دنیا میں سب سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں اول ابو بکر صدیق کہ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید مقرر کیا دوسرے موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کہ انھوں نے کہا تھا اِسْتَا جِرَدًا تیسرے عزیز مصر کہ انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق رائے قائم کر کے بیوی سے کہا اِنَّکَ رَہِی مَشْوَاةٌ

ابن عساکر نے یسار بن حمزہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق کو تکلیف پڑھی تو آپ گھبر سے نکل کر لوگوں کے پاس تشریف لے گئے اور کہا۔ اے لوگو! میں نے تمہارے اوپر ایسے شخص کو مقرر کر دیا ہے کہ تم اس سے راضی ہو۔ لوگوں نے بالاتفاق کہا یا خلیفہ رسول اللہ ہم بالکل راضی ہیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر فرمایا

کہ اگر وہ شخص عمر نہیں ہے تو ہم اس سے راضی نہیں رہے فرمایا نہیں عمر ہی ہیں۔ احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے جس روز آپ کی وفات ہوئی دریافت کیا کہ آج کیا دن ہے۔ لوگوں نے کہا پیر ہے آپ نے فرمایا اگر میں آج رات تک مر جاؤں تو میرے دفن میں کل کا انتظار نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جتنا جلدی پہنچ جاؤں اتنا ہی بہتر ہے۔

مالک نے عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ ایک کھجور کا درخت جس پر سے بیسٹل و ثق کھجوریں سال بھر میں اترتی تھیں مجھے بہتہ کر دیا تھا۔ آپ نے مرض الموت میں فرمایا بیٹی! واللہ میں تمہیں ہر حال میں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ تم سے زیادہ غمی میں کسی کو محبوب نہیں رکھتا۔ تیری غربت سے مجھے رنج ہوتا ہے اور خوشحالی سے راحت۔ میں نے تجھے جو درخت دیا تھا۔ اب تک تو نے اس سے نفع اٹھایا اور وہ تیرا تھا۔ لیکن میرے مرنے کے بعد وہ ترک ہو جائیگا۔ تیرے دوسرے بہن بھائی ہیں ان سب پر قرآن شریف کی رو سے تقسیم کرنا۔ میں نے عرض کی ابا جان! ایسا ہی ہو گا مگر آپ نے تو شخص ایک بہن میری لہجہ ہی چھوڑی۔ پھر آپ دو بہن بتلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خاریہ حاملہ ہیں مجھے اندازہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیٹ میں لڑکی ہے۔ اسی روایت کو ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ بنت خاریہ حاملہ ہیں اور مجھے اتفاقاً سوا ہے کہ بطن میں لڑکی ہے پس یہ اسکی بھی تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ ابن سعد نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے مال کے پانچویں حصہ کے متعلق فرمایا کہ جس طرح مسلمانوں کو مال کا پانچواں حصہ عدا میں لیا کرتے ہیں اسی طرح اسے بھی لے لیا جاوے ابن سعد نے یہ بھی روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا وصیت کرنا ساتھ خمس کے مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ربح کی وصیت کروں اور ربح کی وصیت کرنا ثلث کی وصیت کرنے سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں اور جو شخص ثلث کی وصیت کرے تو پھر اس نے کچھ ترک نہیں چھوڑا۔ سعید بن منصور نے اپنے سنن میں خفاک سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے مال کے خمس حصہ میں وصیت کی تھی کہ اس میں ہمارا کوئی
 بشتہ وار شریک نہ ہو یہ فی سبیل اللہ ہے عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں عائشہ صدیقہ
 سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہیں۔ واللہ حضرت ابو بکر صدیق نے ایک بھی درہم یا دینار نہیں
 پھوڑا جس پر کہ خدا کا نام نہ مفروب ہو۔ ابن سعد و غیرہ لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ
 ہی ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق کو زیادہ تکلیف ہوئی تو میں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) قسم پر
 مجھے اپنی عمر کی جب موت کی پہلی لگ جاتی ہے اور سینہ تنگ ہو جاتا ہے تو کوئی مال فائدہ
 نہیں دیتا۔ آپ نے چاروں سے منہ کھول کر فرمایا یہ نہیں بلکہ اس طرح کہ وَجَاءَتْ سَكْرَتُ الْمَوْتِ
 بِالْحَقِّ ذَالِكُ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ دیکھو یہ میرے دو کپڑے ہیں مجھے غسل دیکر ان ہی دونوں
 سے غسل کروں میں کفناؤں کیونکہ زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کپڑوں کی زیادہ حاجت ہے
 ابو یعلیٰ۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا قول نقل کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں میں جب اپنے باپ حضرت
 ابو بکر صدیق کے پاس گئی تو آپ حالت نزع میں تھے میں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) آج آپ
 کو سخت مرض لاحق ہو گیا ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کی روح کو توفیق بخشیں۔ اپنے فرمایا یہ مت کہو
 بلکہ یہ کہو کہ وَجَاءَتْ سَكْرَتُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَالِكُ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ (موت کی پہنچی تو
 ضرور آکر رہی یہی وہ حالت ہے جس سے تو بھاگتا تھا) پھر اپنے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی وفات کس روز ہوئی تھی۔ عرض کیا پیر کے روز آپ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ
 میں اسی رات انتقال کروں گا۔ پس آپ منگل کی رات کو انتقال فرما گئے اور صبح سے
 پہلے مدفون ہوئے۔

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت کیا ہے جس
 وقت حضرت ابو بکر صدیق کے انتقال کا وقت ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ آپ کے سر ہانے
 پیٹھ پر شعر پڑھنے لگیں (ترجمہ) ہر سواری کی ایک منزل ہوتی ہے اور ہر کپڑا پہننے والے کا ایک
 کپڑا ہوتا ہے۔ آپ فوراً سمجھ گئے اور فرمایا بیٹی اس طرح نہیں ہے بلکہ جس طرح اللہ صاحب
 جل مجدہ نے فرمایا ہے اس طرح ہے وَجَاءَتْ سَكْرَتُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَالِكُ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ
 احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) بہت سے

سفید چہرہ ہیں کہ ان کے روئے مبارک سے ابر پانی حاصل کرتے ہیں اور وہ پتلیوں کے فریادوں اور بیواؤں کے پشت پناہ ہیں۔ آپ نے یہ شعر سن کر فرمایا یہ صفت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ عبد اللہ بن احمد نے زواہد الزہد میں عبادہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنی موت کے وقت فرمایا اے عائشہ میرے ان دونوں مستعملہ کپڑوں کو دھو کر مجھے ان ہی میں کفنا دینا۔ یہ ضرور ہے کہ میں تمہارا باپ ہوں۔ اگر اچھے نئے کپڑوں میں کفنا یا تو کچھ بڑھ نہ جاؤنگا اور اگر بورا نے بوسیدہ کپڑوں میں کفنا یا تو کچھ گھٹ نہ جاؤنگا۔ ابن ابی الدنیا ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے یہ وصیت فرمائی کہ آپ کو آپکی بیوی اسماء بنت عمیس غسل دیں اور عبد الرحمن بن ابو بکر ان کی اس کام میں اعانت کریں۔ ابن سعد سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور مسجد نبوی کے درمیان حضرت ابو بکر صدیق کے جنازہ کی نماز پڑھانی اور اسمیں چار تکبیریں کہیں۔ عروہ اور قاسم بن محمد نے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عائشہ صدیقہ کو وصیت کی کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر دفن کرنا۔ چنانچہ جب آپکا انتقال ہوا تو آپ کی قبر شریف اس طرح کھودی گئی کہ آپ کا سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے شریف کے پاس رہا اور آپکی قبر شریف کا تعویذ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا تعویذ برابر رہا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپکو قبر میں حضرت عمرؓ نے بٹمان عبد الرحمن بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اوتارا۔ اور چند طریقوں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ رات ہی کو دفن کئے گئے۔ ابن مسیب روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابو بکر صدیق کا انتقال ہوا تو مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ نے کہا کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا آپکے صاحبزادہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ کیسی مصیبت ہے۔ پھر کہا انکی جگہ کون مقرر ہوا۔ جواب ہوا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا مرحوم کے دوست۔ مجاہد سے روایت ہے کہ ابو قحافہ کو جو حصہ شرعی حضرت ابو بکر صدیق کے مال سے ملا تھا انھوں نے وہ اپنے پوتوں کو واپس کر دیا اور خود بھی حضرت ابو بکر صدیق کے چھ ماہ کچھ دن بعد محرم ۱۲

میں بعمر ستانوے سال اس وار فانی سے کوچ کر دیا۔

علماء کا قول ہے کہ اپنے باپ کی زندگی میں کوئی شخص سوائے حضرت ابو بکر صدیق کے شخصاً فوت
پر نہیں بیٹھا اور نہ کسی خلیفہ کے والد کے سوائے حضرت ابو بکر صدیق کے اپنے بیٹے کا ترکہ پایا۔
حاکم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے دو سال
سات ماہ خلافت کی ہے۔

تاریخ ابن عساکر میں بسند اصحی مروی ہے کہ خفاف بن نمیر سلمی نے آپ کی وفات پر یہ
مرثیہ پڑھا (ترجمہ) میں اچھی طرح جان گیا ہوں کہ زندگی کے لئے بقا نہیں ہے۔ دنیا محض فانی
ہے اقوام میں یہ ملک مستعار ہے۔ ہمیں شرط ادا کرنا ہی ہے۔ آدمی اگر چہ کوشش کرتا ہے مگر
اسکے واسطے محض امید ہی امید ہے۔ آنکھیں روتی ہیں اور جانور جدا لگاتا ہے پورٹھا ہو کر
مرے یا قتل ہو یا بیمار ہو کر مرے مگر سب مرض ہی کی شکایت کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق
ایک ابر رحمت تھے جو سو کئی کھیتوں پر ہمیشہ برستے تھے ۶۱

فصل

ان احادیث صحیحہ میں جو حضرت ابو بکر صدیق سے مروی ہیں

امام نووی نے تہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو بیالیس حدیثیں روایت کی ہیں اور سبب قلت روایت کا یہ ہے کہ
آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت کم زندہ رہے اور اس وقت تک احادیث کا چرچہ
زیادہ نہیں ہوا احادیث کی سماعت اور تحصیل و حفظ میں تابعین نے زیادہ کوشش کی جو
میں کہتا ہوں کہ چھپے آپ یہ معلوم کر چکے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے قضیہ بیعت کے
وقت یہ فرمایا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے وہ تمام احادیث جو انصار کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنی تھیں بیان کیں اور قرآن پاک میں جو کچھ انصار کے متعلق نازل ہوا ہے بیان فرمایا
یہ اس امر کی بین اور صاف اور واضح دلیل ہے کہ آپ سنت کے سب سے زیادہ جاننے والے اور
قرآن شریف کے وسعت معلومات کے لحاظ سے سب سے زیادہ عالم تھے۔

آپ ان حضرات نے روایت کی ہے۔ عمر عثمان علی ابن عوف ابن مسعود حذیفہ ابن عمر
 ابن زبیر ابن عمرو ابن عباس انس زید بن ثابت برار بن عازب ابو ہریرہ عقبہ بن
 ہارثہ عبدالرحمن بن ابوبکر زید بن ارقم عبداللہ بن مفضل عقبہ بن عامر جہنی عمران بن حصین
 ابو ہریرہ سلمی ابو سعید خدری ابو موسیٰ اشعری ابو الطفیل ثنی جابر بن عبداللہ بلال عائشہ بنت
 ابوبکر اسماء بنت ابوبکر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تابعین میں سے اسلم مولیٰ عمر واسط
 الجلی اور بہت سے آدمیوں نے رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ میں مختصر طور پر یہاں ان احادیث کو نقل کر دوں اور انکے
 پیچھے رادیوں کے نام بھی لکھ دوں۔ میں مفصل طور پر انشاء اللہ العزیز اپنی مسند میں لکھوں گا
 (۱) حدیث ہجرت شخین و غیرہ (۲) حدیث البحر یعنی دریا کا پانی پاک ہو اور اسمیں کی مری ہوئی شے
 حلال ہے۔ دارقطنی (۳) مسواک منہ کی صاف کرنیوالی ہے اور رب کی خوشنودی باعث ہے۔ احمد
 (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ بزار و ابویعلیٰ
 (۵) کوئی آدمی کھانا کھانے کے بعد وضو نہ کرے کھانا کھانا اسکو حلال ہے بزار (۶) نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے نمازیوں کے مار نیسے منع فرمایا ہے۔ ابویعلیٰ و بزار (۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخر میں
 جو میرے پیچھے نماز پڑھی تو اسمیں آپ ایک ہی کپڑا پہنے ہوئے تھے۔ ابویعلیٰ (۸) جو شخص چاہے کہ میں ان
 شریف کو اسی قرأت میں پڑھوں جس میں وہ نازل ہوا ہے تو چاہے کہ ابن ام عبد کی قرأت اختیار کرے
 احمد (۹) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے ایک ایسی دعا بتلا دیجئے جسکو
 میں نماز میں پڑھا کروں۔ اپنے فرمایا پڑھا کرو اللہم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً اذکبا بئھما الذنوب
 اذ انت فاغضبی مخرجاً من عندک ورحمینی انک انت الخفور الرحیم بخاری و مسلم (۱۰) جس نے
 صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں آگیا تم خدا کے عہد میں دست اندازی مت کرو جس شخص نے اسے
 قتل کر دیا خدا اس سے ناراض ہو گا اس کو دوزخ میں ڈالے گا۔ ابن ماجہ (۱۱) کسی نبی کا جب تک انتقال نہیں
 ہوتا تب تک کہ وہ اپنی امت کے کسی شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ بزار (۱۲) اگر کوئی آدمی کوئی گناہ
 کرے پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور خدا سے مغفرت مانگے تو خداوند تعالیٰ اس
 کے گناہ کو معاف کر دیتے ہیں۔ احمد۔ صحابہ سنن اربعہ ابن حبان (۱۳) ہر نبی کی وفات اسی جگہ

ہوتی ہے جہاں اسکو دفن ہونا ہوتا ہے ترمذی (۱۴) اللہ تعالیٰ یہود اور انصار کی لعنت کی ہے کیونکہ انھوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنالیں۔ ابو یعلیٰ (۱۵) میت کو اس کے پسماندگان کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ ابو یعلیٰ (۱۶) آگ سے بچو اگرچہ کچھور کے ٹکڑے کی برابر خیرات کرو کیونکہ وہ ٹیڑھے کو سیدھا کرتی ہے۔ مردیکے عذاب کو علیحدہ کرتی ہے (۱۷) حدیث فرماتے صدقات بخاری وغیرہ (۱۸) بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ آپکا کوڑا جب آپ اونٹ پر سوار ہوتے تھے گرجاتا تھا آپ اونٹنی کو بھٹا کر نیچے آتے اور اس کو اٹھاتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہم سے کیوں نہیں اٹھنے کو فرمایا کرتے اپنے فرمایا کہ میرے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے سوال نہ کروں۔ احمد (۱۹) جب اسما بنت عمیس کے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم دیا کہ حالت نفاس میں غسل کرکے و عمرہ میں تکبیر کہیں ہزار طہرائی (۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حج کو نسا افضل ہے۔ اپنے فرمایا جس میں تکبیریں زیادہ کہی جائیں اور قربانی زیادہ ہوں۔ ترمذی ابن ماجہ (۲۱) اپنے جس وقت حجر اسود کو بوسہ دیا تو اس کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔ وارقطنی (۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ برارہ کو مکہ شریف پہنچ کر اہل مکہ کو کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر طواف کرے احمد (۲۳) میرے مکان اور منبر کے درمیان کانٹے جنت باغوں کا ایک بیخ ہے اور میرا منبر جنت کے ایک ٹکڑے پر ہے ابو یعلیٰ (۲۴) حدیث طلاق جو ابوالہتیم کے مکان پر فرمائی ابو یعلیٰ (۲۵) چاندی سو ناقل بنیل ہے اگر کوئی زیادہ لے تو دوزخی ہے ابو یعلیٰ ہزار (۲۶) جتنے کسی مومن کو اذیت دی یا اسکے ساتھ مکر کیا وہ ملعون ہے ترمذی (۲۷) جو شخص بنیل ہے وہ جنت میں نہیں جائیگا اور نہ بدخوا اور نہ خائن اور نہ ظالم بادشاہ اور اول وہ غلام جنت میں داخل ہونگے جو اللہ اور اپنے آقا کی اطاعت میں احمد (۲۸) غلام کا ترکہ اسکے لئے ہے جو اسے آزاد کرے۔ خیبار المقدسی (۲۹) ہم صدقہ کے وارث نہیں ہوتے بخاری (۳۰) نبی کا وارث..... اس کا جانشین خلیفہ ہوتا ہے (۳۱) حدیث نسب کے تبار کے متعلق (۳۲) تو اور تیرا مال تیرے باپ کے واسطے ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نفقہ ہے (۳۳) جس نے قدم اپنے خدا کی راہ میں اٹھائے اللہ تعالیٰ اس پر اللش دوزخ حرام

کرتے ہیں بزار (۳۳) میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے مقاتلہ کروں بخاری و مسلم (۳۵) خالد بن ولید کی تعریف اور یہ فرمانا کہ واللہ کی تلوار میں خدا تعالیٰ نے انکو کفار اور منافقین پر مسلط فرمایا ہے احمد (۳۶) آفتاب کسی آدمی پر جو عمر سے بہتر ہو نہیں طلوع ہوا۔ ترمذی (۳۷) جو شخص مسلمانوں کے امور کا امانی ہو اور مسلمانوں پر فرود گذاشت کا حکم دیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ اللہ صاحب اسکے نفل و فرسخ قبول نہ کرے گا (۳۸) قصہ باعز اور اس کا سنگسار کیا جانا۔ احمد (۳۹) نہیں اصرار کیا اس شخص نے جس نے استخفا کر گیا اگرچہ پھر اسی فعل کو ایک دن میں ۷۰ مرتبہ کیا۔ ترمذی (۴۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرب کے متعلق مشورہ کرنا ظہرانی (۴۱) جب آیت وَمَنْ يَجْلِ سُوْرَةٍ يَجْزِ بِهِنَّ تَرْذِيْ اِبْنِ حِبَانَ (۴۲) تم یہ آیت پڑھتے ہو یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم احمد رابعہ ابن حبان (۴۳) جہاں دو آدمی موجود ہوتے ہیں تیسرے خداوند تعالیٰ ابھی وہاں آتے ہیں بخاری و مسلم (۴۴) حدیث اللہم طعنا و طاعون ابو یعلیٰ (۴۵) مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا۔ دارقطنی (۴۶) میری امت میں شکر کا چھوٹی کی چال سے بھی زیادہ خفی ہے ابو یعلیٰ (۴۷) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے چھ تعلیم کیجے تاکہ میں اس دعا کو صبح و شام کروں اللہم بن کلیب ترمذی (۴۸) تم لا الہ الا اللہ اور استخفا کر کو لازم پکڑو کیونکہ ابلیس لعین کہتا ہے کہ لوگ گناہوں کے سبب ہلاک ہوتے ہیں اور مجھے لا الہ الا اللہ استخفا سے ہلاک کرتے ہیں ابو یعلیٰ (۴۹) جس وقت لا تفرحوا بآصواتکم فوق صوت النبی نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے ایسا سطرچ بات کیا کروں گا جس طرح پیر فرشتوں کا کلام کرتے ہیں کہ اونکی آواز بوجہ کبرئی نہیں نکلتی بزار (۵۰) حدیث کل سامیس لما خلق لہ احمد (جو مجھے دانستہ جھوٹا بولا یا مجھ پر کوئی شے روکی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔ ابو یعلیٰ (۵۱) حدیث ما یحیة فی ہذا لا حصر لہ احمد (۵۲) مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ تم جا کر کہندو کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ جب میں چلا تو راستہ میں حضرت عمرؓ ملے ابو یعلیٰ (۵۳) حدیث ابو ہریرہ کی روایت سے محفوظ ہے نہ ابو بکر سے (۵۴) میری امت کے دو گروہ جنت میں داخل نہیں ہونگے مرجیہ و فریہ دارقطنی (۵۵) اللہ تعالیٰ سے عاقبت مانگو۔ احمد۔ نسائی ابن ماجہ (۵۵) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے کرنے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا فرماتے الہی اس کام کو میرے لئے پسند کرو اور اختیار فرماؤ۔ ترمذی (۵۶) دعا ربین اللہم قادیحہم لہم الخ بزار حاکم

(۵۷) جو جسم حرام سے پرورش پائے تو اس کے لئے آگ ہی بہتر ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جس جسم کی حرام غذا ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہونیکا۔ ابو یعلیٰ (۵۸) جسم کا ہر ایک حصہ تیری زبان سے شکایت کریگا۔ ابو یعلیٰ (۵۹) نصف شعبان کی شب کو اللہ تعالیٰ اپنے تشریف لائے ہیں اور شخص کو اس رات سوائے کافر اور کینہ ور آدمی کے سب کو بچھتے ہیں۔ دارقطنی (۶۰) وہاں مشرق میں خراسان سے ظاہر ہوگا اور اسکے ساتھ دوسری قومیں بھی ہونگی جبکہ منہ ان ڈھالوں کی طرح ہوگا جو تاج میں سے بلند اور کناروں پر سے پست ہوں۔ ترمذی ابن ماجہ (۶۱) بچھر خدا کا اتنا بڑا احسان ہے کہیں قیامت میں ستر ہزار آدمی بخیر حساب کے داخل کراؤنگا۔ احمد (۶۲) حدیث شفاء اور انبیاء علیہم السلام کا میدان قیامت میں ترو۔ احمد (۶۳) اگر لوگ ایک میدان کی طرف جائیں اور انصار دوسرے میدان کی طرف تو میں انصار کے ساتھ رہوںگا۔ احمد (۶۴) قریش اس امر کے امیر ہیں انکے نیک نیکوں کے تابع ہیں اور فاجر فاجروں کے۔ احمد (۶۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے متعلق وصیت فرمائی ہے کہ انکے نیک آدمیوں کو قبول کرو اور بروں سے درگزر کرو بزار طبرانی (۶۶) عمان کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہاں عرب کے لوگوں میں سے ایک قبیلہ رہتا ہے۔ جب میرا بیٹا وہاں گیا تو عمان والوں نے اس کے قبر پر سے نہ پتھر۔ احمد۔ ابو یعلیٰ (۶۷) ایک دن جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جگہ گزرے جہاں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سرے بچوں کیساتھ کھیل رہے تھے آپ نے ان کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر فرمایا کہ ان کی صورت نسبت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ملتی ہے۔ بخاری ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ مرفوع کے حکم میں ہے (۶۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن کی زیارت کو تشریف لیا کرتے تھے مسلم (۶۹) پانچویں مرتبہ میں چور قتل کیا جاوے۔ ابو یعلیٰ۔ ویلی (۷۰) حدیث قصہ احد طیبی۔ طبرانی (۷۱) ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز بٹانے ہوئے دیکھا حالانکہ وہاں کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کیا تھا آپ نے فرمایا کہ دنیا تھی بزار ابن کثیر۔ دوسری احادیث اسی کی کلمہ ہیں (۷۲) اہل قرد کو جب تک قتل کر دیتے انہیں کا ایک آدمی بھی باقی ہے۔ طبرانی (۷۳) جو گھر بناو اس کو دیکھ لو جس زمین میں رہتے ہو اور جس راستہ سے چلتے ہو اسکا بھی معائنہ کر لو۔ ویلی (۷۴) بچھر بچد رو د بھیجا کرو کیونکہ میری قبر پر خاوند تعالیٰ

نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جب کوئی شخص میری امت کا بچہ درود بھیجتا ہے تو مجھ سے وہ فرشتہ کہتا ہے کہ اس وقت فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ ویلی (۷۵) ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک کفارہ ہو جاتا ہے اور غسل بھی جمعہ کے دن کفارہ ہے الخفقلی (۷۶) جہنم کی گرمی میری امت پر حمام کی گرمی جیسی ہے۔ طبرانی (۷۷) اپنے آپ کو حیوٹ سے بچاؤ کیونکہ حیوٹ ایمان سے دور کرنا ہے۔ ابن لال (۷۸) جو شخص جنگ بدر میں حاضر ہوا ہو اسکو جنت کی بشارت دیدو۔ دارقطنی (۷۹) دین خداوند تعالیٰ کا ایک بہت بڑا بھاری جھنڈا ہے ایک شخص میں طاق ہے کہ اسکو اٹھائے ویلی (۸۰) حدیث فضیلت سورہ یسین ویلی (۸۱) عادل سلطان جو متواضع بھی ہو زمین اللہ کا سایہ ہو اور اسکا نیڑہ ہے اسکو دن رات میں ستر صد یقوں کا ثواب ملتا ہے۔ ابوالشیخ عقیلی۔ ابن جنان (۸۲) موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اس شخص کو کیا جزا ملے گی جو مصیبت زدہ عورت کی تسلی کرتا ہے۔ حکم ہوا کہ میں اسکو اپنے سایہ میں رکھوں گا۔ ابن شاہین ویلی (۸۳) الہی اسلام کو عمر بن خطاب سے تقویت بخش۔ طبرانی (۸۴) کوئی جانور شکار نہیں ہوتا نہ کوئی خاردار درخت کشتا ہے نہ کسی درخت کی جڑ کٹی ہے مگر قلت تسبیح سے (۸۵) اگر میں تم میں نبی ہو کر نہ آتا تو عمر نبی ہوتے ویلی (۸۶) اگر جنتی کسی چیز کی تجارت کرتے تو کپڑے کی کرتے۔ ابویعلیٰ (۸۷) جو شخص باوجود اپنے امام کے موجود ہو نیکی اپنے لئے یا کسی دوسرے کے واسطے خروج کرے اس پر خدا کی اور اس کے فرشتوں کی اور آدمیوں کی لعنت ہے اسکو قتل کر ڈالو۔ ویلی (۸۸) جو شخص مجھ سے علم یا حدیث لکھے جنتک وہ علم یا حدیث اسکے پاس محفوظ ہے۔ جب ہی تک اسکو اسکا ثواب ملتا رہے گا۔ حاکم (۸۹) جو شخص خداوند تعالیٰ کے راستے میں برہنہ پانکلے گا۔ خداوند تعالیٰ قیامت کے روز اس سے مفروضات کے متعلق سوال نہ فرماویگے۔ طبرانی (۹۰) جو شخص جہنم سے بچنا اور خداوند تعالیٰ کے سایہ میں آنا چاہے اسے چاہئے کہ مسلمانوں پر سختی نہ کرے بلکہ رحم کرے۔ ابن لال ابن جنان۔ ابوالشیخ (۹۱) جو شخص فی سبیل اللہ کسی کی حاجت پوری کر دے اگرچہ اس روز وہ کوئی گناہ بھی کرے مگر خداوند تعالیٰ اسکو اس روز اجر ضرور دیگے۔ ویلی (۹۲) جس قوم نے جہاد ترک کیا وہ قوم عذاب میں پھینسی گئی طبرانی (۹۳) انتر کریمو اللاجنت میں داخل نہیں ہونیکا (۹۴) کسی مسلمان کی حقارت مت کر کیونکہ ادنیٰ وجہ کا مسلمان بھی خداوند تعالیٰ کے نزدیک بڑا رتبہ رکھتا ہے (۹۵) اللہ صاحب

فرماتے ہیں اگر تم میری رحمت کی امید رکھتے ہو تو میری خلقت پر رحم کرو۔ ابوہریرہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق سے یہ حدیث سنی ہے کہ (۹۶) حدیث زرارہ ابو نعیم (۹۶) کئی دفعہ علیؑ تا آخر ویلی (۹۸) شیطان سے پناہ مانگنے میں غفلت نہ کرو کیونکہ تم اگرچہ اسکو نہیں دیکھتے مگر وہ تم سے غافل نہیں ہے۔ ویلی (۹۹) جس شخص نے محض خداوند تعالیٰ کے لئے مسجد تعمیر کرائی۔ خداوند تعالیٰ اس کے واسطے جنت میں گھر بنائیں گے۔ طبرانی (۱۰۰) جو شخص ان خبیث تر کاروں پیازہ لہسن کو کھائے وہ مسجد میں نہ آئے۔ طبرانی (۱۰۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے افتتاح صلوة رکوع سجود میں رفع یدین فرمایا بہت ہی (۱۰۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کو ایک اونٹ بدیہ کیا۔ اسماعیلی (۱۰۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ ابن عساکر۔

فصل قرآن شریف کی تفسیر

ابوالقاسم بشری نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق سے کسی آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں کونسی زبان میں بسونگا اور کون سے آسمان تلے رہوں گا اگر میں کتاب اللہ کے معنی خلاف منشاء خداوندی کرونگا۔ ابوہریرہ نے ابراہیمؑ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا کہ کیا تم نے دریافت کی ہے کہ تو آپ نے فرمایا مجھے کونسی زبان میں پس بنے دیگی اور کونسا آسمان اپنے نیچے بسنے دیگا۔ اگر میں قرآن شریف کے وہ معنی بیان کروں جو میں نہیں جانتا بہت ہی وغیرہ نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق سے کلامہ کے معنی دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا میں جو کچھ اسکے معنی بیان کرونگا وہ میری رائے ہوگی اگر وہ رائے ٹھیک اور صائب ہے تو اللہ کا احسان سمجھنا چاہئے اور اگر وہ رائے خطا ہے تو میرا اور شیطان کا فعل خیال کرنا چاہئے۔ میرے نزدیک تو اس سے ولد اور والد مراد ہے جس وقت حضرت عمر فاروق غلیفہ ہوئے تو آپ نے فرمایا مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ جس بات کو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا ہے۔ میں اسکی ترویج کروں۔ ابو نعیم نے حلیہ میں اسود بن ہلال سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق نے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے دریافت کیا کہ تم ان دو آیتوں سے متعلق کیا رائے رکھتے ہو۔

وَالَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا وَوَالَّذِينَ آمَنُوا لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ

صحابہ نے کہا کہ یہ معنی ہیں کہ انھوں نے استقامت کی اور کوئی گناہ نہیں کیا اور اپنے ایمان کو گناہ کے ساتھ نہیں ملایا آپ نے فرمایا کہ تم نے انکو بے محل سمجھا بلکہ یہ معنی ہیں کہ انھوں نے اللہ کو اپنا رب کہا پھر اس پر قائم رہے اور کسی دوسرے خدا کی طرف نہ مائل ہوئے اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ نہ ملبوس کیا۔

ابن جریر عامر بن سعد بخلی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے لِلَّذِينَ آمَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ خدا کے منہ کی طرف نظر کی بن بھرنے حضرت ابو بکر صدیق سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ کہنے إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا کے یہ معنی فرمائے ہیں کہ جس آدمی نے یہ کہا اور اسی عقیدہ پر مر گیا تو اس کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ اس نے استقامت کی۔

فصل

حضرت ابو بکر صدیق کے اقوال فیصلہ خطبے اور دعائیں

لالکائی نے سننے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ زنا بھی خداوند تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اول تو اسکو میرے لئے مقرر کیا پھر شیخ عذاب بھی دیکھا۔ آپ نے فرمایا سچ ہے واللہ اگر میرے پاس اسوقت کوئی آدمی ہوتا تو میں حکم دیتا کہ وہ تیری ناک کاٹے ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں حضرت زبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا حاضرین اللہ تعالیٰ سے شرم کیا کرو۔ خدا کی قسم جب کبھی میں میدان میں قضائے حاجت کرتا ہوں تو خداوند تعالیٰ سے شرم کر اپنا سر ٹھک لیتا ہوں۔ عبدالرزاق نے اپنی تصنیف میں عمر بن وینار سے اس طرح روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا خدا سے شرم او واللہ جب میں بیچانہ میں جلتا ہوں تو اپنی کمر بیچانہ کی دیوار سے خدا سے شرم کر لگا لیتا ہوں۔

ابو داؤد نے اپنی سنن میں ابو عبد اللہ الصنابلی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے چچے ایک مرتبہ مغرب کی نماز پڑھی تو آپ نے پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف اور قصار مفصل میں

ایک سورت پڑھی اور تیسری رکعت میں رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا إِلَىٰ طَرِيقِ

ابن ابی غثیمہ اور ابن عساکر نے ابن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

تعزیم کرتے تھے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ صبر میں کوئی مصیبت نہیں اور رونے سے نہ کچھ فائدہ ہے

موت اپنے ما بعد سے آسان اور ما قبل سے زیادہ سخت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے اوٹھ جانے کو یاد کرو تمہیں تمہاری مصیبت کم معلوم ہوگی اور خداوند تعالیٰ تمہیں

زیادہ اجر دیں گے۔ ابن ابی شیبہ وارقطنی سالم بن عبید صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ

جناب حضرت ابو بکر صدیق مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ آؤ صبح تک اقامت کریں اور نمازیں

پڑھ پڑھ کر رات گزاریں۔ ابی قلابہ ابو السفر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق

اکثر فرمایا کرتے تھے۔ میرا روزہ بند کرو حتیٰ کہ میں صبح کروں۔ بیہقی اور ابو بکر بن زیاد

پوری نے کتاب الزیادات میں حضرت خدیجہ بن اسید سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق

اور حضرت عمر فاروق کو کبھی منع کئے واسطے کوئی جانور رکھے چھوڑتے نہیں دیکھا ابو داؤد نے

حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ جو چھپی دریا میں

مر کر اوپر آجا دے تو اس کا کھالینا جائز ہے۔ حضرت امام شافعی نے ائمہ میں روایت کی ہے

کہ حضرت ابو بکر صدیق گوشت کی بیج زندہ حیوان کے بدلے میں مکروہ سمجھتے تھے۔ نیز بخاری میں

میں امام شافعی سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے دادا کو بمنزلہ باپ کے میرا شایرہ

قرار دیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق

نے دادا کو بمنزلہ باپ کے اس وقت قرار دیا ہے جب باپ نہ ہو اور پوتے کو بھی بمنزلہ بیٹے

کے قرار دیا ہے مگر اسی وقت جبکہ بیٹا نہ ہو۔ قاسم کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنے باپ کو برا بھلا

کہہ رہا تھا اپنے فرمایا اسے مار دو اس کے سر میں شیطان گھس گیا ہے۔ ابن ابی شیبہ کہتے

ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق جب کسی جنازہ کی نماز پڑھاتے تو فرمایا کرتے تھے اے اللہ کے

اس بندے کو اس کے اہل اور مال اور کتبہ والوں نے تجھے سپرد کیا ہے یہ گنہگار ہے اور

آپ بخشنے والے اور رحم فرمائے والے ہیں۔

سعید بن منصور نے اپنے سنن میں حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عاصم بن عمر بن عبد

کا اپنی والدہ سے کچھ جھگڑا ہو گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے فیصلہ دینے کے بعد عاصم کو طیب کر کے فرمایا عاصم ایہ اچھی طرح جان لو کہ تمہاری والدہ کا پسینہ اور اس کی بو اور انکی تمہارے ساتھ مہربانی تم سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ یہی نے قیس بن ابی عازم سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا باپ مجھ سے کل مال چھین کر مجھے محتاج بنا چاہتا ہے۔ اپنے اسکے باپ سے فرمایا۔ تو اپنے لڑکے سے اتنا لیلے جتنا تجھے ضرورت ہے اس نے کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا یاں فرمایا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ اس کا نفع ہر آدمی ہے۔ عمرو بن شعیب کے دادا روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق آزاد کو غلام کے قصاص میں قتل نہیں کرتے تھے (احمد بخاری شریف میں ابن ابی بلیک کے دادے سے روایت ہے) کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کے ہاتھ میں کاٹا کھایا جس وقت اس شخص نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے زور سے کھینچا تو اس کے دونوں ہاتھ گئے و انٹ نکل آئے حضرت ابو بکر صدیق نے ایسی صورت میں دیتا اور قصاص کچھ جاری نہیں کیا۔ ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے کان کے قصاص میں پندرہ اونٹ دلواتے اور یہ فرمایا کہ کن کٹا اپنا عیب بالوں اور پکڑی میں چھپا لیکہ۔ بیہقی وغیرہ نے ابن عمر ان جوئی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے جو فوج شام پر روانہ کی تھی اسپر بزمیدین سفیان کو سپہ سالار مقرر فرما کر ان سے یہ فرمایا کہ میں تم کو چند نصیحتیں کرتا ہوں ان پر کار بند رہتا۔ کسی عورت یا بچے یا جانور سے ہٹ کر قتل نہ کرنا کسی درخت پھلدار کو نہ کاٹنا۔ کھیتوں کو خراب نہ کرنا۔ بکری اونٹ گورہ مارنا کھالینے کے لئے کچھ مضائقہ نہیں۔ کھیتوں کو بر باد نہ کرنا۔ نہ انکو جلا نا۔ فضول خرچی سے بچنا۔ بخل سے بھی احتراز رکھنا۔

احمد ابو داؤد نسائی نے ابو ہریرہ اسلمی سے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کو ایک دفعہ ایک شخص پر بے انتہا غصہ آیا جس نے عرش کیا یا خلیفہ رسول اللہ آپ سے قتل کر دیجئے آپ نے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو بھی جائز نہیں۔ سہیف نے اپنے مشرخی سے کتاب الفتنوع میں بیان کیا ہے کہ کچھ آدمی مہاجرین امیہ حاکم ہمامہ کے پاس دو عورتوں کو جن سے

ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک اور دوسری مسلمانوں کے بھو آمیز گیت گایا کرتی تھی پکڑ لائے حاکم یا یہ نے دونوں کو یہ سزا دی کہ انکے ہاتھ کٹوائے اور دانت نکلوا ڈالے حضرت ابو بکر صدیق نے ان کو لکھا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے دو عورتوں کو ایسی ایسی سزا دی ہے اگر تم نے ان کے سزا دینے میں جلدی نہ کی ہوتی تو میں اس عورت کے متعلق کہ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کی ہے قتل کی سزا تجویز کرتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی شان تمام سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ خصوصاً اگر ایسی گستاخی کسی مسلمان سے سرزد ہو تو وہ مرتد ہے۔ یا غدار محارب اور اس عورت کے متعلق جو مسلمانوں کی بھو کرتی تھی۔ اگر وہ مسلمانی کا دعویٰ کرتی ہے تو اس کو ادب دینا اور شرم دلانا چاہئے تھا۔ ہاتھ پیر نہ کاٹے چاہئے تھے۔ اور اگر ذمیہ ہے تو یہ شرک سے زیادہ برا فعل نہ تھا۔ جب اس کے شرک پر صبر کیا جاتا ہے۔ اس فعل پر بھی کرنا چاہئے تھا۔ ہاتھ پیر سوائے قصاص کے کٹوائے کو میں مکروہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہمیں سزا پانچواں لے کو ہمیشہ شرم و انگیر رہتی ہے۔

مالک اور دارقطنی نے صفیہ بنت ابو عبیدہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ایک باکرہ لڑکی سے زنا کیا اور اسکا اقرار کر لیا حضرت ابو بکر صدیق نے اس کے دس لگوائے اور فدک کی طرف جلا وطن کر دیا۔ ابو بعلی نے محمد بن حاطب سے روایت کی ہے کہ آپ پاس ایک چور پکڑا ہوا آیا جس کے ہاتھ پہلی چور کی میں کٹے ہوئے تھے۔ اپنے فرمایا میں تیرے متعلق سوائے اس حکم کے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ کوئی بہتر تجویز نہیں کر سکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے واسطے قتل کا حکم دیا تھا۔ اور آپ زیادہ جاننے والے تھے۔ پھر آپ نے اسکے قتل کا حکم دیا۔ مالک نے قاسم بن ثمر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص بکین کا رہنے والا جس کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر حاضر ہوا اور یہ شکایت کی کہ بکین کے ساحل نے مجھ پر ظلم کر دیا۔ تمام رات نماز پڑھتا رہا۔ حضرت صدیق اکبر نے اسکو قائم اللیل دیکھ کر فرمایا کہ افسوس ابو بکر تیری رات اس چور کی رات سے بھی بدتر گذرتی ہے اتنے میں معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق کی حرم محترمہ اسماء عیسیٰ کا کوئی زیور گم ہو گیا ہے اور وہ شخص حضرت ابو بکر صدیق اور دوسرے اشخاص کیساتھ برابر پھرتا رہا اور وہاں خیر اپنے میزبان یعنی حضرت ابو بکر صدیق کیلئے مانگتا رہا آخر تلاش کرنے پر وہ زیور ایک سناڑ کے پاس ملا۔ معلوم ہوا کہ یہی شخص سناڑ کے پاس چرا کر لایا تھا۔ اس شخص نے خود

چوری کا اقرار کیا کسی نے گواہی دی کہ اس نے چرایا تھا۔ اپنے اسکے بائیں ہاتھ کاٹ ڈالنے کا بھی حکم فرمایا اور فرمایا کہ واللہ اسلی دعا بچھرا سکی چوری سے بھی شاق تھی۔ دارقطنی نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ ایک ڈھال کی چوری میں جسکی قیمت پانچ درم تھی اپنے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا ابو صلیح سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے عہد خلافت میں کچھ لوگ یمن سے آئے اور قرآن شریف کو سنکر بہت روئے اپنے فرمایا سمارا بھی یہی حال تھا مگر پھر دل سخت ہو گئے۔ ادل سخت ہو نیکے معنی ابو نعیم نے یہ بیان کئے ہیں کہ معرفت الہی سے قوی مطمئن ہو گئے۔ روایت کیا اسکو ابو نعیم نے اپنے حلیہ میں ابو عبیدہ نے غریب میں روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ جو شخص ابتداء اسلام میں مر گیا وہ خوش قسمت تھا جس گزروں سے پاک رہا۔ اربعہ اور مالک نے قبیلہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں ایک میت کی وادی آئی جو اپنا حصہ میت کے ترکے میں سے دریافت کر کے لینا چاہتی تھی اپنے فرمایا تیرے حصہ کے متعلق قرآن شریف میں کچھ نہیں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ مجھے اس قسم کا یاد ہے۔ تو پھر آنا میں لوگوں سے اسکے متعلق دریافت کروں گا اپنے لوگوں سے دریافت کیا تو غیرہ بن شعیب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے وادی کو چھٹا حصہ دلایا تھا اپنے فرمایا کہ تیرے ساتھ کسی اور کو بھی یہ یاد ہے محمد بن سلمہ نے کھڑے ہو کر اس کی تصدیق کی لہذا اپنے اسکو چھٹا حصہ دلا دیا مالک اور دارقطنی نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ دو عورتیں یعنی میت کی وادی اور نانی حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر حصہ میراث کا دعویٰ کیا اپنے میت کی نانی کو میراث دلوادی عبدالرحمن بن سہل انصاری جو بدر کی لڑائی میں شامل تھے انھوں نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس رشتہ دار کو حصہ دلا دیا جو اگر وہ مر جاتی تو اسکی وراثت ہی نہ پہنچی اپنے اس حصہ کو وادی اور نانی دونوں پر تقسیم کر دیا عبدالرزاق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رفاعہ کے قبیلہ کی ایک عورت نے اپنے خاوند سے طلاق لیکر عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کر لیا لیکن عبدالرحمن بن زبیر سے بھی کسی پوشیدہ راز کی وجہ سے ان بن ہو گئی اور ان سے بھی طلاق لیکر پہلے خاوند کے نکاح میں جانا چاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک تو اس خاوند سے ہمبستر نہ ہوئے تب تک طلاق نہیں ہو سکتی یہاں تک تو یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے مگر عبدالرزاق نے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ وہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

دوبارہ حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ عبدالرحمن نے مجھ سے مساس کیا ہے۔ آپ نے پھر بھی رجوع سے انکار فرمایا اور دعا کی۔ اہل العالمین اگر یہ عورت رفاعہ میں رجوع کرنا چاہے تو اسکا نکاح ثانی پورانہ ہونے دو۔ یہ عورت حضرت ابو بکر و حضرت عمر فاروق کے زمانہ خلافت میں بھی حاضر ہوئی مگر ان دونوں حضرات نے بھی انکار فرمایا۔

یہی نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ عمرو بن عاص اور شرجیل بن حسنة نے بریدہ کے ہاتھ بطریق شام کا سر حضرت ابو بکر صدیق کے پاس بھیجا۔ جب آپ کے پاس آیا تو اپنے اس فعل سے منع کیا۔ عقبہ نے عرض کیا۔ یا خلیفہ رسول اللہ وہ بھی تو ہمارے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا عمرو بن اہس اور شرجیل فارس اور روم کی اقتدا کرتے ہیں۔ کسی کا سر نہ کاٹ کر روانہ کیا جائے ہمیں نذا کے لئے قرآن اور حدیث کافی ہیں۔ بخاری شریف میں قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے ایک عورت جسکا نام زینب تھا دیکھا کہ وہ بولتی نہیں۔ آپ نے فرمایا اسے کیا وا۔ جو یہ کلام نہیں کرتی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے خاموشی کا رنج کیا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ بات چت کر یہ جاہلیت کا فعل ہے۔ اسلام میں ایسا کرنا ناجائز ہے۔ یہ سنکر وہ بولنے لگی اور پچھا آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مہاجرین میں سے ہوں عرض کی کن مہاجرین میں سے جواب یا قریش میں سے۔ اس نے کہا قریش کے کون سے قبیلہ سے آپ نے فرمایا تو بڑی بولنے والی لی۔ میں ابو بکر ہوں۔ اس نے کہا کہ جاہلیت کے بعد جو خدا نے یہ دین بھیجا ہے۔ کون شخص ہم کو اس پر قائم رکھیگا۔ آپ نے فرمایا اس دین پر تمہاری استقامت تمہارے امام سے ہوگی اس نے باامام کون ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تیری قوم میں سردار اور رئیس نہیں ہوتے جو حکمرانی کرتے ہیں کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا وہی امام ہوتے ہیں۔

بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کا ایک غلام تھا جس کی زور کی ہیں سے آپ نے کچھ مقرر کر رکھا تھا۔ اور اس میں سے آپ کھایا کرتے تھے۔ ایک روز وہ کوئی بزلایا اور اپنے اس میں سے کچھ کھالی اس نے کہا آپ جانتے ہیں۔ یہ کہاں سے آئی تھی آپ نے اس سے دریافت کیا تو اس نے قصہ بیان کیا کہ میں جاہلیت میں کہانت کیا کرتا تھا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ کہانت چھوٹی بچی بانیں ہوتی ہیں۔ میں نے ایک شخص کو پیشینگوئی کا فریب دیا تھا۔ آج وہ مجھ

سے ملا تو اس نے اسکے بدلے میں یہ چیز دی تھی جو آپ نے تناول فرمائی آپ نے فوراً حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔ احمد نے زہد میں روایت کی ہے۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کے سوا میں نے کسی کو نہیں سنا کہ مشتبہ کھانا کھا کر قے کر دی ہو۔ نسائی نے اسلم سے روایت کی ہے۔ کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زبان پکڑے ہوئے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں یہی ہے وہ جس نے مجھے مصیبت پھنسا رکھا ہے۔ ابو عبیدہ سے غریب میں مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق عبد الرحمن بن عمر کے پاس سے ایک روز گزرے تو عبد الرحمن اپنے ہمسایہ سے لڑ رہے تھے آپ نے فرمایا پڑوسی سے مت لڑو وہ باقی رہے گا۔ اور لوگ تمہاری باتیں کرتے پھر میں گے۔

ابن عساکر نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے ایک مرتبہ خطبہ فرمایا۔ تمام عمر یفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ میں آسحی کی حمد کرتا ہوں۔ اور اسی سے مدد ہوں اور موت کے بعد اسی سے کرامت کی التجا کرتا ہوں میری اور تمہاری موت فحیح آچکی ہے۔ میں گویا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور نہ کسی اور کام میں کوئی اسکا شریک ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حق کیساتھ بشارت دینے ڈرائیوالا اور روشن چراغ کر کے بھیجا ہے تاکہ زندہ آدمیوں کو ڈرائیں اور کافروں پر پوری قائم کر دیں۔ جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی انہوں نے ہدایت پائی اور جنہوں نے نافرمانی کی وہ بین گمراہی میں پھنس گئے ہیں۔ تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور کہہ دو کہ جو اللہ صاحب نے تمہیں راستہ دکھلایا ہے اور ہدایت کی ہے اس پر مستقل ہو جاؤ۔ کلمہ اخلاص بعد ہدایت اسلام کا یہ مطلب ہے کہ اپنے امیر کی سنو اور اس کی اطاعت کرو کیونکہ جس شخص نے خدا کی اور اپنے امیر کی امر معروف اور نہی عن المنکر پر اطاعت کی اس نے فلاح پائی اور جو حق اللہ اور حق امیر سے بچاؤ نہ کرے وہ بچاؤ جو شخص اتباع نفس اور طمع اور بھوک سے بچاؤ نہ کرے وہ بچاؤ نہ کرے۔ فلاح کو پہنچ گیا نہیں فخر نہ کرنا۔ غور کرو کہیں وہ شخص بھی فخر کر سکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہو اور مٹی میں ملنے والا ہو اور اس کو چینیوٹیاں کھا جائیں اور زندہ ہے مگر کل ضرور اس کو موت آئے گی ہر روز بلکہ ہر گھنٹی نیک عمل میں کوشش کرو۔

مظلوم کی بددعا سے بھی ڈرو اپنے نفسوں کو مردہ شمار کرو۔ عجز کرو کیوں کہ صیرمی ایسی چیز ہے جو نمل نیک کرتا ہے۔ پرہیز کرو کیونکہ نہ پرہیز بہت نفع دیتا ہے نمل کرو کیونکہ نمل قبول کیا جاتا ہے۔ جو چیز تمہیں اللہ کے قریب کی طرف لے جائے اس سے پرہیز کرو اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے کرنے میں اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس کے کرنے میں جلدی کرو۔ سمجھو اور سمجھاؤ ڈرو اور ڈراؤ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے کھلے طور پر بیان کر دیا ہے۔ کہ تم سے پہلے کون لوگ کن امور کے کرنے سے ہلاک ہوئے۔ اور کون سے کام کرنے سے نجات پائی اس نے اپنی پاک کتاب میں حلال و حرام۔ مکروہ محبوب چیزیں بیان کر دی ہیں۔ میں تمہیں اور اپنے نفس کو نصیحت کرنے میں دیر نہیں کرتا۔ خداوند تعالیٰ مددگار ہیں ان کے سوا کسی میں قوت نہیں ہے۔ تم جان لو کہ خداوند تعالیٰ بغیر اعمال کے سزا دے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ تم خداوند تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اپنے حصہ کی حفاظت کرو۔ تم دین کی آرزو کرو دین کو ہاتھ سے نہ دو تم حسب استطاعت نوافل پڑھو تاکہ تمہارے فرائض میں جو کمی رہ گئی ہے۔ وہ پوری ہو تم حاجت کے وقت جزا دے جاؤ گے۔ اے اللہ کے بندو! اپنے ان بھائیوں اور دوستوں کے اندر جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ غور کرو انہیں جو کچھ پیش آنا تھا۔ اچکا۔ وہ اس پر قائم ہو گئے۔ موت کے بعد جو کچھ بدبختی یا سعادت مندی ملنی تھی۔ مل چکی۔ خداوند تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ نہ مخلوق اور اس کی ذات میں کوئی نسب کا تعلق ہے۔ محض اپنی مہربانی سے مخلوق پر بخشش کرتے ہیں۔ اللہ صاحب مخلوق پر سے کبھی مصیبت اور برائی نہیں ہٹاتے تا وقتیکہ مخلوق عبادت کی طرف نہ جھک جائے وہ بھلائی بھلائی نہیں ہے جس کا انجام دوزخ ہو اور وہ برائی برائی نہیں ہے۔ جس کا نتیجہ جنت ہو بسا میں یہی کہنا چاہتا تھا۔ میں اللہ صاحب سے تمہارے اور اپنے لئے بخشش مانگتا ہوں۔ اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام بھیجتا ہوں۔ السلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حاکم اور بیہقی نے عبد اللہ بن حکیم سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما ایک دفعہ ہمارے سامنے خطیبہ پڑھا۔ اول آپ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعریف اور ثناء کہ جس کے وہ اہل ہیں کی اس کے بعد فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ

اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرو اور جس تعریف کے وہ اہل ہیں انکی تعریف کیا کرو رغبت کو تمہارے
 کے ساتھ ملاؤ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ذکریا علیہ السلام کے خاندان کی اس طرح تعریف فرمائی
 ہے اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَآرْعَاءَ وَرَهْبًا وَّكَانُوْنَآخِثِيْنَ - اللہ
 بندو! یہ بات بھی یاد رکھو کہ خداوند تعالیٰ نے تمہارے نفسوں کو اپنے حق کے عیوض سن رکھ
 لیا ہے۔ اور اس پر تم سے عہد لیتے ہیں اور تم سے قلیل فانی (دنیا) کو کثیر باقی (عقیقی) کے بدلے
 میں خرید لیا ہے یہ جو تمہارے پاس خدا کی کتاب ہے اس کا نور کبھی نہیں بجھیں گے اس کے
 عجائبات کبھی کم ہوں گے تم اس کے نور سے منور ہو جاؤ اور اس کتاب سے نصیحت پکڑو
 اس دن کے لئے جس دن کوئی نور نہ ہوگا۔ اس کتاب کے نور کو ذخیرہ کر رکھو کیونکہ خدا
 تعالیٰ نے تم کو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے اور تم پر کرامات کا تبین کو مقرر کر دیا ہے۔
 تمہارے ہر کام کو جانتے ہیں خدا کے بندو! پھر یہ بات بھی جاننے کے قابل
 کہ تمہارا ہر قدم موت کی طرف جا رہا ہے جس کا علم تم سے چھپا ہوا ہے۔ اگر تم سے ہوتا
 تو ایسا کرو کہ جس وقت تمہارے پاس موت آوے تو تم عمل صالح میں ہو یہ بات تم کو
 خدا کے فضل کے کبھی میسر نہیں ہو سکتی مہلت کی حالت میں اور موت آنے سے پہلے انکی
 طرف بڑھو ایسا نہ ہو کہ موت کے وقت تم میرے کام میں ہو بیت قویں ایسی گذری ہو
 انھوں نے اپنی موتیں اپنے پیروں کے لئے کر دی تھیں اور اپنے نفسوں کو بھول گئے تھے۔
 تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ تم ان کی مثل نہ ہو جاؤ۔ پس جلدی کرو جلدی کرو۔ دوڑو۔
 موت نہایت قریب ہے اور مہلت بہت کم ہے۔

ابن ابوالدینیا اور احمد نے زہد میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں یحییٰ بن ابوکثیر سے روایت
 ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک روز خطبہ میں فرمایا کہاں ہیں وہ چمکتے ہوئے چہرے کہ
 شباب کو دیکھ دیکھ کر لوگ ششدر اور حیران رہ جاتے تھے اور کہاں ہیں۔ وہ بادشاہ کے دربار
 نے مدائن کو بنایا۔ اور اس میں قلعے تعمیر کئے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو لڑائیوں میں فتح پاتے تھے
 کے قوی آج پست ہو گئے۔ کیونکہ زمانہ نے ان سے بیوفائی کر لی اور ایک قبر میں جا
 عمل خیر میں جلدی کرو جلدی کرو نیکی کی طرف دوڑو۔

احمد نے زہد میں سلمان سے روایت کی ہے کہ سلمان نے ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا اے سلمان خدا سے ڈرا کرو اور جانو کہ وقت قریب ہے کہ ہر چھپا ہوا کھل جائیگا۔ اور لوگ جان لیں گے کہ ہر چیز میں تیرا کتنا حصہ ہے۔ تو نے کیا کھایا اور کیا چھوڑا یا اور کھ جس نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی وہ صبح سے شام تک اللہ کی حفاظت میں آگیا۔ اور جو اللہ کے ذمہ اور اس کی حفاظت میں آگیا اسکو کون ہار سکتا ہے۔ جس نے خداوند تعالیٰ سے بے شکنی کی اور خداوند تعالیٰ اور نہ ہے منہ و زرخ میں ڈالینگے نیز آپ فرماتے ہیں کہ صالحین کے بعد دیگرے اور ٹھکانے جائیں گے حتیٰ کہ ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے جو آٹے کی بھوسی کی طرح بالکل بیکار ہوں گے اور جسے خداوند تعالیٰ کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں معاویہ بن قرہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق اپنی دعائیں اکثر یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے۔ اہا العالمین میری آخری تمنا چھی کرو نیک عمل پر میرا خاتمہ فرماؤ۔ اور اپنی ملاقات کا دن سب دنوں سے بہتر کرو۔ احمد نے زہد میں حسن سے روایت کی ہے۔ کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اہی میں آپ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں۔ جو مجھے عاقبت میں کام آئے اہی مجھے اپنی رضامندی اور بلند مرتبہ جناب نعیم سے عطا کرنا عجز روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق یہ فرماتے تھے کہ جو شخص خوف خدا سے رو سکے وہ خود روئے ورنہ ایک دن وہ رو لایا جاویگا۔

عذوہ نے حضرت ابو بکر صدیق سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عورتوں کو دو سرخیوں یعنی سونے کی سرخی اور زعفران کی زردی میں ملی ہوئی سرخی نے ہلاک کر دیا مسلم بن یسار حضرت ابو بکر صدیق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مسلمان کو ہر چیز کا اجر ملتا ہے۔ حتیٰ کہ ذرا سے رنج اور جوتی کے تسمہ ٹوٹنے تک کا بھی اور اس مال کا بھی جو گم ہو گیا تھا اور ایسی کے بعد اسی کی آستین سے مل گیا۔

سیمون بن مہران سے مروی ہے کہ راستہ میں آپ کو ایک بڑے بڑے سروں کا مراہو آگیا پڑا آپ نے فرمایا خواہ کوئی جانور مارا جاوے یا کوئی درخت کا ٹا ہاڑے اللہ کی تہنیت سے مک جاتا ہے۔ بخاری نے ادب میں اور عبد اللہ بن اسد نے ذوالنہد الزہد میں مناجاتی سے

روایت کی ہے انھوں نے حضرت ابو بکر صدیق سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ایک بھائی کی دعا دوسرے بھائی کے حق میں جو محض خدا کی راہ پر دعا کرے ضرور قبول ہوتی ہے عبداللہ نے زواہد الزہد میں عبید بن عمیر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ لبید شاعر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ مصرعہ پڑھا۔
 (یا درکھو ہر چیز خدا کے سوا باطل ہے) اپنے فرمایا تم نے سچ کہا اُس نے دو شعر امصرعہ پڑھا۔
 (ہر نعمت ضرور زائل ہوئی والی ہے اپنے فرمایا تم نے جھوٹ کہا اللہ کے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو کبھی زائل نہیں ہوتی۔ جب وہ شاعر چلا گیا تو اپنے فرمایا کبھی شاعر حکمت کے کلمہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں۔

× فصل

حضرت ابو بکر صدیق کے ان کلمات میں جسے شدت خوف ظاہر ہوتی ہے

ابو احمد حاکم نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ایک مرتبہ ایک باغ میں داخل ہوئے اور اچانک آپکو درخت کے سایہ میں ایک چڑیا نظر پڑی آپ نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا اے چڑیا تو بڑی خوش قسمت ہے۔ درختوں کا پھل کھاتی ہے۔ درختوں کے سایہ میں رہتی ہے اور جہاں چاہتی ہے بے حساب اوٹھی پھرتی ہے۔ کاش ابو بکر بھی تیرے ہی جیسا ہوتا ابن عساکر نے اصمعی سے روایت کی ہے کہ جب آپ کی کوئی تعریف کرتا۔ تو آپ فرماتے۔ اے ابی! آپ میرے نفس کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اور میں اپنے نفس کو ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں ابی مجھے جیسا یہ لوگ نیک خیال کرتے ہیں ایسا ہی کر دیجئے۔ میرے جن گناہوں کو یہ لوگ نہیں جانتے ان کو آپ معاف کر دیجئے جو یہ لوگ میرے متعلق کہتے ہیں مجھ سے اس کا مواخذہ نہ فرمانا۔ احمد نے زہد میں روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا مجھے یہ محبوب تھا کہ میں مومن کے سینہ کا ایک بال ہوتا۔

احمد نے زہد میں مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن زبیر جب نماز میں گھڑے ہوتے تھے تو خشوع و خضوع سے لکڑی کی طرح ہو جاتے تھے۔ اور یہی حال جناب حضرت ابو بکر صدیق کا ہوتا تھا۔ حسن کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا واللہ مجھے محبوب تھا اگر میں یہ درخت ہوتا کھالیا جاتا اور کاٹ دیا جاتا۔ قنارہ کہتے ہیں۔ کہ مجھے اس طرح روایت پہنچی

ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کاش میں سبزہ ہوتا کہ مجھے چوپائے چرھاتے۔ ضمیر بن حبیب سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق کے لڑکے کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اسے بار بار مسند کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ انتقال کے بعد لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق سے اس قصہ کو عرض کیا آپ نے مسند اٹھوا کر جو دیکھا تو اس کے نیچے سے پانچ یا چھ دینار نکلیے حضرت ابو بکر صدیق نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر افسوس کے ساتھ **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** پڑھ کر فرمایا اے فلاں میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہارا دشمن تمہارے ساتھ اس طرح رہتا۔

ابن سعد نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق سے زیادہ زمانہ خلافت میں کوئی شخص رعب و داب کا نہیں ہوا اور حضرت ابو بکر صدیق کے بعد حضرت عمر سے زیادہ کسی کا رعب نہیں ہوا حضرت ابو بکر صدیق کے سامنے اگر کوئی قصیدہ ایسا پیش آتا کہ اس کے متعلق قرآن شریف میں کوئی آیت اور حدیث نبوی میں کوئی اثر نہ ہوتا تو آپ فیصلہ دیتے وقت فرماتے اگر میں صحت پر ہوں تو خدا کی طرف سے سمجھنا اور اگر غلطی پر ہوں تو میری طرف سے سمجھنا میں خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔

فصل

حضرت ابو بکر صدیق کے تعبیر و یا مین

سعید بن منصور نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا میرے گھر میں تین چاند اترے ہیں انہوں نے یہ حضرت ابو بکر صدیق سے بیان کیا کیونکہ تعبیر دینے میں آپ سب سے زیادہ بہتر تھے آپ نے فرمایا تمہارا خواب بہت سچا ہے تمہارے گھر میں دنیا کے سب سے بہترین آدمی مدفون ہونگے۔ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا اے عائشہ تمہارے تین چاندوں میں کا یہ سب سے بہتر چاند ہے۔ سعید بن منصور عمر بن شریک سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں سیاہ بکریوں کے پیچھے جا رہا ہوں۔ پھر دیکھتا ہوں کہ سفید بکریوں کے پیچھے جا رہا ہوں اور سیاہ بکریاں سفید بکریوں میں ہی جذب ہو گئی ہیں حضرت ابو بکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ

وہ سیاہ بکریاں عرب کے مسلمان ہیں اور سفید بکریاں عجم کے مسلمان جو اپنی کثرت سبب عرب کے مسلمانوں سے بڑھ جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سچ ہے۔ اسی طرح مجھے صبح فرشتہ نے بھی تعبیر دی تھی۔ ابن ابی لیلیٰ سے سعید بن منصور ایک روایت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک کنویں سے پانی کھینچ رہا ہوں اور میرے پاس گالی بکریاں آئی ہیں پھر لٹکے پیچھے ایسی بکریاں آئیں کہ جن کی پشت کی سفیدی پر سرخی غالب تھی حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کہ حضور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسکی تعبیر عرض کروں پھر آپ نے وہی تعبیر جو ابھی بیان ہو چکی ہے بیان کی۔

ابن سعد نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق سب سے بہتر تعبیر خواب بتلانے والے تھے۔ ابن سعد ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک خواب دیکھا اور حضرت ابو بکر صدیق سے اس طرح بیان کیا کہ گویا میں اور تم دونوں ایک ساتھ بھاگے ہیں اور میں تم سے ڈھائی ہاتھ آگے نکل گیا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ صاحب تبارک و تعالیٰ آپ کو اپنی مغفرت اور رحمت میں بلا لیں گے اور میں آپ کے ڈھائی سال بعد اور زندہ رہوں گا عبدالرزاق نے اپنی تصنیف میں ابو قتیبہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق سے عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا میں خون کا پیشاب کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی عورت کے پاس حالت حیض میں بھی جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے توبہ کر اور پھر ایسا نہ کیجیو۔

فائدہ یہی ہے کہ دلائل میں عبداللہ بن بریدہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص کو سردار لشکر مقرر کر کے ایک لڑائی کے لئے روانہ کیا اس لشکر میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی تھے جس وقت موقع جنگ پر پہنچے تو عمرو بن عاص نے حکم دیا کہ لشکر میں آگ نہ جلائی جائے اس حکم پر حضرت عمر فاروق کو سخت غصہ آیا یہاں تک کہ آپ آگے بڑھے حضرت ابو بکر صدیق نے آپ کو روکا اور منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تم پر لڑائی کا ماہر ہی سمجھ کر حاکم بنایا ہے ان کا اتباع کرو۔ یہی نے ایک

دوسرے طریقہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں قوم پر اسی شخص کو حاکم مقرر کرتا ہوں جو ان میں سب سے بہتر ہو اور جس کی آنکھیں کھلی ہوئی ہوں اور جنگ میں سب سے زیادہ ماہر ہو۔

فصل

خلیفہ بن خیاط اور احمد بن حنبل اور ابن عساکر یزید بن اصم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق سے دریافت کیا کہ میں بڑا ہوں یا تم بڑے ہو اپنے کہا کہ بڑے اور مکرم تو آپ ہی ہیں مگر عمر البتہ میری بڑی ہے یہ روایت بہت زیادہ مرسل اور قریب ہے اور اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس سے حضرت ابو بکر صدیق کی ذکاوت اور ادب کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ جواب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور کو دیا تھا اور سعید بن یزید کی نسبت بھی طرانی میں آیا ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید بن یزید سے دریافت کیا کہ ہم میں کون بڑا ہے انھوں نے کہا کہ بڑے اور بہتر تو مجھے آپ ہی ہیں مگر دنیا میں پہلے میں آیا تھا۔

ابو نعیم نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے کہا گیا کہ آپ اہل بدر کو کیوں کچھ نہیں دیتے آپ نے فرمایا کہ میں اہل بدر کے درجات جانتا ہوں مگر ان کو دنیا میں بھینسا نام کروہ سمجھتا ہوں احمد نے زہد میں اسماعیل بن محمد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے بچہ مساوی لوگوں پر کچھ تقسیم کیا حضرت عمر فاروق نے کہا کہ آپ نے اہل بدر کو کس نام لوگوں کے ساتھ کر دیا آپ نے فرمایا کہ دنیا میں انا ہی کافی ہے انکی فضیلت اللہ اعلم بالصواب میں زیادہ ہیں۔

فصل

ابو بکر بن حقیص سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق گرمیوں میں روزہ رکھا کرتے اور جاڑوں میں افطار کیا کرتے تھے۔

ابن سعد حیان صانع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کی یہ پہلی تھی نعم لغادر اللہ
 فائدہ۔ طبرانی نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے کہ ایسا کوئی شخص نہیں ہوا کہ جس کی
 چار پشتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو مگر ان چار شخصوں نے ابو قحافہ اور آپ کے
 بیٹے ابو بکر صدیق اور ان کے بیٹے عبدالرحمن اور عبدالرحمن کے بیٹے ابو بکر صدیق کے چچا کا نام محمد ہے
 ابن مندہ اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ
 ہماجر بن میں سے کسی کا باپ ایمان نہیں لایا مگر حضرت ابو بکر صدیق کے والد ماجد
 ایمان لئے۔

فائدہ۔ ابن سعد اور بزار حسن سے اور یہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ صحاب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ابو بکر صدیق اور سہیل بن عمرو بن مہینا سے زیادہ عمر رکھتے تھے
 فائدہ۔ بیہقی نے دلائل میں اسماء بنت ابو بکر صدیق سے روایت کی ہے کہ سال فتح مکہ میں حضرت
 ابو بکر صدیق کی ہمیشہ باہر نکلیں۔ اوہر سے کچھ سوار آ رہے تھے کسی نے ان میں سے آپ کی
 ہمیشہ کے گلے میں جو چاندی کا ہار تھا نکال لیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں
 آ کر تشریف فرما ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں اللہ اور اس کے سلام کا
 واسطہ دیکر اپنی بہن کا ہار مانگتا ہوں مگر کسی نے جواب نہ دیا آپ نے دوبارہ یہی کہا مگر جب
 پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا تو آپ نے کہا اے بہن اپنے ہار سے ہاتھ اٹھاؤ اور صبر کرو۔ قسم ہے
 اللہ کی آج کل لوگوں میں راضی بہت کم ہے۔

میں نے حافظ ذہبی کی ایک تحریر میں دیکھا ہے کہ انھوں نے اپنے اپنے فن کے فروز ماہ لوگوں
 کو ایک جگہ جمع کیا ہے اور وہ درج ذیل ہے۔

- ۱ حضرت ابو بکر صدیق علم نسبی میں حضرت عمر فاروق قوت امر اللہ میں حضرت عثمان بن عفان حیا میں
- حضرت علی قضا میں۔ ابی بن کعب قرأت میں۔ زید بن ثابت فرائض میں۔ ابو عبیدہ بن جراح امانت میں۔
- ابن عباس تفسیر میں۔ ابو ذر صدق لہجہ میں۔ خالد بن ولید شجاعت میں۔ حنین بن اوس عطا میں۔ اوس بن ہشام
- میں۔ ابن سیرین تعبیر میں۔ نافع قرأت میں۔ حذیفہ فقہ میں۔ ابن اسحاق معاذی میں۔ مقاتل تاویل میں۔ کلثوم قرآن
- تشریح میں۔ خلیل عروہ میں۔ فضیل بن یحییٰ عبادت میں۔ سیبویہ نحو میں۔ مالک علم میں۔ شافعی فقہ حدیث میں۔

ابو عبیدہ غریت میں - علی بن مدنی عطل میں - یحییٰ بن معین رجال میں - ابو تمام شعری میں - احمد بن حنبل سنت میں - بخاری نقد حدیث میں - جنید تصوف میں - محمد بن نصر المروزی اختلاف میں - حبان بن اعترال میں - اشعری کلام میں - محمد بن زکریا رازی طب میں - ابو معشر نجوم میں - ابراہیم کرمانی تفسیر میں - ابن نباتہ خطب میں - ابو الفرج اصفہانی سوال و جواب میں - ابو القاسم طبرانی عوالی میں - ابن حزم ظاہر میں - ابو حسن بکری جھوٹ میں - حریری مقامات میں - متینی شعر میں - موصلی لگانے میں - صوری شطرنج میں - خطیب بغدادی تیز پڑھنے میں - علی بن ہلال لکھنے میں - عطار سلیمی خوف میں - بقاہ فی الفاہل النصار میں - اسمعی نوادر میں - اشعب طبع میں - معید گائے میں - ابن سینا فلسفہ میں -

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن قرظہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوہی - امیر المؤمنین ابو حفص القرشی الصدوی الفاروق سلمہ بنی میں جبکہ آپ کی عمر شریف ستائیس سال کی تھی ایمان لائے - ذہبی اور نووی لکھتے ہیں کہ آپ واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے آپ اشرف قریش میں سے تھے اور جاہلیت کے زمانہ میں آپ کے خاندان کے ساتھ سفارہ متعلق تھی یعنی جب قریش کی آپس میں لڑائی ہوتی تھی یا کسی دوسرے ملک جنگ لڑائی تھی تو قریش آپ کے بزرگوں کو ہی سفیر بنا کر بھیجا کرتے تھے یا گھبی اگر تفاقہ سب کے اظہار کی ضرورت لاحق ہوتی تھی تو آپ کے بزرگ ہی اس کام کے لئے روانہ کئے تھے - آپ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد مسلمان ہوئے - بعضوں نے کہا ہے کہ اتنا ایس مردوں اور تینیس عورتوں کے بعد اور بعض نے لکھا ہے کہ پنیالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد ایمان لائے - آپ کی وہ ہستی ہے کہ آپ کے اسلام لانے کے بعد ہی اسلام مکہ میں ظاہر ہوا اور مسلمان نہایت خوش ہوئے - آپ سابقین اولین میں سے ہیں - آپ پیشرو پیشرو میں داخل ہیں - خلفاء راشدین میں سے آپ شمار ہوتے ہیں - آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر سونیا فخر رکھتے ہیں - آپ علماء و زہاد صحابہ میں سے ہیں - آپ سے ۵۳۹ احادیث مروی ہیں - آپ سے روایت کرنے والے حضرات عثمان بن عفان - علی طلحہ - سعد - ابن عوف - ابن مسعود - ابو ذر - عمرو بن عثمان

آپ کے بیٹے عبد اللہ۔ ابن عباس۔ ابن زبیر۔ انس۔ ابو ہریرہ۔ عمر بن عاص۔ ابو موسیٰ اشعری۔
بزار بن عاذب۔ ابو سعید خدری اور دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔
میں آپ کے بیان میں چند فصلیں ملخص کرتا ہوں جو فوائد سے خالی نہ ہوں گی۔

فصل

ان احادیث میں جو حضرت عمرؓ کے اسلام لانے میں وارد ہوئی ہیں

ترمذی نے حضرت عبد اللہ ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا
کی الہی! اسلام کو عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام میں سے جس کو آپ چاہیں مسلمان کر کے
علیہ عطا فرمائیے۔ اسی کو طبرانی نے ابن مسعود اور انس سے روایت کیا ہے۔ حاکم نے ابن عباس
سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی۔ اہا العالمین! عمر بن خطاب
سے اسلام کو غلبہ پہنچا۔ (اس روایت میں کسی دوسرے کا نام نہیں) اسکو طبرانی نے اوسط میں
ابو بکر صدیق سے اور کبیر میں ثوبان سے روایت کیا ہے۔

حرف آخرت عمر سے اس طرح روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کر رہے تھے کہ چنتو میں نے آپ کو مسجد میں پایا میں کسی قدر پیچھے ٹھہر گیا۔ آپ نے سورہ الحاقہ
پڑھنا شروع کی۔ تاہم قرآن پر سن سن کر تعجب کرتا رہا میں نے اپنے دل میں کہا کہ شخص شاعر
ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں لیکن جب آپ اس آیت پر پہنچے اِنَّا لَقَوْلُ رَسُولٍ
كُوْبِرٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ تو میرے دل میں اسلام گھر گویا اور مجھے اسکی عظمت
معلوم ہوئی۔ ابن ابی شیبہ نے جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسلام
لانے کا اسطرح قصہ بیان کیا کہ میری بھیرہ کو دروزہ لاحق ہوا تو میں گھر سے نکل کر کعبہ شریف پر دوڑا
میں چلا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجر کی طرف تشریف لائے جس پر صوف وغیرہ کا کپڑا پڑا ہوا تھا
اپنے ہاتھوں سے کچھ نماز پڑھی اور پھر تشریف لے گئے۔ آپ نے کچھ ایسا کلام سنا جو میں نے
پہلے کبھی نہیں سنا تھا جب آپ پہنچے تو میں آپ کے پیچھے چلا آپ نے فرمایا کون ہے میں نے کہا
عمر ہوں۔ آپ نے فرمایا تم میرا رات دن میں پیچھا کیوں نہیں چھوڑتے۔ میں ڈرا کہ کہیں آپ

بردعانہ کر دیں اور فوراً میں نے کلمہ شہادت پڑھا اپنے فرمایا کہ عمر اس کو پوشیدہ رکھو میں نے عرض کیا قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں اس کو ضرور ظاہر کر دوں گا جیسا کہ بیٹے مشرک کو ظاہر کیا ہے۔

ابن سعد اور ابو یعلیٰ اور حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس سے روایت کی جو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نلوار لٹکائے ہوئے نکلے آپ کو راستہ میں قبیلہ بنی زہرہ کا ایک شخص ملا اور اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے اپنے فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کا ارادہ ہے اس نے کہا کہ نبی ہاشم اور نبی زہرہ سے کس طرح امن سے رہو گے۔ اپنے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی میدین ہو گیا اس نے کہا کہ میں اس سے بھی تعجب چیز بات بتلاتا ہوں کہ تمہارے بہنوئی اور بہن دونوں تمہارے دین سے میدین ہو گئے۔ حضرت عمر اپنے بہنوئی کے مکان کو جلسہ ہوا حضرت خباب بھی تشریف رکھتے تھے آپ کی آہٹ پا کر حضرت خباب چھپ گئے چونکہ یہ تینوں صاحب آہستہ آہستہ سورہ طہ پڑھ رہے تھے اور آپ کے آجاتے پر خاموش ہو گئے تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ چپکے چپکے کیا پڑھا جا رہا تھا۔ آپ کی بہن بہنوئی نے کہا کہ کچھ نہیں۔ آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے کہا معلوم ہوا کہ تم دونوں میدین ہو گئے ہو آپ کے بہنوئی نے کہا کہ جب تمہارے دین میں حق ہی نہ ہو اسپر آپ کو غصہ آیا اور زور سے ایک طمانچہ کھینچ مارا آپ کی بہن نے انہیں چھوٹانا چاہا تو آپ نے اپنی بہن کو دھکا دیا جس سے اُن کے بھی چوٹ آئی اور منہ خون سے تر بتر ہو گیا۔ آپ کی بہن نے نہایت غصہ سے کہا کہ جب تمہارا دین ہی سچا نہیں تو میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے ایک معبود کے کوئی دوسرا خدا نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اپنے فرمایا اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تمہارا ہے پاس ہے تاکہ میں اُسے پڑھوں آپ کی بہن نے کہا کہ تم تجس ہو اس مقدس کتاب کو آپ پڑھ لو گ چھو سکتے ہیں۔ اول غسل کیجئے۔ یا کم از کم وضو کریجئے۔ آپ نے وضو کیا اور کتاب لیکر پڑھی۔ اس میں سورہ طہ کلمی ہوئی تھی۔ آپ جس وقت اس آیت پڑھیے اِنِّیْ اَنْ اَللّٰہِ اِنَّا اَنَا عِبْدُ نِیْ قَا قِوَالْقَلُوۃِ لِذٰکِرِیْ تُو اِنِّیْ فَرَمَا یَا کَہُ مَجِّعٌ مُّحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جلدی ملا اور جس وقت حضرت خباب نے یہ سنا آپ باہر آئے اور کہا تم میں تم کو لیشارت دیتا ہوں کہ تم میرا

کی رات کو ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں پڑھی تھی کہ الہی سہانم کو ہمیں خطاب ہیشام کے مسلمان ہونے سے غلبہ عطا فرماؤ میری رائے میں یہ اسی کا اثر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صفا کے قریب مکان میں تھے۔ حضرت خباب آپ کو لیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں چلے جس مکان میں حضرت تشریف فرماتے تھے اسکے دروازہ پر حضرت حمزہؓ طلحہ اور دیگر صحابہؓ ضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی بیٹھے ہوئے تھے حضرت حمزہؓ نے انہیں دیکھ کر کہا کہ کھڑے رہو اگر اللہ ان کے ساتھ نیکی کا ارادہ رکھتے ہیں تو یہ میرے ہاتھ سے بچ جاویں گے اور اگر ان کا ارادہ کچھ اور ہے تو ان کا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہے۔ اس اشار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان تمام حالات کی وحی آپ کی تھی آپ نے مکان سے نکل کر حضرت عمر کا دامن اور تلوار پکڑ کر فرمایا عمر یہ فسادات کیا ولید بن مغیرہ جیسے حشر ہونے تک باقی رہینگے آپ نے کہا ۱۰ شہد ان لا الہ الا اللہ وانما عبد اللہ وراسولہ اور مسلمان ہو گئے۔

بزار اور طبرانی اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے ولائل میں اسلم سے روایت کی ہے کہ ہم سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ جانی دشمن تھا ایک دن بڑی کڑی گرمی میں میں مکہ کی کسی گلی میں جا رہا تھا کہ ایک شخص ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے عمر بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم اپنے کوچے سمجھتے ہو اور تمہارے گھر میں وہ کام ہو جاتے ہیں کہ تمہیں خبر تک نہیں ہوتی میں نے کہا کہ کیا ہوا اس نے کہا کہ تمہاری بہن مسلمان ہو گئی میں غصہ میں بچھڑ لوثا اور بہن کا دروازہ کھٹکنا یا اندر سے پوچھا کون ہے میں نے کہا عمر ہوں۔ اندر کے تمام آدمی گھبرائے اور مجھ سے ڈرے۔ ایک کتاب جو وہ پڑھ رہے تھے اسے رکھ دی اور جلدی میں اٹھانا بھول گئے میری بہن نے دروازہ کھولا میں نے کہا اے جان کی دشمن تو بیدین ہو گئی یہ کہہ کر جو میرے ہاتھ میں تھا اسکے سر پر کھینچ مارا سر میں خون نکل آیا بہن نے رو کر کہا عمر میں بیدین ہو گئی یا جو کچھ جو میری سمجھ میں آیا کر لیا یہ سنکر میں اندر گیا اور تخت پر جا کر بیٹھ گیا میں نے دیکھا کہ ایک کتاب رکھی ہوئی ہے میں نے کہا یہ کیا ہے۔ میرے پاس لاؤ بہن نے جواب دیا کہ تم اس کے اہل نہیں ہو کیونکہ تم پاک نہیں اور اس کو پاک ہی ہاتھ میں لیتے ہیں میں نے اصرار کیا حتیٰ کہ وہ

لائی میں نے جو کھولا تو شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھا ہوا تھا میں یہ اللہ کے نام
دیکھ کر سبیت سے کانپ گیا اور کتاب ہاتھ سے چھوٹ گئی جب ذرا اٹکے اوسان بجا ہوئے تو
میں نے پھر اٹھا کر پڑھا آپس لکھا تھا سُبْحٰنَ اللّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ میں پھر کانپ اٹھا
سہ بارہ پڑھنے پر جب میں آیت اَمْ مَنْوَا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ رَءِیْنِ اللّٰہ اور اسکے رسول پر ایمان کے او
ٹک پڑھا تو میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَسْتَرْکَبُ اَدْمِیْ جو گھر میں موجود تھے میری
طرف دوڑے اور زور سے تکبیر کہی اور یہ کہا تمہیں مبارک ہو پھر کے دن رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم پہلے ہی دعا فرما چکے تھے کہ اہل العالین اپنے دین کو ان دو شخصوں ابو جہل بن ہشام
یا عمر بن خطاب میں سے جسے آپ چاہیں اس کے ساتھ غلبہ عطا فرمائیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اس وقت صفا پہاڑ کے نیچے کے مکان میں تشریف رکھتے تھے یہ لوگ وہاں مجھے لے گئے
میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون ہے۔ میں نے عرض کیا عمر ہوں چونکہ
لوگ میری دشمنی سے واقف تھے میرا نام سن کر کسی کو دروازہ کھولنے کی جرئت نہ ہوئی حتیٰ
کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ دروازہ کھول دو لوگوں نے دروازہ کھول دیا اور
اور دو آدمیوں نے میرے بازو پکڑے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ نے
فرمایا اسے چھوڑ دو پھر آپ نے میرا دامن پکڑا اور مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور فرمایا تم مسلمان ہو جاؤ
اے اللہ اسے ہدایت دو۔ میں نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر
کہی کہ سگ کی گلیوں میں آواز سنائی دی لوگ ڈر گئے اور کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ مجھ
سے سر پھٹول کرے لیکن پھر بھی دھکا مکا ہوا مگر مجھے کچھ چوٹ نہیں آئی میں اپنے ماموں
ابو جہل بن ہشام کے پاس پہنچا وہ قریش میں شریف اور بااثر سمجھا جاتا تھا میں نے
دروازہ پر دستک دی پوچھا کون ہے میں نے کہا میں عمر ہوں اور تمہارا دین میں نے چھوڑ
دیا ہے اس نے کہا ایسا مت کرنا اور پھر اندر سے دروازہ بند کر لیا اور میں باہر کھڑا رہ گیا
میں نے کہا ان باتوں سے کیا فائدہ۔ پھر میں عطار قریش میں سے ایک شخص کے پاس
پہنچا اور اس کو آواز دی جب وہ باہر آیا تو اس سے بھی وہی گفتگو ہوئی اور اس نے
جواب بھی وہی دیا جو میرے ماموں ابو جہل نے دیا تھا اور دروازہ بند کر لیا میں نے کہا

ان حرکتوں سے کیا فائدہ ہے تم دوسرے مسلمانوں کو تو مارنے پیٹنے تھے مگر مجھ سے آنکھ بھی نہیں ملاتے۔ ایک شخص نے کہا کیا تم اپنا اسلام ان باتوں سے ظاہر کرنا چاہتے ہو میں نے کہا ہاں اس نے کہا دیکھو فلاں حجر کے پاس کچھ آدمی بیٹھے ہیں اس میں فلاں شخص بیٹے کا بہت ہلکا ہے۔ بیٹے میں بات نہیں کھنتی اس سے کہو وہ سب جگہ ظاہر کر دیگا میں آیا اور اس سے اپنا اسلام ظاہر کیا اس نے کہا کیا ہو چکے ہیں نے کہا ہاں اس نے زور چلا کر کہا لوگو عمر بن خطاب ہمارے دین سے بیدین ہو گیا یہ سنتے ہی مشرکین ایک دم مجھ پر ٹوٹ پڑے میں نہیں مارتا تھا اور وہ مجھے میرے ماموں ابو جہل نے پوچھا یہ کیسا شور و غل ہے کہا کہ عمر مسلمان ہو گیا میرا ماموں حجر پر چڑھا اور ایشا ہلکیا اور کہا کہ میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دیدی ہے یہ سنتے ہی مجھ سے سب الگ ہو گئے مگر مجھے یہ برا معلوم ہوا کہ دوسرے مسلمانوں سے مار بیٹائی جاری ہے اور میں کھڑا دیکھوں چنانچہ میں ماموں کے پاس پھر گیا اور اس سے جا کر کہا کہ میں تیری پناہ میں رہنا نہیں چاہتا۔ اسکے بعد مائتے پیٹے ہے حتیٰ کہ خداوند تعالیٰ نے اسلام کو قوت بخشی ابو لجم نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں نے حضرت عمر سے دریافت کیا کہ آپ کا لقب فوق کس طرح پر گیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت حمزہ مجھ سے تین روز پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ میں مسجد کی طرف جو گیا تو وہاں ابو جہل کو دیکھا کہ (خاکش بہ وہن) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا چلا آتا ہے۔ حضرت حمزہ کو جب وقت اسکی اطلاع ہوئی تو آپ اپنی کمان لیکر مسجد کی طرف چلے اور قریش کے اس حلقہ کی طرف جس میں ابو جہل بیٹھا ہوا تھا پہنچے اور اپنی کمان سے سہارا لگا کر ابو جہل کے عین مقابل بیٹھ گئے اور اسکی طرف دیکھنے لگے۔ ابو جہل نے قیافہ سے معلوم کر لیا کہ آج ان کی نیت بجز نہیں معلوم ہوتی یہ معلوم کر کے کہنے لگا کہ ابو عمادہ تمہیں کیا ہو گیا۔ آپ نے یہ سنتے ہی اس کی پیٹھ پر اس زور سے کمان ماری کہ مریں خون نکل آیا۔ قریش نے معاملہ بڑھ جانے کی وجہ سے بیچ بچاؤ کرادیا۔ اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارقم بن ابی الارقم مخزومی کے یہاں مقیم تھے حضرت حمزہ وہاں پہنچے اور اسلام لے آئے اس واقعہ کے تیسرے دن جو میں باہر نکلا تو راستہ میں مجھے ایک مخزومی ملا میں نے اس سے کہا کہ کیا تو اپنے آبائی دین سے پھر گیا اور

دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر لیتے کہ میں نے اگر ایسا کیا تو تجب، جبکہ ایک ایسے شخص نے کہ جس پر تمہارا
 مجھ سے زیادہ حق ہے ایسا کر لیا ہو۔ میں نے کہا وہ کون ہے کہ تمہارے بہن بہنوئی۔ میں اپنی
 بہن کے گھر پہنچا تو مجھے کچھ پڑھنے کی بھن بھناہٹ معلوم ہوئی میں اندر چلا گیا اور رکھا کیا تھا
 اس میں بات بڑھ گئی میں نے بہنوئی کا سر پکڑ کر جو مارا تو خون نکل آیا میری بہن نے کھڑے ہو کر میرا
 سر پکڑ لیا اور کہا کہ یہ تیری منشا کے خلاف ہوا میں نے جو خون بیٹھے دیکھا تو مجھے شرم آئی اور میں بیٹھ گیا
 اور کہا کہ مجھے بھی زایہ کتاب دکھلاؤ میری بہن نے جواب دیا کہ اسے پاک لوگ چھو سکتے ہیں میں نے
 اٹھ کر غسل کیا انھوں نے وہ کتاب دی میں نے جو دیکھا تو اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا
 تھا میں نے کہا کہ یہ نام تو بڑے طیب و طاہر ہیں۔ آگے لکھا تھا اذہ ما اترنا انک القرآن لنتقہ ما آتت
 لله الا شاء الخیر میرے دل میں اسکی بڑی عظمت پیدا ہوئی اور میں نے کہا کیا اسی سے قریش
 بھاگتے ہیں۔ میں وہیں مسلمان ہو گیا اور میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف
 رکھتے ہیں میری بہن نے جواب دیا کہ ارقم کے مکان پر تشریف فرما ہیں میں وہیں گیا اور دروازہ پر ہاتھ
 مارا لوگ جمع ہو گئے اور ان سے حضرت حمزہ نے یہ بات کہی کہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ عمر بن ابی بھوں
 نے کہا اچھا تمہیں دروازہ کھول دو اگر وہ تمہی طرح آویں تو ہم انھیں سر آنکھوں پر جگہ دینگے
 ورنہ ہم انھیں قتل کر دیں گے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنا آپ باہر نکلے اور میں نے
 فوراً کلمہ شہادت پڑھا جتنے اُس گھر میں مسلمان تھے سمجھوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ اسکو تمام
 اہل مکہ نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم حق پر نہیں ہیں آپ نے فرمایا کیوں
 نہیں ہم ضرور حق پر ہیں۔ میں نے عرض کیا تو پھر اخفا کیوں ہے۔ ہم دو صفیں بنا کر نکلے ایک میں
 حضرت حمزہ اور دوسری میں میں تھا حتی کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ قریش نے مجھے اور حضرت
 حمزہ کو دیکھا اور اس آقریش کو بیت ریح و صدر منہ پہنچا۔ اس زور سے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فاروق کا خطاب بشد بائو تکہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل کے درمیان میں فرق پیدا ہو گیا۔
 ابن سعد کہتے ہیں کہ ذکوان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے دریافت کیا کہ حضرت
 عمر کا نام فاروق کس نے رکھ دیا آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ابن ماجہ اور حاکم نے
 حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر فاروق اسلام لائے تو حضرت جبریل

علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اہل آسمان حضرت عمرؓ کا اسلام کی مبارک باد دیتے ہیں۔
 بزار اور حاکم نے لکھا ہے اور اسکی تصحیح ابن عباس سے کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو
 مشرکین نے کہا کہ مسلمانوں نے آج ہم سے سارا بدلہ لیلیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے یا ایہا النبی
 حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ نازل فرمائی۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت
 عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمرؓ اسلام لائے اسلام ہمیشہ عزت ہی پاتا گیا۔
 ابن سعد اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ کا اسلام گویا اسلام کی
 فتح تھی اور آپ کی ہجرت گویا نصرت تھی اور آپ کی امامت گویا رحمت تھی ہم میں طاقت نہیں تھی کہ ہم
 بیت اللہ شریف میں نماز پڑھ سکیں لیکن جب حضرت عمرؓ اسلام لے آئے تو آپ نے مشرکین سے
 اتنا جہاد و قتال کیا کہ انھوں نے ہمارا بیچھا چھوڑ دیا اور ہم بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنے لگے
 ابن سعد اور حاکم نے حدیث سے روایت کی ہے کہ جب سے حضرت عمرؓ اسلام لائے تب سے اسلام کی
 حالت ایسی ہو گئی جیسے کہ ایک اقبال مند آدمی ہوتا ہے کہ اسکے ہر قدم پر ترقی ہوتی ہے اور جب سے
 شہید ہوئے اسلام کے عروج میں کمی آتی گئی اور ہر قدم پیچھے ہی کو پڑنے لگا۔
 طبرانی میں ہے کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جس نے اول اسلام کو ظاہر کیا وہ عمر بن خطابؓ
 ہیں (اس حدیث کی اسناد بالکل صحیح ہیں) ابن سعد نے صہیب سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ
 اسلام لائے تب اسلام ظاہر ہوا۔ اسلام کی طرف اعلانیہ دعوت ہونے لگی اور ہم کعبہ کے گرد
 بیٹھنے طواف کرتے مشرکین سے بدلہ لینے اور ان کو جواب دینے کے قابل ہو گئے۔
 ابن سعد نے اسلم مولیٰ عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذابحہ سلم
 میں بچر ۲۶ سال مشرف باسلام ہوئے۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم سوائے حضرت عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے ایک شخص کو بھی نہیں بتلا سکتے کہ کسی نے اعلانیہ ہجرت کی ہو یا البتہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنے اپنی تلوار سمال کی اور اپنے موندھے پر کمان لٹکانی ہاتھ میں
 ترکش سے تیر علیحدہ رکھا اور کعبۃ اللہ میں تشریف لائے وہاں اشرف قریش بھی بیٹھے ہوئے تھے
 اپنے ساتھ مرتبہ طواف کیا دو رکعتیں مقام ابراہیم پر پڑھیں پھر اشرف قریش کے حلقہ میں آکر ایک ایک
 آدمی سے علیحدہ علیحدہ کہا تمہارے منہ سیاہ ہو جو جو شخص اپنی ماں کو بے فرزند بیٹے کو یتیم۔ بیوی کو بیوہ
 کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اس جنگ کے اس طرف آکر مجھ سے مقابلہ کرے مگر کسی کی تاب نہ آئی کاپکا بچھا کرھا۔
 حضرت برادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہجرت کر کے ہمارے پاس مصعب بن عمیر
 آئے پھر ابن ام مکتوم ان کے بعد عمر ابن الخطاب۔ ہم نے ان سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا کیا ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ وہ پیچھے تشریف لا رہے ہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مع
 حضرت ابو بکر صدیق کے تشریف لے آئے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام غزویوں میں حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ساتھ رہے ہیں اور جنگ احد میں آپ ثابت قدم رہے تھے۔

فصل

وہ احادیث جو حضرت عمرؓ کی فضیلت میں وارد ہیں گمراہ ہیں وہ
 احادیث شامل نہیں جو حضرت ابو بکر صدیق کے حالات میں گور ہو چکیں

بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ میں نے خواب میں جنت کو دیکھا کہ اس میں ایک عورت قصر کی طرف بیٹھی ہوئی وضو کر رہی ہے
 میں نے پوچھا یہ کس کا قصر ہے فرشتوں نے جواب دیا کہ عمر کا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اے عمر میں نے تیری غیرت
 یاد کر کے قصر میں قدم نہیں رکھا اور لوٹ آیا اس پر حضرت عمر رو پڑے اور عرض کیا
 حضور آپ سے اور غیرت کروں۔

بخاری اور مسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
 میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے دودھ پیسا ہے اور اس کی تروتازگی اور خوشبو میرے
 ناخنوں تک سرایت کر گئی ہے پھر میں نے پچا ہوا دودھ عمر کو دیرا ہوا دیکھا ہے نے دریافت کیا حضور اسکی تعبیر

کیا ہوئی آپ نے فرمایا کہ علم۔

بخاری اور مسلم نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا جا رہا ہے

جو قمیصیں وہ پہن رہے ہیں بعضوں کے سینہ تک ہیں اور بعضوں کے اس سے زیادہ تک جس وقت عمر

پیش کئے گئے تو انکی قمیص زمین میں گھسٹی جاتی تھی۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ قمیص کیا تھی آپ نے فرمایا کہ دین۔ بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر قسم ہے مجھے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان

ہے جس راستہ سے تم چلو گے اس راستہ کو شیطان نہیں چلیگا بلکہ دوسرا راستہ اختیار کرے گا۔

بخاری شریف میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے

پہلی امتوں میں محدث یعنی صاحب الہام ہوتے رہے ہیں اگر میری امرت میرا کوئی ہو سکتا ہے تو وہ

عمر نہیں۔ ترمذی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر

کی زبان اور قلب پر اللہ تعالیٰ نے حق کو جاری کر دیا ہے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں میں سے کسی

کے موافق نازل نہیں ہوا مگر قرآن شریف اکثر حضرت عمرؓ کے قول کے موافق نازل ہوا ہے۔ ترمذی

اور حاکم نے روایت کی جسکی تصحیح عقبہ بن عامر نے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہی ہوتے (اسکو طرانی نے ابوسعید

خدری اور عصمہ بن مالک سے روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے ابن عمرؓ کی حدیث بیان کیا ہے۔

ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہے کہ میں جن و انس اور شیاطین حضرت عمرؓ سے بھاگتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ ابن ماجہ اور حاکم

نے ابی بن کعبؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص کہ خداوند تعالیٰ اس سے

اول مصافحہ فرمائیں گے اور سلام کریں گے اور ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کریں گے وہ عمرؓ ہیں۔

ابن ماجہ اور حاکم نے ابو ذر سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

ہے کہ اللہ جل شانہ نے حضرت عمرؓ کی زبان پر حق کو وضع کر دیا ہے کہ وہ حق ہی بولتے ہیں۔

ابن ماجہ نے اپنی مسند میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم اصحاب محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کو اس میں بالکل شک و شبہ نہ تھا کہ سکینہ حضرت عمرؓ کی زبان سے بولتا ہے۔ بزار نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرؓ اہل جنت کے چرانے ہیں۔ بزار نے قدامہ بن مظعون سے روایت کی ہے وہ اپنے چچا عثمان بن مظعون سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا کہ یہ شخص جب تک تمہارے درمیان ہے تب تک فتنوں کا دروازہ بند ہے گا بلکہ جب تک یہ زندہ ہے فتنوں کا دروازہ بہت سخت بند رہیگا۔ طبرانی نے اوسط میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ عمرؓ سے سلام کہہ دیجئے اور انہیں اس کی خبر دیجئے کہ ان کا غصہ ٹلے ہے اور ان کی رضا حکم ہے۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عمرؓ سے شیطان ڈرتا ہے۔ احمد نے اسکو بریدہ کے طریقہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اے عمرؓ تم سے شیطان ڈرتا ہے ابن عساکر نے ابن عباس سے اس طرح روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان کے تمام فرشتے عمرؓ کا وقار کرتے ہیں اور زمین کے تمام شیطان ان سے ڈرتے ہیں طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نے تمام اہل عرفہ پر ٹھوٹا اور حضرت عمرؓ پر خصوصاً فخر کیا ہے۔ ایسی ہی ایک حدیث کبیر نے ابن عباس سے بیان کی ہے۔

طبرانی اور ویلی نے فضل بن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد حق عمرؓ کے ساتھ رہیگا خواہ وہ کہیں ہو۔

بخاری اور مسلم نے ابن عمرؓ اور ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک ایسے کوٹھیں پر دیکھا جس پر ایک ڈول بڑا ہوا تھا۔ میں نے کچھ ڈول کھینچے میرے بعد ابو بکرؓ نے ڈول لیا اور ایک یا دو ڈول کھینچے مگر انکے کھینچنے میں کچھ ضعف تھا خدا ان کی مغفرت فرماویں پھر عمرؓ آئے اور

انہوں نے ڈول کھینچے اور اس طرح کھینچے کہ کسی جوان مرد کو میں نے اس طرح کھینچے نہیں دیکھا۔ حتیٰ کہ ہر چہار طرف سے پیاسے آئے اور خوب سیراب ہوئے۔

امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ علماء نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہ ارشاد حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کی خلافت کی طرف ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں کثرت فتوحات اور ظہور اسلام بہت زیادہ ہوگا۔

طبرانی نے سلسلہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب وقت سے عمر اسلام لاتے ہیں جب کبھی ان سے شیطان ملا ہے اولے پاؤں بھاگ گیا ہے۔ طبرانی نے ابن ابی کثیر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے جبریلؑ کہتے تھے کہ عمر کی موت پر اسلام روٹے گا۔

طبرانی نے اوسط میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہے کہ جس شخص نے عمر سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے رکھا اور جس نے عمر سے محبت رکھی مجھ سے رکھی۔ اللہ جل شانہ نے اہل عرفہ پر عموماً اور حضرت عمرؓ پر خصوصاً فخر کیا ہے جتنے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں ان سب کی امت میں..... ایک محدث ضرور ہوا ہے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محدث کون ہوتا ہے آپ نے فرمایا جس زبان سے ملا کہ گفتگو کریں (اس کے اسناد صحیح ہیں)

فصل

حضرت عمر فاروق کے متعلق صحابہ سلف صالحین کے اقوال

حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا ہے کہ روئے زمین پر مجھے حضرت عمر سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے (ابن عساکر) حضرت ابو بکرؓ سے مرض موت میں کسی نے دریافت کیا کہ اگر جناب سے خداوند تعالیٰ دریافت فرمائیں کہ تم نے عمر کو کیوں خلیفہ مقرر کیا تو آپ کیا جواب دینگے آپ نے فرمایا میں جواب دوں گا کہ میں نے لوگوں میں سب سے بہتر آدمی کو خلیفہ مقرر کیا تھا (ابن سعد)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم صالحین کا ذکر کرو تو حضرت عمر کو کبھی نہ بھولنا کیونکہ کچھ بعید نہیں کہ سکیتم آپ کی زبان پر لوتا ہو (طبرانی فی الاوسط)

حضرت ابن عمر نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے کسی آدمی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ ذکی اور ذہین نہیں پایا (ابن سعد)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم ترازو کے ایک پڑے میں اور تمام دنیا کا علم دوسرے پڑے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو حضرت عمر کا پلہ بھاری رہے گا۔ کیونکہ آپ کو علم کے دس حصوں میں سے نو حصے دئے گئے ہیں (طبرانی اور حاکم) حضرت سعد بن جب نے فرماتے ہیں کہ تمام دنیا کا علم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں چھپا ہوا ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ میں سوائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی شخص کو نہیں پہچانتا کہ جسے برکت کیسے ملے اور اللہ کی رحمت کیسے ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سبک فہم تیز خاطر اور معاملہ فہم تھے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے پاس نہ دنیا آئی اور نہ انھوں نے اسکی خواہش کی البتہ حضرت عمر فاروق کے پاس دنیا آئی مگر انھوں نے اسے دھکے دیکر نکال دیا اور میں نے تو بالکل دنیا کو پیٹ میں بھر لیا (اس کو زبیر نے موقوفیات میں بیان کیا ہے۔)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز حضرت عمر فاروق کے پاس آئے اس وقت حضرت عمر ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت علی نے دیکھ کر فرمایا کہ مجھے اس کپڑا اوڑھنے والے سے کوئی زیادہ عزیز نہیں ہے (حاکم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صالحین کا ذکر کیا جائے تو ضروری ہے کہ ان میں حضرت عمر فاروق کا ذکر کیا جائے کیونکہ آپ ہم سب سے زیادہ کتاب اللہ کے عالم اور دین خدا کے قفیبہ ہیں (طبرانی)

حضرت ابن عباس سے کسی نے حضرت ابو بکر صدیق کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ میرا پاخیر تھے۔ پھر اس نے حضرت عمر فاروق کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کی مثال اس جڑی کی سی ہے کہ جس کو دیکھتے ہی آدمی کی طبیعت یہ چاہے کہ است

قطران مل رہے ہیں وہ ایسے آدمی ہیں کہ جب انہیں کوئی شیطان دیکھتا ہے (تو خوف کے سبب) ناک کے بل گڑبڑاتا ہے خدا ہر وقت انکی آنکھوں کے سامنے ہے اور روح القدس انکی زبان سے کلام کرتا ہے۔

فصل

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت کے زیادہ مستحق تھے تو اس نے حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق بلکہ کل مہاجرین انصار کو خطا کار ٹھہرایا۔ حضرت شریک کہتے ہیں کہ جس میں شتمہ برابر بھی نیکی ہے وہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علیؑ خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔

حضرت ابواسامہ فرماتے ہیں۔ لوگو! تم جانتے ہو حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کون تھے وہ اسلام کے لئے بمنزلہ ماں باپ کے تھے۔

حضرت جعفر صادق فرماتے ہیں جو شخص حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کو بھلائی سے نہ یاد کرے میں اس سے بیزار ہوں۔

فصل

جن باتوں میں قرآن شریف کے حضرت عمرؓ کی رائے و اتفاق کیا ہے اور ہم جملہ اکثر کے بیس موافقات کا ذکر کریں گے

ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کوئی نائے دینے تھے قرآن شریف اسی کے موافق نازل ہوتا تھا۔ ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں اکثر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے موجود ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اگر بعض امور میں لوگوں کی رائے کچھ اور تھی اور حضرت عمرؓ کی دوسری تو قرآن شریف حضرت عمرؓ کے قول کے موافق نازل ہوتا تھا۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ

مکے رب میری رائے سے تین موقعوں پر اتفاق فرمایا اول میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناتے۔ اسکے بعد ہی آیت ^{مصلی} وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرٰہِیْمَ (اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ پکڑو) نازل ہوئی۔ دوسرے میں نے عرض کیا حضور آپ کی ازواج مطہرات کے پاس نیک و بد ہر طرح کے آدمی لے جاتے ہیں آپ تو انہیں پردہ کا حکم دیدیتے اسکے بعد ہی پردہ کی آیت نازل ہو گئی۔ تیسرے جب ازواج مطہرات حضور کے غیرت دلانے میں سب شریک ہو گئیں تو آپ نے کہا عَسَىٰ سَمَّیۡۃٌ اِنْ طَلَّقَکِنَّ اَنْ یَّبْدِلَ لَہٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا اسکے بعد باطل ٹھیک ہی الفاظ قرآن شریف میں نازل ہوئے۔

حضرت مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ لے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ سے تین باتوں میں موافقت کی ہے۔ اول پردے کے باسے میں۔ دوم اسیران جنگ بدر کے معاملہ میں۔ تیسرے مقام ابراہیم میں۔ اسی حدیث سے چھوٹی خصمت یعنی معاملہ قیران جنگ بھی معلوم ہو گیا اور نودی کی تہذیب میں اس طرح ہے کہ قرآن شریف نے حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق چار حکم کیا۔ معاملہ قیران بدر۔ پردہ۔ مقام ابراہیم۔ تحریم شراب اور اس سے پانچویں بات تحریم شراب پانی گئی اور تحریم شراب کے متعلق سنن اور مستدرک حاکم میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی۔ الہی شراب کے بارے میں ہمارے واسطے شافی بیان کیجئے اس کے بعد شراب کے حرام ہونے پر آیت نازل ہو گئی۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ سے چار باتوں میں موافقت فرمائی جو جب آیت ^{لقد خلقنا الانسان} صَوۡتًا سَلٰمًا کَلِمًا مَّحۡمُودًا طِبۡنًا نَّازِلًا ہوئی تو میری زبان سے فوراً نکلا ^{اللہ احسن} الخالقیں اسکے بعد ہی آیت نازل ہو گئی اس حدیث سے چھٹی بات معلوم ہو گئی اس حدیث دو کے طرق بھی حضرت ابن عباس سے مروی ہیں جنکو میں نے اپنی تفسیر مسند میں ذکر کیا ہے اسکے بعد میں نے کتاب فضائل الامامین مصنف ابو عبید اللہ شیبانی میں دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ عمر سے اس کے رب کے ایسے جگہ موافقت فرمائی ہے۔ انھوں نے ان چھ مذکورہ بالا کو ذکر کر کے لکھا ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی مرثد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز جنازہ

کے لئے لوگوں نے بلا یا جب آپ چلنے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں بھی کھڑا ہوا مگر میں نے
جناب کے چہرہ مبارک سے کچھ سمجھ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب بڑا سخت دشمن
تھا اور ایک روز تو وہ ایسا ایسا کہہ رہا تھا واللہ مقوڑی مہی ریر گذری تھی جو آیت نازل
ہوئی وَلَا تَصَلِّ عَلٰی أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا (اور نہ پڑھ نماز ان میں سے ایک پر جب بھی مرے)

(۸) یَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ (وہ تجھے شراب کے متعلق سوال کرتے ہیں)

(۹) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ (اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ قریب ہو نماز کے)

مگر میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں آیتیں بلکہ حدیث سابق میں تیسری بات سبب ایک ہی تھی

(۱۰) جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے حق پر عار مغفرت زیادہ مانگنے لگے تو میں
نے عرض کیا کہ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَمْ تُبَيِّنُوا آيَاتِ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَمْ تُبَيِّنُوا آيَاتِ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَمْ تُبَيِّنُوا آيَاتِ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ
میں کہتا ہوں کہ طہراتی نے اسکو ابن عباس سے روایت کیا ہے

(۱۱) جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے جنگ بدر کے واسطے نکلنے کا مشورہ
لیا تو حضرت عمر نے نکلنے کا مشورہ دیا تب ہی آیت لَمَّا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ إِذْ
طرح نکالا تجھکو رب تیرے لئے گھر تیرے سے) نازل ہوئی۔

(۱۲) قصہ افک عائشہ صدیقہ کے متعلق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ فرمایا
تو حضرت عمر نے عرض کیا حضور آپ کا نکاح کس نے کیا تھا آپ نے فرمایا اللہ نے۔ حضرت
عمر نے کہا حضور کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ آپ کے رب نے آپ کو عیب دار چیز دی
ہوگی سُبْحَانَكَ هَذَا بُرْهَانٌ عَظِيمٌ پس اسی طرح آیت نازل ہو گئی۔

(۱۳) شروع اسلام میں رمضان شریف کی رات کو بھی اپنی زوجہ سے ہم بستری حرام تھی
حضرت عمر نے اس کے متعلق کچھ کہا تو آیت اُحِلُّ لَكُمْ لَيْلَةَ الْقِيَامِ اَلرَّفَثُ حَلَالٌ کی گئی
واسطے تمہارے رات روزوں کی) نازل ہوئی (اس کو اچھوتے اپنی مسند میں بھی ذکر کیا ہے)

(۱۴) قول خداوندی مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلِ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يَرْسُلُ فِي رُوحِهِ الرُّوحَ الْقُدُسَ
طریقوں سے بیان کیا ہے مگر اقرب نحو افقت طریقہ وہ ہے جسکو ابن ابو حاتم نے عبد الرحمن بن
ابو بلی سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر فاروق سے ملا اور یہ کہا کہ جبریل فرشتہ جس کا

ذکر تمہارے نبی کرتے ہیں وہ ہمارا دشمن ہے اس پر اپنے فرمایا مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ
دُرُسُلِهِ وَجِبْرِئٍ وَمِيكَائِيلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ پس ٹھیک یہی الفاظ قرآن
شریف میں نازل ہو گئے۔

(۱۵) قول اللہ تعالیٰ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ الْقِسْمَ ہے رب تمہارے کی نہیں ایمان لاوینگے وہ
ہے میں کہتا ہوں کہ اس کا قصہ ابن ابو حاتم اور ابن مردویہ نے ابوالاسود سے اس طرح
بیان کیا ہے کہ دو آدمی جھگڑ کر انصاف کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور آپ ان کا فیصلہ کر دیا جسکے خلاف آپ نے فیصلہ دیا تھا اس نے کہا چلو حضرت
عمرؓ کے پاس چلیں چنانچہ یہ گئے اور جسکے موافق حضور نے فیصلہ کیا تھا اس نے کہا کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا فیصلہ اس طرح کیا تھا مگر اس نے یہ کہا کہ حضرت عمرؓ کے پاس چلو۔
حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا اس طرح ہو اور اٹھو آتا ہوں آپ اندر سے تلوار لائے اور اس
شخص کو جس نے حضور کے فیصلہ سے انکار کیا تھا قتل کر ڈالا اور دوسرا بھاگا اور اس نے
اس واقعہ کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپ نے فرمایا مجھے تو عمرؓ سے ایسی امید
نہیں کہ کسی مومن کے قتل پر ہاتھ اٹھائیں جرت کر سکے اس پر اللہ تبارک تعالیٰ نے
آیت فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ نازل فرمائی اس آدمی کا خون رائگاں کیا اور حضرت عمرؓ کو
بری کر دیا۔ اسکے اور بھی طریقے ہیں جنکو میں نے تفسیر مسند میں بیان کیا ہے۔

(۱۶) گھر میں آنے کے لئے اذن چاہنا اسکا قصہ اس طرح ہے کہ آپ ایک روز سوئے
تھے اور آپ کا غلام بے دھڑک اندر چلا آیا آپ نے دعا کی لے اللہ بغیر اجازت کے آنا حرام
کر دو فوراً آیت استیذان نازل ہوئی۔

(۱۷) آپ کا یہ فرمانا کہ قوم یہود و مسیحوت قوم ہے اور اسکے موافق آیت کا نازل ہونا۔

(۱۸) قول خداوندی ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْكَاذِبِينَ وَثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ۔ میں کہتا ہوں کہ اسکا

قصہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے اور وہ ہی

قصہ اس آیت کا نشان نزول ہے۔

(۱۹) آیت أَكْثَرُكُمْ شِرْكًا وَإِذَا نَزَّ بِالنَّبِيِّ الْخَبَرُ لَمْ يَأْتِ بِشَيْءٍ إِذًا نَزَّ نَبِيًّا نَّحْنُ لَكَ نَسُوخُ التَّلَاوِثِ هُوَ جَانَا

(۲۰) جنگ احد میں ابوسفیان کے جواب میں جبکہ کہنے اِنِ الْقَوْمِ فَلَانٌ کہا تھا فرمانا کہ
 كَتَجِبْنَاهُ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر موافقت فرماتا۔ میں کہتا ہوں کہ
 اس قصہ کو احمد نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ اسی کے ساتھ اُس قصہ کو کہ
 جس کو عثمان بن سعید الدارمی نے کتاب الروعی الخمیمی میں سالم بن عبد اللہ سے روایت کیا
 ہے فہم کر لینا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ ایک روز کعب بن احبار نے کہا کہ آسمان کا بادشاہ زمین کے
 بادشاہ پر افسوس کرتا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا مگر اس بادشاہ پر نہیں جس نے اپنے
 نفس کو قابو میں رکھا اسکو سنکر کعب بن احبار نے کہا واللہ تو ریت میں بھی الفاظ موجود
 ہیں یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں گر گئے۔

اس کے علاوہ میں نے کامل ابن عدی میں عبد اللہ ابن عمر کے حوالہ سے یہ دیکھا
 ہے کہ اول جب حضرت بلال اذان دیا کرتے تھے تو اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلاَّ اللهُ کے بعد
 حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ کہا کرتے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تم اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلاَّ اللهُ کے بعد
 اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا الرَّسُولُ اللهُ کہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح
 عمر کہتے ہیں اسی طرح کہو۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات ہیں

بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوة۔ میں لاکائی نے شرح السننہ میں اور وارعی نے
 فوائد میں ابن اعرابی نے کرامات الاولیاء میں اور خطیب نے رواة مالک میں ابن عمر سے روایت
 کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساریہ نامی ایک شخص کو سردار لشکر بنا کر جنگ
 کیلئے بھیجا تھا۔ ایک روز آپ خطبہ فرماتے تھے کہ اثنائے خطبہ میں آپ نے یَا سَارِيَةَ اَجْبَلَنْ
 (اے ساریہ پہاڑ کی طرف تین دفعہ فرمایا۔ چند روز کے بعد اس لشکر کی طرف سے ایک
 ایلچی آیا۔ آپ نے اس سے جنگ کے حالات دریافت فرمائے اُس نے عرض کیا یا
 امیر المؤمنین ہم کو ہزیمت ہو چکی تھی کہ اچانک ہم نے تین مرتبہ آواز سنی کہ اے

ساری پہاڑ کی طرف ہٹنے فوراً پہاڑ کی طرف رخ کیا ہمارا رخ کرنا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کو شکست دی۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ جب آپ نے خطبہ میں یا ساریۃ النجیل فرمایا تھا تو لوگوں نے حضرت عمرؓ سے کہا تھا کہ ساریہ تو ہناوند واقع ملک عجم میں ہے اور آپ یہاں چیخ رہے ہیں (ابن حجر نے اصابہ میں اس کے اسناد کو صحیح کہا ہے)۔

ابن مردویہ نے میمون بن مهران کے طریقے سے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے روز خطبہ فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جا جس شخص نے بھیڑیے کی حفاظت کی اس نے ظلم کیا۔ یا ساریۃ النجیل من استدرعی الذئب ظلم۔ لوگ یہ سنا کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ انھوں نے کہا ساریۃ لگ جا بیگا چنانچہ جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے سوال کیا آپ نے فرمایا اس وقت میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ مشرکین نے ہمارے بھائی مسلمانوں کو شکست دیدی ہے اور اس وقت وہ پہاڑ کے قریب سے گذر رہے ہیں اگر وہ اس پہاڑ سے پھرنگے تو ایک ایک قتل ہو جاویں گے اور اگر تجاوز کر گئے تو ہلاک ہو جاویں گے لہذا میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ ایک مہینہ کے بعد جب ایک شخص فتح کی خوشخبری لیکر آیا تو اس نے ڈگر کیا کہ ہم نے لشکر میں حضرت عمرؓ کی آواز سنی اور ہم پہاڑ کی طرف چل دیے خداوند تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔

ابو نعیم نے دلائل میں عمرو بن عمارؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آپ نے درمیان میں خطبہ چھوڑ کر دو یا تین مرتبہ فرمایا اے ساریہ پہاڑ کی طرف جا اور پھر خطبہ شروع کر دیا۔ حاضرین میں سے بعض نے کہا کہ آپ جنوں ہو گیا ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ذرا آپ سے تکلف تھے انھوں نے عرض کیا کہ آپ نے آج ایسا کام کیا کہ لوگ آپ کی ذات پر طعن و تشنیع کرنے لگے۔ آپ خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک دم چیخنے لگے یا ساریۃ النجیل آخر یہ کیا تھا آپ نے فرمایا واللہ میں لاچار تھا میں نے دیکھا کہ مسلمان پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور دشمن انکو آگے پیچھے سے بھیڑے ہوئے ہیں مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جا۔ اسکے بعد

سار یہ کا خط لیکر لپچی آیا اس میں لکھا تھا کہ جمعہ کے روز ہم اپنے دشمن سے لڑ رہے تھے اور
 قریب تھا کہ ہزیمت ہو جائے کہ عین جمعہ کے وقت ہم نے کسی کی آواز سنی کہ سار یہ پہاڑ کی طرف جا
 چنا پڑ ہم پہاڑ کی طرف گئے اور ہم نے دشمنوں پر فتح پائی اور انھیں قتل کر دیا۔ عمرو بن حارث
 کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپ کو طعنے دیے تھے اس شہادت پر بھی یہی کہا کہ یہ سب بناؤ ٹی باتیں ہیں۔
 (العیاذ باللہ مترجم)

ابو القاسم بن بشران نے فوائد میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر
 بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ تمہارا کیا نام ہے اس نے کہا جحرہ (چنگاری)
 اپنے پونچھا باپ کا نام کیا ہے اس نے کہا شہاب (شعلہ) اپنے قبیلہ کا نام دریافت کیا اس نے کہا حرہ
 (آگ) اپنے کہا کس جگہ رہتے ہو اس نے کہا حرہ (گرمی) میں اپنے پونچھا وہ کہاں واقع ہو اس نے کہا لٹی
 (شعلہ) میں اپنے قریب اپنے اہل و عیال کی خبر گیری کر۔ وہ تو جبل مرے وہ شخص اپنے گھر گیا تو
 واقعی دیکھا کہ آگ لگی ہے اور سب جل گئے مالک نے موطا میں اسی طرح روایت کیا ہے۔

ابو الشیخ کتاب العصمت میں قیس بن حجاج سے روایت کرتے ہیں کہ جب مصر عمرو بن عاص نے فتح
 کیا تو ایک مقررہ دن جو اہل عجم کے یہاں تھا اس روز لوگوں نے آکر عمرو بن عاص سے عرض کیا کہ
 ہماری کھیتی باڑی کا مدار دریائے نیل پر ہے اور دریائے نیل جب خشک ہو جاتا ہے تو ایک
 سنت قدیمہ کے بغیر جاری نہیں ہوتا ہے پونچھا وہ سنت قدیمہ کیا ہے۔ عرض کیا کہ جب چاند کی گیارہویں
 تاریخ مورتی ہے تو ہم ایک باکرہ لڑکی کا انتخاب کر کے اس کے والدین کو راضی کر لیتے ہیں اور اسکو
 پکڑے اور زور جو سب سے افضل ہو اسے بہنا کر دریائے نیل میں ڈالتے ہیں حضرت عمرو بن عاص
 نے جواب دیا کہ اسلام میں یہ لغو باتیں نہیں ہیں اسلام تو ان ایاطیل اور داہمونکو جو جو
 اسلام سے قبل ہوتے تھے مٹانے آیا ہے۔ چنانچہ یہ فعل نہ کیا گیا اور دریائے نیل بند نہ ہو گیا بعض
 اہل مصر نے ترک سکونت کا ارادہ کر لیا۔ جب وقت حضرت عمرو بن عاص نے یہ دیکھا تو فوراً ایک خط
 امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق کی خدمت میں اس اعلان کاروانہ کیا۔ آپ نے جواب میں
 لکھا کہ تم نے بہت اچھا جواب دیا کہ اسلام ان لغو باتوں کو مٹانے کے لئے آیا ہے میں
 اس خط کے ساتھ ایک اور رقعہ بھی ملفوف کرتا ہوں اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ جب

عمر بن عاصؓ کے پاس وہ خط آیا تو اپنے اس رقعہ کو کھول کر پڑھا آپہیں لکھا ہوا تھا خدا کے
 بندہ امیر المؤمنین عمر کی طرف سے دریائے نیل کو معلوم ہو گیا کہ اگر تو خود بخود جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو
 اور اگر تجھے اللہ تبارک و تعالیٰ جاری فرماتے ہیں تو میں اللہ واحد و قہار سے ہی سوال کرتا ہوں کہ تجھے
 جاری کر دیں فقط حضرت عمر بن عاصؓ نے اس رقعہ کو صلیب ستارے کے طلوع ہونے سے ایک
 روز قبل دریائے نیل میں ڈلوادیا جس وقت اہل مصر صبح کو سوتے ہوئے اٹھے تو انھوں نے دیکھا
 کہ اسکو اللہ جل مجدہ نے ایک ہی رات میں اتنا جاری کر دیا ہے کہ معمول سے سو گز پانی زیادہ
 چڑھ آیا اور اسی روز سے اہل مصر کا یہ دستور بھی خداوند تعالیٰ نے منقطع کر دیا۔

ابن عساکر نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے کچھ جھوٹی بات کہی اپنے فرمایا چپ رہ۔ اسنے پھر اور بات کہی اپنے پھر فرمایا چپ رہ۔ اس
 شخص نے عرض کیا میں جو کچھ آپ سے کہا کرتا ہوں وہ سچ ہوتی ہے مگر جس بات پر آپ مجھے
 چپ رہنے کا حکم فرمایا وہ فی الواقع غلط تھی۔

حسن فرماتے ہیں کہ اگر کوئی جھوٹ کو پہچان جاتا تھا تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے۔
 بیہقی نے دلائل میں ابوہریرہ رضی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر پہنچی
 کہ اہل عراق کے جو امیر مقرر تھا اسکو سنگسار کر دیا ہے آپ غصہ میں بھڑکے گھر سے نکلے اور نماز پڑھ
 کر یہ دعا کی۔ الہی اگر ان لوگوں نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے تو آپ انکو وبال میں گرفتار کیجئے
 اور انپر قبیلہ بنی ثقیف کا ایک لونڈا مسلط کر دیجئے جو اتپر زمانہ جاہلیت کی کسی حکومت کے اور نہ
 انکے نیک کو قبول کیے اور نہ بد سے خطا کو معاف کرے۔ میں کہتا ہوں کہ لونڈے سے آپکا مقصد
 حجاج بن یوسف ثقفی تھا۔ ابن اسیعہ کہتے ہیں کہ وہ لونڈا اب تک پیدا نہیں ہوا۔

فصل

حضرت عمرؓ کے بعض خصائل میں

ابن سعد نے اخلاف بن قیس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک روز ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 دروازہ پر پہنچے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک جاہلیہ (لونڈی) گزری لوگوں نے کہا کہ یہ امیر المؤمنین

باندی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ امیر المؤمنین کی باندی نہیں ہے اور کسی باندی
جسکے امیر المؤمنین کیلئے خداوند تعالیٰ کے مال میں سے باندی رکھنی حلال بھی نہیں ہے ہمتے عرض کیا
تو پھر کیا حلال ہے آپ نے فرمایا کہ عمر کے لئے سوائے ان چیزوں کے اللہ تعالیٰ کے مال سے کچھ
حلال نہیں ہے دو کپڑے جاڑوں کے۔ دو گرمیوں کے۔ حج اور عمرے کا خرچ اپنا اور اپنے اہل
عیال کا کھانا اور یہ بھی مثل ایک مرد قریش معمولی درجہ کے موافق کہ نہ امیر سونہ فقیر کیونکہ میری
بھی وہی حیثیت ہے جو ایک معمولی مسلمان کی۔

حزبہ بن ثابت کہتے ہیں کہ جب آپ کسی کو عامل بنا کر کہیں بھیجتے تھے تو یہ شرط کر دیتے تھے کہ
ترکی گھوڑے پر نہ سوار ہو۔ اچھا عمدہ کھانا نہ کھائے۔ باریک کپڑا نہ پہنے اہل حاجات کیلئے
اپنے دروازہ کو بند نہ رکھے اور اگر ایسا کیا تو سزا کا مستوجب ہوگا۔

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں کہ حفصہ اور عبداللہ وغیرہ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آجنا سب اچھا
کھانا کھایا کریں تو امر خن پر اور زیادہ قوی ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا کیا سبکی یہی رائے ہے
لوگوں نے عرض کیا کہ سبکی یہی رائے ہے۔ آپ نے فرمایا تمہاری نصیحت کا میں شکریہ ہوں
لیکن میں نے اپنے دونوں دوستوں کو اسی شاہ راہ پر چھوڑا ہے اگر خدا نخواستہ میں انکی شاہ راہ
کو چھوڑ دوں تو ان دونوں کو منزل میں نہیں پاسکتا کہتے ہیں کہ ایک سال ذرا خشک سالی ہوئی
تو اپنے اُس سال گھی اور گوشت کھانا چھوڑ دیا۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عقبہ بن فرقد نے آپ سے اچھی غذا کھانے کیلئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا افسوس
ہے کہ میں اس چند روزہ زندگی کو اچھا کھا کر اور دنیا کے مزے لیکر گزار دوں۔

حسن کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے عاصم کے پاس آئے اور انھیں
گوشت کھاتے دیکھ کر فرمایا یہ کیا کھا رہے ہو انھوں نے عرض کیا کہ میرا دل گوشت کو بہت چاہ رہا
تھا اپنے فرمایا اگر یہی چاہتا ہے تو آدمی اسراف کر کے وہی کھا سکتا ہے جو اسکی طبیعت چاہے۔

اسلم کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر نے فرمایا کہ میرا دل تازہ ٹھنڈی کو چاہتا ہے آپکا نام غنی نامی
اونٹ پر سوار ہو کر ٹھنڈی لینے گیا اور ایک ٹھنڈی خریدی۔ راستے میں ٹھنڈی دھو اپنے اونٹ کو
نہلاتا لایا۔ اپنے فرمایا کہ ٹھنڈی ابھی رکھو میں اپنے اونٹ کو دیکھ لوں چنانچہ آپ اونٹ پاس تشریف

لیگے اور اپنے اونٹ کے کان کے نیچے جو پسینہ لگا ہوا تھا اسے دیکھ کر فرمایا کہ میری خواہش ہے اس جانور کو بے فائدہ تکلیف دی واللہ میں اس ٹھہلی کو حکم بھی نہیں سکتا۔
حضرت قتادہ کہتے کہ اکثر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالانکہ آپ خلیفہ تھے صوف کا پٹا ہوا کپڑا جس میں چمڑے کا بیوند لگا ہوتا تھا پہن لیتے تھے اور اسی طرح درہ لئے ہوئے بازار چلے جاتے تھے اور اہل بازار کو ادب اور تنبیہ کرتے تھے۔ اگر آپ کے سامنے ترکش کی پرانی رسی یا پتھواری کی گڑھی آجاتی تھی تو اسکو اٹھالیتے تھے اور اسکو لوگوں کے گھروں میں پھینک دیا کرتے تھے تاکہ لوگ پھر اس سے نفع اٹھائیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے کرتے میں مونڈھے کے پاس چار بیوند لگے ہوئے دیکھے۔

ابو عثمان زہدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے پانچامہ میں چمڑے کا بیوند لگا دیکھا عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کیا اثنائے سفر میں آپ منزل پر پہونچ کر کوئی رخیمہ یا تبنہ کھڑا کرتے تھے بلکہ یونہی کسی درخت پر کوئی کھلی یا کپڑے وغیرہ کا سا تباں ڈال لیا کرتے تھے اور اس کے سایہ میں بیٹھ جاتے تھے۔

عبداللہ بن علیؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر روتے روتے دو سیاہ لکریں پڑ گئی تھیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک باغ میں گیا ابھی میں دیوار کے اس طرف تھا اور حضرت عمرؓ دوسری طرف کہ میں نے سنا کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اے عمر کہاں تو اور کہاں امیر المؤمنین کا رتبہ۔ ذرا خدا سے ڈرو ورنہ اللہ تعالیٰ تجھ کو سخت عذاب کرے گا۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کاش میں بھی تنکا ہوتا اور مجھے میری ماں نہ جنتی۔

عبداللہ بن عمر بن حفص کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمرؓ مشک لاندھے پر اٹھا کر لے چلے لوگوں نے کہا کہ یہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے نفس میں عجب پیدا ہو گیا تھا اس کو میں نے ذلیل کیا ہے۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ آپ کے خسر آپ کے پاس آئے اور انھوں نے چاہا کہ مجھے کچھ قیمت المال میں سے دیدیں۔ آپ نے جھڑک دیا اور کہا کیا آپ چاہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک میں خیانت کنندہ بادشاہوں میں شمار ہوں۔ پھر اپنے انکو اپنے مال سے دس ہزار درہم عطا کئے۔ نخی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ زیادہ خلافت میں تجارت بھی کیا کرتے تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں عام الرمادہ (فحط کا سال) میں اپنے گھی کھانا چھوڑ دیا تھا ایک روز اپنے رونغن زیت کھالیا۔ آپ کے شکم مبارک میں قرقر ہوا تو اپنے انگلی ڈال کر قے کر دی اور فرمایا ہمارے واسطے اس وقت تک کچھ نہیں ہے جب تک فحط سالی موجود ہے۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب فرمایا کرتے تھے۔ مجھے سب سے زیادہ وہ شخص ^{شخص} جو سب سے جو میرے عیب جھجھتا رہتا ہے۔

اسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو دیکھا کہ ایک ہاتھ سے گھوڑے کا کان پکڑا اور ایک ہاتھ سے اپنا کان اور پھر گھوڑے کے تھکان کی طرف لٹکا چھینکے لگے۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کو غصہ آیا ہو اور کسی نے اللہ کا ذکر کیا یا خوف خدا دلایا ہو یا قرآن شریف کی کوئی آیت تلاوت کی ہو اور آپ کا غصہ اتر گیا حضرت بلالؓ نے حضرت اسلم سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق دریافت کیا کہ تھے حضرت عمرؓ کو کیسا پایا انھوں نے کہا کہ وہ سب سے اچھے آدمی ہیں مگر جب وہ غصہ ہوتے ہیں تو پھر سنبھالنا مشکل ہے۔ حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ جس وقت وہ غصے میں ہوتے ہیں تو تم کوئی آیت کیوں نہیں پڑھ دیا کرتے کہ ان کا سب غصہ اتر جائے۔

احرص بن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے گوشت پیش کیا گیا جس میں گھی پڑا ہوا تھا آپ نے اس کے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہر ایک کا ان دونوں سے علحدہ علحدہ سالن چھ پھر دونوں کے ملا دینے کی کیا ضرورت ہے (ابن سعد)

ابن سعد نے حسن سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ مجھے یہ آسان معلوم ہوتا ہے کہ میں ایک قوم کی اصلاح کروں اس بات ایک امیر کو

دوسرے امیر کی جگہ تبدیل کر دوں۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ شریف

ابن سعد اور حاکم نے حضرت زر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ میں مدینہ والوں کیساتھ عید کے روز نکلا تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیدل جلتے دیکھا۔ آپ کا رنگ گندم گون تھا آپ کے سر کے بال خود کی وجہ سے جھڑے ہوئے تھے۔ قد کے لمبے تھے۔ تمام آدمیوں سے آپ کا سراونچا معلوم ہوتا تھا۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کسی جانور پر سوار ہیں۔

واقفی لکھتے ہیں کہ جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گندم گوم بتلاتے ہیں شاید انھوں نے آپ کو قحط سالی میں دیکھا ہوگا کیونکہ آپ کا رنگ روغن زیتوں کھا کر متغیر ہو گیا تھا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عمر کی روایت سے آپ کا حلیہ شریف یہ بیان کیا ہے کہ آپ کا رنگ مبارک سفید مائل بسرخی تھا۔ لمبا قد بال جھڑے ہوئے اور بڑھا پلے کے آثار نمایاں تھے۔

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ آپ تمام آدمیوں میں اونچے معلوم ہوتے تھے۔

سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ آپ تمام کام بائیں ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔

ابن عساکر نے ابو جہاد عطار دی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمبے قدم کے اور موٹے ٹانے آدمی تھے آپ کے بال بہت زیادہ جھڑے ہوئے تھے گورے چٹے تھے جس میں سرخی کی بہت زیادہ دھلک تھی گلے (گال) چکے ہوئے اور مونچھیں بہت بڑی تھیں اور ان کے اطراف میں سرخی موجود تھی۔ ابن عساکر کی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ ختمہ بنت ہشام بن مغیرہ یعنی ابو جہل بن ہشام کی بہن تھیں۔ اس رشتہ سے ابو جہل آپ کا ماموں تھا۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خافت راشدہ میں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر صدیق کی زندگی ہی میں مدینہ منورہ میں متولد ہوئے۔

میں ہو گئے تھے۔ زہری کہتے ہیں کہ جس روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا آپ اسی روز خلیفہ مقرر ہو گئے تھے اور وہ منگل کا دن ۲۲ جمادی الآخر ۱۲ھ تھا (حاکم جس وقت آپ تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ کے زمانہ میں بہت فتوحات ہوئیں چنانچہ ۱۲ھ میں دمشق صلح اور غلبہ سے اور حمص اور بعلبک صلح سے اور بصرہ اور ایلہ اور غلبہ سے فتح ہوئے اسی ۱۲ھ میں اپنے لوگوں کو تراویح کی نماز کے لئے جمع کیا (عسکری)

۱۵ھ میں اُزون غلبہ سے اور طبرستان سے فتح ہوا اسی سال واقعہ پرموک اور قادسیہ پیش آیا ابن جریر کہتے ہیں کہ اسی سال حضرت سعد نے کوفہ آباد کیا اسی میں حضرت عمر نے جاگیر میں مقرر کیے۔ دفتر کمپو نے اور عطیات عطا کیے۔

۱۶ھ میں ابوزار اور مدائن فتح ہوئے حضرت سعد نے ایوان کسری میں جمع پڑھا اور یہ پہلا جمع ہے جو عراق میں ادا کیا گیا (یہ صفر کا مہینہ تھا) اسی سال واقعہ جلولا پیش آیا یزدجرد بن کسری نے ترمذت کھائی اور سے کی طرف بھاگ گیا۔ اسی سال نکریت فتح ہوا اور وہاں حضرت عمر تشریف لے گئے اور بیت المقدس فتح ہوا اور اپنے چاہیہ میں جو آپ کا خط مشہور ہے پڑھا۔ اسی سال قنسرین غلبہ سے اور علیہ اور انطاکیہ اور

صلح سے اور سروج غلبہ سے فتح ہوئے اور اسی سال قر قیسیا صلح سے فتح ہوا اور ماہ ربیع الاول میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے تاریخ و سال ہجری مقرر ہوا۔

۱۷ھ میں اپنے مسجد نبوی علیہ السلام کو وسعت دی اور حجاز میں قحط پڑا جب کا نام عام الرمادہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس کے ساتھ نماز استسفار ادا فرمائی ابن سعد نے نیار الاسلامی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھوٹے نماز استسفا کیلئے تشریف لے گئے تو آپ حضور سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک اوٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابن عون فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اسکو اونچا کر کے دعا کی۔ یارب العالمین۔ اہم عاجز بندے آپ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو وسیلہ بنا کر عرض کرتے ہیں کہ خشک سالی اور قحط کو اٹھالو اور ہم پر باران رحمت نازل فرماؤ۔ آپ یہ دعا کر کے واپس بھی نہیں پہلے تھے کہ

بارش شروع ہوئی اور کئی روز تک متواتر ہوتی رہی۔ اسی سال اہواز صلح سے فتح ہوا۔
 ۱۸ھ میں چند نیشاپور بطور صلح کے اور حلوان لڑائی سے فتح ہوئے اور انہی ایام میں
 حلوان میں طاعون پھیلنا ہوا تھا جس کا نام اسلام میں طاعون عموس ہے اور اسی سال ہی
 سمسا غلبہ اور لڑائی سے اور حران اور نصیبین اور اکثر جزائر غلبہ سے اور بعضوں نے کہا ہے
 کہ صلح سے اور موصل اور اسکے اطراف غلبہ سے فتح ہوئے۔

۱۹ھ میں قیساریہ غلبہ سے فتح ہوا۔

۲۰ھ میں مصر غلبہ سے فتح ہوا اور بقول بعض اسکندر یہ کے علاوہ تمام ملک صلح سے
 حاصل ہوا۔ علی بن رباح کہتے ہیں کہ مغرب کل غلبہ سے فتح ہوا اور اسی سال تشریح ہوا اور
 قیسر روم مرا اور حضرت عمرؓ نے خیبر اور بخران سے یہود کو جلا وطن کیا اور خیبر اور وادی

الشرقی کو تقسیم فرمایا۔
 ۲۱ھ میں اسکندر یہ اور تہا و غلبہ سے حاصل ہوئے اور اسکے بعد ملک عجم میں

کوئی سرکش جماعت باقی نہیں رہی۔

۲۲ھ میں آذربائیجان غلبہ یا صلح سے اور وینور۔ ماسبدان۔ ہمدان غلبہ سے فتح
 ہوئے اور اسی سال طرابلس الغرب رومی عسکر۔ قوسس ہاتھ آئے۔

۲۳ھ میں کرمان سجستان۔ مکرمان بلا وجیل سے۔ اصیہان اور اسکے اطراف فتح ہوئے
 اور اسی سال کے آخر میں حج سے تشریف آوری کے بعد حضرت عمرؓ شہید گئے۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منی سے الحج میں واپس
 آتے ہوئے اونٹ بیٹھایا تو آپ نے اس سے تکیہ لگا کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور

دعا کی۔ الہی! میں بڑھا ہو گیا ہوں۔ قوتوں میں ضعف آ گیا ہے۔ رغبت منتشر ہو گئی
 ہے اس سے پہلے کہ میں ناکارہ ہو جاؤں اور عقل میں فتور آ جائے اپنے پاس بلاؤ۔ چنانچہ

ابھی ذی الحجہ بھی شتم نہ ہونے پایا تھا کہ آپ شہید ہو گئے (حاکم)

ابوصالح السمان کہتے ہیں کہ کعب بن احبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں توبت
 میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ شہید ہو گئے۔ اپنے فرمایا یہ کیسے ممکن ہے کہ عرب میں رہتے ہوئے

میں شہید ہو جاؤں۔ اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی۔ الہی مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا کیجے اور اپنے محبوب کے مدینہ میں موت دیجئے (بخاری شریف)۔
 سعدان بن طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطیبہ میں فرمایا میں خواب میں دیکھا ہے کہ میرے سرخ نے ایک دیار دھونگیں ماریں۔ اسکی تعبیر سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ میری موت کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ مجھ سے قوم کہتی ہے کہ میں خلافت کیلئے ولیعہد کا تقرر کرو یا اور کہو کہ خداوند تعالیٰ اپنے دین اور خلافت کو کبھی ضائع نہ کریں گے۔ موت تو میرے ساتھ ہے نہ کہ دین اور خلافت کے۔ میرے بعد خلیفہ ان چھ شخصوں کے مشورے سے ہونا چاہئے کہ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش خوش جنت کو تشریف لے گئے (حاکم)

زہری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا کہ کسی بالغ لڑکے کو مدینہ شریف میں داخل نہ ہوئے ویسے تھے ایک دفعہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ سے (جو حاکم کوفہ تھے) کہا کہ یہاں بہت ہوشیار اور دیکھ بھال والے ہیں جسکو بہت کام آتے ہیں۔ لو ہمارا اور تمہاری کام خوب ہوتا ہے۔ نقاشی بہت عمدہ کرتا ہے۔ آپ اگر اسکو مدینہ کے داخلہ کی اجازت بخشیں تو میں اسکو روانہ کر دوں تاکہ وہ لوگوں کے بہت زیادہ کام آئے۔ اپنے اسے اجازت دیدی کہ بھجوا دیا جائے یہاں کوفہ میں اس پر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے سو درہم ماہوار کا ٹیکس قائم کر رکھا تھا۔ اس نے اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی شکایت کی کہ مجھ پر مغیرہ بن شعبہ نے زیادہ ٹیکس لگا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ٹیکس زیادہ نہیں ہے۔ اس جواب سے اس کو بہت غصہ آیا اور وہ دانت پستا چلا گیا۔ دو تین روز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو پھر بلا یا اور کہا کہ تو کہتا تھا کہ اگر آپ کہیں گے تو میں ایک چکی ایسی تیار کروں گا جو ہوا سے چلے اس نے ترشروٹی سے جواب دیا کہ میں تمہارے لئے ایسی چکی تیار کروں گا کہ جس کا ہمیشہ لوگ ذکر کیا کریں گے۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے گیا ہے۔ یہ لڑکا ایو لو لوٹوہ ایک و دو صاخر خنجر جس کا قبضہ بیچ میں تھا آستین میں چھپا کر مسجد کے کسی گوشہ میں آ بیٹھا ایسی اندھیرا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو غار کے اچھکاتے پھرتے تھے۔ تب وقت اس لڑکے کے قریب ہوئے تو اس نے آپ کے جسم مبارک پر تین جگہ وہ خنجر بھونک دیا (ابن سعد)

عمر بن مہیون انصاری کہتے ہیں کہ ابو لؤلؤہ مغیرہ کے غلام نے حضرت عمر کو دو دھارے خنجر سے شہید کیا اور آپ کے ساتھ بارہ آدمیوں کو بھی زخمی کیا جن میں سے چھ کا انتقال ہو گیا۔ اہل عراق سے ایک شخص نے اس پر کپڑا ڈال دیا جب وہ اس میں پھنس اور لپٹ گیا تو اسے خودکشی کر لی۔

ابورافع کہتے ہیں کہ ابو لؤلؤہ مغیرہ کا غلام چکیاں بنایا کرتا تھا اور حضرت مغیرہ اس سے چار درہم روزانہ وصول کیا کرتے تھے جس وقت وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تو اس نے شکایت کی کہ یا امیر المؤمنین مغیرہ مجھ سختی کرتے ہیں آپ انکو تنبیہ کر دیجئے آپ نے فرمایا تجھے اپنے مولا کے ساتھ اچھی طرح سلوک کرنا چاہئے۔ آپکا منشا تھا کہ اس کے متعلق مغیرہ سے سفارش کرونگا مگر آپکا یہ کہنا اسکو سخت ناگوار گذرا اور غصہ میں پھر کر یہ کہا کہ امیر المؤمنین میرے سوا ہر ایک کا انصاف کرتے ہیں اسے آپکے قتل کا ارادہ کر لیا اور ایک خنجر پر آب کھی اور زہر میں بچھا کر اپنے پاس رکھ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت شریف میں داخل تھا کہ آپ کبیر سے پہلے یہ فرمایا کرتے تھے کہ صفیں سیدھی کر لو یہ ابو لؤلؤہ صفت میں آپکے عین مقابل اکھڑا ہوا اور آپکے مونڈھے اور کوکھ پر دو زخم لگائے جس سے آپ گر پڑے اس کے بعد اس نے اوروں پر حملہ کیا اور بترہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سے چھ آدمیوں کا انتقال ہو گیا آفتاب چونکہ طلوع کے قریب تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کر نماز ختم کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے مکان پر لائے اور نبیذ پلائی لیکن وہ زخموں کے راستے سے نکل گئی پھر آپکو دودھ پلایا مگر وہ بھی زخموں سے نکل گیا لوگوں نے بطور تسلی کے آپ سے کہا کچھ ہرج نہیں آپ فکر نہ کیجئے آپ نے فرمایا کہ اگر قتل میں حرج بھی ہے تو بھی میں قتل ہو چکا۔ لوگ آپکی تعریف کرنے لگے کہ آپ ایسے تھے ایسے تھے اپنے فرمایا واللہ میں چاہتا تھا کہ جس وقت میں دنیا سے رخصت ہوں تو نہ مجھ پر کسی کا قرض ہو نہ میرا کسی پر اور شکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے میرا ساتھ دیا اور مجھکو سلامت رکھا۔

اس پر حضرت ابن عباس پھر آپکی تعریف کرنے لگے آپ نے فرمایا اگر میرے پاس دنیا کا بھی سونا ہوتا تو میں قیامت کی دہشت اور آبنوالے معاملات کے ہول کی وجہ سے تمام قرا کر دیتا پھر اپنے فرمایا کہ عثمان۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں سے

جس کے متعلق کثرت آزار ہوا اسکو خلیفہ مقرر کر لینا۔ حضرت صہیبؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا (حاکم)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابو ثوبہؓ مجوسی تھا عمرو بن مہمون کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات پر خداوند تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں بھی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو پھر آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے فرمایا کہ عبداللہ حساب کرو پھر قرض کتنا ہے انھوں نے حساب لگا کر آپکو چھبیا سی ہزار یا اس کے قریب بتلایا اپنے فرمایا کہ اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو ادا کر دو ورنہ نبی عدی سے مانگو اگر پھر بھی پورا نہ ہو تو قریش سے لیں اور دیکھو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس جاؤ اور ان سے یہ کہو کہ عمر یہ اجازت چاہتا ہے کہ اپنے دونوں دوستوں کے پاس دفن ہو۔ عبداللہ ابن عمر ان کے پاس گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے محفوظ رکھی تھی مگر میں آج حضرت عمرؓ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ حضرت عبداللہ نے عرض کیا کہ انھوں نے آپکو اجازت دیدی ہے۔ اس پر اپنے خداوند تعالیٰ کا شکر یہ ادا فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ کو جو وصیتیں کرنی ہوں کر دیجئے اور کسی کو خلافت کے لئے بھی منتخب فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا اس کام کے لئے سوائے ان چھ شخصوں کے کہ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش دنیا سے تشریف لے گئے ہیں کسی کو حقدار نہیں سمجھتا۔ آپ نے ان چھ کا نام بتلادیا اور کہا کہ عبداللہ میرے بیٹے اس معاملہ میں ان کے ساتھ رہیں گے اور خلافت سے انھیں کوئی تعلق نہ ہوگا اور اگر سعد کو خلافت پہنچے تو وہ اس کے حقدار ہیں ورنہ جس کو تم چاہو منتخب کر لو۔ میں نے سعد کو کسی عجز یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ پھر اپنے فرمایا کہ میں اپنے بعد کے خلیفہ کو جو بھی مقرر ہو وصیت کرتا ہوں کہ وہ تمہارے وراثت ہے اور ہمارے جرمین مالعار اور تمام رعایا کے ساتھ نیکی کا برتاؤ رکھے اور اسی قسم کی بہت سی وصیتیں فرمائیں اور جہاں بحق تسلیم ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (مترجم)

جس وقت جنازہ تیار ہو گیا تو ہم آپ کا جنازہ لیکر چلے۔ عبداللہ بن عمر نے حضرت عائشہ صدیقہ کو سلام کیا اور کہا کہ دفن کی اجازت دیجئے آپ نے اجازت دیدی اور ہم نے آپکو ان کے دونوں

دوستوں کے پاس سپرد خاک کر دیا۔

آپ کے دفن سے فراغت پا کر لوگ انتخابِ خلیفہ کے لئے جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے فرمایا کہ مشورہ کے لئے اپنی طرف سے اول تین آدمی منتخب کر لینے چاہئیں چنانچہ حضرت زبیر نے اپنی طرف سے حضرت علیؓ کو اور حضرت سعد نے عبدالرحمنؓ کو اور حضرت طلحہ نے حضرت عثمانؓ کو منتخب کیا اور یہ تینوں حضرات علیحدہ چلے گئے وہاں پہنچ کر حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف نے فرمایا کہ میں تو خلیفہ ہونا نہیں چاہتا لہذا جو تم لوگوں میں سے خلافت بری ہو وہ مجھ سے کہے۔ امر خلافت اسی کے سپرد کیا جائے گا۔ اور جو کوئی بھی ہو یہ ضروری ہے کہ افضل امت ہو اور اصلاح امت کی حرص رکھتا ہو۔ یہ سن کر دونوں حضرات خاموش ہوئے اور پھر حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف ہی نے فرمایا کہ اچھا یہ انتخاب کا کام تم ہی سے ہی سپرد کر دوں گا میں افضل آدمی کو منتخب کروں۔ دونوں نے کہا کہ بہت اچھا آپ حضرت علیؓ کو علیحدہ لے گئے اور ان سے یہ کہا کہ آپ پہلے اسلام لائے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی قریبی عزیز داری بچی ہے۔ اسلئے آپ لے سکے زیادہ مستحق ہیں اگر میں آپ کو خلیفہ مقرر کر دوں تو آپ عدل کریں اور اگر میں آپ پر کسی دوسرے کو خلیفہ بنا دوں تو آپ اس کی اطاعت کریں آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا۔ پھر حضرت عثمانؓ کو آپ علیحدہ لے گئے اور آپ سے بھی یہی اقرار لیا۔ جب آپ دونوں سے بشتاق لے چکے تو آپ نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کر لی اور آپ کے بعد حضرت علیؓ نے بھی بیعت کر لی۔

مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کی زندگی میں انتقال کروں تو حضرت ابو عبیدہؓ کو خلیفہ مقرر کروں گا اگر خداوند تعالیٰ مجھ سے سوال کرینگے تو میں عرض کروں گا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اور میرے امین ابو عبیدہؓ بن جراح ہیں اور اگر ابو عبیدہؓ کے انتقال کے بعد میری موت پہنچی تو میں معاذ بن جبل کو خلیفہ مقرر کروں گا۔ اگر مجھ سے میرے رب نے انکے متعلق یہ سوال کیا کہ ان کو کس وجہ سے خلیفہ مقرر کیا تھا میں عرض کروں گا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ معاذ بن جبل قیامت میں

علماء کے نزدیک زمرہ میں محشور ہوں گے۔ مگر یہ دونوں حضرات آپ کے زمانہ خلافت میں ہی انتقال فرما چکے تھے۔

مسند امام احمد میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو رافع کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کی موت کے وقت خلافت کے متعلق کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اصحاب میں کسی کو واثوق سے نہیں کہہ سکتا البتہ اگر سالم مولیٰ ابو عذیفہ یا ابو عبیدہ بن جراح ہوتے تو ان کے متعلق کہہ سکتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۶ ذی الحجہ چہار شنبہ کو شہید ہوئے اور یکشنبہ کے روز محرم کی چاند رات کو دفن کئے گئے آپ کی عمر ثریثہ تریسٹھ برس کی تھی۔ بعض کہتے ہیں۔ چھیاسٹھ اور بعض کہتے ہیں اکتھم سنال کی تھی بعض نے ساٹھ ہی کہا اور اسکو واقدی نے ترجیح دی ہے۔ بعض قول اکتھم اور چوٹن اور چپن بھی آیا ہے۔

آپ کے جنازہ کی نماز حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

تہذیب قرنی میں لکھا ہے کہ آپ کی انگھوٹی پر یہ نقش کنرہ تھا کنی ابا الموت واعظا (موت آدمی کے واسطے کافی وعظ ہے)

طبرانی نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت ام ایمن فرماتی ہیں کہ جس روز سے حضرت عمر شہید ہو گئے اسلام سست پڑ گیا۔

عبدالرحمن بن یسار کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کے وقت موجود تھا اس دن سورج گہن ہوا پتھار

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولیات میں

عسکری کہتے ہیں آپ سے پہلے امیر المؤمنین کے لقب سے ملقب ہوئے اپنے سب سے اول سنہ ہجری جاری فرمایا۔ آپ نے ہی بیت المال کی بنا ڈالی۔ آپ ہی نے تراویح کی سنت شروع کی۔ آپ ہی نے رات کے چوکیدار مقرر کئے۔ بچہ پسرائیں ہیں۔

شراب پینے پر اسی درجے مقرر فرمائے۔ متعہ کو حرام کیا۔ امہات الاولاد (جن باندیوں سے اولاد پیدا ہو جائیں) کی بیع منع کی۔ جنازہ کی نماز میں چار تکبیروں پر لوگوں کو جمع کیا۔ نماز قائم کئے۔ سب سے زیادہ فتوحات کیں۔ میدانوں کی پیمائش کرائی۔ بحر ایلبہ کے ایک شہر سے مدینہ شریف میں کھانا منگوا یا۔ صدقہ کے روپیہ کو اسلام میں خرچ کرنے سے روکا۔ علم فرائض مقرر کیا۔ گھوڑوں پر زکوٰۃ لی۔ حضرت علیؑ کے متعلق اطال اللہ تبارک اور ایدک اللہ فرمایا یہ اولیات عسکری نے بیان کی ہیں مگر امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ آپ نے سب سے اول درجہ ایجاد کیا۔ ابن سعد نے بھی یہی بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ درجہ ایجاد ہونے کے بعد پیش مشہور ہو گئی کہ عمر کا درجہ تمہاری تلواروں سے بھی زیادہ مہیب ہے، نووی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے شہروں میں قاضی اپنے ہی مقرر کے سب سے پہلے آپ ہی نے کوفہ۔ بصرہ۔ جزیرہ۔ شام۔ موصل۔ آباد کئے۔

ابن عساکر نے اسماعیل بن زیاد سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ بن ابی طالب رمضان شریف میں ایک مسجد سے جو گزرے تو آپ نے وہاں قندیل روشن۔ دیکھے۔ اپنے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ حضرت عمرؓ کی قبر کو روشن کریں کہ انھوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کر دیا۔

فصل

ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آٹے کا گودام قائم کیا تھا اور اس میں آٹا، ستوں، کھجور، منقہ وغیرہ رکھوادی کعبین تاکہ مسافر وغیرہ دھانے لیلیں اور مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایسے وسائل بہم پہنچا دئے تھے کہ جس سے مسافر و نکو کسی قسم کی تکلیف نہ رہے اپنے مسجد نبویؐ کو شہید کر اگر ہسکو وسیع کرایا اور اس میں بویئے کافر ش کرایا اپنے یہود کو حجاز سے شام کی طرف بھیج دیا اور خیران کہوہ کو کوفہ منتقل کر دیا۔ آپ ہی نے مقام ابراہیم کو سجا کر قائم کیا جہاں اب موجود ہے پہلے وہ کعبہ شریف ملا ہوا تھا۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اخبار و قضایا میں

عسکری نے ادائل میں اور طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے ابن شہاب کے طریقے سے روایت کیا ہے

کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر بن سلیمان بن ابی حشمہ سے سوال کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ خلافت میں از طرف خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جانا تھا۔ پھر شروع خلافت حضرت عمر بن ابی اسحاق نے لگا پھر کیا وجہ ہوئی اور وہ کون شخص تھا جس نے سب سے اول از امیر المؤمنین لکھنا شروع کر دیا انھوں نے کہا کہ مجھے شفا نے جو باہرات میں سے ایک تو ن ہیں اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از طرف خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھاتے تھے تاکہ بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از طرف خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا شروع کیا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ حاکم عراق کو لکھا کہ تم ہمارے پاس دو لایق اور ہوشیار آدمی کو بھیج و تاکہ ہم ان سے عراق اور اہل عراق کے متعلق کچھ دریافت کریں۔ حاکم عراق نے ایک پاس لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کو بھیج دیا۔ حیوفاً یہ دونوں مدینہ شریف میں آئے تو مسجد میں پہنچ کر سب سے پہلے عمر بن عباس سے ملاقات کی اور ان سے یہ کہا کہ امیر المؤمنین کی خدمت میں ہمیں باریاب کرا دیجئے۔ حضرت عمر بن عباس نے کہا واللہ تم نے انکا بہت ہی اچھا لقب رکھا یہ کہہ کر آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین۔

حضرت عمر نے فرمایا تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا انھوں نے آپ کو تمام قصہ سنایا اور کہا کہ واقعی آپ امیر ہیں اور ہم مومنین ہیں اس روز سے یہ کاغذات سرکاری میں بھی لکھا جانے لگا۔

امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ نام عدی بن حاتم اور لبید بن ربیعہ نے رکھا تھا جبکہ وہ عراق سے آئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کا یہ لقب میغرہ بن شعبہ نے رکھا تھا اور یہ بھی روایت ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں۔ اسی روز سے آپ امیر المؤمنین مشہور ہو گئے اور اس سے پہلے آپ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متروک ہو گیا۔

ابن عساکر نے مفاویہ بن قمر سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھے جاتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت یا لوگوں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کا ارادہ کیا مگر خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ بطول طویل عبارت ہے

اس پر لوگوں نے کہا کہ آپ ہمارے امیر ہیں اپنے فرمایا ہاں تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں لوگوں نے آپ کو امیر المؤمنین لکھنا شروع کر دیا۔
بخاری نے اپنی تاریخ میں مسیب سے روایت کی ہے کہ اول حضرت عمر بن خطاب نے اپنی خلافت کے اڑھائی سال کے بعد تاریخ لکھوانا شروع کی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ سے ۱۶ھ کی بنیاد ڈالی سلفی نے طہوریات میں حضرت ابن عمر کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سو بخمری لکھوانے کا ارادہ کیا ایک روز اپنے اسکے متعلق پتہ چارہ کیا اور دو کے روز فرمایا کہ تم سے پہلی قوموں نے بھی کتابیں لکھی تھیں لوگ ان کی طرف جھک پڑے اور کتاب اللہ کو چھوڑ دیا۔

ابن سعد نے شداد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت کے بعد منبر پر تشریف لے گئے تو سب سے پہلے اپنے یہی دعا کی۔ الہی! میں سخت ہوں مجھے نرم کر دیجئے۔ الہی! میں ضعیف ہوں مجھے قوی دیجئے۔ میں نجیل ہوں مجھے سخی کر دیجئے۔

ابن سعد اور سعید بن منصور نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر مجھے ضرورت ہوتی تو بیت المال سے لے لیا کرتا تھا۔ اور جب میرے پاس ہوتا تھا ادا کر دیا کرتا تھا اور جب پھر فقیر ہو جاتا تھا تو پھر لوگوں کے سامنے ہی لیلیا کرتا تھا اور پھر ادا کر دیا کرتا تھا۔ نیز ابن سعد ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب کو جب احتیاج ہوتی تو داروغہ بیت المال سے قرض لے لیتے تھے۔ بعض دفعہ داروغہ بیت المال آپ پر تقاضا کرتا اور آپ تنگ دستی کی وجہ سے ادا نہ کر سکتے تھے تو داروغہ الزام دیا کرتا تھا اور آپ حیلہ جوالہ کیا کرتے تھے اور جب آپ کے پاس ہوتا تھا تب ادا کیا کرتے تھے ابن سعد براء بن معرور سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے اور آپ کو کچھ شکایت تھی لوگوں نے کہا کہ اسکے لئے شہد بہت عمدہ چیز ہے اور شہد کا ایک کپا بھرا ہوا بیت المال میں موجود تھا اپنے فرمایا کہ اگر تم مجھے اجازت دو گے تو لیلو تکا ورنہ پھر حرام سے چنانچہ لوگوں نے آپ کو اجازت دیدی۔

سالم بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ کے زخم کو جو اسکی پشت پر تھا دھوئے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے مجھے ڈر ہے کہ میں قیامت میں مجھ سے اس کی پرسش نہ ہو

ابن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب لوگوں کو کسی چیز سے روکنے کا ارادہ کرتے تھے تو ان کے مکان پر تشریف لے جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جس چیز کی ممانعت کروں اور وہ پھر بھی کی جائے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ اس پر سخت سزا دی جائے۔

آپ کی عادت تشریف تھی کہ رات کو مدینہ شریف کی گلیوں میں گشت کیا کرتے تھے اور یہ آپ کا اکثر معمول تھا۔ ایک رات اپنے ایک عورت کو دیکھا کہ دروازہ بند کے ہوئے یہ اشجار پرٹھ رہی ہے (ترجمہ اشعار) یہ رات بڑھ گئی اور ستارے چمک رہے ہیں۔ مجھے یہ بات جگاری ہے کہ میرے پاس کوئی ایسا نہیں جس کے ساتھ بیس کھیلوں۔ واللہ اگر اللہ کے ہذا اب کا خون نہ ہوتا تو اللہ اس چار پائی کی چولیس لہتی ہوتی۔ لیکن میں اس نگہبان اور موکل سے ڈرتی ہوں کہ جس کا کاتب کسی وقت نہیں بھکتا۔ مجھے خوف خدا اور حیا منع کرتی ہے اور میرا خداوند ایسا بزرگ ہے کہ اس کی سواری پر سوار ہونیکا کوئی قصد نہ کرے۔

آپ نے فوراً دوسرے ہی روز غزروں میں اپنے حال کو لکھ بھیجا کہ کوئی شخص چار مہینے سے زیادہ میدان جنگ میں نہ رہنے پائے۔

ابن سعد نے سلمان سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے سلمان سے دریافت کیا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ۔ حضرت سلمان نے جواب دیا کہ اگر آپ مسلمانوں سے ایک ذرہ بھی وصول کرے بیجا خرچہ کرے تو آپ بادشاہ ہیں ورنہ آپ خلیفہ ہیں حضرت عمر نے اس سے نصیحت پکڑ لی۔

سفیان بن ابی العمر جاع کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے خطاب ایک روز فرمایا کہ واللہ میں نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ اگر میں بادشاہ ہوں تو بہت اچھا ہے۔ حاتم بن میں سے ایک شخص نے جواب دیا۔ امیر المؤمنین ان خلیفہ اور بادشاہ میں بہت بڑا فرق ہے اپنے قریب بارہ کہا اس نے کہا خلیفہ وہ ہے کہ نہ کسی سے بیجا وصول کرے اور نہ بیجا کسی کو دے اور اللہ آپ پر ایسے ہی ہے اور بادشاہ وہ ہے کہ بیجا وصول کرے جس سے چلے لیلے چاہے ویرے۔ آپ یہ نہ کر تھاموش ہو گئے۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گھوڑے پر سوار ہوئے اور اتفاق سے آپکی ران کھل گئی، اہل بحران یعنی یہود نے آپکی بائیں ران پر ایک سیاہ داغ دیکھا کہہا کہ ہمارے کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ شخص ہمکو ہمارے ملک سے نکال دیا۔ سعد جاریہ کہتے ہیں کہ کعبہ اجمار نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نے انبیاء سابقین علیہم السلام کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ آپ جنہم کے دروازہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو اس میں جانے سے منع کرینگے۔ جب آپکا انتقال ہوا تو دعا دے گا تو قیامت تک لوگ اس میں گرتے رہیں گے۔ ابو معاشر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اساتذہ سے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امر خلافت جب تک اصلاح پذیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ اتنی شدت کی جائے کہ جس میں جبر نہ ہو اور نہ اتنی نرمی کی جائے جس میں سستی شامل ہو۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حکم بن عمیر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمال کو لکھا کہ کسی کو حد میں اس طرح دے نہ لگائے جاؤں کہ اس کو پھر شیطان بہکا کر حلقہ کفار میں داخل کر دے۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ قیصر روم نے حضرت عمر بن خطاب کو لکھا کہ میرا بیٹا جو آپکے پاس گیا تھا اس نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ کے پاس ایک درخت ہے کہ وہ کسی دوسرے درخت سے پیدا نہیں ہوا۔ اسکی صورت گدھے کے کان کے مشابہ ہے جسوقت وہ پھٹتا ہے تو اس میں سے موتی کے سے وانے نکل پڑتے ہیں پھر وہ سبز ہوتا ہے تو زرد سبز بنتا ہے۔ پھر سرخ ہوتا ہے تو باقوت سرخ ہو جاتا ہے اور اگر کھینکلی پر پہنچتا ہے تو پک کر عمدہ فالودہ ہو جاتا ہے اور پھر خشک ہو جاتا ہے تو میثم کی غذا اور مسافر کی زاد راہ کا کام دیتا ہے اگر میرا قاصد سچ بولتا ہے تو میرے نزدیک یہ جنت کا ایک درخت ہے۔ اپنے اس کے جواب میں لکھا کہ یہ خط عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے قیصر ملک روم کی طرف ہے، تمہارے قاصد نے سچ کہا وہ درخت ہمارے یہاں موجود ہے یہ وہی درخت ہے کہ جسوقت عیسیٰ بنینا علیہ السلام پیدا ہوئے تھے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت مریم علیہ السلام کی واسطے پیدا کیا تھا۔ تجھے چاہئے کہ اللہ جل شانہ سے ڈرا کے اور عیسیٰ علیہ السلام کو عبودت نہ بناوے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال خداوند تھا۔

کے نزدیک ایسی ہی ہے جیسے آدم علیہ السلام کی کہ انکو مٹی سے پیدا کیا۔

ابن سعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمال کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے مال کی ایک ایک فہرست بچھدریں انہیں عمال میں سے ابن سعد بن ابی وقاص بھی تھے جب انہوں نے فہرست بچھدری تو اسکو نصفاً نصفی کرنے کے ایک حصہ خود لیلیا اور ایک ایک حصہ انہیں چھوڑ دیا۔ یہی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا کہ جیسی عامل کو مقرر کرتے تو اس کے مال کی فہرست لکھ لیا کرتے تھے۔

ابو امامہ بن سہل بن حنیف لکھتے ہیں کہ اپنے مدتوں بیت المال میں سے ایک بیسی بیسی لکھتے تھے لیا حتی کہ آپ پر تنگدستی غالب آگئی آپ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق مشورہ کیا اور یہ کہا کہ میں تو اس کام میں ملنہ تک ہوں اپنے نفقہ کا کوئی انتظام نہیں کر سکتا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صبح و شام کا کھانا آپ بیت المال سے لیلیا کریں اسی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرمایا۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کو تشریف لے گئے اس میں آپ کے سوا دینار خرچ ہوئے آپ نے مجھ سے کہا اے عبداللہ ہم نے بیت زیادہ خرچ کر دیا۔ عبدالرزاق اپنے مصنف میں قتادہ اور شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میرا خاوند دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو شب بھر نماز پڑھتا رہتا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا شوہر تو قابل تعریف ہے کعب بن سوار نے کہا کہ یہ تعریف کرنا نہیں چاہتی بلکہ شکایت کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں انہوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ شوہر پر عورت کا بھائی کچھ حق ہے اور یہ حق زنا شوئی ادا نہیں کرتا آپ نے فرمایا اچھا اب میں سمجھ گیا۔ ان میں انصاف کرنا چاہئے انہوں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے چار عورتوں تک حلال رکھی ہیں اس حساب سے چوتھا دن اور چوتھی رات عورت کے لئے مخصوص ہونی چاہئے۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ مجھے میرے دوست نے خبر دی ہے کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب گشت میں تھے کہ ایک عورت کی آواز سنی جو چند اشعار پڑھ رہی تھی

اور یہی اشعار جن کا ترجمہ ہم پہلے کر چکے ہیں، مترجم اپنے سکر فرمایا تجھے کیا ہو گیا اس نے کہا کہ میرا شمار
 کئی ماہ سے جنگ پر گیا ہوا ہے اس کے اشتیاق میں یہ اشعار پڑھ رہی ہوں۔ آپ نے
 فرمایا تو نے بڑے کام کا تو ارادہ نہیں کر لیا اس نے کہا کہ معاذ اللہ۔ آپ نے فرمایا تو اپنے
 نفس پر قادر رہ میں صبح ہی اس کو بلاتا ہوں۔ چنانچہ صبح ہی آپ نے قاصد روانہ کر دیا
 اور ایکے بعد اپنی صاحبزادی حفصہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے ایک مشکل آپری
 ہے تم اسے حل کر دو اور وہ یہ ہے کہ عورت کو اپنے شوہر کی کتنے دنوں تک ضرورت
 نہیں ہوتی۔ حضرت حفصہ نے شرم کے مارے اپنا سر نیچا کر لیا اور شرما کے چپ
 ہو گئیں آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ حق بات میں شرم نہیں کرتے۔ حضرت حفصہ
 نے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ تین یا زیادہ سے زیادہ چار ماہ۔ آپ نے حکم دیا کہ چار
 مہینہ سے زیادہ میدان جنگ میں کسی کو نہ روکا جائے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی
 بیبیوں کے طعنہ تنزی کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ تم کیا شکایت کرتے ہو میں خود اس میں
 مبتلا ہوں حتیٰ کہ میں اگر کسی ضرورت سے بھی باہر جاتا ہوں تو مجھ سے کہا جاتا ہے کہ تم فلاں قبیلہ
 کا عورتوں کی دیدہ بازی کے لئے جاتے ہو حکام کا ج کچھ نہیں ہے عبد اللہ ابن مسعود بھی بیٹھے
 ہوئے تھے آپ نے کہا کہ یا امیر المؤمنین کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
 اپنے رب کے یہاں حضرت سارہ کی بد خلقی کی شکایت کی تھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
 جواب ملا تھا کہ عورتیں بائیں سپلی سے پیدا کی گئی ہیں جہاں تک ہو سکے حتیٰ الامکان ان کو
 نبانا چاہیے تا وقتیکہ ان کے دین میں کوئی خرابی نہ دیکھی جائے۔

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے
 بالوں میں کنگھاکے ہوئے اور اچھی پوشاک پہنے ہوئے آپ کے پاس آئے آپ نے اتنے
 دڑے مارے کہ وہ رونے لگے حضرت حفصہ نے کہا کہ آپ نے اس کو کس قصور پر مارا
 آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ اس میں تکر آگیا ہے لہذا میں نے اس تکر کو توڑ دیا
 عمر ایث بن سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ تم کسی کا نام حکم

یا ابوامر کہہ کر کیونکہ حکم خود خداوند تعالیٰ ہی میں اور کسی راستہ کا نام سکھ مت رکھو۔
 بیہقی نے شعب ایمان میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ واللہ مجھے یہ زیادہ محبوب تھا کہ میں کسی راستہ پر ایک درخت ہوتا اور
 کوئی اونٹ مجھے چبا کر نکل جاتا اور پھر مینگنی کر کے کہیں نکال دیتا مگر میں انسان نہ ہوتا اور
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کاش میں وہ نہ ہوتا اور مجھے کھلا پلا کر اتنا موٹا کیا ہوتا کہ
 لوگ میرے دیکھنے کو آتے پھر مجھے ذبح کر ڈالتے کچھ میرا گوشت کھونٹا ہوا کھاتے اور کچھ کا پیہ
 کر لیا جاتا مگر میں انسان نہ ہوتا۔

ابن عساکر نے ابوالنجتری سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے کہ حسین بن علی نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے باپ کے منبر
 اوپر سے نیچے اترے۔ آپ نے فرمایا بیشک منبر تمہارے ہی باپ کا ہے میرے باپ کا نہیں مگر
 یہ تو بتلاؤ کہ تمہیں کس نے سکھایا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کھڑے ہوئے اور اپنے
 کہا واللہ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا ہے۔ حضرت حسین کی طرف دیکھ کر کہا ابو جعفر
 تجھے یہ کس نے کہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ ان کو سچ
 بات پر کیوں جھڑکتے ہیں واقعی منبر ان کے باپ کا ہے (اس روایت کے
 اسناد صحیح ہیں)

خطیب نے روایت میں ابوسلمہ بن عبدالرحمن وسعد بن مسیب سے روایت کی ہے
 کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان میں کسی مسئلہ کے متعلق
 اس قدر تنازعہ ہوا کہ دیکھئے، انوں نے سمجھا کہ اب دونوں میں کبھی صلح نہ ہوگی بلکہ جب
 دونوں حضرات رخصت ہوئے ہیں تو معلوم ہوتا تھا کہ ان میں کوئی بات ہی نہیں ہوتی۔
 ابن سعد نے حسن سے روایت کی ہے کہ سب سے اول خطبہ جو حضرت عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے پڑھا وہ یہ تھا۔ حمد و صلوة کے بعد جاننا چاہئے کہ میں تمہارے ساتھ مبتلا ہوا
 ہوں اور تم میرے ساتھ مبتلا ہو گے ہو۔ میں اپنے دو دوستوں کے بعد خلیفہ مقرر ہوا ہوں
 جس لوگ ہمارے پاس موجود ہیں وہ ہمارے نفسوں کیساتھ ملے ہوئے ہیں اور تمہاری

ان پر ہم اہل قوت و امانت کو مقرر کر بیٹے جو شخص نیکی کرے گا ہم اس کے ساتھ نیکی سے پیش آئیں گے اور جو بدی کرے گا ہم اسکی سزا دیں گے خداوند تعالیٰ ہماری اور تمہاری بخشش فرمائیں۔

جبیر بن جویث سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفتر قائم کرنے کے لئے مسلمانوں سے مشورہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہر سال جو کچھ آپ کے پاس مال جمع ہو اس کو تقسیم کر دیا کیجئے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا کیجئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مال اس قدر زیادہ ہے کہ اگر اس کو تقسیم کیا جائے تو یہ معلوم ہونا مشکل ہے کہ کسے پہنچا اور کون رہ گیا لہذا خوف ہے کہ کہیں گزہر نہ بچ جائے۔ ولید بن مشام بن مغیرہ نے کہا یا امیر المؤمنین میں ملک شام میں گیا ہوں اور وہاں بار شاہیوں کو دیکھا ہے کہ انھوں نے دفاتر قائم کر رکھے ہیں اور شہروں کو خوب آباد کر رکھا ہے۔ یہ آپ کو پسند آیا اور آپ نے ایسا ہی کیا اور عقیل بن ابوطالب و محرمہ بن نوفل و جبیر بن مطعم جو قریش کا نسب نامہ خوب جانتے تھے بلا کر فرمایا کہ تم لوگوں کے نام علی قدر مراتب لکھ کر لاؤ۔ چنانچہ وہ اس طرح لائے کہ بنی ہاشم سے لکھنا شروع کیا۔ ان کے بعد حضرت ابوبکر اور ان کی قوم کو لکھا پھر حضرت عمر اور ان کی قوم کو آپ نے فرمایا اس طرح لکھو کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتداروں سے شروع کرو۔ پھر جو ان کے قریب ہیں انکو لکھو علیٰ ہذا القیاس۔ حتیٰ کہ میرا نام آخر میں لکھو جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے کیا ہے۔

سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ اپنے دفاتر سے میں قائم کئے تھے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حذیفہ کو لکھا کہ لوگوں کو تنخواہیں اور عطیات تقسیم کر دو انھوں نے لکھا کہ میں نے تقسیم کر دیا مگر ابھی مال بہت باقی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا کہ یہ مال عنایت ہے جو انھیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے انہیں پر تقسیم کر دو یہ عمر یا اسکی اولاد کا نہیں ہے۔

ابن سعد نے جبیر بن مطعم سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت عمر کے ساتھ کوہ عرفہ میں

کھڑے تھے۔ ایک شخص کو چینی ہوئے سنا وہ کہتا ہے یا خلیفہ یا خلیفہ بیٹے آگے بڑھ کر پوچھا
 کون ہے میں حضرت عمرؓ کے پاس ہی تھا کہ ایک کٹر دور سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 سر پر لگی جس سے کچھ رگڑ سی آگئی۔ میں اس طرف کو بڑھا تو پہاڑ کی طرف سے آواز آئی کیا تو
 جانتا بھی ہے قسم ہے ربا کعبہ کی کہ عمر آئندہ سال سے اس مقام پر قیامت تک کھڑے نہیں ہوں گے۔
 جبیر کہتے ہیں کہ مجھے یہ سخت ناگوار گزارا۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آخر حج اہیات
 المومنین کے ساتھ کیا تو واپسی میں ہم جو وقت محصب میں پہنچے تو میں نے ایسی آواز سنی
 جیسے کوئی شخص اپنے اونٹ پر بیٹھا ہوا دوسرے سے دریافت کرتا ہو کہ امیر المومنین عمر کہاں
 ہیں دوسرے آدمی کو جواب دیتے ہوئے سنا کہ وہ کہتا ہے۔ امیر المومنین یہ ہے۔ پھر ایسا معلوم
 ہوا کہ انھوں نے اپنے اونٹ بھلائے اور ایک بے شمار پڑھنا شروع کیا (ترجمہ شہر تیرے
 اوپر سلام ہو لے انام۔ برکت سے اللہ تعالیٰ اس چمڑے میں جو پارہ پارہ ہو گا نہ
 پڑھنے والا وہاں سے چلا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ کون تھا مگر ہم نے آپس میں کہا کہ یہ جنت میں
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حج سے واپس ہوئے تو شہید کر دئے گئے۔

عبدالرحمن بن رزی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ
 باتیں اہل بدر میں تھیں مگر اہل بدر میں سے کوئی باقی نہیں رہا ان سے انکر اہل احد
 میں تھیں مگر ان میں سے بھی اب کوئی باقی نہیں رہا۔ پھر اور لوگوں میں تھیں۔ طلحہؓ اور
 انکی اولاد میں یا جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ان میں یہ بات نہیں ہے۔

نسخی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ کیا آپ اللہ
 ابن عمر کو خلیفہ نہ بنا دینگے آپ نے فرمایا خدا تجھے غارت کرے واللہ میں نے کبھی خدا سے اس قدر نہیں
 نہیں کیا میں ایسے آدمی کو خلیفہ بنا دوں جس میں اپنی بیوی کو احسن طریقے پر طلاق دینے کی قابلیت نہ ہو۔
 شداد بن اوس کعب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے ایک بادشاہ گذرا ہے حضرت عمر رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے خصائل بہت جلتے ہیں بسبب یہی ہم اس کا ذکر کرتے تھے تو حضرت عمر ضرور یاد
 آجاتے تھے اور جب کبھی عمر کا ذکر ہوتا تھا تو خواہ ناہ وہ یاد آجاتا تھا اس کے زمانہ

بادشاہت میں ایک نبی علیہ السلام تھے ان کو ایک مرتبہ وحی ہوئی کہ تم اُس بادشاہ سے کہو کہ تیرا عمر کے تین دن باقی ہیں اگر کچھ وصیت کرنا ہو تو کر دے۔ جس وقت اس بادشاہ نے یہ سنا تو سب سے گرا کر نہایت عاجزی سے دعا کی۔ الہی! مجھے اتنی مہلت دیدیجئے کہ میرا لڑکا جوان ہو جائے آپ خوب جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے حکم کی کہاں تک تعمیل کی ہے اور اپنی رعایا سے حتی الامکان کتنا عدل کیا ہے۔ نبی علیہ السلام کے پاس پھر وحی ہوئی کہ اُس نے ہم سے ایسی ایسی دعا کی ہے اور اس نے دعائیں جو کچھ واسطہ دیکر کہا ہے سچ کہا ہے ہم اس کی عمر میں پندرہ برس کا اضافہ کرتے ہیں تاکہ اس مدت میں اسکا لڑکا جوان ہو جائے اور پرورش پائے جس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمیزہ لگا اور آپ زخمی ہو گئے تو کعب اخبار نے یہ قصہ بیان کر کے کہا کہ اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خداوند تعالیٰ سے یہی سوال کریں تو خداوند تعالیٰ انہیں ابھی اور باقی رکھیں گے۔ جس وقت اسکی شہر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آپ نے دعا کی الہی! مجھے بغیر عاجز کئے اور بغیر الم دئے اٹھا ہی لیجئے۔

سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ آپ کی موت پر جنوں نے بھی نوحہ کیا تھا۔ چنانچہ حاکم مالک بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ شہید کئے گئے تو زمین کی پہاڑوں کی طرف سے یہ اشعار سنائی دئے گئے (ترجمہ اشعار) جو شخص اسلام پر رونے والا ہو وہ رزے کیونکہ وہ بہوش ہو گئے ہیں اور ان کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ دنیا ہی الٹ گئی اور اس میں کاسب سے اچھا آدمی جل بسا وہ شخص رنجیدہ ہو گا جو وعدوں پر یقین کئے ہوئے ہو۔ بیضا مختار ابن ابی الدردیاء یحییٰ بن ابی راشد بصری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو یہ وصیت کی کہ میرے کفن میں بیجا سرف نہ کرنا کیونکہ اگر میں اللہ جل شانہ کے نزدیک بہتر ہوں تو وہ اور بدل دینگے اور اگر نہیں ہوں تو یہ بھی چھین جائیگا۔ لہذا اس چھین جانے میں جلدی ہی کیوں نہ کیجئے۔ میری قبر بھی لمبی چوڑی نہ کھدوانا اگر میں خدا کے نزدیک زیادہ مستحق ہوں تو وہ خود حد بصر تک وسیع کر دینگے ورنہ وسیع بھی اس قدر تنگ کی جاوے گی کہ میری تمام ہڈیاں ٹوٹ جاوے گی۔ میرے جنازے کے ساتھ کوئی عورت نہ چلے اور جو صفات مجھ میں نہ ہوں انکے ساتھ مجھے یاد نہ کیا جائے۔ کیونکہ خدائے عالم الغیب مجھے اچھی طرح جانتے ہیں

جب جنازہ تیار ہو کر گھر سے نکلے تو چلنے میں جلدی کرتا۔ کیونکہ اگر میں خداوند تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہوں تو ان تک پہنچانے میں جہا تک ہو سکے جلدی کرتی چاہیے اور اگر برا ہوں تو تم ایک بڑے آدمی کا بوجھ اپنے کندھوں سے جلدی اتار پھینکو۔

فصل

ابن عساکر حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے ایک سال بعد خداوند تعالیٰ سے دعا کی کہ الہی مجھے خواب میں حضرت عمرؓ کو دکھلا دیجئے چنانچہ میں نے آپ کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا کہ آپ اپنی پیشانی کا پسینہ پرچہ پرچہ سے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان لے امیر المؤمنین کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حساب دیکر ابھی فراغت پائی ہے اگر خداوند تعالیٰ رؤف و رحیم نہ ہوتے تو قریب تھا کہ عمر ہلاک ہو جاتا۔ زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ ابن عمرؓ بن عاص نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا کہ میں تم سے کب جدا ہوا تھا انھوں نے کہا بارہ سال ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں حساب دیکر اب فارغ ہوا ہوں۔ ابن سعد سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انصار میں کے ایک شخص سے سنا کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواب میں دیکھنے کی دعا کی چنانچہ اس نے دس برس کے بعد خواب میں دیکھا کہ آپ حسین مبارک سے پسینہ پونچھ رہے ہیں۔ اس نے کہا یا امیر المؤمنین کیا کر رہے ہو آپ نے فرمایا میں حساب دیکر ابھی فارغ ہوا ہوں۔ اگر رحمت ربی میرا ساتھ نہ دیتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔

فصل

آپ کے زمانہ راشدہ میں جناب القدر صحابہ وغیرہ اس سے حسب ذیل حضرات نے اس بے وفادنیا کو خیر باد کہا۔

عائبہ بن غزوآن۔ سلاء بن جری۔ قیس بن سکن۔ ابو قحافہ والد تریف حضرت صدیق اکبرؓ

سعد بن عبادہ - سہیل بن عمر - ابن ام مکتوم مؤذن - عباس بن ابی ربیعہ - عبد الرحمن بن زید بن
عوام کے بھائی - قیس بن ابی صعصعہ (یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے قرآن شریف جمع کیا
تھا) نوفل بن حمار ثنابن عبد المطلب اور ان کے بھائی ابوسفیان - ام المؤمنین ماریہ حضرت
ابراہیم کی والدہ ماجدہ - ابو عبیدہ بن جراح - معاویہ بن جہل - یزید بن ابوسفیان - خلیل بن
حسہ - فضل بن عباس - ابو جندل بن سہل - ابومالک الاشعری - صفوان بن معطل - ابی بن کعب
بلال مؤذن - اسید بن حضیر - براء بن مالک - حضرت انس کے بھائی - ام المؤمنین زینب بنت جحش -
عیاض بن غنم - ابوالہشیم بن تمہان - خالد بن ولید - جابر و دسیر بنی عبد القیس - نعان بن مقرن -
قتادہ بن نعان - اقرع بن حابس - سودہ بنت زمعہ - عویم بن ساعدہ - عیلاک ثقفی - ابوحنین
ثقفی و دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

خليفة حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن
سہ بن کعب بن لوئی بن غالب القرظی الاموی ابو عمر بعض کہتے ہیں ابو عبد اللہ - ابو یحییٰ -
آپ سال قبل کے چھ برس بعد پیدا ہوئے۔ آپ ابتدائے اسلام میں ایمان لائے۔ آپ
ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی دعوت دی تھی
دو ہجرتیں کیں ایک حبشہ کی طرف دوسری مدینہ طیبہ میں۔ آپ کا نکاح قبل از نبوت حضرت
رقیہ صاحبزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا جنہوں نے غزوہ بدر میں انتقال کیا۔ اور
تیمارداری کی وجہ سے آپ جنگ میں شریک نہیں ہو سکے کیونکہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اجازت کی کمی تھی۔ مگر چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حصہ عطا فرمایا تھا اور دیا تھا
لہذا آپ اہل بدر میں شمار ہوتے ہیں۔ بموقتہ جنگ بدر کی فتح کی خبر لایا تھا تو اس وقت
حضرت رقیہ کو مدفون کیا جا رہا تھا۔ حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نکاح اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم سے کر دیا تھا۔ جنکا انتقال ۹
میں ہوا۔ علماء کہتے ہیں کہ سوائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی شخص ایسا

نہیں ہوا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں رہی ہوں۔ اسی واسطے جناب کا اسم مبارک ذوالنورین ہے۔

آپ سابقین اولین اور اولیٰ مہاجرین اور عشرت مبشرہ میں شمار ہوتے ہیں اور ان چھ آدمیوں میں بھی آپ کا شمار ہے کہ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریفہ کے وقت تکمات خوش تھے۔ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے قرآن شریف جمع کیا ہے بلکہ ابن عباس کہتے ہیں کہ خلفاء میں سے سوائے حضرت عثمانؓ اور مامون کے کسی نے قرآن شریف کو جمع نہیں کیا۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات الرقاع اور غطفان میں تشریف لگے تھے تو حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی مدینہ طیبہ میں اپنا خلیفہ بنا کے مقرر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اکیس چھپا لیس احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے زید بن خالد جبلی اور ابن زبیر اور سائب بن زید اور انس بن مالک اور زید بن ثابت اور سلم بن اکوع اور ابو امامہ باہلی اور ابن عباس اور ابن عمر اور عبد اللہ بن مغفل اور ابو قتادہ اور ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ اور بہت سے تابعین نے روایت کی ہے۔

ابن سعد نے عبد الرحمن بن حاطب سے روایت کی ہے کہ میں نے کسی شخص کو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں دیکھا کہ وہ حضرت عثمان بن عفان سے زیادہ خوبصورتی کے ساتھ احادیث کو بیان کرتا ہو۔ آپ پر احادیث کی ہیبت پڑا کرتی تھی۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مناسب سب سے زیادہ جانتے تھے اور آپ کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

یہی لے اپنے سنوں میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی نے کہا تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی ذوالنورین کیوں تھا میں نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک سوائے حضرت عثمانؓ کے کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو لڑکیاں نہیں رہیں اسی واسطے آپ کا نام ذوالنورین ہے۔

ابو نعیم حسن روایت کرتے ہیں کہ آپ کا نام اس واسطے ذوالنورین رکھا گیا کہ

سوائے آپ کے کسی کے نکاح پہنچانی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں۔

غیثہ فضائل الصحابہ میں۔ اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے کہ ملازمتی میں ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہے اور اس کے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رہی ہیں۔ ایک اسہل بن سعد کی ضعیف روایت میں ہے کہ آپ کو ذوالنورین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ جنت میں ایک مکان سے دو گئے مکان میں منتقل ہوئے اور دو مرتبہ آپ پر تجلی ہوگی۔ روایت ہے کہ باہدیت میں آپ کو کنیت ابو عمر تھی اور اسلام میں جب حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عبد اللہ آپ کے صاحبزادے پیدا ہوئے تو آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہو گئی۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام اردی بنت کریم بن ریحہ بن حبیب بن عبد شمس تھا اور آپ کی والدہ کی والدہ یعنی آپ کی نانی کا نام ام حکیم البیضا بنت عبد المطلب ہے۔ ہاشم تھا اور یہ آپ کی نانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ بن عبد المطلب سے تھیں تو ام پیدا ہوئی تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت عثمان کی والدہ ماجدہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی بیٹی تھیں۔

ابن اسحق کہتے ہیں کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق اور علی زیدین حدیثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد ایمان لائے۔

ابن عساکر چند طرق سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپاہِ بدر کے بصورت شخص تھے۔ رنگت میں سفیدی کے ساتھ سرخی ملی ہوئی تھی۔ چہرہ پر چپکے وارغ تھے۔ داڑھی بہت گھنی تھی۔ جوڑی ہڈی کے تھے شانوں میں زیادہ فاصلہ تھا پنڈلیاں بھری بھری تھیں۔ ہاتھ لمبے تھے جس پر بال اُگے ہوئے تھے۔ سر کے بال کھنکر والے تھے۔ دانت خوبصورت تھے۔ کندھی کے بال کانوں تک آئے ہوئے تھے۔ نثار و حجاب کرتے تھے۔ دانتوں کو سونے سے باندھ رکھا تھا۔

ابن عساکر عبد اللہ بن حزم مازنی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان سے زیادہ خوبصورت کسی مرد یا عورت کو نہیں دیکھا۔

موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ حسین تھے۔ ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ حضرت اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ گوشت کا دیکر حضرت عثمان کے یہاں بھیجا جب میں گھر میں گیا تو حضرت رقیہ بنت ابی معیط بیٹی بوئی تھیں۔ میں کبھی حضرت رقیہ کے چہرہ کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی حضرت عثمان کی طرف نکلتا تھا جب میں پلٹ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کیا تم اندر گئے تھے میں نے کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا بھلا تم نے کبھی ایسے خوبصورت میاں بیوی بھی دیکھے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔

ابن سعد نے محمد بن ابراہیم بن عمارت الیتمی سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیرا سلام لائے تو آپ کو آپ کے ماموں حکم بن ابوالعاص بن المہدیہ بڑھ کر لگے اور ایک کوشٹھی میں بند کر دیا اور یہ کہا کہ تو نے اپنا پرانا ابائی مذہب لگا کر دیا اور ایک نیا دین اختیار کر لیا واللہ میں تجھے کبھی نہیں چھوڑنے کا حتیٰ کہ تو اسی مذہب پر نہ آجائے۔ اپنے فریاد والہ اللہ ہیں اسکو قیامت تک نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ کے موم نے آپ کا یہ استغفال دیکھ کر فوراً چھوڑ دیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اول جس شخص نے معہ اہل و عیال کے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمان بن عفان ہیں آپ کی ہجرت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ عثمان کے ساتھ ہوں۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان ہی نے اول خداوند تعالیٰ کی طرف ہجرت کی ہے (ابو یعلیٰ)۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی صاحبزادی لکم کلثوم کانکح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو آپ نے اہم کلثوم سے فرمایا کہ تمہارے مناویہ تمہارے دادے ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت مشابہ ہیں (ابن عدی)

ابن عساکر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور عثمان اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام سے بہت مماثل ہیں

فصل

وہ احادیث جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں ہیں

انام بخانی اور امام مسلم حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں تشریف لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے سمیٹ کر فرمایا کہ میں ایسے آدمی سے کیوں نہ مشرم کروں کہ جس سے ملائکہ بھی مشرم کرتے ہیں۔

بخاری نے ابو عبد الرحمن سلمی سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب محصور ہوئے تو اپنے اوپر جھانک کر ان لوگوں سے جو محاصرہ کے ہوئے تھے فرمایا کہ میں صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ جو شخص عسکر عسکرہ کی تیاری کرے گا اسکو جنت بیگی تو میں نے لشکر عسکرہ کی تیاری کی کیا تم نہیں جانتے کہ جب وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رومہ کے کنوئیں کو کھوے گا اسکو جنت بیگی تو میں نے رومہ کے کنوئیں کو کھو دیا اس پر سب صحابہ نے تصدیق کی۔

ترمذی نے ابو عبد الرحمن بن خطاب سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت حبش عسکرہ کی تیاری کے متعلق صحابہ کو ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ذمہ سوا اونٹ مرغ پالان اور سامان کے دیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر صحابہ کو ترغیب دی۔ آپ نے پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ذمہ دو سواونٹ معالیانہ بغیرہ کے رکھتا ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب پر اپنے فرمایا کہ کے ذمہ تین سواونٹ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترتے ہوئے فرماتے تھے کہ اگر عثمان اب نواقل نہ ادا کریں تو انکو کوئی ضرورت نہیں۔

ترمذی عبد الرحمن بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت لشکر کسره حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار فرمایا تو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار دینار لاکر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں ڈال دیے۔ آپ دیناروں کو لوٹے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ اگر آج کے بعد عثمانؓ کوئی نفعی کام نہ کرے تو کچھ حرج نہیں۔

ترمذی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بیعت رضوان ہوئی ہے تو حضرت عثمانؓ بن عفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مکہ معظمہ میں اپنی بیگمے تھے یہاں لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمانؓ اللہ اور اس کے رسول کے کام سے گئے ہوئے ہیں ان کی طرف سے اپنے ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کی بیعت کرتا ہوں چنانچہ آپ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے اوپر رکھ کر بیعت کی۔ آپ اس سے خوب جان سکتے ہیں کہ آپ کا دست مبارک حضرت عثمانؓ کی طرف سے باعبار دیگر صحابہ کے کہیں بہتر تھا اور آپ کی کتنی بری فضیلت معلوم ہوئی۔

ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب زہر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی خبر دی اور حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ایک فتنہ میں یہ مظلوم بھی شہید ہو گا۔

ترمذی اور حاکم اور ابن ماجہ نے مرہ بن کعب سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قریبی فتنہ کا ذکر فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص سر پر کپڑا ڈالے ہوئے آئے آپ نے فرمایا کہ یہ شخص اس روز ہدایت پر ہو گا میں نے کمرے ہو کر دیکھا تو حضرت عثمانؓ تھے۔ میں نے اپنا چہرہ انکی طرف متوجہ کر کے پوچھا کہ یہ ہدایت پر ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان خداوند تعالیٰ تمہیں ایک قمیص (مخلاف) عنایت فرمائیں گے یہب منافق اسے اتار دینے کی کوشش کریں تو مت اتارنا حتیٰ کہ تو مجھ سے آئے۔ اسی بنا پر آپ نے جس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ فرمایا تھا کہ اس کے متعلق مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا تھا اس پر میں قائم اور صابر ہوں (ترمذی)

حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ جنت خریدی ہے۔ ایک مرتبہ رومہ کے کنواں کھودنے میں اور دوسری مرتبہ لشکر عسره تیار کرنے میں۔ نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب میں مجھ سے مشابہ عثمانؓ ہیں۔

طبرانی نے عصمتہ بن مالک سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ام کلثوم کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ کا نکاح کرو اگر میرے تیسری بیٹی اوتی تو میں عثمانؓ سے اسکا بھی نکاح کر دیتا پس انکے نکاح پہلے بھی وحی کے ذریعہ سے کئے تھے۔

ابن عساکر نے حضرت علی کریم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپ حضرت عثمانؓ سے فرماتے تھے کہ اگر میرے چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان سب کا نکاح تم سے کر دیتا۔

ابن عساکر نے زبیر بن ثابت سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میرے پاس جس وقت عثمانؓ گذرے تو میرے پاس ایک فرشتہ بیٹھا ہوا تھا اسے کہا کہ یہ شہید ہیں۔ انہیں قوم قتل کر دی گی مجھے ان سے شرم آتی ہے۔

ابو یعلیٰ حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے حضرت عثمانؓ سے اس طرح شرم کرتے ہیں جیسے خدا اور اسکے رسول سے۔

ابن عساکر نے حسن سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے حضرت حسنؓ سے حضرت عثمانؓ کی حیا کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر آپ بھی نہانے کا ارادہ کرتے ہیں تو گھر میں کواڑ بند کر کے کپڑے اتار لے میں اس قدر شرماتے ہیں کہ پشت سیدھی نہیں کر سکتے۔

فصل

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں آپ سے بیعت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن کے تیسرے روز ہوئی کہتے ہیں کہ لوگ

ول حضرت عوف بن عوف سے مشورے اور سرگوشیاں کر رہے تھے جو شخص صاحب
 حضرت عبدالرحمن بن عوف سے تخلیہ کرتا تھا وہی حضرت عثمان کی رائے دیتا تھا آخر عبدالرحمن
 عوف بیعت کیلئے بیٹھے اور حمد و نعت کے بعد فرمایا کہ تمام لوگ سوائے حضرت عثمان کے کسی کی بیعت
 راضی نہیں ہونے (ابن عساکر) ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف حمد و صلوة
 بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے علیؑ میں نے تمام آدمیوں کا عندیہ معلوم
 یا ہے سب کی رائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف ہے آپ اپنے متعلق کوئی کاروائی
 نہ کریں۔ آپ نے یہ کہہ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دست مبارک پکڑ کر کہا کہ میں آپ سے
 سنت اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت ہر دو خلیفہ پر بیعت کرتا ہوں آپ سے بیعت کی اور
 کے بعد تمام ہاجرین اور انصار نے بیعت کر لی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انتقال
 ایک گھنٹہ پہلے ابو طلحہ انصاری کو بلا کر بیٹھا کہ میں نے سنا ہے کہ ابھی کسی مکان میں اصحاب
 جمع ہونے والے ہیں تم چاس آدمی انصار کے لیبر اس مکان کے دروازہ پر جمیں یہ جمع
 ان کھڑے ہو جاؤ اور تا وقتیکہ وہ کسی کو خلیفہ نہ منتخب کر لیں برابر کھڑے رہنا (ابن سعد)
 سند احمد میں دائل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے کہا کہ تم نے
 حضرت عثمان سے کیوں بیعت کر لی اور حضرت علیؑ کو کیوں چھوڑ دیا ان سے کیوں نہ بیعت کی
 پنے فرمایا کہ اس میں میرا کچھ قصور نہیں میں نے اول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی کہا
 تھا کہ میں آپ سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور سیرۃ ابو بکرؓ اور عمرؓ پر بیعت کرتا ہوں
 پنے فرمایا کہ میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا۔ پھر میں نے عثمانؓ سے بھی یہی عرض کیا انھوں
 نے فرمایا کہ بہت اچھا۔ روایت ہے حضرت عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت
 عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلوت میں کہا کہ اگر میں آپ کی بیعت نہ کروں تو آپ مجھے کس کا
 مشورہ دیں گے آپ نے فرمایا کہ علیؑ کا۔ پھر میں نے علیؑ سے تخلیہ میں کہا کہ اگر آپ سے بیعت نہ کروں
 تو مجھے آپ کس کا مشورہ دیں گے آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کا۔ پھر میں نے
 زبیرؓ کو بلا کر ان سے کہا کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں تو پھر مجھے آپ کس کا مشورہ دینگے۔

پہلے فرمایا حضرت علیؑ یا حضرت عثمانؓ کا۔ پھر میں نے سعد کو بلا کر کہا کہ میں ارز و زحمہ ناریہ کا ارادہ نہیں رکھتا مگر آپ مشورہ مس کے متعلق دیں گے آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کا پھر اس کے بعد تمام صحابہ اور اعیان سے مشورہ کیا گیا تو اکثر کی رائے حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی طرف پائی گئی۔

ابن سعد اور حاکم نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عثمان سے بیعت کی گئی تو آپ نے کہا کہ پیمانہ گان میں آپ سے اچھا کوئی شخص نہیں ہم آپ کے اشارے میں کوئی نقصان نہ کریں گے۔ آپ کی خلافت کے پہلے سال یعنی ۲۲ھ میں ملک رے فتح ہوا اور اسی سال لوگوں میں تکسیر کا مرض پھیل گیا حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ بھی اس میں مبتلا ہو گئے اور حج کا ارادہ بھی منسوخ کر دیا اور خوف مرض سے صیئیں بھی کر دیں۔ اسی وجہ سے اس سال کا نام لوگوں نے سنۃ الرعاف (تکسیر کا سال) رکھ دیا اسی سال ملک روم کا اکثر حصہ فتح ہو گیا اور حضرت عثمانؓ نے اسی سال میغرہ کو کوفہ سے معزول کر کے سعد بن وقاص کو انکی جگہ بھیج دیا۔ ۲۵ھ میں حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعد کو کوفہ سے معزول کر کے انکی جگہ ایک صحابی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو جو آپ کے ماں کی طرف سے بھائی ہوتے تھے بھیج دیا یہ آپ پر پہلا الزام لوگوں نے قائم کیا کہ آپ پر شتہ داروں کی پرورش کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ ولید ثمرانی آدمی تھے ایک روز صبح کی نماز نشہ میں پڑھائی تو چار رکعت پڑھ کر سلاہ پھیرا اور مقتدیوں سے کہنے لگے کہ کہو تو اور پڑھا دوں۔

۲۶ھ میں حضرت عثمانؓ بن عفان نے کچھ مکانات خرید کر مسجد حرام کو وسیع بنایا اور اسی سال ساہور فتح ہوا۔

۲۷ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاز پر لشکر بیجا کر قبرس پر حملہ کیا اس لشکر میں عبادہ بن صامت مع اپنی بیوی ام حوام بنت ملحان انصاریہ کے شامل تھے۔ آپکی بیوی گھوڑے سے گر کر انتقال کر گئیں جنکو وہیں دفن کر دیا۔ اس لشکر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشینگوئی کی تھی اور فرمایا تھا کہ اس میں عبادہ کی بیوی بھی ہونگی اور قبرس میں ہی انکی قبر بنیگی اسی سال ارجان اور دار الجبر فتح ہوا اور اسی سال حضرت عثمانؓ نے عمرو بن عاص کو

صبر و معزول کر کے ان کے بجائے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مقرر فرمایا اور انھوں نے وہاں
 نیکر افریقہ پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر کے تمام ملک کو اپنے قبضہ میں کیا یہاں مسلمانوں کو مال
 قیمت اتنا ہاتھ لگا کہ ہر سپاہی کو ایک ہزار دینار اور بقول بعض تین ہزار دینار ہاتھ لگے
 اس کے بعد اسی سال اندلس فتح ہوا۔

طیفہ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمیشہ التجا کرتے
 رہے کہ قبرس پر دریا کے راستے سے فوج کشی کی جائے۔ زیادہ اصرار پر حضرت عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے عمرو بن عاص سے دریافت کیا کہ تم دریا اور اسکی سواری کی مفصل کیفیت لکھو انھوں
 نے لکھا کہ میں نے اس سواری کو دیکھا وہ ایک بڑی مخلوق ہے اور اس پر چھوٹی مخلوق سوار
 ہوتی ہے اگر وہ سواری کھڑی ہو تو دل پھٹنے لگتے ہیں اور اگر چلتی ہے تو عقلمند بچپن ہو جاتی ہیں
 میں عہدگی اور خوبیاں کم ہیں اور برائیاں زیادہ ہیں اسپر بیچنے والے ایسے ہیں جیسے لکڑی پر گڑا
 لہ اگر ٹیڑھا ہو جائے تو عرق ہو جائے اور اگر نیچ جائے تو چمک اٹھے جس وقت اپنے اس کی یہ
 تعریف پڑھی تو اپنے حضرت معاویہ کو لکھ دیا کہ واللہ میں ایسی سواری پر مسلمانوں کو بھی سوار
 نہیں کرونگا ابن جریر کہتے ہیں کہ آخر حضرت معاویہ نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں قبرس پر
 فوج کشی کی اور وہاں کے باشندوں نے جز یہ دینے پر عیاج کر لی۔

۳۲۹ میں صفحہ اور قسار اور ان کے علاوہ دیگر ممالک لڑائی سے فتح ہوئے اور اسی ۳۲۹
 میں حضرت عثمانؓ غنی نے مسجد نبویؐ کو وسیع کیا اور اسپیں منقوش پتھر لگوائے اور ستون
 بھی پتھری کے رکھے اور اسکی چھت میں ساگون کی لکڑی لگوائی اور اسکا طول ایک سو ساٹھ
 گز اور عرض ڈیڑھ سو گز کر دیا۔

۳۳۰ میں جو را اور اکثر شہر خراسان کے اور نیشاپور صلح سے فتح ہوئے اور بعض لڑائی
 سے بھی کہتے ہیں طوس اور سخرس اور ایسے ہی مر اور بقیہ صلح سے فتح ہوئے جب یہ فتوحات ہوئیں
 اور مال ہر چہا طرف سے زیادہ آیا تو حضرت عثمانؓ کو خزانے بنیادی ضرورت ہوئی اور اپنے دل کھول کر لوگوں
 روزیہ تفہیم کے حتیٰ کہ ایک ایک شخص کو ایک ایک لاکھ ہدرے ملے جنہیں چار چار ہزار اوقیہ نفع۔
 ۳۳۱ میں (آپیں سولے نمالی جگہ کے اصل کتاب میں کچھ نہیں۔ منترجم)

۳۵ء میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دئے گئے۔

زہری کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی نے بارہ سال خلافت کی شروع چھ سال میں لوگوں کو آپ کوئی شکایت نہیں ہوئی بلکہ قریش میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ محبوب سمجھے گئے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج میں ذرا سختی تھی۔ چھ برس کے بعد حضرت عثمان بہت ہی نرم ہو گئے اور اپنے اعزہ اور اقربا کو عامل بنانا شروع کر دیا اور مردانِ مالِ افریقہ کو ملک کا خمس معاف کر دیا اور اپنے اقربا کو بیت المال کچھ مال دیدیا اور اس میں اپنے یہ تاویل کی کہ گو حضرت عمرؓ و حضرت ابو بکرؓ کو بھی جائز تھا مگر انھوں نے نہیں کیا اور میں خداوند تعالیٰ کے حکم کے موافق صلہ رحمی کرتا ہوں اس سے لوگوں میں شورش پیدا ہو گئی (ابن سعد) ابن عساکر زہری سے دوسرے طریقے پر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن مسیب سے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں شہید کر دئے گئے اور لوگوں کی کیا حالت تھی اور آپ کا کیا رویہ تھا اور صحابہ نے آپ کا ساتھ کیوں نہ دیا انھوں نے جو ایدیا کہ حضرت عثمان غنی مظلوم شہید کئے گئے اور جس نے آپ کو قتل کیا وہ ظالم تھا اور حضور نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا وہ معذور تھے میں نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے آپ نے کہا کہ اصل قصہ یہ ہے کہ جب وقت حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو بعض صحابہ کو ناگوار گذرا تھا کیونکہ آپ اپنے اعزہ اور اقربا کو بیت زیادہ عزیز رکھتے تھے آپ کی مدتِ خلافت بارہ سال ہے چھ برس تک آپ برابر ان صحابہ کی جو آپ کے خلاف تھے تالیفِ قلوب کرتے رہے اور ان کو معزوں نہیں کیا چھ برس کے بعد اپنے چچا کی اولاد کو ترجیح دی اور انکو عامل بنانا شروع کیا اور ان کو اللہ سے ڈرنے کی ترغیب دی۔ عبدالرحمن بن ابی سرح کو مصر کا حاکم بنا کر بھیجا وہاں اسکو دو ہی سال گزرے تھے کہ اہل مصر اسکی شکایت کرنے لگے اور اس سے پہلے حضرت عثمان غنی کو حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابوذر اور عمار بن یاسر سے خفگی ہو گئی تھی کیونکہ بنو ہذیل اور بنو زہرہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی اور بنو غفار اور ان کے احلاف نے ابوذر کی اور بنو فخرم نے حضرت عمار بن یاسر کی شکایت کی تھیں اور ان تمام قبیلوں کو حضرت عثمانؓ سے بطنی ہو چکی تھی۔ اب اہل مصر نے ابن ابی سرح کی آکر شکایتیں کیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک تہدید نامہ

عبداللہ بن ابی مرح کو لکھلگر اس نے اس خط کی کچھ پرواہ نہ کی اور جن باتوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منع کیا تھا انہیں کرنے لگا اور جو اہل مصر حضرت عثمان کے پاس شکایت لیکر آئے تھے انہیں قتل کر دیا یہ حالت دیکھ کر سات سو آدمی دار الخلافہ میں آئے اور مسجد میں نمازوں کے وقت صحابہ سے ان باتوں کی شکایتیں کیں طلحہ بن عبداللہ نے کھڑے ہو کر اس معاملہ میں حضرت عثمان سے سختی کیساتھ گفتگو کی۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ کو خبر ہوئی اپنے کہلا بھیجا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ایسے شخص کے متعلق جس پر قتل کا الزام ہے معزولی کے متعلق کہتے ہیں مگر آپ کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اس کے معزول کرنے سے انکار کرتے ہیں آپ کو چاہئے کہ آپ اس کو سزا دیں۔ تھوڑی دیر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور آپ نے بھی کہا کہ یہ لوگ ایک عامل کی معزولی اور وہ بھی قتل کے عوض میں چاہتے ہیں آپ دوسرا آدمی کیوں مقرر نہیں کر دیتے اور اس معاملہ میں انصاف کیوں نہیں برتتے آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنے لئے خود ہی تجویز کر لیں۔ میں عبداللہ بن ابی مرح کو معزول کر کے اسکا تقرر کر دوں گا۔ لوگوں نے محمد بن ابوبکر کو منتخب کیا اور یہ کہا کہ آپ انہیں عامل بنا دیجئے۔ آپ نے انکی تقرری اور عبداللہ بن ابی مرح کی معزولی کا حکم لکھ دیا یہ فرمان لیکر محمد بن ابوبکر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کیساتھ بہت سے مہاجرین اور انصار بھی تشریف لے گئے تاکہ اہل مصر اور عبداللہ بن ابی مرح کی کیفیت بخشم خود ملاحظہ کریں یہ نام قافلہ محمد بن ابوبکر کے ہمراہ تیسری ہی منزل میں تھا کہ ان کو ایک حبشی غلام جو اپنی سانڈنی کو اڑے ہوئے تیزی کے ساتھ لے جاتا تھا ملا اس کی چال اور ڈھنگ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ یا تو کسی کا قاصد ہے اور یا مقرر ہے صحابہ کرام نے اس کو پکڑ لیا اور دریافت کیا کہ تو کون ہے۔ کیا مطلب ہے تجھے کسی کی تلاش ہے یا کسی سے بھاگا ہوا ہے اس نے کہا کہ میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور عامل مصر کے پاس جاتا ہوں یہ سن کر ایک شخص نے محمد بن ابی بکر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ عامل مصر یہ ہیں۔ اس نے کہا کہ میرے مکتوب الیہ یہ نہیں ہیں اور یہ کبھی چلدا یا۔ محمد بن ابوبکر نے دو آدمی اس کے پکڑنے کو بھیجے جب وہ پکڑ کر لائے تو محمد بن ابوبکر نے دریافت کیا تو کون ہے وہ کچھ ایسا گھبرایا کہ کبھی اپنے آپ کو

امیر المومنین کا غلام کہتا تھا اور کبھی مروان کا غلام بتلاتا تھا۔ آخر ایک شخص نے پہچان کر کہا کہ یہ امیر المومنین کا غلام ہے محمد بن ابوبکر نے دریافت کیا کہ امیر المومنین نے مجھے کس کے پاس اور کس عرص سے بھیجا ہے اس نے کہا کہ عامل مصر کے پاس ایک خط دیکر بھیجا ہے اپنے پوتے تیرے پاس خط ہے اس نے کہا نہیں۔ آخر اس کی تلاشی لی مگر کوئی خط نہ ملا۔ اس کے پاس ایک سوکھا مشکیزہ تھا جب اسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس میں کوئی چیز ہلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اسے حرکت دی کہ وہ چیز نکل پڑے مگر جب نہ نکلی تو اس کو چیر دیا اس میں سے ایک خط امیر المومنین کی طرف سے ابن ابی سرح کے نام کا نکلا۔ محمد بن ابوبکر نے تمام مہرہوں کو جمع کر کے اس کی مہر توڑی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کیا اس میں لکھا تھا کہ جس وقت تیرے پاس محمد اور فلاں فلاں اشخاص آویں تو تو کسی حیلہ سے انھیں قتل کر دینا اور جو تیری شکایتیں یہاں لیکر آئے تھے ان کو قید کر لینا اور تا حکم ثانی اپنے عہدہ پر قائم رہنا اس کو پڑھ کر تمام آدمی دنگ رہ گئے اور مدینہ شریف میں لوٹنے کا مصمم ارادہ کر کے اس خط پر مہر میں لگا دیں اور مدینہ شریف کو چل دیئے۔

یہ لوگ مدینہ شریف آئے اور انھوں نے یہاں آکر طلحہ زبیر بن علی - سعد اور دیگر صحابہ کرام کو جمع کیا اور وہ خط ملاحظہ کر کے تمام قصہ بیان کیا اس پر سب کو سخت غصہ آیا اور ابن مسعود اور ابو ذر اور عمار کے حالات یاد کر کے یہ غصہ اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اصحاب کرام علیہ السلام اپنے اپنے گھروں سے حضرت عثمان کے گھر کی طرف چلے۔ ہر شخص کو غصہ تھا آخر لوگوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور محمد بن ابوبکر کی ہمدردی کو نبی تیم کا قبیلہ آپرٹھا۔ جس وقت حضرت علی نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ نے حضرت عثمان کے پاس طلحہ زبیر سعد عمار اور دیگر اصحاب بدر کو بھیجا اور آپ وہ خط اور غلام اور اونٹ لیکر تشریف لائے۔ اپنے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا یہ غلام آپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت علی نے وہ اونٹنی سنانے کر کے کہا کہ یہ اونٹنی آپ کی ہے اپنے فرمایا کہ میری ہے۔ حضرت علی نے پوچھا یہ خط آپ ہی نے لکھا ہے آپ نے فرمایا میں حلیہ کہتا ہوں کہ یہ خط میں نے نہیں لکھا نہ میں نے کسی کو لکھنے کا حکم دیا نہ مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم ہے۔ حضرت علی نے کہا کہ اس پر آپ ہی کی مہر ہے اپنے

فرمایا کہ ہاں بیشک میری ہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سخت تعجب ہے
 غلام آپکا اونٹنی آپکی خط پر مہر بھی آپکی اور آپ کو کچھ معلوم نہیں۔ آپ نے پھر قسم کھائی کہ
 واللہ نہ میں نے اس خط کو لکھا نہ کسی سے لکھوایا نہ میں نے اس غلام کو دیکر مضر کبیر
 بھیجا۔ اس کے بعد لوگوں نے پچایا کہ یہ مردان کا خط ہے۔ اب حضرت عثمان پر اس
 معاملہ میں شک ہوا۔ مردان چونکہ آپ کے مکان میں تھا لوگوں نے کہا کہ مردان کو ہمارے
 سپرد کیجئے۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اس پر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غصہ آیا اور اسی
 غصہ کی حالت میں اٹھ کر چلے آئے اکثر نے تو یہ کہا کہ عثمان بنی کعبہ جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے مگر
 بعض نے یہ کہا کہ اس شک حضرت عثمان برہمی بھی نہیں ہو سکتے تھی کہ آپ مردان کو ہمارے
 حوالے نہ کر دیں اور ہم اس سے تحقیق نہ کریں اور یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کو قتل کرنا کیوں حکم دیا گیا۔ اگر ہمیں حضرت عثمان کے متعلق یہ تحقیق ہو جائے کہ انھوں نے
 یہی لکھا ہے تو ہم انھیں معزول کر دیں اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ مردان نے حضرت
 عثمان کی طرف سے لکھا یا تھا تو ہم مردان کو اس کی مزا دیں لیکن حضرت عثمان کو مردان
 کے متعلق یہ شبہ ہو گیا کہ اسے قتل کر دیں گے۔ اس لئے آپ اسے دینے سے انکار کر دیا اور
 لوگوں نے پوری طرح محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ پانی کا اندر جانا بھی بند کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوپر سے جھانک کر فرمایا کیا تم میں کسی موجود ہیں۔
 لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا سعد موجود ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ وہ بھی نہیں ہیں آپ
 خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں آپ نے پھر فرمایا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو حضرت علی
 سے جا کر کہہ دے کہ وہ ہم پیاسوں کو پانی پلا دیں یہ خبر حضرت علی کو پہنچی آپ نے تین مشکیزے
 فوراً پانی کے آپ کے یہاں بھجوائے یہ پانی بھی آپکو اتنی مشکل سے پہنچا کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ
 چند غلام زخمی ہو گئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی کہ اگر مردان سپرد نہ کیا
 گیا تو حضرت عثمان قتل کر دئے جائیں گے یہ خبر سن کر اپنے اپنے صاحبزادوں امام حسین اور
 امام حسین سے فرمایا کہ تم دونوں حضرت عثمان کے دروازہ پر ننگی تلواریں لئے کھڑے رہو
 کوئی شخص اندر نہ داخل ہونے پائے۔ حضرت زبیر اور حضرت طلحہ اور چند صحابہ لئے بھی

اپنے اپنے لڑکوں کو آپ کی حفاظت کے لئے بھیج دیا اور کہا کہ کوئی شخص اندر داخل ہو کر
 حضرت عثمانؓ کے پاس جا کر مردان کو نہ لاسکے یہ تمام بڑا پر حفاظت کرتے رہے اور کسی کو اندر نہ گھسنے دیا۔
 یہ دیکھ کر محمد بن ابوبکر نے تیر چیلانے شروع کر دئے حضرت عثمانؓ پر تیر چیلانا چاہتے تھے مگر حضرت
 حسنؓ جو آپ کے دروازہ پر کھڑے تھے ان کے جالگا اور آپ کے خون بہنے لگا ایک تیر
 مردان تک جو حضرت عثمانؓ کے گھر میں تھا پہونچا محمد بن طلحہ کے بھی آکر لگا قنبر حضرت علیؓ کے
 غلام کا سر زخمی ہو گیا محمد بن ابوبکر کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں حسنؓ و حسینؓ کو خون آلود دیکھ کر بنو ہاشم
 نہ بگڑ بیٹھیں اور ایک نیا فتنہ کھڑا ہو جائے یہ سوچ کر دو آدمیوں کا ہاتھ پکڑ کر ان سے کہا کہ اگر
 بنو ہاشم آگئے اور انھوں نے امام حسنؓ کو زخمی دیکھ لیا تو وہ عثمانؓ کو بھول جاویں گے اور
 اٹے ہمارے ذمے پڑ جاویں گے اور ہمارا تمام منسوبہ خاک میں مل جاوے گا اس لئے یہ ترکیب ہے کہ
 ہم تینوں چپکے سے دوسرے گھر میں جو حضرت عثمانؓ کے گھر میں کود پڑیں اور انکو قتل
 کرویں کسی کو بھی خبر نہیں ہو سکی یہ مشورہ کر کے محمد بن ابوبکر مع اپنے دونوں ساتھیوں کے
 ایک انصار کے مکان سے ہو کر حضرت عثمانؓ تک پہنچ گئے اور کسی کو بھی اسکی خبر نہ ہوئی کیونکہ
 آپ کے مکان میں جتنے اشخاص تھے وہ تمام کوٹھے پر بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عثمانؓ مع
 اپنی حرم محترمہ کے نیچے کے مکان میں تھے۔ محمد بن ابوبکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اول
 مکان میں حضرت عثمانؓ کے پاس میں جاتا ہوں جب میں انھیں قبضوں تو تم ایک دم حملہ
 کر کے قتل کر دینا چنانچہ محمد بن ابوبکر نے اندر جا کر آپ کی ڈاڑھی پکڑ لی آپ نے فرمایا اگر تیرا
 باپ تجھ کو ایسی حرکت کرتے دیکھتا تو کیا کہتا یہ سن کر محمد بن ابوبکر کا ہاتھ ڈھیلا پڑ
 گیا۔ مگر اتنے میں وہ دونوں آدمی آگے اور آپ کی طرف جھپٹے اور قتل کر کے جس راستہ
 سے آئے تھے اسی سے بھاگ گئے۔

آپ کی حرم محترمہ چیخنے چلانے لگیں مگر چونکہ شور غوغا بہت ہو رہا تھا آپ کی آواز
 کسی نے نہیں سنی۔ آخر آپ کو ٹھہرے پر چڑھیں اور کہا کہ امیر المؤمنین شہید ہو گئے۔ لوگ
 دوڑے ہوئے آئے تو واقعی حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذبح پر سے تھے۔ یہ خبر
 حضرت علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ اور اہل مدینہ کو پہونچی۔ اس خبر وحشت اثر کو سن کر لوگوں کے

پوشاڑ گئے اور ہوشیار بھاگتے دوڑتے یہاں پہنچے تو آپ کو فی الواقع مقتول پایا اور
 سب نے اِنَّا لِلّٰهِ نَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے صاحبزادوں سے پوچھا
 کہ جب تم دروازہ پر موجود تھے تو پھر امیر المؤمنین کس طرح قتل ہو گئے یہ کہہ کر اپنے ایک طلبہ چنانچہ
 حضرت امام حسنؑ کے مارا اور ایک مرگا امام حسینؑ کی چھاتی پر دیا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ
 ابن زبیر کو بھی بہت برا بھلا کہا اور غصہ میں بھرے ہوئے اپنے مکان پر
 تشریف لے آئے۔

اتنے میں لوگ دوڑے ہوئے آپ کے مکان پر آئے اور کہا کہ ہم آپ سے بیعت
 کرنے ہیں۔ آپ ہاتھ پھیلائیے کیونکہ کسی خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خلیفہ
 کا انتخاب اہل بدر کر سکتے ہیں۔ جس سے اہل بدر راضی ہیں وہ ہی خلیفہ ہے۔ چنانچہ کام
 اہل بدر آئے اور یہ کہا کہ ہم آپ سے زیادہ خلافت کا مستحق کسی دوسرے کو نہیں دیکھتے آپ
 ہاتھ لائیے تاکہ ہم بیعت کریں۔ چنانچہ انھوں نے بیعت کر لی۔

مردان اور اس کے بیٹے پہلے ہی بھاگ چکے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عثمان
 کی زوجہ محترمہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس نے قتل
 کیا ہے انھوں نے کہا کہ یہ تو میں نہیں جانتی ہوں البتہ دو آدمی جنہیں میں نہیں پہچانتی
 اندر داخل ہوئے تھے جن کے ساتھ محمد بن ابوبکر بھی تھے اور محمد بن ابوبکر نے آپ کی
 ڈاڑھی بھی پکڑی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فوراً الجھپٹ کر ابوبکر کو بلا کر دریافت کیا
 محمد بن ابوبکر نے کہا کہ واقعی وہ سچ کہتی ہیں میں اندر گھسنا تھا اور قتل کا ارادہ بھی تھا مگر
 جب انھوں نے میرے باپ کا ذکر کیا تو میں فوراً پیچھے ہٹ گیا اور اس وقت میں بارگاہ
 خداوندی میں توبہ کرتا ہوں واللہ نے انکو قتل کیا نہ میں نے انکو پکڑا حضرت عثمان رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کی حرم محترمہ نے فرمایا کہ واقعی یہ سچ کہتا ہے لیکن ان دونوں کو اسی نے داخل کیا تھا
 ابن عساکر کناہ صفیہ کے غلام سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل مصر میں سے ایک شخص نے جس کی آنکھیں نیلی سرخ تھیں اور
 جس کا نام حماد تھا قتل کیا تھا۔

احمد نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 محصور ہو گئے تو میں (مغیرہ بن شعبہ) حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچا اور میں نے عرض کیا کہ
 آپ امیر المؤمنین ہیں اور آپ پر یہ افتا پڑی ہے میں آپ کو تین لاکھ دینا ہوں ان
 میں سے جسے آپ چاہیں قبول کر لیجئے اول تو یہ کہ آپ نکل کر لڑیئے خدا کے فضل سے
 آپ کے بھی حمایتی بہت ہیں اور آپ حق پر ہیں اور وہ باطل کی طرف ہیں یا آپ کسی
 دوسری طرف سے نکل کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو جائیئے اور مکہ معظمہ پہنچ جائیئے وہاں حرم کو پہنچ
 سے یہ لوگ تعرض نہ کریں گے یا آپ ملک شام چلے جائیئے وہاں حضرت معاویہؓ موجود ہیں وہ
 آپ کی مدد کریں گے۔ اپنے فرمایا کہ میں باہر نکل کر کبھی جنگ نہیں کر سکتا۔ کیا میں رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہو کر مسلمانوں کا خون بہاؤں۔ نہ میں مکہ معظمہ جاسکتا ہوں کیونکہ میں
 نے اپنے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو قریش میں کا کوئی آدمی
 حرم محترم میں فتنہ و فساد کرے گا اس پر نصف عالم کا عذاب ہوگا۔ اور میں اس وعید کا
 موروث کبھی نہیں بن سکتا۔ باقی رہا شام میں چلا جانا سو مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ
 مجھے کبھی گوارا نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی دارالہجرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کو ترک
 کر دوں۔ ابن عباسؓ کو ابو ثور الفہمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
 خدمت میں جبکہ آپ مجھ سے تھے حاضر ہوا اپنے مجھ سے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کے پاس دس
 امانتیں محفوظ کر رکھی ہیں۔ اول میں اسلام میں چوتھا مسلمان ہوں۔ دوم آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے مجھ سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کیا۔ سوم جب وقت نکاح انتقال ہو گیا تو دوسری صاحبزادی
 سے نکاح کر دیا۔ چہارم میں نے کبھی نہیں گایا۔ پنجم میں نے کبھی بدی کی خواہش نہیں کی۔ ششم جب وقت
 سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کبھی اپنا دارا ہنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔
 ہفتم میں نے ہر جمعہ کو جب مسلمان ہوا ہوں ایک غلام آزاد کیا اگر کبھی میرے پاس نہیں
 ہوا تو میں نے اس کی قضا ادا کی۔ ہشتم میں نے زمانہ جاہلیت یا اسلام میں کبھی زنا نہیں
 کیا۔ نہم۔ میں نے کبھی زمانہ جاہلیت یا اسلام میں چوری نہیں کی۔ دہم میں نے قرآن شریف کو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے موافق جمع کیا۔

آپ کی شہادت وسط ایام تشریق ۳۱ھ میں واقع ہوئی بعض کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن اٹھارہ
 ذی الحجہ ۳۱ھ کو ہوئی اور شبِ شنبہ مغرب اور عشا کے درمیان جس کو کب واقع مقام
 بقیع میں مدفون ہوئے۔ سب سے اول آپ ہی بقیع میں مدفون ہوئے بعض کے قول کے
 موافق آپ بروز چہار شنبہ اور بقول بعض و شنبہ چوبیس ذی الحجہ شہید کئے گئے۔
 اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ - مترجم)

آپ کی عمر شریف کے متعلق بہت زیادہ اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ بیاسی سال کی
 عمر تھی اور بعض اکیاسی سال اور بعض چوراسی سال اور بعض چھیاسی سال اور
 بعض اسی سال اور بعض نو اسی سال اور بعض نوے سال بیان کرتے ہیں۔
 حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ آپ کے جنازے کی نماز حضرت زبیر نے پڑھائی اور آپ ہی نے
 ان کو دفن کیا کیونکہ حضرت عثمانؓ نے ان باتوں کی آپ کو وصیت فرمائی تھی۔

ابن عساکر اور ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا،
 کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک زندہ رہے خدا کی تلوار میان میں رہی اور
 آپ کی شہادت کے بعد ایسی میان سے نکلی کہ قیامت تک برہنہ رہے گی (اس روایت
 میں عمر بن قائد اکیلا رومی ہے اور وہ قابل اعتبار نہیں،

ابن عساکر یزید بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جن لوگوں نے
 حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چڑھائی کی تھی انہیں سے اکثر دیوانے ہو گئے تھے۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمانؓ کی شہادت ہے اور سب سے آخری فتنہ
 خروجِ دجال ہوگا واللہ باللہ جو شخص حضرت عثمانؓ کی شہادت پر ایک ذرہ برابر خوش
 ہوگا تو وہ اگر دجال کا زمانہ پاویگا تو اس پر ضرور ایمان لے آئیگا اور اگر دجال کا زمانہ
 نہیں ملیگا تو اپنی قبر میں اس کا متبع ہوگا (ابن عساکر)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا مطالبہ نہ
 کیا جاتا تو آسمان سے پتھر برستے (ابن عساکر)
 حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کئے گئے تو حضرت علیؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں موجود نہیں تھے جب آپ کو اس واقعہ یا بلکہ کی خبر پہنچی تو اپنے فرمایا اہی! نہ میں اس واقعہ پر راضی ہوا اور نہ میں نے کسی طرح کی مدد کی (ابن عساکر) قیس بن عباد کہتے ہیں کہ جنگ جمل کے روز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اہی آپ خوب جانے ہیں کہ میں حضرت عثمان کے خون کا نکل ہی ہوں بلکہ جس روز آپ شہید ہوئے تو میری عقل زائل ہو گئی تھی۔ جب لوگ بیعت کیلئے میرے پاس آئے تو میں نے اسکو برا سمجھا اور میں نے کہا کہ واللہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس قوم سے جس نے حضرت عثمان کو قتل کیا بیعت کیوں اور پھر ایسی صورت میں تو مجھے اللہ تعالیٰ سے اور زیادہ شرم آتی ہے کہ میں بیعت لوں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ابھی مدفون بھی نہیں کے گئے ہوں یہ سنکر لوگ واپس ہو گئے لیکن جب پھر آئے اور مجھ سے بیعت کا سوال کیا تو میں نے کہا اہی! اس سے میں ڈرتا ہوں جو حضرت عثمان پر بڑی ہے آخر میرا دل قابو میں ہوا اور میں نے بیعت کر لیا مگر جب انھوں نے مجھے یا امیر المؤمنین کہہ کر پکارا تو اس سے میرے دل پر ایک چوٹ سی لگی اور میں نے حضرت عثمان کے لئے دعا کی (حاکم)

ابن عساکر ابوخلدہ حنفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمانے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بنو امیہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے قتل کرایا واللہ نے میں نے قتل کرایا نہ میں نے مدد دی بلکہ میں نے لوگوں کو منع کیا مگر کسی نے میری ایک نہ سنی۔

سمرہ کہتے ہیں کہ اسلام ایک حصہ حصین اور بہت بڑا قلعہ تھا مگر قاتلان عثمان نے اس میں رخنہ ڈالا جو قیامت تک کبھی بند نہ ہوگا اور اہل مدینہ میں خلافت تھی قاتلان حضرت عثمان نے ایسی نکالی کہ پھر قیامت تک مدینہ میں کبھی لوٹ کر نہیں آئیگی۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جنگ میں حضرت عثمان کے قتل کے بعد مدد کرنی چھوڑ دی حضرت عثمان کے قتل تک رویت ہلال میں کبھی اختلاف نہیں ہوا اور حضرت حسین کے قتل کے بعد آسمان پر شفق نظر آنے لگی۔

عبدالرزاق اپنی تصنیف میں حمید بن ہلال سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ

بن سلام اس محاصرہ میں جو حضرت عثمانؓ نہر گمر رکھا تھا لشکریت لائے اور فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کو کوئی قتل نہ کرے واللہ جو کوئی آپ کو قتل کرے گا وہ کوڑھی ہو کر مرے گا۔ خدا کی تلوار اب تک میان میں ہے، واللہ اگر تم نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر کے رختہ ڈال دیا تو پھر ایسی میان سے نکلے گی کہ قیامت تک کبھی میان میں نہ جاوے گی یا در کہو کہ ایک نبی کی عوض میں ستر ہزار اور ایک خلیفہ کے لئے میں پچیس ہزار جانیوں کی جیبا کرتی ہیں تب کہیں اس قوم میں پھر اتفاق پیدا ہوتا ہے۔

ابن عساکر عبد الرحمن بن مہدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے اندر دو ^{خصلتیں} ایسی تھیں جو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ میں نہیں تھیں۔ اول شہادت کے وقت تک صبر کرنا۔ دوسرے ایک مصحف پر تمام مسلمانوں کو جمع کرنا۔

حاکم شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ کعب بن مالک نے جو مرثیہ حضرت عثمانؓ کے متعلق لکھا تھا اس سے بہتر دوسرا مرثیہ سننے میں نہیں آیا چنانچہ اسکے بعض اشعار یہ ہیں (ترجمہ) آپ اپنے دونوں ہاتھ اور دروازہ بند کر لیا اور یقین کر لیا کہ خداوند تعالیٰ انافل نہیں ہیں انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمنوں کیساتھ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص قتل نہ کرے گا وہ خدا کی امن میں رہے گا پھر اے ناظر تو نے دیکھا کہ خدا نے ان پر عداوت اور بغض آپ کی شہادت کے بعد ڈال دیا ان میں سے خیر ایسی نکل گئی جیسے لوگوں پر سے آندھیاں۔

فصل

ابن سعد موسیٰ بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن جمعہ کے روز حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ زرد پٹے پہنے ہوئے منبر پر تشریف لائے آپ کے سامنے مؤذن اذان دے رہا تھا اور آپ لوگوں سے انکی خیر و عافیت اور نوح و غیر دریافت کر رہے تھے۔

عبد اللہ رومی سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو اٹھ کر وضو کا سامان خود کر لیا کرتے تھے کسی نے آپ سے کہا اگر آپ کسی خادم کو جگا لیا کریں تو کیا حرج ہے آپ نے فرمایا کہ آخر ان کے لئے بھی تو رات آرام کے واسطے ہے۔

ابن عساکر عمر بن عثمانؓ بن عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی انگلی پر نقش

کندہ تھا اَمْتُعَ بِاللَّيِّ خَلَقَ فَسَهَلَهُ
 ابو نعیم و لائل میں ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ خطبہ فرماتے تھے کہ چچا ہ غفاری نے آپ کے دست مبارک سے آپکا عصا چھین
 کر اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا۔ ایک سال بھی گزرتے نہیں پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر
 مرض آکھ (وہ مرض جس میں گوشت پوست یہ مرض کہا جاتا ہے اور جس کو اردو میں
 گوشت خورہ کہتے ہیں۔ مترجم ابھیچہ دیا۔

فصل

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولیات میں

عسکری ادائل میں بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ ہی نے جاگیر میں مقرر کی آپ ہی
 نے جانوروں کیواسطے چراگاہیں چھوڑیں۔ آپ ہی نے تکبیر میں آواز دھیمی کرائی۔ آپ
 ہی نے مسجد میں خوشبو جلوائی۔ جمعہ میں پہلی اذان کا حکم دیا۔ مؤذنون کی تنخواہیں مقرر
 کیں۔ جب آپ بعد از بیعت خطبہ فرمانے لگے تو آپ سے تقریر نہ ہو سکی مجبوراً اپنے فرمایا لوگو باتم
 جانئے ہو کہ اول اول گھوڑے پر سوار ہو جا بہت مشکل ہو اس دن کے بعد بہت دن آویں
 گے اگر میں زندہ رہا تو تمہیں ضرور خطبہ سناؤنگا۔ ہمارے خاندان میں کبھی کوئی خطیب نہیں
 رہا میں جیسا کچھ ہوں خداوند تعالیٰ تم پر ظاہر کر دینگے (ابن سعد)

سب سے پہلے آپ ہی نے عید کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھا۔ آپ ہی نے سب سے اول لوگوں کو
 خود کوکوۃ نکالنے کا حکم فرمایا۔ اپنی والدہ کی حیات میں سب سے اول آپ ہی خلیفہ ہوئے۔
 آپ ہی نے پوس مقرر کی۔ آپ ہی نے سب سے اول حضرت عمرؓ کی شہادت دیکھ کر مسجد میں اپنے
 لئے علیہ گوشہ بنوایا۔

(اس اولیت کو عسکری نے بیان کیا ہے) سب سے پہلے آپ ہی کی خلافت پر اختلاف ہوا اور
 بعض نے بعض کو برا سمجھا ورنہ پہلے اختلاف مسائل فقہ میں نہ ہوتا تھا اور
 بعض بعض کو برا نہ سمجھتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے بعض ادائل اور بھی ہیں اول

سب سے پہلے صحابہ اہل و عیال کے راہِ قحدا میں آپ ہی نے ہجرت کی۔ تمام مسلمانوں کو قرآن شریف کی ایک ہی قرأت پر جمع کیا۔ ابن عساکر حکیم بن عباد ابن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ہی کے زمانہ میں سب سے پہلے مال و متاع کی اتنی کثرت ہوئی کہ بے فکروں نے کبوتر بازی اور غلیل اندازی شروع کر دی اور آپ کو ان کے انسداد میں ایک آدمی بنی لیث کے قبیلہ کا اپنی خلافت کے شہ میں مقرر کر دیا پڑا جس نے کبوتروں کو پھینچ کیا اور غلیلوں کو توڑ ڈالا۔

فصل

حضرت عثمان بن عفان کے زمانہ خلافت میں حسب ذیل مشہور اشخاص نے انتقال کیا۔
سراقہ بن مالک بن جیشم۔ جبار بن صخر۔ حاتم بن ابی بلتعمہ۔ عیاض بن ظمیر۔ ابو اسید الساعدی۔
اوس بن صامت۔ حرث بن نوفل۔ عبداللہ بن جذاقہ۔ زید بن حازمہ جنھوں نے موت کے بعد تکلم کیا۔ لیبید شاعر۔ مسیب والد سعید۔ معاذ بن عمرو بن جموح۔ معبد بن عباس۔ معیتیب
بن ابی قاطمہ الدوسی۔ ابولبابہ بن عبدالمئزر۔ نعیم بن مسعود اشجعی۔ اور بیت صحابہ اور تابعین
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے خطیبہ شاعر۔ ابو ذؤبیب شاعر ہذلی۔

حضرت علی بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ

علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصاب بن کلاب بن مرہ بن
کعب بن لوسی بن غالب بن فہر بن مالک بن نظر بن کنانہ۔
مصنف نے ساتھ ہی ان لقبوں کے انکے نام بھی بتلائے ہیں چونکہ وہ طرز تحریر میں اردو
کے متعذر ہے اس لئے ہم ان کو علیہ فائدہ کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ مترجم۔
ابوطالب کا نام دراصل عبدمناف تھا اور عبدالمطلب کا نام شیبہ تھا اسی طرح ہاشم کا نام عمر اور
عبدمناف کا نام میجرہ اور قصی کا نام زید تھا باقی بدستور مسطور۔
آپ کی کنیت ابوالحسن تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کنیت ابوتراب

فرمائی تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔ آپ پہلی ہاشمیہ ہیں جو اسلام لائیں اور ہجرت فرمائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور خواجہات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔ آپ عالم ربانی اور مشہور بہادر اور بے بدل زاہد اور معروف خطیب تھے آپ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے قرآن شریف جمع اور مرتب کر کے رسالت پناہی میں پیش کیا تھا۔ آپ نبی ہاشم میں سب سے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ اسلام میں قدیم ہیں بلکہ ابن عباس اور انس اور زید بن ارقم اور سلمان فارسی اور بہت سے صحابہ اس پر متفق ہیں کہ اول آپ ہی اسلام لائے اور بعض کا اس پر اجماع بھی ہے۔

ابو یعلیٰ خود حضرت علیؑ سے ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ووشنہ کے روز مبعوث ہوئے اور میں منگل کے دن مسلمان ہوا۔ جس وقت آپ اسلام لائے آپ کی عمر شریف دس سال کی تھی بلکہ بعض نو بعض آٹھ اور بعض اس سے بھی کم بتلاتے ہیں حسن بن زید بن حسن کہتے ہیں کہ آپ نے کبھی صخر سن میں بھی بت پرستی نہیں کی (ابن سعد) جس وقت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ کو حکم دیا کہ تم ہمارے بعد چند دنوں تک مکہ معظمہ میں اور قیام کرنا تاکہ جو امانتیں اور دو بعیتیں اور وصیتیں ہمارے پاس رکھی ہیں وہ پہونچا دو چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ تمام غزوؤں میں سوائے غزوہ بنو نکت کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنو نکت میں آپ کو خلیفہ بنا کر مدینہ شریف میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ تمام لڑائیوں میں آپ کے بہادرانہ کارنامے اور آثار مشہور ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت دفعہ لڑائیوں میں آپ کو جھنڈا عطا فرمایا ہے۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جنگ احد میں آپ کے سولہ زخم لگے تھے۔ بخاری اور مسلم نے ثابت کیا ہے کہ جنگ خیبر میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا عطا کیا تھا اور پیشنگونی کی تھی کہ خیبر آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوگا۔ آپ کی بہادری کے کارنامے اور قوت بازو کی مثالیں مشہور و معروف ہیں۔ آپ لخم و شیم تھے۔ خود کی وجہ سے سر کے بال اڑے ہوئے تھے۔ میاتہ قدائل پہ پست قدمی۔ پیش کسی قدر بھاری

بہت لمبی ڈاڑھی۔ مونڈھوں کے درمیان گوشت بھرا ہوا پیٹھ سے نیچے بھاری رنگ زیادہ
گندم کوئی تھا تمام جسم پر لمبے بال آگے ہوئے تھے۔

جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جنگ خیبر میں اپنے اپنی پیٹھ پر خیبر کا دروازہ اٹھالیا اور مسلمان
اس پر سوار ہو کر اندر داخل ہو گئے اور خیبر کو فتح کر لیا اور اپنے پھر اسکو پھینک دیا جب
اسکو گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالنے لگے تو چالیس آدمیوں نے اٹھایا (ابن عساکر)

ابن عساکر نے معاذی میں اور ابن عساکر نے ابو رافع سے روایت کی ہے کہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے جنگ خیبر میں قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھا کر بہت دیر تک ہاتھ میں رکھا اور
اس سے ڈھال کا کام لیا اور جس وقت قلعہ فتح ہو گیا تو اسے پھینک دیا لڑائی کے بعد ہم
اسی آدمیوں نے ملکر اسے ہلانا چاہا مگر ہم سے نہیں ہلا۔

بخاری نے ابو بکر بن ہبل بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا نام
ابو تراب بہت پسند تھا اور جب آپ کو کوئی اس نام سے آواز دیتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے
اور کیوں خوش نہ ہوتے جبکہ آقلے دو جہان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ لقب عنایت فرمایا تھا کیونکہ
ایک دن آپ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض ہو کر مسجد میں آکر بیٹ گئے تھے آپ کے بدن
پر کچھ مٹی لگی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ نفس مسجد میں تشریف لائے اور آپ کے بدن پر جو مٹی لگی
گئی تھی آپ اسے جھاڑتے ہوئے فرمانے لگے۔ ابو تراب (مٹی کے باپ) اٹھو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو چھیالیس احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے آپ کے تینوں صاحبزادوں
حسن حسین محمد بن حنفیہ اور ابن مسعود۔ ابن عمر۔ ابن عباس۔ ابن زبیر۔ ابو موسیٰ۔ ابو سعید۔ زبیر بن ارقم۔ جابر بن
عبد اللہ۔ ابو امامہ۔ ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ اور تابعین خیر ان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے روایت کی ہے۔

فصل

وہ احادیث جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت میں وارد ہیں
امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ جتنی احادیث سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت
ثابت ہوتی ہے کسی دوسرے صحابی کی نہیں ہوتی (حاکم)

بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنوکینان میں آپ کو مدینہ میں رہنے کا حکم دیا تو اپنے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے یہاں غورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کر چھوڑے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ اس طرح چھوڑے جاتا ہوں جیسے موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ کر گئے تھے فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (احمد بزار وغیرہ نے اس کو متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے)

بخاری اور مسلم نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ جنگ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا کہ جس کے ہاتھ سے خداوند تعالیٰ اس قلعہ کو فتح کرائیں گے اور اسے شہراوند تعالیٰ اور اسکے رسول کو خوش کر لیا ہے اور خداوند تعالیٰ اور اسکا رسول اسے راضی ہیں۔ رات کو جب وقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سوئے تھے تو فوراً وحوش کرتے تھے کہ دیکھئے کس کو عطا کیا ہو۔ جب صبح ہوئی تو ہر شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہر ایک کے دل میں خواہش تھی کہ شاید مجھے یہ فخر حاصل ہوا حاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ انکی آنکھیں دکھتی ہیں اس عرض سے تشریف نہیں لائے آپ نے فرمایا کہ انھیں فوراً بلا لو جب وقت آپ تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی آنکھوں پر نپا لوائی ہیں لگا دیا جس سے فوراً آنکھیں جمع ہو گئیں اور پھر بھی دکھنے نہیں آئیں اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا آپ پر عطا فرمایا فوراً وحوش اور باتیں ہی کرتے رہ گئے اس حدیث کو طبرانی نے متعدد صحابہ سے روایت کیا صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جب وقت یہ آیت نازل ہوئی نذاع انباؤنا ذالنباء کسم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہرا اور حسن اور حسینؑ کو بلا کر دعا کی۔ الہی یہ میرے کنیہ کے لوگ ہیں۔

ترمذی نے ابوسرینہ اور زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسکا میں صاحب ہوں اسکے علیؑ بھی صاحب ہیں (اسکو احمد نے بھی چند راویوں اور طبرانی نے بھی متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے) بعض راوی اتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے کہا اس سے آپ بھی محبت رکھئے اور جو علیؑ سے بغض رکھے اس سے آپ بھی بغض رکھئے۔

احمد نے ابو الطفیل سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحابہ میں.....
لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم
غدیر خم میں میری نسبت کیا فرمایا تھا۔ تیس آدمی ان میں کھڑے ہوئے اور انہوں نے
گوای وہی کہ ہمارے سامنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس کا میں
صاحب ہوں اسکے علی بھی صاحب ہیں۔ ابی جوحلی سے محبت رکھے آپ ان سے محبت رکھئے
اور جوحلی سے دشمنی رکھے آپ اس سے دشمنی رکھئے۔

ترمذی اور حاکم نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ خداوند تعالیٰ
بھی ان سے محبت رکھتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان کا
نام بتلا دیجئے آپ نے فرمایا ان میں سے ایک علی ہیں۔ کہتے ہیں کہ تین آدمی ابو ذر مقداد
اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔

ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ
کے آپس میں مواخات یعنی بھائی چارہ کرایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رستے ہوئے تشریف
لائے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے تمام صحابہ کے درمیان مواخات کرائی مگر میں
یوں ہی رہ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔
صحیح مسلم میں حضرت علی سے روایت ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے دانہ اگایا اور جان پیدا کی
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ تمہیں تجھ سے (علی) محبت رکھیں اور منافق بعض رکھیں گے۔ ترمذی
نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ تم منافق کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض سے پہچان لینے چاہئے۔

ترمذی اور حاکم نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں
علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے ابن جوزی اور تودوی وغیرہ نے جو اسکو
موضوع کیا ہے غلط ہے ہم اسکی تحقیقات تعقیبات علی الموضعات میں کر چکے ہیں۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یمن کی طرف بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے یمن بھیجیں اور میں ایک جوان آدمی ہوں نا تجربہ کار معاملات سنبھالنے میں نہیں جانتا آپ نے یہ فرمایا کہ سینه پر ایک ہاتھ مارا اور فرمایا الہی! اسکے قلب کو روشن فرما دیجئے اور اسکی زبان کو مستقل مرحمت کیجئے۔ واللہ اس روز سے مجھے معاملات سنبھالنے میں کبھی شک نہیں ہوا۔

ابن سعد نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ آپ لوگوں نے کہا اسکی کیا وجہ کہ آپ زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں میں نے (علیؑ نے) کہا کہ جب کبھی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خوب سمجھایا کرتے تھے اور جب میں چپکا ہوتا تھا تو خود بتلایا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت علیؑ ہم میں سب سے بہتر فیصلہ کنندہ ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کرتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں ہم سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں۔ ابن سعد حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی مسئلہ پوچھا تو جواب با صواب پایا۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب پیچیدہ معاملات آجاتے تھے تو حضرت علیؑ اسوقت اتفاق سے نہ تشریف فرما ہوتے تھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا سے پناہ مانگا کرتے تھے کہ کہیں مسئلہ غلط نہ طے ہو جائے۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ مدینہ شریف میں سوائے حضرت علیؑ کے کوئی ایسا نہ تھا جو یہ کہہ سکے کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے۔ ابن عساکر حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ بھر میں حضرت علیؑ سے زیادہ فراموش جاننے والا اور معاملہ فہم کوئی شخص نہیں تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ سے زیادہ کوئی شخص سنت کا جاننے والا نہیں ہے۔ مسروق کہتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم عمر علیؑ ابن مسعود۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ختم ہو گیا۔

عبداللہ بن عباس ابن ابوربیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے اندر علم کی پوری پختگی اور پختگی تھی

اور آپ تمام عشرہ مبشرہ میں تقدم اسلام اور دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہتہ فی السنۃ اور جرت جنگ اور سخاوت فی المال کی وجہ سے افضل ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں بسند ضعیف جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگ مختلف وختوں کی شاخیں ہیں اور میں اور علیؑ ایک ہی درخت سے ہیں۔ طبرانی اور ابن حاتم حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس جگہ قرآن شریف میں **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا** ہے وہاں سمجھنا چاہیے کہ حضرت علیؑ ان کے امیر و شریف ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے چیز جگہ قرآن شریف میں اکثر صحابہ پر عتاب فرمایا ہے مگر حضرت علیؑ کا ہر جگہ خیر کیساتھ ذکر ہے ابن عساکر حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو کچھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوا ہے کسی کی شان میں نہیں ہوا۔

ابن عساکر نے ابن عباس سے ہی روایت کیا ہے کہ اہل کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئی ہیں۔ بزار نے سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس مسجد میں سوائے تمہارے اور میرے کسی کے لئے جو جہنی ہونا حلال نہیں ہے طبرانی میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں ہوتے تھے تو سوائے حضرت علیؑ کے کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ سے گفتگو کرے۔

طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ اس کے اسناد صحیح ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندر اٹھارہ صفات ایسی ہیں جو کسی دوسرے صحابی میں نہیں ہیں۔

ابوعلی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین خصلتیں ایسی ملی ہیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی ملجاتی تو میرے نزدیک تمام دنیا سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔ لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت وہ کیا خصائل ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنی بیٹی فاطمہؑ کا نکاح کیا۔ دو تم آپ نے ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ وہاں انکو حلال ہو سکتا ہے نہیں

تیسرے جنگ خیبر میں جھنڈا عطا کیا۔

احمد اور ابو بلی حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ نہ میری آنکھ دکھنے آئیں نہ کبھی سر میں درد ہوا جس وقت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر میں میرے لعاب دہن لگایا اور جھنڈا عطا فرمایا تھا۔

ابو بلی اور ہزار سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے علیؑ کو اذیت دی گویا مجھے اذیت دی۔

طبرانی سے بسند صحیح ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے علیؑ کو محبوب رکھا مجھے محبوب رکھا اور جس نے مجھے محبوب رکھا اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھا اور جس نے علیؑ سے دشمنی رکھی مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے مجھ سے دشمنی رکھی اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھی احمد ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے علیؑ کو برا کہا مجھے برا کہا۔ احمد اور حاکم بسند صحیح ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے ارشاد فرمایا کہ تم قرآن کی حفاظت پر اس طرح جھگڑتے ہو جیسے میں قرآن اتارے جانے پر جھگڑتا ہوں۔

ہزار ابو بلی۔ حاکم۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر ارشاد فرمایا کہ تیری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی مثال ہے کہ یہ وہ ہے اسے یہاں تک بغض کیا کہ انکی ماں تک کو بہتان لگا دیا اور انصاری نے اسے اتنی محبت کی کہ جنتی کے وہ لایق نہ تھے یاد رکھو انسان کو دو چیزیں ہلاک کر دیتی ہیں ایک تو اتنی محبت کہ محبوب میں وہ باتیں سمجھنے لگے جو سمجھیں نہ ہوں۔ دوسرے اس درجہ بغض کہ برا کہتے کہتے نہ تم تک اور طبرانی نے اوسط اور صحیح میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور یہ دونوں مجھ سے جدا ہونے کے بعد حوض کوثر پر آئیں گے۔

احمد اور حاکم نے بسند صحیح عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ دو آدمی سب سے زیادہ شقی ہیں ایک تو ایمر (احمر) ثمود جس نے حضرت صالح کی

اونسی کی کوچیں کاٹ ڈالیں دوسرے وہ شخص جو تیرے سر پر تلوار مارے گا اور ڈاڑھی
تون میں تڑپتر ہو جائیگی۔

حاکم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ چند لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
حضرت علیؑ کی کچھ شکایت کی آپ نے فوراً خطبہ فرمایا اور کہا کہ علیؑ کی شکایت ہرگز نہ کرنا وہ خدا
کے معاملات اور اس کے راستے میں بہت زیادہ سخت ہیں۔

فصل

ابن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز تمام
صحابہ نے سوائے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کے مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی اور
حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ حضرت عائشہؓ کو ہمراہ لیکر مکہ شریف کو ہوتے ہوئے بصرہ پہنچے اور وہاں
پہنچ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا مطالبہ کیا جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ
خبر پہنچی تو آپ بھی عراق تشریف لے گئے۔ یہاں جنگ جبل واقع ہوئی جس میں حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ
شہید ہو گئے۔ اور طرفین کے تیرہ ہزار آدمی کام آئے۔ یہ واقعہ جمادی الاخر ۳۳ھ میں واقع ہوا
بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پندرہ روز قیام کیا اور پھر کوفہ تشریف لے گئے کوفہ میں
آپ پر حضرت معاویہؓ نے خروج کر دیا جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو
آپ بھی اس طرف کو بڑھے اور طرفین میں صفر ۳۳ھ میں خوب معرکہ آرا ہوئی اور کئی روز تک
براہر جنگ ہوتی رہی آخر حضرت عمرو بن عاص کے غور و فکر کے بعد اہل شام نے قرآن شریف
بلند کر دئے لوگوں نے اس صورت میں لڑائی کو برا سمجھا اور صلح کیلئے اپنی اپنی طرف دونوں نے
حکم مقرر کر دئے۔ حضرت معاویہؓ کی طرف سے حضرت عمرو بن عاص اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری حکم مقرر ہوئے۔ انھوں نے ایک عہد نامہ لکھا کہ آئندہ سال مقام
انرج میں آکر اصلاح امرت کے متعلق گفتگو کی جائے اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو حضرت
معاویہؓ شام کو اور حضرت علیؑ کوفہ کو واپس چلے گئے۔ کوفہ آکر آپ کے ساتھ سے خواہج
یلعبرہ ہو گئے اور انھوں نے خلافت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انکار کے لامحکم الا اللہ

(سولے حکم خدا کے کسی کا حکم نہیں) کا نعرہ بلند کیا اور دریائے ورار کے پاس ایک جمعیت قائم کر کے مقرر کیا اور ہونیکا ارادہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس کی سرکردگی میں ان کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا لڑائی کے بعد کچھ لوگ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں ہی آئے اور کچھ اپنے قول پر جمے رہے اور نہروان کی طرف بھاگ گئے وہاں پہونچ کر مسافروں کو لوٹنا اور بارنا شروع کر دیا آخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں جا کر وہیں قتل کر ڈالا اور انھیں میں ذاتدیر بھی مارا گیا یہ تمام وقوعہ ۳۸ھ میں واقع ہوا۔

شعبان ۳۸ھ میں بموجب قرار داد سال گذشتہ سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور دیگر صحابہ ازر ح میں جمع ہوئے اور حضرت عمرو بن عاص ابو موسیٰ اشعری پر اپنی طرز گفتگو اور چرب زبانی سے عادی ہو گئے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مختار و ول کر دیا اور حضرت عمرو بن عاص نے حضرت معاویہ کا اقرار کر کے اسے خلافت پر بحیثیت کر لی اس فیصلہ پر لوگوں میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا اور اکثر لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو خلیفہ بدستور قائم رکھا اور کچھ لوگ آپ سے علیحدہ ہو گئے۔

ادھر تین آدمی خوارج کے یعنی عبدالرحمن بن ملجم المرادی اور برک بن عبداللہ تمیمی اور عمر بن بکیر نے مکہ شریف میں جمع ہو کر آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ ان تینوں آدمیوں یعنی حضرت علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص کو قتل کر کے قصہ ہی پاک کر دینا چاہئے۔ تاکہ مسلمانوں کو ان تمام قصصوں اور قضایا سے چھٹکارا ہو۔ چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور برک نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر بن بکیر نے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق عہد کیا کہ ہم ان کو ایک ہی رات میں یکم یا ۱۱ یا ۱۲۔ رمضان المبارک میں شہید کر دیں گے۔ یہ معاہدہ کر کے تینوں بد بخت انھیں شہروں کی طرف جہاں ان کے مقتولین موجود تھے۔ سب سے پہلے اپنی منزل یعنی کوفہ میں ابن ملجم پہونچا اور اس نے وہاں پہونچ کر اپنے دیگر خوارج سے اپنا ارادہ ظاہر کر کے یہ کہا کہ میں نے ۱۲۔ رمضان ۳۸ھ کی رات کو حضرت علی کے شہید کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ حسب معمول صبح کو اٹھے اور اپنے اپنے صاحبزادہ حضرت حسن سے

فرمایا کہ میں نے آج جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے میں نے آپ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ آپ کی امت مجھے سخت تکلیف پہنچتی ہے اور مجھ سے آپ کی امت نے سخت نزاع کیا ہے آپ نے جواب میں فرمایا تم اللہ سے دعا کرو میں نے جناب باری میں دعا کی الہی مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں بدل دو اور انھیں اس سے سابقہ ڈالو جو مجھ سے بدتر ہو آپ یہ فرمائی رہے تھے کہ ابن نباح موزن لے آکر کہا الصلوٰۃ (یعنی نماز کو چلے) آپ گھر سے لوگوں کو نواز کے لئے آواز دیتے ہوئے چلے راستہ میں ابن بطیم ملا اور اس نے آپ کے اس زور سے تلوار ماری کہ آپ کا چہرہ مبارک کنپی ٹنک کٹتا ہوا چلا گیا اور دماغ پر جا کر تلوار کی اس بدبخت قاتل پر چاروں طرف سے لوگ دوڑے اور آخر گرفتار کر لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسی زخم کی حالت میں جمعہ اور ہفتہ کے روز زندہ ہے اور شب یکشنبہ کو انتقال فرما گئے حضرت حسن اور حضرت حسین اور عبد اللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور حضرت امام حسن نے نماز جنازہ پڑھائی اور کوفہ کے دار الامارت میں رات کے وقت آپ کو سپرد خاک کر دیا **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** - مترجم

اس سے فارغ ہو کر ابن بطیم کے ہاتھ پیر کاٹ کر ایک پلٹے میں ڈال دیا اور اس میں آگ دیدی جس سے وہ وہیں جل گیا۔

ہم نے یہ تمام واقعات ابن سعد سے جو اس نے اپنی تلخیص میں لکھے ہیں مختصر نقل کر دیے ہیں نہ اس سے زیادہ کی اس مختصر کتاب میں گنجائش تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ارشاد فرمایا ہے کہ جب ہمارے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو خاموش ہو جاؤ اس لئے مجالِ مزنی نہیں مستدرک میں سدی سے مروی ہے کہ عبد الرحمن بن بطیم خوارج کی ایک عورت پر جس کا نام قطام تھا عاشق ہو گیا تھا جب اس عورت نے اس سے نکاح کیا تو مہر میں تین ہزار درہم اور حضرت علی نے کا قتل معین کیا تھا۔ اسی واقعہ کو فرزوق شاعر نے نظم کیا ہے (ترجمہ اشعار) ایسا مہر کسی جو انمروے نے نہ سنا ہو گا جیسا کہ مہر قطام کا محل تھا۔ یعنی تین ہزار درہم اور ایک غلام اور حضرت علی کا قتل شمشیر براں سے۔ حضرت علی کی شہادت سے کوئی مہر گراں قدر نہیں ہو سکتا اور نہ ابن بطیم کے قتل سے بڑھ کر قتل ہو سکتا ہے۔

ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قبر شریف کو اس نے پوشیدہ کر دیا کیا ہے کہ کہیں خارجی اس کی توہین نہ کریں۔ شریک کہتے ہیں کہ آپ کے صاحبزادے امام حسن نے آپ کے جسد مبارک کو دار الامارہ سے منتقل کر کے مدینہ شریف پہنچا دیا چنانچہ میر و محمد بن حنیب سے روایت کرتے ہیں کہ اقل وہ شخص جو ایک قبر سے دوسری میں منتقل ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ یاس۔ ابن عساکر سعید بن عبد العزیز سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ شہید ہوئے تو آپ کے جسد مبارک کو مدینہ شریف میں لیجانے لگے تاکہ وہاں حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کریں مگر راستہ میں رات کو وہ اونٹ جس پر لعش مبارک رکھی ہوئی تھی کہیں بھاگ گیا اور اسکا کہیں پتہ نہ چلا اسی واسطے اہل عراق کا قول ہے کہ آپ لوگوں میں تشریف فرما ہیں بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ تلاش کرنے پر وہ اونٹ طے کے کسی شہر میں ملا اور آپ کو وہیں دفن کر دیا آپ کی عمر شریف میں اختلاف ہے کوئی تریسٹھ برس کوئی چونسٹھ برس کوئی پینسٹھ برس اور کوئی ستاون اور کوئی اٹھاون برس کی بتلاتا ہے۔ آپ کی انیس کینز تھیں۔

فصل

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چند مختصر اخبار و قضایا اور کلمات طیبات

سعد بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اے خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے دشمنوں کو ہم سے مسئلہ دریافت کر کے توفیق بخشی۔ معاویہ نے ہم سے دریافت کر کے بھیجا ہے کہ خنثی مشکل کے میراث میں کیا حکم ہے میں نے لکھ بھیجا ہے کہ اگر پیشاب گاہ کی صورت سے میراث کا حکم جاری ہوگا (یعنی اگر اس کی پیشاب گاہ مردوں کے مشابہ ہے تو اس کا حکم مردوں جیسا ہے ورنہ عورت جیسا) امیشیم نے شعبی سے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ابن عساکر نے حضرت حسن سے روایت کی ہے کہ جب وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ تشریف لائے تو ابن الکوار اور قیس بن عبادہ نے کھڑے ہو کر آپ سے کہا کہ کیا آپ ہمیں یہ بتلاویں گے جیسے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا

کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے یہ کہنا تکبر ہے کیونکہ آپ سے زیادہ اور کون اس معاملہ میں نفع ہوگا۔ آپ کا یہ تو شنیدہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا۔ جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے تصدیق کی ہے تو اب آپ پر کیوں جھوٹ تراشوں۔ فی الحقیقت اگر آنجناب نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کو کیوں منبر حضور پر کھڑا ہونے دیتا میں ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالتا خواہ میرا ساتھ دینے والا ایک بھی نہ ہو ہوتا۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل نہیں ہوئے اور نہ اچھا تک انتقال ہوا بلکہ آپ نے موت میں چند دنوں تک زندہ رہے۔ جب وقت آپ کی رہائی ہونے لگی اور موذن نے آپ کو نماز کے لئے بلایا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ انھوں نے نماز پڑھائی۔ اور حضور اپنی جگہ پڑے دیکھتے رہے۔ جب دوسری نماز کا وقت ہوا اور موذن نے آپ کو بلایا تو آپ نے پھر حضرت ابوبکر صدیق کا حکم فرمایا اور آپ نے نماز پڑھائی اور حضور اپنی جگہ سے دیکھتے رہے۔ اس درمیان میں ایک یار ام المومنین (حضرت عائشہ صدیقہ) نے فرمایا کہ تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی عورتیں ہو۔ ابوبکر ہی کو کہو کہ نماز پڑھاؤں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ہم نے اپنے معاملات میں غور کیا اور اس شخص کو اپنی دنیا کے واسطے اختیار کیا جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے واسطے انتخاب فرمایا تھا۔ کیونکہ نماز دین کی اصل اور جڑ ہے اور آپ دین اور دنیا دونوں کے قائم رکھنے والے تھے۔ لہذا ہم نے حضرت ابوبکر صدیق سے بیعت کر لی اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی اس کے اہل تھے اور اسی واسطے ان کی خلافت میں کسی نے اختلاف نہیں کیا اور کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا اور نہ کوئی آپ کی خلافت سے بیزار ہوا۔ میں نے کبھی اس بنا پر آپ کا حق ادا کیا اور اطاعت کی اور آپ کے لشکر میں شامل ہو کر کفار سے جنگ کی۔ جو کچھ آپ نے دیا میں نے لیا اور جہاں کہیں آپ نے مجھے لڑنے کا حکم دیا میں نے اس کو لکر لڑا۔ ان کے حکم سے حد شرعی لگائی۔ جب آپ کا وہ سال ہو گیا تو آپ حضرت عمر کو خلیفہ بنا گئے۔ ہم نے

ان کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جو حضرت ابو بکر صدیق کیساتھ کیا تھا جب آپ کا بھی انتقال ہوئے لگا تو میں نے اپنے دلی میں غور کیا اور اپنی قرابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ اور اسلام میں اپنی سبقت اور اعمال اور دیگر فضیلتوں کو دیکھا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب میری خلافت میں اعتراض نہ فرمائیں گے مگر انھیں خوف پیدا ہوا کہ کہیں میں ایسے خلیفہ کو منتخب نہ کر جاؤں کہ جس کا انجام اچھا نہ ہو یہ سوچ کر آپ نے اپنے نفس اور اپنی اولاد کو بھی خلافت سے محروم کر دیا اگر آپ بخشش میں اصول کو ہاتھ سے نہ دیتے تو آپ کے بیٹے سے بڑھ کر کون مستحق خلافت ہو سکتا تھا آپ کے انتقال کے بعد انتخاب اب قریش کے چھ آدمیوں کے ہاتھ میں آیا جن میں سے ایک میں بھی تھا جب یہ چھ آدمیوں کی جماعت انتخاب کے لئے بیٹھی تو میں نے پھر دل میں خیال کیا کہ یہ مجھ سے دریغ نہ کریں گے عبد الرحمن بن عوف نے ہم تمام آدمیوں سے عہد لیا کہ ہم میں سے جو خلیفہ منتخب ہو جائے ہم اس کی اطاعت کریں گے پھر عبد الرحمن بن عوف نے حضرت عثمان بن عفان کا ہاتھ پکڑ کر ان سے بیعت کر لی تب میں نے سوچا کہ میری بیعت میری اطاعت پر غالب آگئی اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا تھا وہ دوسرے کی اطاعت کے واسطے لیا گیا تھا چنانچہ ہم سب نے پھر حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور میں آپ کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا جس طرح حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے ساتھ آیا تھا جب حضرت عثمان کی شہادت ہو چکی تو میں نے سوچا کہ وہ دونوں خلیفہ کہ جنکی خلافت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ بالصلوة کے ساتھ ہم سے عہد لیا تھا گذر گئے اور جن کے لئے مجھ سے وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی چل بسے۔ یہ سوچ کر میں نے بیعت لینا شروع کر دی چنانچہ مجھ سے اہل حرمین شریفین اور ان دو شہروں (بصرہ اور کوفہ) کے رہنے والوں نے بیعت کر لی اس معاملہ خلافت میں اب میرا ایک ایسا شخص (حضرت معاویہ - مترجم) مقابل بنا ہے کہ جو نہ میرے مثل قرابت میں نہ علم میں نہ سبقت اسلام میں کسی میں بھی نہیں اور میں ہر حالت میں اس سے زیادہ مستحق خلافت ہوں۔

ابو نعیم نے دلائل میں جعفر بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے یہاں ایک مقدمہ پیش ہوا آپ اس کی سماعت کے لئے ایک دیوار کے نیچے بیٹھے ایک شخص نے عرض کیا کہ دیوار گرا چاہتی ہے آپ نے فرمایا تم اپنا کام کرو میری حفاظت کر نیوالا میرا خدا ہے۔ جبوقت آپ مقدمہ کا فیصلہ دیکر وہاں سے اٹھے تب دیوار گر پڑی۔

طیوریات میں جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ اکثر خطیبہ میں فرماتے ہیں۔ الہی باہم کو ویسی ہی صلاحیت دو جیسی اپنے خلفاء راشدین المہدیین کو عطا کی تھی۔ وہ خلفاء راشدین کون تھے۔ آپ آنکھوں میں آنسوؤں بھرائے اور فرمایا کہ میرے دوست ابو بکر اور عمر تھے اور وہ دونوں امام الہدیٰ اور شیخ الاسلام تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قریش کے مقتدی تھے جس شخص نے انکی اقتدا کی نجات پائی اور جس نے انکا اتباع کیا ہدایت پائی جو لوگ ان کے راستہ پر چلے وہ اللہ کے لشکر میں داخل ہیں۔

عبد الرزاق نے حجر المدری سے روایت کی ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز فرمایا کہ اگر کوئی شخص تجھے حکم دے کہ تجھ پر لعنت کرے تو تو کیا کریگا میں نے پوچھا کہ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسا بھی ہوگا۔ میں نے عرض کیا تو پھر میں ایسی صورت میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تو لعنت بھجو (یعنی اس کام پر لعنت بھجو جیسے کہ اگلی عبارت سے مستفید ہوتا ہے۔ مترجم) اور مجھ سے جدا نہ ہو جو۔ چند ہی سال گذرے تھے کہ محمد بن یوسف برادر حجاج بن یوسف امیر مین نے حکم دیا کہ علی پر لعنت بھیج جائے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ امیر مین حکم دیتا ہے کہ ہم حضرت علی پر لعنت کریں۔ لہذا تم اس پر لعنت بھجو کہ خدا اس پر لعنت کرے میری اس بات کو سوائے ایک آدمی کے اور کوئی نہ سمجھا۔ طرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم نے دلائل میں زاداں سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ فرمایا اور ایک شخص نے آپ کو جھٹلا دیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو میں تیرے ... واسطے بد دعا کروں۔ اس نے کہا کہ کر دیجئے آپ نے اس کے لئے بد دعا کر دی۔ چنانچہ شخص ابھی اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ تھا کہ اندھا ہو گیا۔

زیر بن حبیش کہتے ہیں کہ دو آدمی کھانا کھانے کے لئے بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں

اور دوسرے کے پاس تین تھیں۔ اتنے میں ایک تیسرا شخص آگیا اور ان دونوں نے اسکو
بھی اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ ان تینوں نے آٹھوں روٹیاں کھالیں۔ جب وہ تیسرا شخص
جائے لگا تو اس نے آٹھ درہم ان کو دیکر کہا کہ جو کچھ میں نے کھایا ہے یہ اس کا عوض
ہے ان دونوں میں ان درہموں کی تقسیم کی وجہ سے جھگڑا ہو گیا پانچ روٹیوں والے
نے کہا کہ میں پانچ درہم لوں گا اور تجھے حصہ رسد تین دونگا اور تین روٹیوں والے
نے کہا کہ برابر حصہ لوں گا یہ فیہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں آیا آپ نے تین روٹیوں
والے سے کہا کہ تو وہی لیے چھوہ دوسرا شخص دیتا ہے کیونکہ اسکی روٹیاں زیادہ تھیں اور
تیری کم تھیں اسنے کہا کہ واللہ میں کبھی راضی نہیں ہوں کیا حتی کہ میرا حتی چھوہ پورا نہ دلو اور یا جائے
اپنے فرمایا کہ اگر حتی پوچھتا ہے تو تیرا محض ایک درہم بیٹھتا ہے اور دوسرے کے ساتھ ہوتے
ہیں اس نے کہا سبحان اللہ یہ کس طرح ذرا مجھے بھی سمجھا دیجئے تاکہ میں اس وجہ کو قبول کر لوں اپنے
فرمایا کل آٹھ روٹیاں تھیں آدمی تم تین تھے چونکہ یہ مساوی طور پر حصہ تقسیم نہیں ہوتا اسلئے
آٹھ کو تین سے ضرب دیو جس سے ان روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے ہوئے اور چونکہ یہ
کبھی معلوم نہیں کہ کس نے کم روٹیاں کھائیں اور کس نے زیادہ اس لئے لامحالہ
تسلیم کرنا پڑے گا کہ برابر کھائیں اس لحاظ سے تو نے آٹھ ٹکڑے کھائے اور ایک ٹکڑا
باقی بچا۔ اور پانچ روٹیوں والے نے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ کھائے اور سات بچے۔
اب اس شخص درہم دینے والے نے تیرا ایک ٹکڑا کھایا اور اس کے سات ٹکڑے کھائے
لہذا ظاہر ہے کہ تجھے ایک درہم ملنا چاہئے اور تیرے ساتھی کو سات درہم اس شخص نے
کہا کہ اب میں راضی ہو گیا۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عطل سے روایت کی ہے کہ ایک پردو آدمیوں نے

چورمی کی گواہی دی آپ اسکی تفتیش حال میں لگے اور فرمایا کہ میں جھوٹے گواہوں کو

سخت سزا میں دونگا اور جب کبھی میرے پاس جھوٹے گواہ آئے ہیں تو میں سزا میں دی

ہیں۔ پھر اپنے ان دونوں گواہوں کو طلب کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی بھاگ چکے ہیں۔

عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ کے پاس

آکر دلوئی کیا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اس نے خواب میں میری ماں سے جماع کیا ہو آپ نے فرمایا کہ اس کو و صوب میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کے درے لگائے جائیں۔

ابن عساکر جعفر بن محمد کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا نعم القادر اللہ اور عمرو بن عثمان بن عفان کہتے ہیں کہ آپ کی مہر یہ تھی۔ الملک اللہ۔ مدیعی کہتے ہیں کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوفہ میں تشریف لائے تو حکمائے عرب میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا امیر المؤمنین واللہ آپ نے منصب خلافت کو زینت بنی کعبہ منصب خلافت نے آپ کو کوئی زینت نہیں دی۔ آپ نے منصب خلافت کو بلند کر دیا حالانکہ منصب خلافت نے آپ کے رتبہ میں کوئی زیادتی نہیں کی۔ یہ منصب خلافت آپ ہی جیسیوں کا محتاج تھا۔ یہی مدیعی بھیج سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک روز بیت المال میں جھار ڈوڑی اور پھر نماز پڑھ کر دعا مانگی کہ الہی مجھے تو فقیہ بننے کے میں بیت المال کا روپیہ مسلمانوں سے دریغ نہ رکھوں۔

ابوالقاسم زجاجی اعلیٰ میں چند راویوں سے روایت کرتے ہیں کہ ابو اسود وکی کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو پوچھا کہ گرون اور متفکر دیکھ کر عرض کیا کہ آج آپ متفکر کیوں بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے شہر میں لغات کے اندر تبدیل شروع ہو گیا ہے اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ عربیت کے اصول کے اندر کچھ قواعد منضبط کروں تاکہ زبان اپنی حیثیت سے نہ گرنے میں نے عرض کیا کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم پر بڑا احسان ہوگا۔ اور آپ کے بعد وہ اصول ہمیشہ باقی رہیں گے۔ تین روز کے بعد جو میں پھر حاضر ہوا تو آپ نے ایک کاغذ نکال کر میرے سامنے ڈال دیا اس میں **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** کے بعد لکھا تھا کہ کلام کی تین قسم ہیں۔ اسم۔ فعل۔ حرف۔ اسم وہ ہے جو اپنے اسمی کی خبر دے اور فعل وہ ہے جو اپنے اسمی کی حرکت کی خبر دے۔ اور حرف وہ ہے جس میں یہ دونوں خاصیت نہ پائی جائیں۔ جب میں یہ دیکھ چکا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارے ذہن میں بھی کچھ ہو تو اس میں زیادہ کرو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اشباہ بنین قسم کی ہوتی ہیں۔

ظاہر مضمحل اور ایک ظاہر نہ پوشیدہ اس تبیسری قسم پر علمائے بڑی بڑی بحثیں کی ہیں۔ ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں پھر چلا آیا اور میں نے بھی کچھ جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کیا۔ منجملہ ان کے حروف ناصیہ بھی میں نے لکھے تھے جو یہ تھے۔ اِنَّ اِنَّ کَیْتَ۔ نَعْلَ۔ کَاکَ۔ آپ نے فرمایا کہ لیکن یہ تو حرف ناصیہ ہے اس کو کیوں نہیں ذکر کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں اسے حرف ناصیہ نہیں سمجھتا آپ فرمایا نہیں وہ بھی حرف ناصیہ ہے۔ ان میں زیادہ کر دو۔

ابن عساکر نے ربیع بن ناقد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ لوگو! تم شہد کی مکھی کی طرح ہو جاؤ اگرچہ وہ پرندوں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور دوسرے پرند اس کو ایک بے حقیقت شے تصور کرتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اس کے اندر کیا کیا برکات ہیں۔ لوگو! تم اور لوگوں سے اپنی زبان اور جسم کیساتھ خلائق رکھو اور اپنے اعمال اور قلوب کے ساتھ جدائی پیدا کرو کیونکہ قیامت میں انسان کو اسی چیز کا بدلہ ملیگا جو اس نے کیا ہے اور وہ قیامت کے دن اسی شخص کے ساتھ ہوگا جس سے اسے دنیا میں محبت تھی۔

نیز آپ فرماتے ہیں کہ قبول عمل میں زیادہ کوشش کرو۔ کوئی عمل بغیر تقویٰ کے قبول نہیں ہوتا اور واقعی خلوص کے بغیر کس طرح قبول ہو سکتا ہے۔

یحییٰ بن جعدہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے حاملانِ قرآن قرآن شریف پر عمل بھی کرو اس واسطے کہ عالم وہی شخص ہے جو پڑھ کر اس پر عمل بھی کرے اور اپنے عمل کو علم کے موافق بنائے۔ عنقریب ایسے آدمی بھی پیدا ہوں گے جو علم حاصل کریں گے مگر ان کا علم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترنیکا ان کا باطن ان کے ظاہر کے مخالف ہوگا۔ ان کا عمل ان کے علم کے بالکل متضاد ہوگا۔ وہ خلق باندھ باندھ کر بیٹھیں گے اور ایک دوسرے پر فخر و مباحات کریں گے حتیٰ کہ ایک آدمی اپنے پاس بیٹھے ہوئے پر غصہ ہوگا کہ وہ میرے برابر سے اٹھ کر دوسری جگہ بیٹھے۔ ان لوگوں کے اعمال ان کی مجلسوں سے خدا کی طرف نہیں پہنچنے کے۔

آپ نے فرمایا کہ امر خیر پر توفیق بہتر کشش ہے اور حسن خلق اچھا دوست ہے اور عقل عمدہ ساتھی ہے اور ادب اچھی میراث ہے اور وحشت عجب و ضرور سے بھی بدتر چیز ہے۔ عارث کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ سلمہ قدر کو مجھے سمجھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ ایک اندھیرا راستہ ہے اس میں مت چل۔ اس نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ یہ ایک بحر عمیق ہے اس میں مت غوطہ لگا۔ اس نے پھر پوچھا آپ نے فرمایا یہ اللہ کا ایک بھید ہے جو تجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اس کی فیتش مت کر مگر اس نے پھر اصرار کیا آپ نے فرمایا اے سائل اچھا یہ بتلا کہ خالق سماں و زمین نے تجھے اپنی عرضی کے موافق پیدا کیا ہے یا تیرے کہنے کے بموجب اس نے کہا کہ جس طرح انھوں نے چایا پیدا کیا۔ آپ نے فرمایا تو جس طرح وہ چاہیں گے اسی طرح تیرا استعمال بھی کریں گے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ ہر رنج اور مصیبت کے لئے انتہا ہوتی ہے اور جب کسی پر مصیبت پڑتی ہے تو وہ اپنے انتہا تک ضرور پہنچ کر رہتی ہے لہذا عاقل کو لازم ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت آوے تو اس کے دفعیہ کی کوشش نہ کرے حتیٰ کہ اسکی مدت نذرے کیونکہ اسکے دفع کی تا دیر میں اسکی مدت کے انقضائے سے پہلے اور بھی زیادہ زحمت ہوگی کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ سخاوت کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جو بغیر مانگے دینا وہ سخاوت ہے اور جو سوال کے بعد میں دے تو بخشش اور داد و دہش ہے۔

آپ کے پاس ایک شخص نے آکر آپ کی بہت زیادہ مبالغہ کے ساتھ مدح کی اور وہ ایک دفعہ آپ کی خدمت کہیں کر چکا تھا جسکی خیر آپ کو پہنچ چکی تھی آپ نے فرمایا کہ میں ایسا تو نہیں ہوں جیسا تم کہہ رہے ہو البتہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اس سے زیادہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ معصیت کی سزا عبادت میں سستی اور معیشت میں تنگی اور لذت میں نقص ہے۔ علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ خدا تجھے ہلاک کرے آپ نے فرمایا میری چھاتی پر۔

شعبی کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق اشعار کہا کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی

شاعر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شعر و شاعری کرتے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تینوں سے زیادہ بڑھکر شاعر تھے چنانچہ نبیؐ اجمعی سے آپ کے مندرجہ ذیل اشعار مروی ہیں (ترجمہ اشعار) جسوقت دلوں پر بالیوسی چھا جائے اور باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہو جائے اور زمانہ کے مکروہات اقامت پذیر ہو جائیں اور اس کے اناکن میں حوادثِ ممکن ہو جائیں اور کوئی صورت اس سے چھٹکارے کی کسی عاقل کو نہ ملے۔ تو ایسی صورت میں خود بخود تیرے پاس فریاد رس اور مستجیب آویگا۔ کیونکہ ہر حوادثِ جس وقت منتہی ہوتے ہیں تو اس کے بعد وسعت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔

شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص کا آپ کو اپنے پاس بھڑانا ناگوار تھا اسوقت آپ نے یہ اشعار فرمائے (ترجمہ تاریخ) تو جاہلوں سے ہم صحبت مت ہو اور ان سے دور رہ اور ان کو دور رکھ۔ کیونکہ بہت جاہلوں نے عقلمندوں کو ہلاک کر دیا جب ان سے بھائی چارہ کیا۔ آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ جب قیاس کیا جاتا ہے جب اسکے ہمراہ ہو۔ کیونکہ ہر چیز کے دوسری چیز کے ساتھ اندازے اور مشابہتیں ہیں۔ ایک جوتا دوسرے جوتے کے ساتھ جب ہی اندازہ کیا جاتا ہے جب انکو مقابل کیا جائے اور دل کو دل سے جب ہی راہ ہے جب وہ ملاقات کریں۔

میر و کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار پر آپ کے یہ اشعار کندہ تھے (ترجمہ اشعار) آدمی کے واسطے دنیا کی حرص اسراف کے ساتھ ہے۔ حالانکہ اس کی صفائی تیرے لئے کدورت سے ملی ہوئی ہے۔ دنیا پر بہت سے جھگڑنے والے ہیں۔ جنگی دنیا موافقت نہیں کرتی اور بہت سے ایسے عاجز ہیں کہ دنیا ان کو بغیر کوتاہی کے پہنچتی ہے۔ رزق عقل کے سبب جب تک نہیں ملتا جب تک رزق نہ دئے جائیں لیکن وہ لوگ بمقدار مقدر روزی دے جاتے ہیں اگر روزی بزور بازو یا غلبہ کے ہوتی تو باز چڑیلوں کے قریب ہی جا پہنچتے۔

نیز یہ بھی آپ کے اشعار ہیں (ترجمہ اشعار) اپنا بھید سوائے اپنے کسی پر نہ ظاہر کر۔ کیونکہ ہر نیک خواہ کیلئے نیک خواہ ہے۔ میں نے بہت سے گمراہ آدمیوں کو دیکھا ہے

کہ کسی کمال کو درست نہیں چھوڑتے۔
 عقبہ بن ابی صہبہ روایت کرتے ہیں کہ جب ابن بلجم نے آپ کے تلوار ماری تو حضرت
 سن رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے ہوئے آئے اپنے فرمایا بیٹا! اٹھ باتیں ہمیشہ یاد رکھنا
 ام حسن نے پوچھا وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑی تو نگر کی مستقل سے اور سب سے زیادہ
 فلسی حماقت ہے اور سب سے سخت وحشت غرور ہے اور سب سے بڑا کرم حسن خلق ہے۔
 ام حسن نے عرض کیا اور چار دوسری کیا ہیں آپ نے فرمایا کہ احمق کی صحبت سے بچو
 لیونکہ ارادہ تو وہ تمہیں نفع پہنچانے کا کرتا ہے مگر ضرر پہنچا دیتا ہے۔ جھوٹے سے
 برہیز کرو کیونکہ بعید کو قریب اور قریب کو بعید کر دیتا ہے۔ بخیل سے بھی گریز کرو کیونکہ
 وہ تم سے وہ چیزیں چھینا دیکاجن کی تمہیں احتیاج ہوتی ہے۔ فاجر سے بھی علیحدہ رہو
 کیونکہ وہ تمہیں کوریوں کے مول بنچدے گا۔

ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے آپ سے سوال کیا کہ ہمارا رب کس
 سے ہے یہ سنکر آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ وہ ایسی ذات نہیں ہے کہ نہیں
 تھا اور پھر ہو گیا وہ ہمیشہ سے ہے اور بلا کینونہ اور بلا کیٹ ہے نہ اس کی ابتدا ہے
 نہ انتہا تمام انتہائیں اس سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہیں وہ برانتہا کی انتہا ہے یہ سنکر
 یہودی فوراً مسلمان ہو گیا۔

درج نے شرح قاضی سے روایت کی کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین
 میں جانے لگے تو آپ کی زرہ کھوئی گئی۔ جب جنگ ختم ہو گئی اور آپ کو فہ واپس
 تشریف لائے تو آپ نے ایک یہودی کے پاس اس زرہ کو دیکھا آپ نے اس یہودی
 سے فرمایا کہ یہ زرہ میری ہے۔ نہ میں نے بیچ کی نہ ہبہ کی پھر تیرے پاس کیسی۔ اس
 نے کہا کہ میری زرہ ہے اور میرے ہی قبضہ میں ہے آپ نے فرمایا کہ میں قاضی کے یہاں
 دعویٰ کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ قاضی شریح کے یہاں گئے اور ان کے قریب بہا
 بیٹھے اور فرمایا کہ اگر میرا مخالف یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے برابر ہی عدالت میں
 کھڑا ہوتا۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے

جب خداوند تعالیٰ نے یہود کو حقیر سمجھا ہے تو تم بھی حقیر سمجھو۔ قاضی شریح نے کہا کہ آپ کا
 دعویٰ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ میری زرہ ہے نہ میں نے اس کو فروخت کی نہ ہبہ کی۔
 قاضی شریح نے یہودی سے کہا کہ تمہارا کیا جواب ہے اس نے کہا کہ زرہ میری ہوا
 میرے قبضہ میں ہے۔ قاضی شریح نے کہا یا امیر المؤمنین آپ کا کوئی گواہ ہے آپ نے اپنے
 ایک غلام قنبر اور اپنے بیٹے حسن کو پیش کیا۔ قاضی شریح نے کہا کہ بیٹے کی گواہی باپ کے
 واسطے ناجائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اہل جنت کی گواہی ناجائز ہے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ جو انان جنت کے سردار ہیں اتنے میں یہودی
 چلا اٹھا کہ یا امیر المؤمنین حالانکہ آپ امیر المؤمنین ہیں مگر آپ مجھے قاضی کے پاس لائے
 اور وہ قاضی آپ سے عام آدمیوں کی طرح جرح و قدح کر رہا ہے۔ اور یہی آپ کے
 دین کی صداقت ہے۔ بیشک یہ زرہ آپ کی ہے میں مسلمان ہوتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَا
 اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ -

فصل

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفسیر قرآن عظیم

آپ کی تفسیر قرآن بہت زیادہ ہے جس کو ہم نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے
 چند ایک بطور نمونہ کے درج کرتے ہیں۔

ابن سعد نے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ واللہ مجھے ہر ایک آیت کا نشان
 نزول اور کہاں نازل ہوئی اور کس کے حق میں نازل ہوئی سب کچھ معلوم ہے کیونکہ
 میرے رب نے مجھے قلب اور عقل اور زبان ناطق عطا فرمائی ہے۔

ابن سعد وغیرہ نے ابوالطفیل سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 فرمایا کرتے تھے کہ جس کسی کو قرآن شریف کے متعلق پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے کیونکہ
 کوئی آیت ایسی نہیں جو مجھے معلوم نہ ہو کہ یہ دن میں نازل ہوئی یا رات کو میدان
 میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔

ابن ابی داؤد محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق سے بیعت کرنے میں ذرا دیر کی حضرت ابو بکر صدیق آپ سے ملے اور آپ نے کہا کیا تم کو میری بیعت میں کچھ تامل ہے آپ نے کہا کہ نہیں مگر میں نے اس بات کی قسم کھائی کہ میں جب تک اپنی چادر سولے نماز کے نہیں ہاڑھوں گا جب تک میں قرآن شریف کو جمع نہ کر لوں چنانچہ لوگوں کا گمان ہے کہ آپ نے قرآن شریف اسی ترتیب سے جمع کیا تھا جس طرح سے کہ نازل ہوا تھا۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ اگر وہ قرآن شریف ہمارے پاس تک پہنچتا تو علم کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہوتا۔

فصل

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر کلمات حکمت

آپ نے فرمایا زیادہ ہوشیاری سو رطن ہے (ابو الشیخ ابن حبان)

محبت اپنے سے بعید النسب شخص کو قریب کر دیتی ہے اور عداوت قریب النسب آدمی کو بعید کر دیتی ہے۔ دیکھو یا تمہ جسم میں سب سے زیادہ قریب ہے مگر جب ہاتھ خراب ہو جاتا ہے تو کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور پھر داغ دیدیا جاتا ہے (ابو نعیم)

آپ نے فرمایا کہ میری پانچ باتیں یاد رکھو کسی شخص کو سوائے گناہ کے اور کسی سے نہ ڈرنا چاہئے اور سوائے اپنے رب کے کسی سے امید نہ رکھنی چاہئے۔ جو چیز آدمی نہ جانتا ہے اس کے سیکھنے میں کبھی شرم نہ کرنی چاہئے۔ اور عالم کو اس وقت شرم نہ کرنی چاہئے جبکہ وہ کوئی مسئلہ نہ جانتا ہو اور اگر کوئی اس سے اس مسئلہ کو دریافت کرے تو یہ کہہ دے کہ خداوند

تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔ صبر اور ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے سر اور جسم کی جب صبر جاتا رہا تو مجھو کہ ایمان جاتا رہا کیونکہ جب سراہی جاتا رہا تو پھر جسم کہاں رہتا گیا (ابن منصور)

آپ نے فرمایا کہ فقیہہ کامل وہ فقیہہ ہے جو لوگوں کو خدا کی رحمت سے ناامید نہ کرے

اور لوگوں کو گناہوں کی خصمت نہ دے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچوف نہ کرے اور قرآن شریف کی طرف سے لوگوں کو اعراض نہ کرے جس عبادت کی آدمی کو خیر ہو اس میں خیر کبھی نہیں ہو سکتی جو آدمی علم کو اچھی طرح سمجھے وہ علم نہیں کہلاتا جس میں غور و فکر نہ ہو وہ بڑھتا نہیں کہلاتا (ابو النضر یس)

مجھے سب سے زیادہ عزیز وہ شخص ہے کہ جب اس سے وہ بات دریافت کی جائے جس کا سبب علم نہیں تو صاف کہدے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں (ابن عساکر) جو شخص لوگوں میں انصاف کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ جو بات اپنے اوپر پسند کرے وہی دوسروں کے واسطے بھی پسند کرے (ابن عساکر)

آپ نے فرمایا کہ سات باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں۔ بہت زیادہ غصہ زماوہ پیاس۔ جلدی جلدی جمائی کا آنا۔ قے۔ نکسیر۔ بول ہرازا اور یاد الہی کی وقت نیند کا آنا۔ انار کو اسکی جھلی کے ساتھ جو دانوں پر لپیٹی رہتی ہے کھانا چاہئے کیونکہ وہ مقوی معودہ ہے (عبداللہ بن احمد بن زائد المند)

آپ نے فرمایا تیرا عالم گو سنانا یا عالم کلب تجھے سنانا دونوں برابر ہیں احاکم فی التاریخ آپ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ مؤمن آدمی ایک ادنیٰ غلام سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا (سعید بن منصور)

آپ کی وفات پر جو ابوالا سود وٹلی نے مرتبہ لکھا ہے اسکو ہم درج ذیل کرتے ہیں (ترجمہ مرتبہ ابوالا سود وٹلی) خبردار اے آنکھ تیرے اوپر افسوس ہے کہ تو میری موافقت کیوں نہیں کرتی اور حضرت امیر المؤمنین پر کیوں نہیں روتی۔ انکے اوپر ام کلثوم روتی ہیں اور ان پر آنسو بہاتی ہیں انھوں نے یقین کو دیکھ لیا۔ خوارج جہاں کہیں ہوں ان سے کہدو کہ ہمارے حاسدوں کی آنکھ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ کیا رمضان المبارک کے ہی مہینہ میں ہمیں غم دینا تھا۔ ایسے آدمی کی جدائی کی وجہ سے جو سزا پا چیر تھا۔ تم نے اس آدمی کو قتل کر دیا جو تیرا اونٹنی پر سوار ہوتا تھا اور اس کو ذلیل کر دیا جو کشتی پر سوار ہوتا تھا اور جو جو نے پہنسا تھا اور مٹائی اور مین

بڑھتا تھا تمام مناقب اس میں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے
 بیت رکھتے تھے۔ اہل قریش جہاں کہیں ہوں وہ یاد رکھیں کہ وہ دین و نسب میں انکے
 بہترین آدمی تھے۔ جسوقت ابو الحسن کا چہرہ سامنے آجاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ بدر
 (چاند) نکل آیا۔ ہم انکی شہادت سے پہلے سمجھتے تھے کہ ہم اپنے اندر رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے دوست کو دیکھ رہے ہیں۔ حق قائم رکھنے میں کوتاہی نہ کرتے تھے اور دوست
 دشمن کے ساتھ برابر عدل کرتے تھے۔ وہ علم کو چھپانے والے نہیں تھے اور نہ وہ متکبر
 پیدا ہوئے تھے۔ علیؑ کو کھو کر لوگ ایسے ہو گئے تھے جیسے شتر مرغ قحط سالی میں مارا
 مارا پھرتا ہے۔ معاویہ بن صخر کو برانہ کہو کیونکہ خلفاء کا بقیہ اب کھایا تم میں موجود ہے۔

فصل

وہ حضرات جو آپ کے زمانہ خلافت میں مرنے یا شہید ہوئے

حذیفہ بن الیمان۔ زبیر بن عوام۔ طلحہ۔ زبیر بن عدو حان۔ سلمان فارسی۔ ہشام بن علیؑ
 اویس قرنی۔ خیاب بن الارت۔ عمار بن یاسر۔ سہیل بن حنیف تمیم دارمی۔ خواتین جعفرہ
 شرجیل بن السمیط۔ ابو عبیدہ البدری۔ صفوان بن عسال۔ عمرو بن عثمان بن عفان۔ شام بن حکیم
 ابورافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت حسن بن علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حسن بن علی بن ابوطالب ابو محمد سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نص یعنی
 حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق آخری خلیفہ ہیں۔

ابن سعد نے عمر ابن سلیمان سے روایت کی ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ دونوں تمام اہل
 جنت کے ہیں۔ یہ نام ایام جاہلیت میں کسی شخص نے نہیں رکھے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف رمضان المبارک ۳۰ھ میں پیدا ہوئے اپنے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث روایت کی ہیں اور آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ

بہت سے احادیث روایت کی ہیں۔

بہت سے احادیث روایت کی ہیں۔

اور دیگر تابعین مثلاً آپ کے صاحبزادہ ابوالخیر رابع بن شیبان شعبی ابوالوائل نے روایت کی ہے آپ صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ مشابہ تھے آپ کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی حسن رکھا تھا۔ ساتویں روز آپ کا عقیدہ کر کے پال اتروائے تھے اور یہ حکم فرمایا تھا کہ بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے صدقہ کر دیجائے۔ آپ اہل کسار کے پانچویں شخص ہیں۔

عسکری کہتے ہیں کہ یہ نام جاہلیت میں نہیں پایا جاتا۔ مفصل کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اجل شان نے حسنؑ اور حسینؑ ناموں کو پوشیدہ رکھا حتیٰ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں فرزندوں کا نام رکھا۔ امام بخاریؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کی صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ملتی تھی۔ بخاری اور مسلم نے برابر سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے کاندھے پر حضرت حسنؑ کو لے ہوئے فرماتے تھے اہی! میں اس سے محبت رکھتا ہوں آپ بھی محبت رکھئے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز تھے اور آپ کے پہلو میں حضرت حسنؑ بیٹھے ہوئے تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی حضرت حسنؑ کی طرف اور فرماتے جاتے تھے کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمانوں کے دو گردنوں میں اسکے سبب سے صلح کرائینگے۔ بخاری نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ میرے دنیا کے پھول ہیں۔ ترمذی اور حاکم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔ ترمذی اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؑ اور حسینؑ کو گود میں لے ہوئے فرما رہے تھے۔ اہی یہ دونوں میرے بیٹے اور نواسے ہیں میں انھیں محبوب رکھتا ہوں آپ بھی انھیں محبوب رکھئے اور نیکران سے جو محبت رکھے اس کو بھی آپ محبوب رکھئے۔

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کو اہل بیت میں سب سے زیادہ کون محبوب ہیں اپنے فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز حضرت حسن کو کاندھے پر سوار کئے تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں ایک شخص نے کہا اسے لٹکے تو نے کیا اچھی سواری پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار بھی تو بہت اچھا ہے۔

ابن سعد نے عبد اللہ بن زہیر سے روایت کی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور آپ ان کو سب سے زیادہ عزیز بھی رکھتے تھے میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہیں اور حضرت حسن کھیلنے ہوئے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن یا کمر پر چڑھ بیٹھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جب تک نہ اتارنے تھے جب تک کہ وہ خود نہ اتر جائیں اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ آپ رکوع میں ہوئے اور حضرت حسن آئے اور آپ کے پیروں کے بیچ میں کونکل گئے۔

ابن سعد نے ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن کے سامنے اپنی زبان نکالتے اور حضرت حسن زبان کی سرخی کو دیکھ کر بہت ہنستے اور خوش ہوا کرتے تھے۔

حاکم نے زہیر بن ارقم سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی قبیلہ از دشنوہ کا کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن کو گود میں لئے ہوئے فرما رہے تھے کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھے وہ حسن سے بھی محبت رکھے جو لوگ حاضر ہیں وہ سن لیں اور فائدہ تک اس کو پہنچا دیں۔ اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مقصود نہ ہوتی تو میں کبھی یہ بات بیان نہ کرتا۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں المختصر یہ کہ آپ نہایت حلیم صاحب وقار اور سکینہ صاحب شہمت اور اعلیٰ درجہ کے سخی تھے۔ فتنوں اور لڑائیوں کو نہایت برا سمجھتے تھے۔ شادیاں آپ زیادہ کرتے تھے آپ کی سخاوت اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو ایک لاکھ درہم عطا فرمائے تھے۔

حاکم عبد اللہ بن عبد بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے پانچ سو سال تک اپنے ساتھ

اونٹ چلا کرتے تھے پچیس سو چھ کئے۔

ابن سعد عمیر بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایسی شیرینی بھسی کے کلام میں نہیں پائی جیسی کہ حضرت حسن کے کلام میں تھی۔ جب آپ بات کرتے تھے تو یہی دل چاہتا تھا کہ آپ کلام ختم نہ کریں۔ میں نے آپ کی زبان سے کبھی کوئی بخش کلمہ نہیں سنا مگر ایک مرتبہ آپ کی ر عمرو بن عثمان کی کچھ زمیں کے متعلق ان بن ہو گئی۔ آپ نے عمرو بن عثمان کو کچھ فیصلہ کن بات فرمائی مگر عمرو بن عثمان نے نہ قبول کی۔ اس پر حضرت حسن نے فرمایا کہ وہ اگر اس کو نہیں مانتے تو ہمارے پاس اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ انکی ناک خاک آلود کی جائے بس یہی ایک سخت کلمہ آپ کی زبان سے سننے میں آیا ہے۔

ابن سعد نے عمیر بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ جب مروان ہمپر حاکم تھا تو ہر جمعہ کو عنبر پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا کرتا تھا اور حضرت حسن بیٹھے سنا کرتے تھے اور کبھی جواب نہیں دیتے تھے۔ ایک دن اس کی سختی نے آپ کو کھلا کر بھیجا کہ علی پر کئی پرکھا اور اور تجھ پر اور تجھ پر اور تجھ پر میرے نزدیک تیری مثال (معاذ اللہ) خاکش بدہن۔ منتر حیم) نچر عیسیٰ ہے کہ اگر اس سے کہا جائے کہ تیرا باپ کون تھا تو کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی ہے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا قصد سے کہا کہ تو اس سے کہہ دے کہ واللہ میں تیری یہ باتیں کبھی نہیں بھولوں گا۔ لیکن ایک روز ہم دونوں خداوند تعالیٰ کے سامنے بھی حاضر ہوتا ہے اگر تو نے سچ بولا ہے تو خداوند تعالیٰ تجھے سچ بولنے کی جزا خریدیں اور اگر تو جھوٹا ہے تو وہ قادر مطلق سب سے زیادہ انتقام لینے والے ہیں۔

ابن سعد نے رزیق بن سوار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ مروان نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کیا مگر آپ بالکل خاموش رہے مگر اتفاقاً وقت سے مردان نے داہنے ہاتھ سے ناک صاف کی اس پر آپ نے فرمایا فسوس ہے تجھ پر کہ تو انا بھی نہیں جانتا کہ داہنا ہاتھ منہ کے واسطے ہے اور بائیں ناپاکی کے آف ہے تجھ پر یہ سنکر مروان خاموش ہو گیا۔

ابن سعد نے اشعث بن سوار سے اور اس نے ایک اور شخص سے روایت کی ہے کہ

ایک آدمی آپ کے پاس آکر بیٹھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میرے پاس ایسے وقت میں بیٹھے
جیکہ میرے اٹھنے کا وقت ہے اگر اجازت دو تو میں چلا جاؤں۔

ابن سعد علی بن زید جردان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ اپنے تمام مال کو راہ خدا میں دیا اور تین مرتبہ تصفہ تصفہ خیرات
کیا حتیٰ کہ ایک جو تادید یا اور ایک رکھ لیا اور ایک موزہ دیدیا اور ایک رکھ لیا۔
ابن سعد نے علی بن حسن سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثیر
الطلاق تھے اپنے شوہروں سے نکاح کیا۔ ابن سعد نے جعفر بن محمد سے روایت کی
ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نکاح کرتے تھے اور طلاق دیتے تھے حتیٰ کہ یہ بڑھ گیا کہ کہیں قبائل میں عدوت
نہ پیدا ہو جائے اور اسی واسطے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہنا پڑا کہ اسے کوفہ والو! تم
میرے بیٹے حسن کو لڑکیاں مت دو کیونکہ وہ طلاق بہت دیتا ہے مگر بھران کے قبیلہ کے
ایک شخص نے کہا کہ ہم ضرور ان کو لڑکیاں دینگے چاہے وہ رکھیں یا طلاق دیدیں۔
ابن سعد نے عبداللہ بن حسن سے روایت کی ہے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت
نکاح کرتے تھے اور جو عورت آپ سے نکاح کر لیتی تھی آپ پر عاشق ہو جاتی تھی۔

ابن عساکر نے جویریہ بن اسامہ سے روایت کی ہے کہ جب وقت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ
کا انتقال ہو گیا تو مردان آپ کے جنازہ پر آکر روایا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
کہ اب تو روتا ہے اور آپ کی زندگی میں تو نے کیا کچھ نہیں کیا اور نہیں کہا۔ مردان نے
کہا کہ آپ جانتے بھی ہیں کہ میں اس شخص کے ساتھ ایسا کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی زیادہ

صلیم تھا۔

ابن عساکر نے مبرور سے روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
کہا کہ ابو ذر یہ کہتے ہیں کہ میں مفلسی کو تو نگری سے اور بیماری کو تندرستی سے بہتر سمجھتا ہوں
آپ نے فرمایا کہ ابو ذر پر خداوند تعالیٰ رحم فرما میں میں تو بڑی کہتا ہوں کہ میں اپنے
آپ کو بالکل خداوند تعالیٰ پر چھوڑتا ہوں میں کسی ایسی بات کی تمنا ہی نہیں کرتا جو اس
حالت کے غیر ہو جسکو خداوند تعالیٰ نے اختیار کر رکھا ہے اور یہ آپ کا قول رضا باللقضاء اور

پوری طرح ظاہر کرتا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد چھ ماہ خلیفہ رہے چونکہ آپ سے اہل کوفہ نے بیعت کر لی تھی اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے چونکہ ہمیشگی خدای کے حکم کو ہے آپ نے ان شرائط کے ساتھ خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کر دی کہ تمہارے بعد خلافت مجھے پہنچنی اور جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے دستور چلا آتا ہے کہ اہل مدینہ اور حجاز اور عراق سے کچھ نہیں لیا جانا بدستور جاری رہیگا اور یہ کہ آپ کا قرضہ حضرت معاویہ ادا کریں گے حضرت معاویہ نے ان شرائط کو قبول کر لیا اور اسی صلح ہو گئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائیگا پوری ہو گئی۔ یقینی نے اسی سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ جب خلافت جو عظیم المناسبت ہے اسکا چھوڑ دینا جائز ہے تو وظائف کا ترک کرنا بھی جائز ہے۔

آپ کے بیچ الاول اور بعض کے نزدیک ربیع الاول اللہ میں خلع خلافت فرمایا آپ کے دوست آپ کو عار المؤمنین کہہ کر پکارتے تو آپ فرماتے کہ عار (شرم) نار (دوزخ) سے بہتر ہے۔ ایک آدمی نے اگر کہا السلام علیکم یا مدنی المؤمنین (اے مسلمانوں کے ذلیل کرنے والے تجھ پر سلام) آپ نے فرمایا میں مسلمانوں کا ذلیل کرنا نہیں ہوں لیکن میں نے اس کو مکروہ سمجھا کہ میں ملک کے واسطے تم کو لڑاؤں اور قتل کروں۔ پھر آپ کوفہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے اور وہیں اقامت فرمائی۔

حاکم نے جبیر بن نعیر سے نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ لوگوں کے اندر فواہ ہے کہ آپ پھر خلافت چاہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس وقت عرب کے لوگوں کے سر میرے ہاتھ میں تھے میں جس سے چاہتا انہیں لڑا دیتا اور جسکو چاہتا چا دیتا اس وقت ہی جیسا میں نے اس کو محض رضائے الہی کی وجہ سے ترک کر دیا تھا اور لوگوں کے خون بہاؤ سے بچ رہا ہو گیا تھا تو کیا اب پھر اس کو صرف اہل حجاز کی خوشنودی سے قبول کروں گا۔

آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کو مدینہ شریف میں بڑی نے خفیہ یہ پیغام بھیجا کہ اگر تو امام حسنؑ کو زہر دیدیگی تو میں تجھ سے نکاح کر لوں گا اس پر کھائے اور فریب میں آکر اس کینخت نے آپ کو زہر دیا اور آپ کی شہادت ۹۹ اور بقول بعض ۵۰۰ سال پہلے میں ہی زہر کی وجہ سے واقع ہوئی جب آپ کی شہادت ہو چکی تو اس نے زہر کو ایفادہ کے لئے کہا جس پر زہر نے کھلا کر بھجوا دیا کہ جب میں تجھے حضرت امام حسنؑ کے ہی نکاح میں نہ دیکھ سکا تو تجھے اپنے لئے کس طرح پسند کر سکتا ہوں۔ آپ کے انتقال کی وقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر چند چاہا کہ آپ یہ بتلا دیں کہ آپ کو زہر کس نے دیا ہے مگر آپ نے فرمایا کہ اگر قاتل واقعی وہی شخص ہے جس پر میرا شبہ ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ انتقام لینے والے ہیں اور اگر وہ نہیں تو خواہ مخواہ میں کسی کو کیوں قتل کروں۔

ابن سعد نے عمران بن عبد اللہ بن طلحہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ میری دونوں آنکھوں کے درمیان قتل کھو اللہ احد لکھی ہوئی ہے اپنے جس وقت یہ خواب بیان کیا تو اہل بیت بہت خوش ہوئے مگر جب وقت سعید بن مسیب کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کا یہ خواب سچا ہے تو آپ کی زندگی کے بہت کم روز باقی رہ گئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسکے بعد آپ بہت کم زندہ رہے۔

یہی اور ابن عباسؓ کے ہشام کے والد سے روایت کی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے آپ کو ایک لاکھ سالانہ (وظیفہ ملا کر) اتھارہ آنکھوں نے ایک سال اسے روک لیا اس وجہ سے آپ کا ہاتھ بہت تنگ ہو گیا اپنے حققت معاویہ کی یاد دہانی کیلئے ایک رقعہ لکھنا چاہا اور دوات منگائی پھر آپ کچھ سوچ کر رک گئے اسی رات اپنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کیا حال ہے آپ کے عرض کیا حضور! اچھا ہوں اور تمہاری شکایت کی یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ تو نے دوات اس عرض سے منگائی تھی کہ ایک مخلوق کی طرف عرضداشت لکھنے پر فرمایا جی حضور ایسا ہی ارادہ تھا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعار پڑھا کرو (اس دعا کو ہم عربی میں نقل کرتے ہیں تاکہ ہر حاجت مند اسے پڑھ کر حاجت میں فائدہ اٹھائے اور ترجمہ ترک کرتے ہیں۔ مترجم اللہم اذف فی قلبی رجاؤک وقطع رجائی بن سواک حتی لا ارجوا احداً غیرک اللہم وما اضعفت عنہ قوتی وقصر عنہ عولی و لکن

اَسْتَنْدِ اَلَيْكُمْ مَشِيَّتِي وَ لَمْ تَلْجِئْهُ مَسَالَتِي وَ لَمْ يَجْرُ لِي سَانِي مِمَّا اَعْطَيْتَ اَحَدًا مِّنْ الْاَوَّلِيْنَ
وَالْاٰخِرِيْنَ مِمَّنِ الْيَقِيْنَ فَخَشَنِي بِهَا يَا سَرَّكَ الْعَالَمِيْنَ -

ہشام کے والد ماجد تھے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وعاوہؓ کو
شروع کیا ابھی پورا ایک ہفتہ ہی نہیں گزرے پایا تھا کہ حضرت معاویہؓ نے آپ کے پاس پانچ لاکھ
بھجڑے اس پر آپ نے فرمایا اس خدا شکر ہے جو اپنے یاد کرنے والے کو کبھی نہیں بھولتا اور اپنے
سے مانگنے والے کو کبھی مایوس نہیں کرتا آپ نے پھر اپنے نانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضورؐ نے فرمایا اے حسنؓ کیسے ہو آپ نے عرض کیا اچھا ہوں
اور عواویہؓ نے پانچ لاکھ بھجڑے ہیں حضورؐ نے فرمایا بیٹا! خالق سے مانگنے اور مخلوق
سے التجا نہ کرنے کا یہی اثر ہوتا ہے۔

ظہور یات میں سلیم بن عیسیٰ قاری کوئی سے مروی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اپنی وفات کے وقت گھبرانے لگے حضرت امام حسین نے کہا بھائی صاحب آپ کیوں گھبرانے
ہیں آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس
جا رہے ہیں اور وہ دونوں آپ کے والد ہیں۔ میرا بیٹی والدہ خدیجہ الکبریٰ اور حضرت
فاطمہ زہراؓ اور اپنے ماموں حضرت قائم اور طاہرؓ اور اپنے چچا حمزہؓ اور جعفر کے پاس جا رہے
ہو پھر گھبراہٹ کیسی آئے فرمایا بھائی حسینؓ میں ایسی جگہ جا رہا ہوں جہاں کبھی پہلے نہیں
گیا اور میں ایسی مخلوق کو دیکھ رہا ہوں جسے کبھی پہلے نہیں دیکھا۔

عبداللہ چنرادیوں کے طریقوں سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسنؓ نے اپنی
موت کے وقت حضرت امام حسینؓ سے فرمایا کہ بھائی تمہارے باپ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد خلافت حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ لہ پڑھی۔ پھر میان سے تلواریں نکالیں اور
یہ معاملہ طے نہ ہوا واللہ میں یہ پورسی طرح سمجھ رہا ہوں کہ اب ہمارے خاندان میں خلافت
اور نبوت جمع نہیں ہو سکتی اور یہ بھی جان رہا ہوں کہ سفہار کو فہم ہیں یا نہیں نکالیں
میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے درخواست کی تھی کہ وہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس دفنی ہونے کیلئے جگہ دیدیں اس وقت انھوں نے وعدہ فرمایا تھا جس وقت میرا

انتقال ہو گیا ہے تم انھیں وعدہ یاد دلاؤ تاکہ مجھے خیال ہے کہ جب تم دریاقت کرو گے تو لوگ مانع ہونگے اگر وہ مانع ہوں تو تم اصرار نہ کرنا چنانچہ حضرت امام حسینؑ نے آپ کے انتقال کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ سے دریاقت کیا اور آپ نے اجازت دیدی مگر مروان مانع آیا اس پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے تلوار تین کی کھینچ لی مگر حضرت ابو ہریرہ نے منع کر دیا اور حضرت امام حسنؑ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہؑ کے پیلو میں دفن کر دیا (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)۔

حضرت معاویہ بن ابیوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

معاویہ بن ابی سفیان مخزوم بن حرب بن امیہ بن عبدمناف بن قصی الاموی۔ ابو عبد الرحمن یہ خود اور آپ کے والد ماجد ابو سفیان فتح مکہ کے روز ایمان لائے اور جنگ خندق میں شامل ہوئے آپ اول اول مؤلفہ القلوب میں سے تھے مگر بعد میں بگے اور سچے مسلمان ہو گئے آپ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محروں میں سے ہیں ایک سو تریسٹھ احادیث اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں اور آپ سے بہت سے صحابہ مثلاً ابن عباس۔ ابن عمر۔ ابن زبیر۔ ابو الدرداء۔ جریر البجلی۔ نعان بن بشیر وغیرہم اور تابعی مثلاً ابن اسحاق۔ حمید بن عبد الرحمن و غیرہ تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے روایت کی ہے۔ آپ ہوشیار اور علم و دانائی اور بردباری میں بہت زیادہ مشہور زمانہ تھے آپ کی فضیلت میں بہت احادیث وارد ہیں مگر پایہ اعتبار کو بہت کم احادیث پہنچتی ہیں۔ چنانچہ ترمذی نے ایک حدیث جسکو وہ حسن کہتے ہیں عبد الرحمن بن ابی بکر صحابی سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا ہے کہ اہی معاویہ کو ہدایت کرنا اور ہدایت پانیا لا کر دینے۔ نیز احمد نے اپنی مستدریس عر باق بن ساریہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اہی معاویہ کو حساب و کتاب سکھائے اور آپ اسکو عذاب سے بچائے۔ ابن ابی شیبہ معنی میں اور طبرانی کبیر میں عبد الملک بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ

تو حضرت معاویہ نے کہا کہ مجھے خلافت کی اس وقت سے امید تھی جس وقت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ معاویہ جب تو یا دشاہ ہو جائے تو لوگوں سے اچھی طرح پیش آنا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خوبصورت اور وچہ آدمی تھے آپ کی طرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ عرب کے کسری ہیں۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا معاویہ کو پرانہ سمجھو جس وقت یہ تمہارے اندر سے اٹھ جاویں گے تو تم دیکھو گے کہ بہت سے مرتن سے جدا کئے جاویں گے۔

مقبری کہتے ہیں کہ لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کسری اور ہرقل کا تو ذکر کرتے ہیں مگر امیر معاویہ کو بھول جاتے ہیں۔

آپ کا علم ضرب المثل تھا چنانچہ ابن ابی الدنیا اور ابوبکر بن ابی عاصم نے تو آپ کے علم پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔

ابن عوف کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ معاویہ تم سیدھے ہو جاؤ ورنہ ہم خود تمہیں سیدھا کر دیں گے آپ نے فرمایا مجھے کس چیز سے سیدھا کرو گے اس نے کہا مارے اینٹوں کے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اس وقت سیدھا ہو جاؤنگا۔ قبیسہ بن جابر کہتے ہیں کہ میں آپ کی صحبت میں بہت زیادہ رہا ہوں میں نے آپ سے زیادہ کسی کو علیم اور حلیم اور عقیل نہیں دیکھا۔

جس وقت حضرت ابوبکر صدیق نے شام کی طرف لشکر روانہ فرمایا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی یزید بن ابوسفیان کے ہمراہ شام کے ملک میں چلے گئے جب یزید بن ابوسفیان کا انتقال ہو گیا تو ان کی جگہ حضرت ابوبکر صدیق نے انکا تقرر کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کو قائم رکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں یہ تمام ملک شام پر حاکم مقرر ہو گئے۔ اس حساب سے آپ بیس سال امیر اور بیس سال خلیفہ رہے۔

کعب اخبار کہتے ہیں کہ جب شمال و متل حضرت امیر معاویہ کے پاس ہے اتنا اس امرت میں کسی کے پاس نہیں ہوا مگر وہی فرماتے کہ کعب اخبار کا انتقال حضرت امیر معاویہ

کی خلافت سے پہلے ہو چکا تھا اور اس قول کی وہ اس طرح تصدیق کرتے ہیں کہ انھوں نے بیس برس
 اس طرح سے خلافت کی کسی امیر یا نائل نے کسی جگہ نہ تھیں اٹھایا بخلافت دیگر خلفاء کے جو آپ
 کے بعد ہوئے کہ انکی مخالفتیں کی گئیں اور انکے قبضہ سے اکثر مالک جانتے ہے اور جیسا کہ ہم پہلے
 بیان کر چکے ہیں کہ حضرت معاویہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر خروج کیا اور اپنا نام خلیفہ رکھا اور
 اسی طرح حضرت امام حسنؑ پر خروج کیا اور اسلوجہ سے حضرت امام حسنؑ نے خلع بیعت کیا تو اس اعتبار
 سے حضرت معاویہؓ ربیع الاخر یا جمادی الاول ۳۵ھ میں تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور چونکہ
 اس سال ایک خلیفہ پر اجتماع ہوا تو اس سال کا نام سال جماعت رکھا گیا اور اسی سال
 جماعت یعنی ۳۵ھ میں اپنے مروان بن حکم کو مدینہ طیبہ کا حاکم مقرر کیا ۳۵ھ میں یوحنا وغیرہ بلاد سبستان اور
 ودان برقیہ سے اور کوئی بلاد سوڈان سے فتح ہوئے اور اسی سال انھوں نے اپنے بھائی زیاد بن معاویہؓ کو اپنا خلیفہ بنایا
 اور یہ سب پہلا قضیہ ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں تعمیر پیدا ہوا (ثعالی وغیرہ)
 ۳۵ھ میں قیقان فتح ہوا اور ۳۵ھ میں قوسستان لڑائی سے فتح ہوا اسکی امیر معاویہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے اس کے ولیعهد ہونے پر اہل شام سے بیعت لی۔ اس
 اعتبار سے آپ ہی اسلام میں سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کے لئے
 بیعت کرائی۔ پھر آپ مروان کو حکم لکھا کہ اہل مدینہ سے بھی یزید کی بیعت لے چنانچہ خطبہ میں مروان
 نے کہا کہ مجھے خلیفہ کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں ان کے بیٹے یزید کے لئے آپ لوگوں
 سے سنت ابو بکرؓ و عمرؓ پر بیعت لوں۔ عبد الرحمن بن ابوبکر صدیق نے فوراً کھڑے ہو کر
 کہا کہ ہمیں نہیں بلا سنت کسری اور قیصر پر کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق نے کبھی
 اپنی اولاد یا اپنی اہل بیت کے لئے کسی سے بیعت نہیں لی۔

۳۵ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا اور اپنے بیٹے یزید کے واسطے
 بیعت لی۔ حضرت ابن عمرؓ کو بلا کر کہا کہ اے ابن عمرؓ تمہارا قول ہے کہ جس دن چھپر کوئی امیر نہیں
 ہوگا تو مجھے حد نہیں آنکی۔ اب تمہیں مجھے معاملہ خلافت میں لوگوں کے اندر خلل ڈالنے معلوم
 ہونے مروان بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمد و نعت کے بعد فرمایا کہ آپ سے پہلے بھی خلفاء گزرے ہیں
 اور ان کے بھی پسری اولاد تھی اور ان کے لڑکوں سے آپ کا لڑکا کسی طرح بہتر

بھی نہیں ہے مگر ان خلفاء نے باوجود اسکے اپنی اولاد کو کبھی و بیعت نہیں بنایا عامہ مسلمین کے
انتخاب پر اس امر کو چھوڑ دیا اسی طرح اب بھی اگر وہ کسی پر اجتماع کر لیں گے تو میں بھی انہیں میں
ایک فرد ہوں۔ آپ مجھے اس سے ڈراتے ہیں کہ تو مسلمانوں کے اندر خلل ڈالے گا حالانکہ میں
ایسا نہیں ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اٹھ کر چلے آئے۔ پھر حضرت معاویہ نے ابن ابوبکر کو بلا بھیجی وقت
وہ تشریف لائے اور ان سے بھی انہوں نے وہی کہنا شروع کیا تو حضرت ابن ابوبکر نے بات
کا ٹکڑا کر پایا کیا آپ سچے ہوئے ہیں کہ ہم نے آپ کو اس معاملہ میں اپنا وکیل بنا لیا ہے۔ واللہ ہم نے
آپ کو اپنا وکیل نہیں بنایا۔ خدا کی قسم ہم چاہتے ہیں کہ اس معاملہ میں تمام مسلمان مجتمع ہو کر
شوریٰ کریں یہ کہہ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے مگر حضرت معاویہ نے اول تو دعا کی الہی جو کچھ میں
چاہتا ہوں اس میں آپ میری مدد کیجئے پھر کہا کہ تم سختی اور دشتی کو کام میں نہ لانا اور ذرا
ترکی کرو۔ اہل شام تک اس بات کو نہ پہنچا دینا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ تمہارے ساتھ
سیقت نہ کر بیٹھیں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ انہیں شام تک اس بات کی اطلاع ویدوں کہ تم
نے یزید کے واسطے بیعت کر لی ہے اس کے بعد جو کچھ تم سے ہو سکے کر گزرا۔

اس کے بعد حضرت معاویہ نے حضرت ابن زبیر کو بلایا اور یہ کہا کہ ابن زبیر! تو ایک شیر
لوٹھری کی مثل ہے کہ ایک بھٹ سے نکلے فوراً دوسرے میں جا گھسی۔ تو نے ہی ان دونوں
(ابن عمر ابن ابوبکر) کو کچھ ان کے کانوں میں پھونک کر بہکا رکھا ہے اور کسی دوسرے کی بیعت پر
آبادہ کر رکھا ہے۔ حضرت ابن زبیر نے فرمایا کہ اگر آپ خلافت سے طول اور ہزار ہو گئے ہیں تو
اس تخت خلافت کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے تاکہ ہم آپ کے بیٹے ہی سے بیعت کر لیں آپ بتلائے
کہ باوجود آپ کی اور اس کی بیعت کے ہم کونسے کی سینیں اور کس کی اطاعت کیا کریں۔ کیونکہ
ایک زمانہ میں دو بادشاہوں کی بیعت کسی طرح جمع نہیں ہو سکتی۔ یہ کہہ کر آپ تشریف لے آئے۔
اس کے بعد حضرت امیر معاویہ نے یزید پر چڑھے اور حمد و نعت کے بعد فرمایا کہ میں نے کچھ راہ
لوگوں کی باتوں کو سنا ہے وہ کہتے کہ ابن عمر اور ابن ابوبکر اور ابن زبیر کبھی بھی یزید کی بیعت نہیں
کرنے کے حالانکہ انہوں نے یزید کی بیعت اور اطاعت سب کچھ کر لی اس پر اہل شام نے
کہا کہ واللہ جب تک وہ ہمارے سامنے ہاں لوجہ بیعت نہ کریں گے ہم کبھی نہ مانیں گے اور اگر ہمارے

منے ایسا نہ کیا تو ہم تینوں کا سرا ڈا دیں گے۔ حضرت امیر معاویہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ قریش
 شان میں ایسی گستاخی واللہ آج کے بعد میں کبھی تمہارے منہ سے ایسی گفتگو نہ سنوں پھر
 منبر سے نیچے اتر آئے۔

اس کے بعد لوگوں میں افواہ مشہور ہو گئی کہ ابن عمر اور ابن ابوبکر اور ابن زبیر نے
 یر سے بیعت کر لی حالانکہ یہ حضرت اس سے برابر انکار فرماتے رہے۔ امیر معاویہ حج
 نے بعد شام کو واپس چلے گئے۔

ابن سکندر کہتے ہیں کہ جب یر کی بیعت کی گئی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے فرمایا کہ یہ شخص اگر اچھا نکلا تو ہم اس سے راضی رہیں گے ورنہ بلا پر صبر کریں گے۔

خرالطی نے ہوالفتا میں حمید بن وہب سے روایت کی ہے کہ ایک عورت ہند بنت عتبہ بن
 بیعہ فاکہ ابن میسرہ قریشی کے نکاح میں تھی۔ فاکہ نے ایک مردانہ بیٹھک بنواری تھی

میں مرد بلا اجازت آیا جایا کرتے تھے۔ اتفاقاً اس میں ایک روز فاکہ اور اسکی بیوی بندھی
 جو تھی۔ نفور سی دیر میں فاکہ کہیں کسی ضرورت سے چلا گیا اور بند اکیلی رہ گئی۔ اچانک اس میں ایک

فص آیا اور ایک عورت کو اکیلی دیکھ کر پھلے پیر لوٹ گیا اس کے لوٹنے وقت فاکہ آ گیا اور اس نے بی
 بی کو ٹھو کریں مار کر دریا فتن کیا کہ یہ تیرے پاس کون آیا تھا۔ اس نے کہا میں نے تو کسی کو دیکھا

ہی نہیں۔ تمہارے کہنے سے مجھے خیال ہوا کہ کوئی آیا تھا۔ اس نے کہا کہ تو میرے گھر سے نکل جا
 اور اپنے والدین کے کہلی جا۔ اس بات کا لوگوں میں چرچا ہوا۔ ہند کے باپ اکیرو اس سے کہا کہ

لوگ تمہیں بہت مطعون کرتے ہیں رات دن لوگوں میں یہی ذکر اذکار رہتا ہے۔ تو مجھے
 سچی بات بتلا دے۔ اگر تیرا خاوند سچا ہے تو میں کسی آدمی کو اس پر معین کر دوں تاکہ وہ

اسے قتل کر ڈالے اور لوگ اس طعنہ زنی سے باز آئیں اور اگر وہ جھوٹا ہے تو یہ معاملہ ہمیں کے
 کسی کاہن کے روبرو پیش کریں۔ یہ سنکر ہند نے اپنی بریت کے لئے وہی قسمیں جو جاہلیت

میں کھانی جاتی تھیں۔ کھانا شروع کیا جس میں عتبہ کو یقین آ گیا کہ یہ سچی ہے تو اس نے فاکہ کو مجبور
 کیا کہ چونکہ اس نے میری بیٹی پر نہمت لگائی ہے اس لئے یہ اپنے قبیلہ کے لوگوں کو لیکر یمن کے
 کسی کاہن کے پاس چلے۔ چنانچہ فاکہ بنو مخزوم کو اور عتبہ بنو مناف کو لیکر یمن کو چلے اور

ہند کے ساتھ اس کی کسی ایک سہیلیوں کو بھی لیا جب قافلہ بین کے قریب پہنچا تو ہند کا
 چہرہ متغیر ہو گیا یہ دیکھ کر اسکے باپ عتبہ نے کہا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تو گنہگار ہو
 نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ تم مجھے ایک ایسے شخص کے پاس لے جاؤ جو کہ جسکی بات سچی ہوتی
 ہے اور جھوٹی بھی۔ اگر اس نے بلا وجہ مجھے مہم بتلا دیا تو میں تمام عرب میں منہ دکھلانے کا
 قابل نہ رہوں گی۔ عتبہ نے کہا کہ میں تیری بات پیش کرنے سے پہلے اس کا امتحان کر لوں گا اگر وہ
 اس امتحان میں پورا اتر آیا تو میں تیرا معاملہ پیش کروں گا ورنہ نہیں۔ چنانچہ عتبہ نے مرغیوں کی
 سی آواز یا سیٹی گھوڑے کے کان میں ماری جس سے گھوڑا سر ہو گیا اور عتبہ نے اسکے ذکر میں ایک
 گہوں کا دانہ داخل کر کے لہن سے اس مورخ کو بند کر دیا جب کاہن کے پاس پہنچے تو عتبہ
 نے اس کاہن سے کہا کہ میں ایک کام کیواسطے تمہارے پاس آیا ہوں اور میں نے تمہارے امتحان
 کے لئے کچھ فعل بھی کیا ہے اول اسے بتا دیجئے کہ وہ کیا ہے اسنے کہا کہ نرسل میں تم نے ایک
 گہوں کا دانہ رکھا ہے۔ عتبہ نے کہا کہ ذرا واضح بیان کیجئے اس نے کہا کہ تم نے گھوڑیکے
 میں دانہ رکھا ہے اور اس پر مہر کر دی ہے عتبہ نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ ان عورتوں
 معاملہ میں غور کیجئے۔ وہ ایک عورت کے پاس آیا اور اسکے مونڈھے پر مار کر کہا کہ کھڑی ہو جا پھر
 تیسری حتی کہ ہند کے پاس آیا اور اسکے مونڈھے پر مار کر کہا کہ تو پاک و صاف ہے تو نے
 وغیرہ کچھ نہیں کیا تو ایک بادشاہ کو جینگی جس کا نام معاویہ ہو گا۔ یہ دیکھ کر اسکے خاوند نے اسکو
 ہاتھ پکڑ لیا مگر ہند نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا اور کہا کہ دور ہو اگر میرے بطن سے کوئی واو
 بادشاہ پیدا ہونے والا ہے تو میں کوشش کروں گی کہ وہ تیرے لطف سے نہ ہو۔ اس کے بعد
 اس سے ایوسفیان نے شادی کر لی اور حضرت امیر معاویہ پیدا ہوئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رجب سنہ ۳۰ میں انتقال فرمایا اور باب
 اور باب صغیر کے درمیان مدفون ہوئے۔

کہتے ہیں کہ آپ کی عمر سنہ ۳۰ سال کی ہوئی اور آپ کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 بال اور ناخن تھے آپ نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ ان بال اور ناخنوں کو میرے
 اور آنکھوں میں رکھ دینا اور مجھے میرے اور رحم الراحمین کے درمیان چھوڑ دینا۔

فصل

حضرت امیر معاویہؓ کے کچھ مختصر حالات

ابن شیبہ نے مصنف میں سعید بن جبہ ان سے روایت کی ہے کہ میں نے سفینہ سے کہا کہ امیہ کہتے ہیں کہ خلافت ہمارے خاندان میں ہے انھوں نے کہا کہ وہ جھوٹے ہیں بلکہ بادشاہ اور تخت ترین بادشاہ ہیں اور سب سے پہلا بادشاہ معاویہؓ ہے ۔

یہی اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ ابوہریرہ بن سوید الارمینی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن بل رحمۃ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ خلفاء کون کون ہیں آپ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ۔ ثانی۔ علیؓ رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا کہ معاویہؓ آپ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کے زمانہ میں کوئی شخص حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ مستحق خلافت نہیں تھا۔

سلفی نے طبریات میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے والد ماجد حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی نسبت سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اصل یہ ہے کہ حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت لوگ دشمن تھے جو آپ کے اندر ہمیشہ عیب جوئی کرتے رہتے تھے ۔ آپ کے اندر کوئی عیب نہ پایا تو ایسے شخص کے پاس آئے کہ اس نے آپ سے محاربا اور مقابلہ کیا ۔ ابن عساکر نے عبدالملک بن عمیر سے روایت کی ہے کہ ایک روز جباریہ بن قدامہ اسعدی حضرت معاویہؓ کے پاس آیا حضرت امیر معاویہؓ نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا کہ میں جباریہ بن قدامہ ہوں امیر معاویہؓ نے کہا کہ تم کیا بننا چاہتے ہو۔ تمہاری مثال شہد کی مکھی جیسی ہے جباریہ نے کہا کہ تم ایک مثال دے تو بیٹھے مگر یہ نہ سمجھے کہ اس کا ڈنگ بڑا سخت ہوتا ہے اور اس کا ایضاً بیٹھا ہوتا ہے۔ اے معاویہؓ تو ایک کتا ہے اور کتوں کی طرح بھونکتا ہے۔ امیہ بھی کوئی چیز ہے بلکہ امیہ امہ لوندی۔ ہانڈی کی تصغیر ہے۔

فضل بن سوید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جباریہ بن قدامہ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم (حضرت علیؓ) کی طرف کوشش کرتے پھرتے ہو اور اس سے ایک ایسی آگ بھڑکا رہے ہو کہ جس سے عرب کے گاؤں جل جائیں اور خون کی ندیاں بہ جائیں۔ جباریہ نے کہا اے معاویہؓ تم

حضرت علی کا بیچا چھوڑو۔ ہم نے جس وقت سے ان سے محبت کی ہے کبھی ناخوش نہیں کیا اور جب سے ہم نے انھیں نصیحت اور خیر خواہی کی ہے کبھی دھوکا یا فریب نہیں کیا۔ حضرت معاویہ نے کہا چاہیے تجھے سخت افسوس ہے تو شاید اپنے خاندان پر بھی بھاری تھا جو تیرا نام انھوں نے جاریہ (لوٹری یا نڈی) رکھ دیا۔ جاریہ کہا کہ اے معاویہ تو ہی اپنے خاندان پر بھاری ہو گا کہ تیرا نام انھوں نے معاویہ (بھوکے والا) رکھ دیا۔ کہا کیا تجھے تیری ماں نے جنا ہے۔ جاریہ نے کہا کہ ایسا جنا ہے کہ تجھے وہ ہماری تلواروں کی باڑیں یاد نہیں ہیں جو ہم نے تجھے جنگ میں دیکھا ہیں تھیں معاویہ نے کہا کہ تو مجھے دھمکاتا ہے۔ جاریہ نے کہا کہ تو نے ہمیں بزور شمشیر زیر نہیں کیا تھا اور نہ ہلکرائی ہے فتح کیا تھا لیکن ہمدردی و ميثاق کیساتھ القبتہ تجھے ملے سپرد کر دیا تھا اگر تو وفائے عہد کرے گا تو ہم بھی تیرے ساتھ وفا کریں گے اور اگر تو بد عہدی کریگا تو ہم بھی خلافت و رزی کرینگے۔ ہمارے ساتھ ہمارے بہت مددگار ہیں جنکی زمیں نہایت مضبوط اور جنگی باتیں لوہے سے زیادہ ہیں اگر تو نے ہماری طرف غداری سے ہاتھ بڑھایا تو پھر ہم بھی بغاوت کر کے تجھے مزہ چکھا دیں گے حضرت معاویہ نے کہا کہ خدا تجھ جیسیوں کو غارت ہی کر دے۔

ابو الطیل عامر بن وائل صحابی فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت معاویہ کے پاس گیا تو حضرت معاویہ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم بھی قاتلان عثمان میں ہو میں نے کہا کہ نہیں البتہ میں سے موجود تھا مگر میں نے مدد بھی نہیں کی۔ آپ نے فرمایا کہ مدد کر نیکو کس نے روک دیا تھا میں نے کہا کہ مہاجرین اور انصار میں سے کسی نے بھی نہیں کی۔ آپ نے فرمایا لوگوں پر انکا حق واجب تھا کہ وہ مدد کرتے میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپکو انکی مدد سے کس نے روک دیا تھا حالانکہ آپ کے ساتھ تو اہل شام بھی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے انکے خون کا مطالبہ کر کے انکی مدد کی اس پر میں تنہا پڑا اور میں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے یہ شاعر کہتا ہے (ترجمہ شعر) موت کے بعد تو مجھ سے ملا نہیں کہ میرا نوحہ کرے اور زندگی میں میرا گوشہ جو تجھ پر واجب تھا وہ بھی کبھی نہیں دیا۔

شعبی کہتے ہیں کہ اول وہ شخص آپ ہی ہیں جنھوں نے بد بھلا خطبہ پڑھا کیونکہ آپ بہت اچھے شخص تھے اور بیٹا زیادہ بڑھا گیا تھا (ابن ابی سنیہ)

زہری کہتے ہیں کہ اول آپ نے ہی عید میں خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا جاری کیا (عبدالرزاق
عید بن مسیب کہتے ہیں کہ عید میں افان وینا ہی آپ ہی کی ایجاد ہے ابن ابی شیبہ)
یزید بھی کہتے ہیں کہ اول جس شخص نے تکبیر کو کم کیا وہ حضرت معاویہ ہیں۔

عسکری کے ادائل میں ہے کہ اول قاصد حضرت معاویہ نے ہی رکھے اور سب پہلے اپنی
خدمت کے فوجیوں کو رکھا اور آپ ہی سب سے اول رعایا ناراض ہوئی اور سب سے پہلے
آپ ہی کو اس طریقہ پر سلام کیا گیا کہ السلام علیک یا امیر المؤمنین رحمۃ اللہ وبرکاتہ العالیٰ

حک اللہ۔ دفتر میں اول آپ ہی نے ہر ایچاؤ کی اور اس خدمت پر عبداللہ بن ابی سعید
نوماہور کیا اور اس مہر کے نگینہ پر نگل نگل تو اب کندہ تھا یہ طریقہ مہر کا تمام خلفاء عباسین
میں آخر وقت تک رائج رہا۔ اس مہر کے بنانے اور ایجاد کرنے کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ

نے کسی شخص کو چھ سو ایک لاکھ دینے کیلئے لکھا مگر اس شخص نے اس حکمنامہ کو راستہ میں کھو کر
دو لاکھ بنا لیا جب حضرت امیر معاویہ کیسے حساب پیش ہوا تو انھوں نے دو لاکھ لکھنے

اور دلانے سے انکار کیا اور اسی روز سے مہر جاری کر دی۔ اول اپنے ہی پسر چھوٹا سا حجرہ بنوایا اور
آپ ہی نے اول غلاف کعبہ کے انار پکا حکم فرمایا کیونکہ اس سے پہلے غلاف تویر توڑ چکے جاتے تھے۔

زہری بن بکار موقوفیات میں زہری کے بھتیجے سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے زہری سے
دریافت کیا کہ وہ کون شخص ہے جسے بیعت کے وقت قسم لینے کا طریقہ ایجاد کیا آپ نے
فرمایا کہ وہ معاویہ ہیں کہ انھوں نے خلافت پر قسم لی تھی۔ جب عبدالملک بن مروان سے
توا انھوں نے طلاق اور عتاق (غلام کو آزاد کرنا) پر بھی قسم لینا شروع کر دیا۔

عسکری نے ادائل میں سلیمان بن عبداللہ بن معمر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ
بمکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی مسجد میں گئے سلو وہاں ابن عمرؓ ابن عباسؓ اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ
اشرف رکھتے تھے۔ حضرت معاویہؓ ان کے پاس آکر بیٹھے تو حضرت ابن عباسؓ نے ان کی طرف اشارہ

بھیج دیا۔ حضرت معاویہ نے کہا کہ اس منہ پیر نے والے اور اس کے حیا کے بیٹے سے تو میں زیادہ
خلافت کا مستحق ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ فرمایا کیوں کیا تقدیم اسلام کی وجہ سے یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سب سے پہلے ساتھ دینے کے سبب یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے باعث

آخر کونسی وجہ ہے حضرت معاویہؓ نے کہا کہ نہیں بلکہ اپنے چچا کے بیٹے کے مقتول ہونے کی وجہ سے آپ نے فرمایا اس لحاظ سے تو ابن ابی بکرؓ زیادہ مستحق ہیں حضرت معاویہؓ نے کہا کہ ان کے والد تو خود اپنی موت سے مرے حضرت ابن عباسؓ نے کہا تو ابن عمرؓ زیادہ مستحق ہوئے حضرت معاویہؓ نے کہا کہ نہیں ان کے باپ کو ایک کافر نے شہید کیا آپ نے فرمایا تو اس طریقہ سے تو تمہاری دلیل بالکل ہی باطل ہو گئی کہ تمہارے چچا کے بیٹے پر تو خود مسلمان نے چڑھائی کی اور خود مسلمان نے ہی شہید کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں کہ ایک روز مدینہ شریف میں میں حضرت معاویہؓ کے پاس گیا اتنے میں ابوقتاہہ انصاری بھی تشریف لے آئے حضرت معاویہؓ نے اُن سے کہا کہ تمہیں تمام لوگ ملنے کے لئے آئے مگر انصار میں سے کوئی شخص نہیں آیا آپ نے جواب دیا کہ ہم انصار کے پاس کوئی سواری نہیں ہے حضرت معاویہؓ نے کہا کہ تمہارے اونٹ کیا ہوئے آپ نے جواب دیا کہ بدر کی لڑائی میں تمہارے تعاقب اور تمہارے باپ کے تعاقب میں سب کٹاؤئے پھر آپ نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد ہی تم لوگ دیکھو گے کہ غیر حقدار کو حقدار پر ترجیح دیں گے۔ امیر معاویہؓ نے کہا کہ پھر تمہیں ایسے زمانہ کے متعلق کیا حکم فرمایا تھا آپ نے کہا کہ صبر کے متعلق فرمایا تھا کہ تم صبر کرنا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ پھر صبر کرو اس گفتگو کی خبر عبدالرحمن بن حسان کو ہوئی تو آپ نے یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) یاورکھو معاویہ بن حرب امیر المؤمنین کا کلام ہم تک پہنچا۔ ہم صبر کرتے ہیں اور تم کو مہلت دیتے ہیں یوم قیامت اور انصاف کے دن تک کی۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے جبلیہ بن سحیم سے روایت کی ہے کہ جس زمانہ میں حضرت معاویہؓ تخت خلافت پر رونق افروز تھے میں ان کے پاس گیا آپ کی گردن میں ایک رسی تھی اور ایک جھوٹا سا بچہ اسے کھینچ رہا تھا میں نے کہا یا امیر المؤمنین یہ بچہ کیا کرتا ہے آپ نے کہا کہ مردک چپ رہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کے کوئی بچہ ہو تو اس بچہ کی دلداری کیلئے خود بھی بچہ بن جائے (ابن عساکر کے نزدیک یہ حدیث غریب ہے) ابن ابی شیبہ مصنف تین شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جوان قریشی انسل حضرت معاویہؓ

پاس گیا اور بہت سخت سست سنائی آپ نے فرمایا بھتیجے! ان باتوں سے باز آؤ
 بادشاہوں کا غصہ بچوں کا سا ہوتا ہے اور انکی پکڑ اور حلقہ شیروں کا سا ہوتا ہے۔
 شعبی کہتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایسا آدمی کو خراج وصول کرنے پر
 متعین کیا اور حساب کے وقت اسکا غلبن ثابت ہوا۔ میرے خوف کی وجہ سے وہ حضرت
 امیر معاویہ کے پاس بھاگ گیا۔ میں نے حضرت معاویہ کو لکھا کہ اس شخص کا بھاگ جانا میری
 سوم ادبی ہے اس پر اپنے مجھے لکھا کہ ہم دونوں کے لئے یہ لائق نہیں ہے کہ ہم ایک ہی شخص
 پر سیاست کریں۔ یاد دونوں پر نرمی ہی کریں اگر ہم دونوں نرمی ہی کریں گے تو لوگ شتر بے
 ہمار کی طرح معصیت میں جا گھسیں گے اور اگر ہم دونوں سختی ہی سے پیش آویں گے تو لوگ
 ہلاکت میں گرفتار ہو جائیں گے لہذا اگر تم کسی سے سختی اور بد خوئی سے پیش آؤ تو مجھے
 چاہئے کہ میں اس سے نرمی اور اخلاق کے ساتھ پیش آؤں۔

شعبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ کو فرماتے سنا ہے کہ جس قوم اور امت میں تفرقہ
 پڑا اس میں اہل باطل اہل حق پر غالب ہو گئے مگر اس امت میں ایسا نہیں ہوا۔
 طیوریات میں سلیمان المنخرومی سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت امیر معاویہ کے
 لوگوں کو اذن عام دیکر ایک مجلس مقرر کی جب تمام آدمی جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص
 مجھے کسی عربی شاعر کے تین اشعار ایسے سنائے جو ہر شعر قائم بامعنی خود ہو یہ سن کر تمام آدمی خاموش
 ہو گئے اتنے میں ابو خبیب یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر تشریف لے آئے اپنے اٹھیس دیکھ کر کہا
 کہ یہ شخص تمام عرب میں سب سے زیادہ گو بہ ہے عبداللہ بن زبیر نے کہا کیا ہے آپ نے کہا میں اشعار
 ایسے سننا چاہتا ہوں ابو خبیب حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ تین اشعار تین لاکھ کی عوض میں
 سناتا ہوں کہا اچھا پڑھئے آپ نے ایک شعر پڑھا (ترجمہ شعر) میں نے یکے با دیگرے لوگوں سے ملاقات کی
 ہے میں تو سوائے مکار اور دشمنی کرنیوالے کے کسی کو دیکھا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا سچ کہا۔ دوسرا
 پڑھئے ابو خبیب نے دوسرا شعر پڑھا (ترجمہ شعر) میں نے تو حواوات اور صعوبات زمانہ میں سوائے
 لوگوں کی دشمنی کے کچھ نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا سچ ہے ابو خبیب نے تیسرا شعر پڑھا (ترجمہ شعر) جس نے
 چیز کی تلخی کو چکھا ہے مگر سوال کرنے کی تلخی سے زیادہ کسی چیز کی تلخی نہیں دیکھی آپ نے فرمایا

بالکل صحیح ہے پھر آپ نے تین لاکھ روپے کا حکم فرمایا۔

بخاری اور نسائی اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں مردان حضرت

امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ پر حاکم تھا تو اس نے خطبہ میں ایک روز بیان کیا کہ امیر المؤمنین حضرت

معاویہ کی رائے اپنے بیٹے کے خلیفہ بنانے میں بالکل صحیح ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر

کی یہ سنت ہے اس پر حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں نہیں بلکہ یہ

سنت ہر قتل اور کسری کی ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق نے واللہ کسی

اپنی اولاد کیلئے اور نہ کسی اہل بیت کیلئے کبھی ایسا کیا اور معاویہ شخص شفقت پوری کی وجہ سے

ایسا کرے ہیں مردان کہا کہ تو وہی شخص نہیں کہ جس کے سبب قرآن شریف میں نازل ہوا ہے تم

اپنے والدین کو اتنا تک کہو کیونکہ تم نے ہی اپنے والدین کا مقابلہ کیا تھا آپ نے فرمایا کیا تو ابن ابی

نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے باپ کو لعنت کی تھی حضرت عائشہ صدیقہ کو جب یہ

خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مردان جھوٹا ہے یہ آیت فلاں شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی

البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردان کے باپ پر ضرور لعنت کی تھی اس وقت یہ اپنے باپ

کی بیٹھ میں ہی موجود تھا۔ اس لحاظ سے مردان بھی لعنت الہی میں پیدا ہوا۔

ابن شیبہ نے مصنف میں عروہ سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ انسان

کے اندر بخیر تجربہ کے حکم پیدا نہیں ہوتا۔

ابن عساکر نے شعبی سے روایت کی ہے کہ عظام عرب چار شخص ہیں۔ معاویہ۔ عمرو بن

عاصم بن شعیبہ۔ زیاد حضرت معاویہ حکم اور تحمل اور عقلمندی میں عمرو بن عاص مشکلات پیش آمدہ

کے سلجھانے میں۔ میسرہ اوسان خطانہ ہوتے ہیں۔ زیاد ہر چھوٹی بڑی بات میں۔ یہ بھی روایت کی ہے

کہ قاضی بھی چار ہیں۔ عمر۔ علی۔ ابن مسعود زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین۔

قبیبہ بن جابر کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں

میں نے آپ سے زیادہ قرآن شریف اور فقہ کا عالم نہیں دیکھا اور طلحہ بن عبید اللہ کے پاس بھی رہا

ہوں ان سے بڑھ کر بخیر سوال کے دینے والا کسی کو سنی نہیں دیکھا اور حضرت معاویہ کی صحبت بھی

اٹھائی ہے ان سے زیادہ کسی کو حکم اور عقلم نہیں پایا اور عمرو بن عاص کا لطف محبت بھی

اکٹایا ہے آپ سے برصغیر کسی کو ہم جلیس اور خالص دوست نہیں پایا مگر بن شعبہ کے ساتھ بھی ہوا ہوں انکا تو یہ حال ہے کہ اگر کسی شہر کے آٹھ دروازے ہوں اور ایک دروازہ میں سے بھی کوئی شخص بغیر مکر کے نہ نکل سکتا ہو تو یہ آنکھوں دروازوں میں سے گذر سکتے ہیں۔

ابن عساکر نے حمید بن ہلال سے روایت کی ہے کہ عقیل بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ میں فقیر محتاج ہو گیا ہوں مجھے کچھ دیجئے آپ نے فرمایا کہ صبر کچھ جب میں اور لوگوں کو دونا تو تمہیں بھی دونا حضرت عقیل نے منت سماجت کی آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ انکا ہاتھ پکڑ کر بازار میں کھڑا کر کے ان سے کہو کہ یہ دوکانوں کے قفل توڑ دیں اور جو کچھ انھیں ضرورت ہو لیں۔ حضرت عقیل نے کہا تو کیا مجھے آپ چوری میں پکڑوانا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا تو کیا تو مجھے چور بنانا چاہتا ہے کہ مسلمانوں کا مال تجھے دیدوں آنکھوں نے کہا تو میں حضرت معاویہ کے پاس جاتا ہوں آپ نے فرمایا شوق سے۔ چنانچہ حضرت عقیل نے حضرت امیر معاویہ کے پاس گئے آنکھوں نے کہا کہ ان کو ایک لاکھ دینار چلے اور یہ کہا کہ منبر پر چڑھ کر جو تمہیں حضرت علی نے دیا ہے اس کا اور جو میں نے دیا ہے اسکا دونوں کا اعلان کرو حضرت عقیل نے منبر پر چڑھے اور حمد و نعت کے بعد فرمایا لوگو! میں تمہیں ایک بات کی خبر دیتا ہوں کہ میں نے اول حضرت علی سے ایک ایسی چیز مانگی جو ان کے دین کو نقصان پہنچاتی تھی آنکھوں نے اپنے دین کو عزیز رکھا۔ پھر میں نے معاویہ سے وہی چیز طلب کی آنکھوں نے اپنے دین پر مجھے مقدم سمجھا اور وہ چیز عطا کر دی۔

ابن عساکر نے جعفر بن محمد کے والد سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر معاویہ کے پاس تشریف لے گئے حضرت امیر معاویہ نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ یہ عقیل ہیں جنکے چچا ابو مہب تھے آپ نے فرمایا جی ہاں یہ معاویہ ہیں جن کی پھوپھی حاملہ الحطب تھی (یہ ابو لہب کی بیوی تھی۔ مترجم)

ابن عساکر نے اوزاعی سے روایت کی ہے کہ حزیم بن فاسک حضرت معاویہ کے پاس آئے اور چونکہ ان کی پینڈیاں نہایت خوبصورت تھیں اور اتفاق سے اس وقت پائینچے چڑھائے ہوئے تھے حضرت معاویہ نے انھیں دیکھ کر فرمایا کاش یہ پینڈیاں کسی

عورت کی ہو میں حزم نے کہا یا امیر المؤمنین آپ کی بیوی کی ہوتی ہے۔
 آپ کے زمانہ خلافت میں حسب ذیل علمائے اہل سنت نے انتقال فرمایا۔ صفوان بن امیہ حفصہ
 ام حبیبہ رضی اللہ عنہا۔ میمونہ رضی اللہ عنہا۔ سو وہ رضی اللہ عنہا۔ جویریہ رضی اللہ عنہا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ لبید شاعر عثمان بن طلحہ الجلی رضی اللہ عنہما
 عاص۔ عبداللہ بن سلام الجری۔ محمد بن سلمہ۔ ابو موسیٰ اشعری۔ زید بن ثابت۔ ابو بکر کعب
 بن مالک۔ مغیرہ بن شعبہ۔ جریر البجلی۔ ابویوب الانصاری۔ عمران بن حصین سعید بن زید
 ابو قتادہ الانصاری۔ فضالہ بن علیہ۔ عبدالرحمن بن ابی بکر۔ جبیر بن مطعم۔ اسامہ بن زید
 ثوبان مروان بن حزم۔ حسان بن ثابت۔ حکیم بن حزام۔ سعید بن ابی وقاص۔ ابویوسف
 قثم بن العباس اور ان کے بھائی عبید اللہ۔ عقیقہ بن عامر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین۔
 حضرت ابو ہریرہ نے ۵۹ھ میں وفات پائی۔ آپ دعا کیا کرتے تھے۔ اہل میں آپ سے درخواست کرتا
 ہوں کہ آپ مجھے ۵۹ھ اور لونڈوں کی سلطنت محفوظ رکھے چنانچہ آپ کی دعا مقبول ہو گئی۔

یزید بن معاویہ ابو خالد الاموی

یزید بن معاویہ ابو خالد الاموی۔ یہ ۵۹ھ یا ۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت موٹے تازے
 آدمی تھے اور ان کے بدن پر بہت زیادہ بال تھے۔ ان کی ماں کا نام بیسویہ بنت بحد کلیبہ
 خنساء انصاری نے اپنے باپ سے روایت کی اور ان سے انکے بیٹے خالد اور عبد الملک بن
 مروان نے روایت کی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کو ان کے والوں نے
 اپنی زندگی میں ویجہد مقرر کیا تھا اسوجہ سے ان سے لوگ ناخوش تھے۔
 حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے اندر دو شخصوں نے فساد بویا۔ اول تو
 عمرو بن عاص نے کہ انھوں نے جنگ صفین میں معاویہ کو اشارہ کر کے قرآن شریف اٹھوایا
 (ابن قنبر کہتے ہیں کہ انھوں نے خواج کو حکم بنایا جسکا وبال قیامت تک باقی رہیگا اور دوسرے معاویہ
 بن شعبہ نے کہ یہ حضرت معاویہ کی طرف سے عامل کو قہ تھے انکو معاویہ نے لکھا کہ جسوقت تم یہ
 خط پڑھو اپنے کو معزول سمجھو مگر مغیرہ بن شعبہ نے اس حکم کی عدولی کی اور خود حضرت معاویہ
 کے پاس گئے انھوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں ایک کام

کی تیاری کر رہا تھا جس کی وجہ سے تعمیل حکم میں تاخیر ہو گئی حضرت معاویہ نے پوچھا وہ کیا کام تھا انہوں نے کہا کہ میں یزید کے لئے آپ کے انتقال کے بعد کی بیعت لے رہا تھا انہوں نے کہا کہ کیا اس کام کو پورا کر دیا کہا ہاں پورا کر چکا حضرت امیر معاویہ نے یہ سن کر انہیں بحال کر دیا۔ جب مغیرہ بن شعبہ وہاں سے لوٹے تو ان کے دوست احباب نے کہا کہ کیا گزری مغیرہ نے جواب دیا کہ میں معاویہ کو ایک ایسی دلیل میں پھینسا آیا ہوں کہ قیامت تک وہاں سے نہیں نکل سکتے جس بصری فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے باپ کی زندگی میں بیٹا و بیہد ہونے لگا ورنہ قیامت تک مسلمانوں میں شوری قائم رہتا۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ عمرو بن حزم نے حضرت معاویہ کو کہلا بھیجا کہ میں آپ کو خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں۔ امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کس شخص کو خلیفہ بنائے جاتے ہیں حضرت معاویہ نے فرمایا کہ تم نے مجھے نصیحت کی اور اپنی رائے کا اظہار کیا اس کا میں مشکور ہوں چونکہ اس وقت لڑکے ہی لڑکے موجود رہ گئے ہیں اور ان سب لڑکوں میں میرا بیٹا خلافت کا زیادہ مستحق ہے لہذا اسی کو بیہد بنا تا ہوں۔

خطیب بن قیس کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاویہ نے خطبہ میں فرمایا۔ اہی! اگر میں یزید کو اسکی لیاقت اور فضل کی وجہ سے بیہد کرتا ہوں تو آپ میرے اس کام کو پورا کرا دیجئے اور میری مدد فرمائیے اور اگر میں محض شفقت پدری کی وجہ سے ایسا کر رہا ہوں اور وہ قابل خلافت نہیں ہے تو اسکی تخت نشین ہونے سے پہلے اسکی روح قبض کر لیجئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد اہل شام نے یزید سے بیعت کر لی پھر یزید نے اہل مدینہ سے بیعت کیلئے کہلا کر بھیجا یہاں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کر دیا اور اسی رات دونوں صاحب مکہ معظمہ تشریف لے آئے حضرت ابن زبیر نے نہ یزید کی بیعت کی اور نہ اپنی بیعت کے خواہشمند ہوئے۔ مگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قوفہ والے حضرت معاویہ کے زمانہ سے ہی ہلاکت تھی اور ان سے بیعت کیلئے تیار تھے مگر آپ ہمیشہ انکار کرتے رہا کرتے تھے۔ لیکن جب یزید نے بیعت لی تو اول آپکا اپنی موجودہ حالت پر رہنے کا ارادہ ہوا پھر اپنے قوفہ جانے کا ارادہ کر لیا۔

حضرت ابن زبیر نے بھی آپ کو یہی خروج کی رائے دی مگر ابن عباس نے آپ کو منع کیا اور حضرت ابن عمر نے بھی خروج نہ کرنے کی ہی رائے دی اور کہا کہ خداوند تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کے اختیار کرنے میں مختار کیا تھا مگر اپنے آخرت کو ترجیح دی اور آپ کو چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں اسلئے آپ بھی آخرت کو ہی اختیار کیجئے اور دنیا کی طرف رغبت نہ کیجئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو نہ سنا اور بالآخر حضرت ابن عمر نے رو کر آپ کو الوداع کہا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت امام حسینؑ نے ہماری ایک نہ سنی اور خروج کر دیا حالانکہ ان کو اپنے والد ماجد اور اپنے بھائی صاحب امام حسنؑ کے معاملہ میں کوفہ والوں کا تجربہ ہو چکا تھا۔

اسی طرح آپ کو جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید اور ابو واقد اللیثی نے سمجھایا مگر انہیں سے اپنے کسی کی نہیں سنی اور عراق تشریف لے جانے کا حکم اراوہ کر لیا۔ آپ کے تشریف لے جانے کی وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ تشریف ہی اپنے حرم محترم اور بچوں کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح شہید کر دئے جائیں گے۔ جب حضرت امام حسینؑ نے یہ بھی نہ سنی تو حضرت ابن عباسؑ روئے اور فرمایا کہ اب تو ابن زبیر کی آنکھوں میں ٹھنڈک پڑ گئی۔ پھر عبد اللہ بن زبیر کو دیکھ کر فرمایا تم جو کچھ چاہتے تھے وہ ہو گیا تو یہ حسینؑ تکے جاتے ہیں اور تمہیں اجازت کو چھوڑے جاتے ہیں پھر آپ کے پشمرہ ہر معا (ترجمہ پشمرہ) اسے قنبرہ جانور اب میدان خالی ہے جس جگہ چاہے وہ چر اور جہاں چاہے اٹھ اڑے اور آواز کرے آخر اہل عراق کے لکھنے کے بموجب آپ اور آلہ کو مع اہل بیتؑ میں مرد اور عورتیں اور بچے شامل تھے مکہ معظمہ سے عراق کی طرف چلے۔ اوپر بزیڈے والی عراق عبید اللہ بن زیاد کو آپ سے لڑنے کو لکھا اور اس نے چار ہزار لشکر عمرو بن سعد سعد بن ابی وقاص کی سرکردگی میں آپ کی طرف روانہ کیا اہل کوفہ اپنی عادت قدیمہ کے موافق جو انھوں نے حضرت علیؑ وغیرہ کیسیاقت کیا تھا آپ کو اکیلا چھوڑ کر چلے۔ جب آپ پر لشکر مخالف غالب کیا تو آپ نے صلح اور واپسی اور بزیڈے کے پاس چلا جانا پیش کیا مگر انھوں نے ان تینوں باتوں سے انکار کر کے آپ کو شہید کر دیا۔

روایاتی نے اپنی مسند میں ابوالدر و اوستے روایت کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اول وہ شخص جو میری سنت کو تبدیل کریگا وہ بنو امیہ میں سے ہوگا اور اس کو یزید کے نام سے پکارا جائیگا۔ نوفل بن ابوالفرات کہتے ہیں کہ میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا اور وہ بیٹھا ہوا تھا کچھ یزید کا ذکر کیا اور ایک شخص نے یزید کا امیر المؤمنین یزید بن معاویہ کہہ کر نام لیا عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا تو اسے امیر المؤمنین کہتا ہے یہ کہہ کر اپنے حکم یا کہ اس جرم میں اسکے بیس درے گلے جائیں۔

۶۳ھ میں یزید کو خبر پہنچی کہ اہل مدینہ اس پر خروج کیا چاہتے ہیں اور اسکی بیعت انکار کرتے ہیں پھر اس نے ایک بہت بڑا لشکر ان کی طرف روانہ کیا اور مدینہ والوں سے اعلان جنگ کر دیا پھر مکہ معظمہ میں حضرت ابن زبیر پر لشکر کشی کا حکم دیا چنانچہ یہ لشکر یہاں پہنچا اور واقعہ حرہ باب طیبہ پر واقع ہوا اور واقعہ حرہ جانتے ہو کیا تھا اس کی کیفیت حسن اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے کوئی شخص ایسا نہیں رہا تھا جو اس لشکر سے پناہ میں رہا ہو ہزار ہا صحابہ شہید ہوئے مدینہ شریف لوٹ لیا گیا ہزار لڑکیوں کی کبکحت لشکریوں نے بکارت زائل کی **وَأَنَا رَأَيْتُهُ رَاجِعًا**۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈلا میرا خداوند تعالیٰ اس کو ڈرائینگے اور اسکے اوپر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہوگی (مسلم)

اہل مدینہ کے خلع بے عیت کرنا یہ سبب ہوا کہ یزید گناہوں میں بہت زیادہ پھنس گیا تھا چنانچہ واقعہ حرہ نے عبداللہ بن حنظلہ نعلیل سے روایت کی ہے کہ واللہ ہم نے یزید پر جب تک خروج نہیں کیا جب تک ہیں یہ یقین نہیں ہوا کہ آسمان سے اب پتھر برس جاوینگے سخت تعجب ہے کہ لوگ باؤں اور بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کریں اور کھلم کھلا شراب پیئیں اور نماز چھوڑ دیں۔

ذہبی کہتے ہیں کہ جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ یہ معاملہ کیا اور شراب اور دیگر منکرات پہلے ہی سے کرتا تھا تو تمام آدمی اس سے بے افر و ختم ہو گئے اور چاروں طرف سے اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ادھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسکی عمر میں برکت نہیں رکھی تھی چنانچہ اس نے اپنا لشکر مکہ والوں سے بھی جنگ کے لئے بھیج دیا تاکہ وہاں ابن زبیر سے مقاتلہ کرے۔ راستہ میں لشکر کا سپہ سالار مر گیا تو اسکی بجائے دوسرا سپہ سالار مقرر کیا گیا جب یہ لشکر مکہ معظمہ میں آیا تو حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا ابن زبیر نے بھی ان سے مقابلہ کیا چونکہ آپ محاصرہ میں تھے

اس لئے آپ پر منجلیق سے پتھر برسائے گئے رجم کے شراروں سے کعبہ شریف کا پروردہ اور اسکی چھت اور اس دنبہ کے سینکے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدیم کے لئے بھیجا گیا تھا اور جس کے سینکے اب تک خانہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھے سب جلی گئے اور یہ واقعہ صفر ۶۲ھ میں واقع ہوا۔ آخر نصف بیچ الاول رسالت میں ملک الموت نے اسے آدھا یا اور اس دنیا سے ہمیشہ کیواسطے رخصت کر دیا۔ یہ خبر بدین حالت جنگ میں کہ معظمہ میں پہنچی اور حضرت عبداللہ ابن زبیر نے پکار کر کہا کہ شام کے لوگو! تم ہمارا گمراہ گریو الامر چکاہ سنتے ہی لشکر بھاگا کھڑا ہوا اور نہایت ذلت اٹھائی لوگوں نے اسکا لقب کیا اسکے بعد ابن زبیر نے لوگوں سے بیعت لی اور خلیفہ کے نام سے مرسوم ہوئے اور اہل شام نے معاویہ بن یزید سے بیعت لی مگر معاویہ بن یزید کا زمانہ خلافت بہت ہی کم ہوا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

یزید کو شامی سے بھی شوق تھا اور اسکے اکثر اشعار لوگوں کی زبانوں پر عام طریقے سے جاری تھے ابن عباس نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام تو تم نے ٹھیک رکھا مگر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینکے کے تھے انکا نام بھی ٹھیک رکھا۔ عثمان ابن عفان ذوالنورین مظلوم شہید ہوئے اور باری تعالیٰ کی رحمت سے دو گنا حصہ پایا۔ معاویہ اور ان کا بیٹا ارض مقدس کے بادشاہ ہوئے اور پھر سفاح اور سلام اور منصور جابر مہدی۔ امین۔ امیر الغضب کل کے کل اولاد کعب بن لوسی تمام صالح بادشاہ ہوئے اور انکی مثال نہ ملے گی (وہی کہتے ہیں کہ اس کے ابن عمر سے کئی طریق ہیں مگر کسی نے اسکو ان تک مرفوع نہیں کیا۔

واقعی نے ابو جعفر الباقر سے روایت کی ہے کہ اول شخص جس نے کعبہ شریف پر دیباچہ کا پروردہ ڈالا وہ یزید بن معاویہ ہے۔

یزید کے زمانہ خلافت میں سوائے شہدائے کربلا اور واقعہ حرة کے حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ خالد بن عرفظہ۔ جبرہ الاسلمی۔ جابر بن عتیک۔ بریدہ بن الحصیب مسلمانہ ابن خالد۔ علقمہ بن قیس نخعی۔ الفقیہ مسروق۔ مسور بن مخزوم وغیرہ اور واقعہ حرة یعنی واقعہ مدینہ میں تین سو ساٹھ قریش و مہاجرین و انصار شہید ہوئے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

معاویہ بن یزید

معاویہ بن یزید بن معاویہ۔ ابو عبد الرحمن۔ نیز ابو یزید و ابو لیلی۔ یہ بھی اپنے باپ کی زندگی میں ہی ہو چکا تھا۔ ربیع الاول ۶۲ھ میں اپنے باپ کے بجائے تخت خلافت پر بیٹھا یہ شخص نہایت جوان الخ تھا حالت بیماری میں تخت خلافت پر متمکن ہوا اور اسی بیماری میں انتقال کر گیا اس نے کسی طرف فوج کشی نہیں کی نہ امور سلطنت میں کوئی کام کیا نہ لوگوں کو نماز پڑھائی اس کی مدت خلافت کل چالیس روز ہیں اور بعض کے قول مطابق دو مہینے اور بقول بعض تین ماہ ہیں۔ جس وقت اس کا انتقال ہوا اس کی عمر اکیس سال کی تھی بلکہ بعض بیس ہی سال بتلاتے ہیں۔ جب اس پر حالت نزع طاری ہوئی تو اس سے کہا گیا کہ آپ کسی کو خلیفہ مقرر کر جائیے اس نے ہاکہ جربا میں نے خلافت کا فرہ نہیں چکھا تو اس کی تلخی میں کیوں بھینسوں۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عبد اللہ بن زبیر بن العلوٰم بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصى الاسدی۔ آپ کی کنیت ابو بکر و خبیب آپ خود صحابی اور صحابی کے صاحبزادے تھے آپ کے والد ماجد عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور آپ کی والدہ ماجدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کی دادی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہوتی تھیں۔

آپ مدینہ شریف میں بیس ماہ کے بعد ہجرت بنوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ سنہ ہجرت کے پہلے ہی سال پیدا ہوئے۔ آپ ہجرت کے بعد سب سے پہلی ہاجرین کی اولاد ہیں آپ کی ولادت تمام مسلمانوں میں نہایت خوشی ہوئی تھی کیونکہ یہودیوں نے یہ ہمشورہ کر دیا تھا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے کہ ان کے اولاد نہ ہو۔ جس وقت آپ پیدا ہوئے تو آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کچھوڑ اپنے دین مبارک میں چبا کر ان کو چاوسی اور ان کی کنیت آپ کے تانا ابو بکر صدیق کی کنیت پر ابو بکر مقرر فرمائی۔ آپ کثیر الصوم اور بڑی طویل قرارت کی نماز میں پڑھتے تھے صلہ رحمی بہت زیادہ لے لے تھے

نہایت بہادر اور دلیر تھے آپ نے راتوں کو اس طرح تقسیم کیا تھا کہ ایک دن تمام رات صبح تک نماز پڑھتے تھے اور ایک دن تمام رات صبح تک رکوع میں رہتے تھے اور ایک رات سجدہ میں گزارتے تھے۔ آپ سے تینتیس احادیث مروی ہیں آپ کے بھائی عروہ اور ابن ابی ملیکہ عباس بن سہل ثابت البنانی اور عطا اور عبیدۃ السلمانی اور بہت سے اشخاص روایت کرتے ہیں۔

آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے بزدلی کی بیعت سے انکار کیا اور مکہ معظمہ میں چلے آئے نہ خود کسی سے بیعت کی نہ اپنے لئے دوسروں سے چاہی بزدلی میں معاویہ کی سخت ناراض ہو گیا تھا جس وقت بزدلی کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے اپنے لئے بیعت کرانی اور اہل حجاز اور اہل یمن اور اہل عراق اور اہل خراسان آپ سے بیعت کر لی۔ آپ نے کعبہ شریف کی عمارت کی تجدید کی اور اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اس طرح آپ نے دو دروازے بنائے اور اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت کے موافق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ گز زمین اور داخل کربلا کی خواہش تھی آپ نے چھ گز زمین اور داخل کر دی۔

اہل مصر اور شام نے آپ سے بیعت نہیں کی تھی مگر معاویہ بن ابی سفیان کے انتقال کے بعد انہوں نے بھی آپ سے بیعت کر لی۔ پھر مردان بن حکم نے خروج کیا اور شام اور مصر کو دیا اور ۶۵ھ یعنی اپنے مرنے وقت تک قابض رہا اور اپنا بیٹا اپنے بیٹے عبد الملک کو کر گیا۔

ذہبی سچ کہتے ہیں کہ مردان کو خلیفہ شمار نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس نے عبد اللہ بن زبیر پر خروج کیا۔ بلکہ وہ اس لحاظ سے بائع ہے اور نہ اس کا اپنے بیٹے کو ولیعهد مقرر کرنا صحیح ہے البتہ اس کے بیٹے عبد الملک کی خلافت ابن زبیر کے قتل کے بعد صحیح ہوتی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر مکہ پر برابر خلیفہ رہے حتیٰ کہ عبد الملک بن مردان نے خلیفہ پایا حجاج کو چالیس ہزار فوج دیکر حضرت ابن زبیر کے قتل کیلئے روانہ کیا اس نے اگر مکہ معظمہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ رکھا اور منجیق گادی اور حضرت ابن زبیر کو بہت تنگ کیا آپ کے ساتھی آپ کا ساتھ چھوڑ کر خفیہ مخالفت لشکر میں جاملے اسوجہ سے آپ کو نہریت اٹھانا پڑی اور حجاج کو فتح ہو گئی سترہ جمادی الاول ۳۸ھ میں آپ کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔

محمد بن زبیر عبد اللہ بن زبیر کہتے ہیں کہ جب حجاج نے منجیق لگائی تو میں ابو قیس پہاڑ پر تھا

میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا شعلہ منجلیق سے اٹھا اور وہ ایک سرخ گدھے کی طرح چل کر
گاتا رہا آخر اسے پچاس آدمیوں کے قریب منجلیق والوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر خاندان قریش میں ایک اعلیٰ درجہ کے شہسوار مشہور تھے
کے بہت سے واقعات زبان زد عوام ہیں۔

ابو یعلیٰ اپنی مسند میں ابن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے پچھے لگا کر خون نکلوایا اور مجھے دیکر فرمایا کہ عبداللہ تم اسے ایسی جگہ پھینک دو کہ کسی کی نظر نہ پڑے
میں نے اسے علیٰ ہلیجا کر پی لیا جب میں لوٹ کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ تو نے اس خون کو کیا کیا میں نے عرض کیا کہ میں
سے اپنے نزدیک ایسا چھپایا ہے کہ اسکو وہاں کوئی نہیں دیکھ سکتا آئیے فرمایا شاید تو نے
سے پی لیا میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ کہتے ہیں کہ یہ قوت و یا زو اسی خون کی وجہ سے تھے۔

عمر بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی برابر کسی شخص کو ایسا غازی نہیں دیکھا آپ ارکان نہایت
زہنی سے ادا کرتے تھے آپ پر منجلیق لگی ہوئی تھی اور حرم شریف میں نماز ادا فرما رہے تھے آپ کے
پروں پر پتھر آ کر گتے تھے مگر آپ بالکل پرواہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ آپ عبادت میں ایسے تھے کہ اگر آپ کے بجائے کوئی اور ہوتا تو عاجز
ہو کر رہ جاتا ایک مرتبہ کعبہ شریف میں بے انتہا پانی پھرا یا مگر آپ نے تیر تیر کر طواف فرمایا۔
عثمان بن طلحہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ تین یا تین میں کوئی
نہیں کر سکتا اول شجاعت اور دلیری۔ دوسرے عبادت اور تیسرے بلاغت و فصاحت آپ
ایسے بلند آواز شخص تھے کہ جب آپ خطبہ فرماتے تو آپ کی آواز پہاڑوں سے ٹکراتی تھی۔
ہشام بن عروہ اور خبیب کہتے ہیں کہ اول خانہ کعبہ پر دیباچہ کا پردہ حضرت عبداللہ
ابن زبیر نے ڈالا آپ سے پہلے پلاس اور چمڑے کے چڑھائے جایا کرتے تھے۔

عمر بن قیس کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے پاس سو غلام تھے اور ہر ایک کی
زبان جدا جدا تھی آپ ہر غلام سے اس کی زبان میں باتیں کیا کرتے تھے میں جب آپ کو کسی دنیاوی
کام میں مشغول دیکھتا تھا تو سمجھتا تھا کہ یہ شخص طرفہ راغبین کیلئے بھی دنیا سے علیحدہ ہوتا ہوگا اور
جب میں آپ کو آخرت میں منہمک پاتا تو خیال کرتا تھا کہ یہ بھی دنیا کی طرف مشغول نہ ہوتا ہوگا۔

ابو عبیدہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز عبد اللہ بن زبیر الاسدی آپ کے پاس آئے
 اور کہا یا امیر المؤمنین میرے اور آپ کے فلاں تعلق سے رشتہ داری ہے اپنے فرمایا کہ ہاں یہ صحیح ہے لیکن
 اگر تم سچو اور غور کرو گے تو تمام آدمیوں کو ایک ماں باپ پاپاؤ کے۔ عبد اللہ بن زبیر الاسدی نے
 کہا کہ میرا نفقہ پورا ہو گیا ہے اپنے فرمایا کہ میں تمہارے نفقہ کا ضامن نہیں ہوا تھا بس بیٹے
 کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ اس نے کہا یا امیر المؤمنین میرے اور نسطاس بن عبد مہر دی اور جھوکا کے مرے جانے
 میں اپنے فرمایا کہ انھیں کسی مر غزار اور کشادہ جنگل میں چرنے کیلئے بھیجو اور ان پر عمدہ کس دو
 عبد اللہ بن زبیر اسدی نے کہا کہ میں تو آپ سے کچھ لینے کی غرض سے آیا تھا نہ کہ علاج اور راتے پونے
 کیلئے۔ لعدت ہے۔ اس اونٹنی پر جس نے مجھے آپ تک پہنچایا آپ نے فرمایا کہ اسکے سوار پر بھی
 عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں زہری سے روایت کی ہے کہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کیسیا نے کسی دشمن کا سر پیش نہیں ہوا البتہ حضرت ابو بکر صدیق کیسیا نے ایک شخص کا سر پیش
 مگر اپنے اسکو سخت مکروہ سمجھا۔ عبد اللہ بن زبیر کے دربار میں سرکاش کر پیش کئے گئے
 آپ کے زمانہ میں حجاز کے کذاب بنو ت کا دعویٰ کیا اور خود عبد اللہ بن زبیر پر خور
 کر دیا اپنے مقابلہ کیلئے ۶۷ھ میں شکر تیار کر کے اسکو شکست دی اور اس طعون کو قتل کر
 آپ کے زمانہ خلافت میں ان علمائے وفات پائی۔ اسید بن ظہیر۔ عبد اللہ بن عمرو بن
 نعان بن بشر۔ سلیمان بن عمرو۔ جابر بن سمرہ۔ زید بن ارقم۔ عدی بن حاتم۔ ابن عباس۔ ابو
 الیثی۔ زید بن خالد الجہنی۔ ابو الاسود دہلی وغیر ہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

عبد الملک بن مردان

عبد الملک بن مردان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی
 کلاب ابو الولید ۱۱۰ھ میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کی حیات میں عبد اللہ بن زبیر کے زمانہ خلا
 میں و بعد مقرر ہوا اسوجہ سے اسکی خلافت صحیح نہیں ہوتی۔ یہ عصر اور شام پر ظلم سے اول قابض
 رہا پھر عراق بھی اسکے قبضہ میں آگیا مگر شہادت ابن زبیر یعنی ۶۳ھ تک اس پر مشرف نہیں
 حضرت عبد اللہ بن زبیر کی شہادت یعنی ۶۳ھ سے اسکی خلافت صحیح ہوتی اور اسی سال حج

معبہ کو منہدم کر اگر اس صورت میں بنا لیا جس صورت میں کہ اب موجود ہے حجاز کے انصار کے
سے ایک شخص نے حضرت ابن عمر کو ایک زہر پیش کیجئے ہوئے حربہ سے زخم پہنچایا جس سے
اب مریش ہو کر جاں بحق تسلیم ہو گئے (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا رَاجِعُونَ مَرْتَجِمًا)

۸۱ھ میں حجاز مدینہ شریف پہنچا اور وہاں اہل مدینہ کو تنگ کرنا شروع کیا صحابہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ باقی رہ گئے تھے ان پر نہایت سختیاں کیں اور بہت اہانت کرا کر پناہ
حضرت انسؓ اور جابر بن عبد اللہ اور سہیل بن سعدؓ کی وغیرہ کی مشکلیں کس دیں اور انکو
نہایت ذلیل کیا۔ (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا رَاجِعُونَ)

۸۲ھ میں لوگوں کے ساتھ عبدالملک نے حج کیا اور حجاز عراق کا حاکم مقرر ہوا۔
۸۳ھ میں برقلم فتح ہوا اور جامع مسجد مصر کو حیر العزیز بن مروان نے منہدم کر کے
چاروں طرف سے اسے وسیع کرایا۔

۸۴ھ میں قلعہ سنان فتح ہو گیا اور امینہ اور صنیعہ کی جگہ ہوئی۔

۸۵ھ میں حجاز نے شہر واسط کی بنیاد ڈالی۔

۸۶ھ میں مریضہ اور اوڈیہ مغرب کی طرف سے ہاتھ آئے۔

۸۷ھ میں عبدالعزیز بن ابی حاتم بن النعمان البلبالی نے شہر اردبیل اور بردعہ کو بسا دیا

۸۸ھ میں قلعہ نولق اور حزم فتح ہوئے اور حزم میں ان دنوں طاغون پھیلنا ہوا

تھا جس میں اکثر غوریوں میں مرنے لگیں اسکی وجہ سے اسکے تمام طاغون افسیت رکھا گیا۔

اسکی سارے شوال میں عبدالملک بن مروان نے انتقال کیا اور مسزہ ترکے چھوڑے۔

احمد بن عبدالعجلی کہتے ہیں کہ عبدالملک کو گندہ دہنی کا مرض تھا اور وہ اپنی رحم مادر میں گھر

چھ نہیں رہا تھا۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان خلافت پر نہایت عابد اور زہرا تھا۔

یحییٰ غسانی کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان حضرت ام درود صحابہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔

دن ام درود نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین میں نے سنا ہے کہ تم اب عبادت گزار ہو گئے بعد شہر اپنے

گئے ہوا غنوں نے کہا کہ ہاں میں غمراہ پینے کے ساتھ خوشخوار رہتی ہو گیا ہوں۔

حضرت نافع کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں عبدالملک بن مروان جیسا چست چاکر دیکھا اور وہ

اور قرآن و احادیث کا جاننے والا نہیں دیکھا۔

ابو الزناد کہتے ہیں کہ مدینہ کے فقہار یہ حضرات ہیں۔ سعید بن مسیب۔ عبد الملک بن مردان۔ عروہ بن زبیر۔ قبیصہ بن ذبیہ۔

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کے تو پیٹے پیدا ہوا کرتے ہیں مگر مردان کے تو پیٹے پیدا ہوا۔ عبادہ بن لبی کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت ابن عمر سے دریافت کیا کہ آپ حضرات قریش تو بڑھے ہو گئے ہیں ہم آپ کے بعد کن سے مسائل دریافت کریں آپ نے فرمایا کہ مردان کا بیٹا فقیہ ہے اس سے دریافت کیا کرنا۔

تیسری حضرات ابو ہریرہ سے نام کہتے ہیں کہ جب عبد الملک جوان تھا تو ایک روز یہ حضرت ابو ہریرہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ ایک دن ۶۰ بار کا بار شاہ ہو جائیگا۔

عبیدہ بن ابی العسائی کہتے ہیں کہ جب عبد الملک خلیفہ ہو گئے تو ام الدردار نے ان سے کہا کہ میں نے جب تجھے دیکھا تھا میں جب ہی سے سمجھتی تھی کہ تو بادشاہ ہو جائیگا انھوں نے پوچھا یہ کس طرح انھوں نے فرمایا کہ تجھ سے بہتر نہ میں نے کوئی بات کر سکتا دیکھا نہ بات سننے والا۔

شعبی کہتے ہیں کہ میں جس شخص کے ہم صحبت رہا وہی میرے علم و فضل کا قائل ہو گیا مگر عبد الملک بن مروان کے علم و فضل کا میں خود قائل ہو گیا کیونکہ میں نے جب اس کے سامنے کوئی حدیث بیان کی تو اس میں انھوں نے ضرور کچھ ایزا دبتلایا اور جب کبھی میں نے اس کے سامنے کسی مضمون کا شعر پڑھا تو انھوں نے اس مضمون کے میرے سامنے کسی کئی اشعار پڑھ دئے۔

ذہبی کہتے ہیں کہ عبد الملک بن مروان نے ان حضرات سے حدیث کی سماعت کی۔ عثمان۔ ابو ہریرہ۔ ابو سعید۔ ام سلمہ۔ بریرہ۔ ابن عمر اور معاویہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان سے ان حضرات نے روایت کی۔ عروہ۔ خالد بن معدان۔ رجاء بن حیوۃ۔ زہری۔ یونس بن عیسیٰ۔ زبیر بن بکر۔ اسحاق بن عیسیٰ۔ جریر بن عثمان و دیگر حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

بکر بن عبد اللہ مزی کہتے ہیں کہ یوسف نامی ایک یہودی مسلمان ہو گیا اور تلاوت قرآن شریف کا بیچارہ بن گیا۔ روز مروان کے مکان کے قریب گزرا اور باواز بند یہ کہا کہ اس مکان کے مالک سے امت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری سخت تکلیف اٹھاویں گی پس تمہیں نے اس سے دریافت کیا کہ آخر کب تک

نے کہا کہ جب تک خراساں سے سیاہ جھنڈے والے نہ آویں یہ شخص عبد الملک کا دوست تھا۔
 روز عبد الملک کے موٹے پر ہاتھ مار کر کہا کہ جب تو با و شاہ ہو جاوے تو خدا سے ڈر کر کام کیا کرنا عبد الملک
 کہا میں ایسے کام ہرگز نہیں کر سکتا جو خلاف شرع ہوں کہتے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ نے مکہ معظمہ پر
 رکنی کی تو عبد الملک بن مروان نے کہا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں یہ شخص حرم محترم کی طرف
 لڑیج رہا ہے۔ یسع نے کہا۔ جلدی مت کرو تمہارا لشکر اس سے بھی تیز ہو گا۔

یحییٰ عسافی کہتے ہیں کہ جب سلم بن عقبہ مدینہ میں داخل ہوا تو میں مسجد نبوی میں گیا اور عبد الملک بن
 ان کے برابر جا بیٹھا عبد الملک نے مجھ سے دریافت کیا تم بھی اس لشکر میں شریک ہو میں نے کہا
 عبد الملک نے کہا کہ بد بخت تو اتنا نہیں جانتا کہ تو ایسے کے مقابلہ کے لئے آیا ہے جو اسلام میں سے
 پیدا ہونے والا فرزند ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور ذات المنطقین کی اولاد سے
 یہ وہ شخص ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹی دی۔ واللہ جب کبھی میں دن میں ان کے پاس گیا
 بہ انہیں روزہ دار پایا اور جب کبھی رات کو ان کے پاس جا نیکا اتفاق ہوا تو تعجب پر ہتھ دیکھا۔ یاد رکھو جو شخص
 کے قتل کی کوشش کریگا تو خداوند تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالیں گے جب عبد الملک کی خلافت ہوئی
 اس نے حجان کو ایسا پر شکر دے کر روانہ کر دیا اور ان کو قتل کر ڈالا۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے فرمایا کہ خلافت عبد الملک کو پہنچ گئی پھر قرآن شریف کی طرف
 تار ہر کے فرمایا کہ یہ تیرا آخری زمانہ ہے۔ تیرا عہد ختم ہو چکا۔

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا ہے کہ ظہر اور عصر کے درمیان
 عبد الملک بن مروان اور دو اور نوجوان مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے اور عصر تک برابر پڑھتے تھے۔ مسجد
 مسیب سے کسی نے دریافت کیا کہ جیسے یہ تینوں نماز پڑھتے ہیں اگر ہم بھی نماز پڑھا کریں تو کچھ حرج نہیں
 نفل نے فرمایا کہ عبادت زیادہ نماز پڑھنے اور اکثر روزہ رکھنے کا نام نہیں بلکہ عبادت ذات الہی کے مشاعرے
 غور کریں اور گناہوں سے بچنے کا نام ہے۔

موصوف بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ اول جن شخص کا نام اسلام میں عبد الملک رکھا گیا وہ عبد الملک بن مروان
 یحییٰ بن بکیر تھے جن میں کہ میں نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے آپ فرماتے
 تھے کہ سب سے پہلے عبد الملک نے ہی دینار پر سک لگایا اور ان پر آیات کلام اللہ نقش کرائیں۔

مصعب کہتے ہیں کہ عبد الملک نے دینار اور ہار پر قل ھو اللہ احد لکھوائی اور دوسری طرف ان پر لا الھ الا اللہ کندہ کرایا اس کے گرداگرد سونے کا حلقہ ہوتا تھا اور اس حلقہ پر ضرب فلان اور حلقہ سے خارج محمد الرسول اللہ اسلمہ یا الہدی و دین الحق لکھا ہوتا تھا۔

ادانل عسکری میں ہے کہ عبد الملک بن مردان اپنے خطوں کی پیشانی پر قل ھو اللہ احد اور ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ لکھوایا کرتا تھا اور دینار اپنے خود کے راج نہ تھے بلکہ عبسیائیوں کے دینار ہی اس سلطنت میں راج تھے ایک مرتبہ بادشاہ روم نے آپ کو لکھا کہ اپنے جو خطوں کی پیشانی پر اپنے نبی کا ذکر وغیرہ لکھنا جاری کیا ہے اسے چھوڑ دیجئے ورنہ ہم دینار و نیر اسی چیز لکھنا شروع کریں گے کہ جس سے آپ کی دل آزادی ہوگی کیونکہ آپ کے اس فعل سے ہماری دل آزادی ہوتی ہے۔ اپنے خالد بن یزید بن معاویہ کو مشورہ کیلئے بلا یا خالد بن یزید بن معاویہ نے کہا کہ آپ ان کے دینار اپنی سلطنت میں آنے بند کر دیجئے اور خود اپنے دینار جن پر ذکر اللہ اور ذکر رسول نبو مسکوک کرایجئے اور آپ اپنے خطوں پر ان کے مکروہ سمجھنے سے کوئی اثر نہ آنے دیجئے بلکہ ان کی پیشانی بدستور رہنے دیجئے آپ نے اسی پر عمل کیا اور سب سے پہلے اپنے دینار مسکوک کرائے۔

عسکری کہتے ہیں کہ اول جس خلیفہ نے مجل کیا عبد الملک بن مردان، اس لیے وجہ سے اس کا نام شیخ الجارہ اور کنیت ابو الزبان مشہور ہو گئی۔ جس خلیفہ کے عہد میں غدر ہوا جس خلیفہ کے سامنے کلام کرنا منع ہوا جس کے زمانہ میں امر بالمعروف و نہی کا کیا وہ عبد الملک بن مردان، چنانچہ عسکری کلبی سے روایت کرتے ہیں کہ مردان بن حکم نے اپنے بیٹے کے بعد عمرو بن سعید بن عامر کو و بیعت بنایا تھا مگر ابو عبد الملک قتل کر ڈالا اور یہ قتل اسلام میں سب سے پہلا عذر ہے۔ اسی کے متعلق ایک شاعر کہتا ہے (ترجمہ اشعار) اے قوم کے افراد و اپنی راؤ پر مت چلو کیونکہ تم نے مردان کے بیٹوں کے غدر کا تجربہ کر لیا عمرو کی طرف چلے اور اسے قتل کر دیا اور اس طرح اللہ کے عہد میں غدر کر دیا۔ جو انان صاحب تجربہ کو قتل کر ڈالا۔ تاکہ ان کی اولاد لوگوں پر حکومت نہ کر سکے وہ قرآن شریف سے کھیل کرتے ہیں اور ایسی چیز اختیار کی کہ وہ گناہوں میں سب سے بدتر ہے۔

ابن جریر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن زبیر کے قتل کے بعد پچھتے میں عبد الملک نے مدینہ طیبہ میں ایک تقریر کی۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد بیان کیا کہ میں خلیفہ ضعیف بنی عثمان بنی ہوں اور نہ میں خلیفہ سست یعنی معاویہ ہوں اور نہ میں خلیفہ ضعیف مراے یعنی یزید ہوں

اور کھو جو مجھے پہلے خلفار تھے وہ اسے مال سے کھاتے پیتے رہے خبردار! میں آئی دو اسوایے تلوار
 رکھیں جانتا تمہیں چاہئے کہ تم اپنے نیزے میری مدد کیلئے گھڑے کرو۔ ہمیں مہاجرین کے اعمال پر تکلف مجبور
 نہ ہیں اور خود وہ اعمال نہیں کرتے جان لو کہ میں تمہیں نہایت عذاب سے ہلاک کرونگا حتیٰ کہ ہمارے اور
 ہمارے درمیان تلوار فیصلہ کرے۔ اے عمرو بن سعید یاد رکھو فرابت اور شتہ داری اور چیز ہو اور
 حکومت اور عہد داری دوسری چیز ہے۔ تم ذرا سہراٹھا کر میری تلوار دیکھو کہ کیا حال کرتی ہے۔ یاد رکھو
 میں تمہاری تمام باتیں برداشت کرونگا مگر کسی امیر پر خروج کرنا یا اسے لڑنا کبھی نہیں دیکھ سکتا
 تمہارے افعال مجھے معلوم ہیں و اللہ میں ان تمام افعال کو تمہاری گردن میں ڈال دوں گا اور اگر
 کوئی ہفت مجھے خوف خدا بھی یاد دلائیگا تو اسکی گردن میں لڑو ونگاہ کہ کبھی سے اترا یا اسکا رادی ادا یعنی کریم کیلئے
 عسکری کہتے ہیں کہ عبد الملک نے ہی سب سے پہلے دفتر کو زبان فارسی سے عربی میں منتقل کیا اور
 منبر پر سب سے پہلے ہاتھ بلند کئے۔

میں کہتا ہوں کہ عبد الملک کے دس اداکل ہوئے جنہیں پانچ مذموم اور پانچ احسن ہیں۔
 ابن ابی شیبہ نے مصنف میں محمد بن سعید بن سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے عید الفطر اور
 عید الفصحی میں اذان دلوائی وہ اولاد مروان ہے خواہ عبد الملک ہو یا کوئی دوسرا لڑکا۔
 عبدالرزاق نے ابن جریر سے روایت کی ہے کہ مجھے کسی آدمیوں سے یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ اول حسن
 شخص نے کعبہ شریف پر دیباچہ کا کپڑا چڑھا یا وہ عبد الملک بن مروان ہے اور فقہار میں سے جسکو
 احبات کی خبر ہوتی تھی وہ کہتا رہا کہ فی الواقع کعبہ شریف کیلئے یہی کپڑا زیادہ موزوں اور مناسب تھا۔
 یوسف بن ماجشون کہتے ہیں کہ عبد الملک جب انصاف کیلئے بیٹھتا تو اسکے سر پر تلوار و نکاسیاب
 کیا جاتا تھا۔ احمی کہتے ہیں کہ عبد الملک سے کسی دریافت کیا کہ یا امیر المؤمنین آپ پر بوڑھا پابرت
 جلد آگیا عبد الملک نے جواب دیا کہ کس طرح نہ آتا میں ہر جمعہ میں اپنی تمام عقل لوگوں پر خرچ کرتا ہوں۔
 محمد بن حرب الزیادی کہتے ہیں کہ عبد الملک سے کسی دریافت کیا کہ آدمیوں میں سب سے بہتر
 آدمی ہے جو اب دیکھو جو بلند مرتبہ ہو کر تواضع اور انکساری کرے اور بحالت قدرت زیاد اختیار
 کرے اور بحالت قوت عدل کرے۔

ابن عاصم کہتے ہیں کہ عبد الملک کے پاس جب کوئی شخص کسی شہر یا گاؤں سے آتا تو عبد الملک اس سے

کہتا دیکھو مجھے چار باتوں سے محاف رکھنا اور ان چار کے بعد جو کچھ کہنا ہو نا پکب۔ تو میری سلسلے
 جھوٹ نہ بولنا کیونکہ میرے یہاں جھوٹے کی کوئی قدر نہیں۔ دوسرے جو کچھ میں پوچھوں محض اسی کا جواب
 دینا کیونکہ میری توجہ اسی میں لگی ہوئی ہوگی۔ تیسرے میری تعریف میں مبالغہ نہ کرنا کیونکہ اپنا حال
 میں خود ہی جانتا ہوں چوتھے مجھے میری رعیت پر برا نگیختہ نہ کرنا کیونکہ انہیں میری عنایات
 کی زیادہ ضرورت ہے۔

مدائنی کہتے کہ جب عبد الملک کو اپنے مرنے کا کامل یقین ہو گیا تو اس نے کہا واللہ جس شخص
 سے مجھے میری ماں نے جنا ہے اس وقت سے میری خواہش تھی کہ میں حال ہوتا اس کے بعد اپنے بیٹے کو وصیت
 کی کہ ہمیشہ خدا سے ڈرنا اور اختلافات اور افتراق سے کوسوں دور بھاگنا اور بنی ام بربرہ بن جانا اور لڑائی
 میں نہایت سرگرمی دکھلانا اور احرار بن جانا اور امر بالمعروف میں ضرب المثل بن جانا کیونکہ لڑائی وقت
 سے پہلے موت کو نہیں بلائی اور امر بالمعروف کا اجر اور ذکر باقی رہتا ہے۔ تلخی میں بیٹھے ہو جاؤ اور سخن
 میں نرم بجاؤ اور جیسا کہ ابن عبدالاعلیٰ الشیبانی کہتا ہے ایسے ہو جاؤ (ترجمہ اشعار ابن عبدالاعلیٰ)
 بہت سے تیر جب اکٹھے کر لئے جاویں تو پھر ان کو کوئی سخت گزنت کر نیوالا بھی نہیں ٹوڑ سکتا اور ایک
 شیر کو ہر ایک کوئی توڑ سکتا ہے اور اے ولی خلافت کے معاملات میں خدا سے ڈر کر کام کرنا اور حجاج کا
 زیادہ خیال رکھنا اور اس کی ہمیشہ تعظیم کرنا کیونکہ اس نے تجھے خلافت تک پہنچایا ہے۔ اے
 ولید وہ تیرا بازو اور تیری تلوار ہے اس کے متعلق کسی کی شکایت نہ سنا۔ دیکھو مجھے اس کی زیادہ
 ضرورت ہے اور اسے تیری پرواہ بہت کم ہے جب میں انتقال کر جاؤں تو لوگوں سے اپنی بیعت لینا
 اگر کوئی انکار کرے تو اس کی گردن مار دینا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں ہیں۔

جب عبد الملک پر نزع کا وقت ہوا تو ولید رو کر یہ شعر پڑھنے لگا (ترجمہ شعر) بہت سے عبادت
 کر نیوالے آتے ہیں مگر مرنیوالے کو لوٹا کر نہیں لاتے تاکہ اس سے معلوم ہو کہ مرنے وقت تجھ پر کیا گزری
 عبد الملک نے کہا کہ لڑکیوں کی طرح رونے سے کیا فائدہ جب میرا انتقال ہو جائے تو اپنے
 پیروں کے بل کھڑا ہو جا۔ اور حرات کو کام میں لا اور شیر جیسا لباس پہن اور اپنی تلوار کند
 پر رکھ۔ جو شخص سرشس ہو اس کا سر کاٹ لے اور جو چپ ہو اسے چھوڑ دے
 وہ اپنی بیماری سے آپ مر جائے گا۔

میں کہتا ہوں کہ عبدالملک اور حجاج دونوں مساوی ہیں کیونکہ حجاج کو مسلمانوں اور صحابہ پر
 نے حاکم مقرر کیا تھا اور اس کمبخت نے ان کے قتل اور ضرب و ذلت و دشنام دہی اور حبس میں کئی دفعہ
 نہیں رکھا اور اکابر صحابہ اور تابعین کو لا تعداد میں شہید کر دیا اور حضرت انسؓ وغیرہ صحابہ کی مشکیں
 ملیں اور انہیں بہت ذلیل کیا۔ یقیناً باری تعالیٰ اسے عذاب سے محنت نہ فرمائیں گے۔

عبدالملک کو بھی شاعری کا شوق تھا اس کے چند اشعار یہ ہیں (ترجمہ اشعار) قسم ہے مجھے
 عمر کی کہ میں دنیا میں بہت جیا اور میری تمام عمر کارزار میں گزری۔ بس جو چیز مجھے خوش معلوم
 تھی وہ زمانہ سابق میں مثل لمحہ کے گزری۔ افسوس فردوسی نے کی میں نے ایک گھڑی اور ملک
 ی نہ کرتا میں لذت میں۔ اور کاش تازہ رویوں کے ساتھ زندگی بسر نہ کرتا اور اے کاش
 زندگی کو عیش و عشرت میں نہ کھوتا۔

ابن عساکر کی تاریخ میں ابراہیم بن عدی سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو
 ہمارے ایک رات میں چار مشکیں پیش کیں مگر اس کے چہرے پر ذرا ^{شک} نہیں پڑی۔ عبید اللہ بن یزید کا
 حبش بن ولجہ کا حجاز میں قتل اور بادشاہ روم سے کشیدگی اور دمشق کی طرف عمرو بن سعید کا خروج۔
 آسمی کہتے ہیں کہ چار آدمیوں نے نیک کامیوں اور بیہودہ باتوں میں کبھی خطا نہیں کی تھی
 الملک بن مروان۔ حجاج بن یوسف۔ ابن القریہ۔

ظہیر ریات سلفی میں ہے کہ عبدالملک بن مروان ایک روز باہر نکلا تو ایک عورت کھڑی ہوئی
 اس نے کہا کہ امیر المؤمنین! انہوں نے جواب دیا کیا ہے اس نے کہا کہ میرے بھائی کا انتقال ہو گیا
 اس نے چہ سو دینار چھوڑے اس کی میراث میں سے مجھے ایک دینار دیتے ہیں اور کہتے ہیں
 میرا حق اتنا ہی ہے۔ یہ سنا کہ عبدالملک کی سمجھ میں نہ آیا تو اس نے تنجی کہ بلا کر دریافت کیا انہوں
 نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ متوفی نے دو بیٹیاں چھوڑیں دو تہائی یعنی چار سو تہا ان کے ہوئے اور
 ان کو چھٹا یعنی سو دینار پہنچے اور بیوی کو آٹھواں یعنی پچتر دینار اور بارہ بھائی ان کے
 ہر میں دینار پہنچے۔ اس حساب سے اس کے حصہ میں ایک ہی آیا۔

ابن ابی شیبہ مصنف میں خالد بن محمد قرظی سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان کو
 مل کر کہ جو شخص لذت اور خواہش نفس کے لئے باندی خریدے تو بربری خریدے اور اگر اولاد کے واسطے

چاہے تو فارسی اور اگر خدمت کے لئے چاہے تو رومی خریدے۔
 ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ جس وقت عبید الملک کیساتھ اپنے نخل شاعر نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ شعر) ایک
 عداوت کا آفتاب ہے حتیٰ کہ اس سے فائدہ اٹھایا گیا اور جب قدرت حاصل ہو گئی تو لوگوں میں
 سب سے زیادہ حلیم بن گیا۔ یہ نگر عبید الملک نے اپنے غلام سے کہا کہ اسکا ہاتھ پکڑ کر بچا اور جتنا اس سے
 چل سکے اتنا مال اسے دیدے۔ پھر کہا کہ ہر قوم میں شاعر ہوتا ہے اور یہی امید کا شاعر نخل ہے
 اعمیٰ کہتے ہیں کہ ایک روز نخل عبید الملک کے پاس آیا عبید الملک نے اس سے کہا کہ آج شراب کا
 کچھ وصف بیان کرو نخل نے کہا کہ اسکی ابتدا میں لذت ہوتی ہے اور انتہا میں درد اور درمیان
 حالت ایسی ہوتی ہے کہ جسکو میں بیان نہیں کر سکتا عبید الملک نے کہا آخر کچھ تو کہو اس نے کہا
 امیر المؤمنین اس وقت آپکا تمام ملک مجھے جوڑنے کے لئے سے بھی ذلیل ہو گیا ہے پھر اسے یہ دو شعر پڑھے
 (ترجمہ اشعار) جس وقت مجھے میرے ہم نشین نے جام پر جام دیا۔ پھر تین جام ایسے دئے کہ انکی آواز
 مثل کبوتر کی آواز کے تھی۔ بس تفاق و مباہات سے میں آپ سے باہر ہو گیا اور اس طرف
 کپڑے سمیٹنے لگا گویا میں امیر المؤمنین کا بھی امیر ہوں۔

ثعالبی کہتے ہیں کہ عبید الملک کہا کرتا تھا کہ میں رمضان میں پیدا ہوا اور رمضان ہی میں
 ماں کا دو وہ چھوڑا اور رمضان میں قرآن مجید ختم کیا اور رمضان میں ہی بالغ ہوا۔ رمضان
 میں ولعہد بنا رمضان میں ہی خلیفہ بنا اب مجھے خوف ہے کہ میں رمضان میں ہی مرونگا جب
 رمضان ختم ہو گیا تو عبید الملک مطمئن ہو گیا مگر سوال میں مر گیا۔

ان اصحاب کی فہرست جو عبید الملک کے زمانہ میں انتقال کر گئے۔ ابن عمر۔ اسماء بنت ابوبکر
 ابوسعید بن علی۔ ابوسعید خدری۔ رافع بن خدیج۔ سلمہ بن اکوع۔ عیاض بن ساریہ۔ جابر بن
 عبد اللہ۔ عبد اللہ بن جعفر بن ابوطالب۔ سائب بن یزید۔ سلمہ بن عمار۔ ابودریس الخولانی۔ شریک
 قاضی۔ ابان بن عثمان بن عفان۔ اشقی شاعر۔ ایوب بن قریہ جو فصاحت میں ضرب المثل تھے
 خالد بن یزید بن معاویہ۔ زین جیش۔ سنان بن سلمہ بن بحیق۔ سوید بن غفلة۔ ابوداؤد طارق
 بن شہاب محمد بن حنفیہ۔ عبد اللہ بن شداد بن ہاد۔ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود عمرو بن حریث
 عمرو بن سلمہ جریمی و دیگر حضرات رحمۃ اللہ تعالیٰ انہم اجمعین۔

ولید بن عبد الملک

ولید بن عبد الملک - ابو العباس -

شعبی کہتے ہیں کہ چونکہ ولید کو اس کے والدین نے نہایت ناز و نعت سے پالا تھا اس لئے پڑھ رہ گیا۔ روح بن زیناع کہتے ہیں کہ میں ایک روز عبد الملک کے پاس گیا تو اس نے مجھ کو داس پایا میں نے کہا کہ مخروم ہو شکی آج کیا یہ ہے۔ عبد الملک نے کہا کہ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ولید بن زیناعوں کو کچھ سمجھ میں نہیں آتا میں نے کہا کہ ولید کو آخر کیا ہوا عبد الملک نے کہا کہ یہ بچہ نہیں آتی یہ ہماری گفتگو ولید نے بھی سن لی اور اسی وقت نخلوں کو جمع کر کے ان سے چینی استفادہ کرتا رہا اور عیبا جاہل تھا پھر بھی ویسا ہی جاہل رہا۔ عبد الملک نے کہا کہ یہ رہ مزدور ہے۔ ابو الزناد کہتے ہیں کہ ولید اعراب میں بہت غلطیاں کرتا تھا چنانچہ اس نے مرتبہ مسجد نبوی میں ہر منبر کہا یا اهل المدينتہ الی عکرمہ شعبی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ولید نے یہ اس طرح آیت پڑھی یا لیتنھا کانت القا ضیئة اور منبر کے پاس عمر بن عبد العزیز اور سلیمان عبد الملک بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ سلیمان نے کہا یا اللہ خوب پڑھا۔

ولید سخت جبار اور ظالم تھا چنانچہ ابو نعیم نے حلیہ میں ابن شدیب سے روایت کی ہے حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ ولید شام میں حجاج عراق میں عثمان بن جبارہ حجاز میں بن شریک مصر میں۔ واللہ تمام روسے زمین ظلم سے بھر گئی۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں ابراہیم بن زرعہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید نے مجھے (ابراہیم بن زرعہ سے) کہا کہ تم مجھے کیا خیال کرتے ہو میں نے کہا کہ آپ ہی فرمائیے کہ آپ فضل ہیں یا داؤد یہ السلام ولید نے کہا کہ داؤد علیہ السلام کے اندر خداوند تعالیٰ نے خلافت اور نبوت دونوں کو رکھ کر دیا تھا اور قرآن شریف میں فرمایا ہے یا داؤد انا جعناک خلیفۃ اور انہوں نے جبار بھی کیا تھا اور میں نے بھی اپنی خلافت میں بہت سی فتوحات کیں اور اسی کے ساتھ یتیموں کے ختمہ کرائیں اور ان ظالموں کا انتظام کیا اور دیکھے اپا بچوں کے لئے خدمت گار مہیا کرتا ہوں۔ اندھوں کے لئے بھی اس کے مصالح کا انتظام کرتا ہوں۔ مسجد نبوی کو میں نے تیسرا پایا اور اسے وسعت دی فقہاء اور ضحفا

اور فقہار کے رویے مقرر کر دئے کہ ان پر سوال کرنا حرام ہو گیا تمام امور کے قواعد اور ضابطے مقرر کر دئے
ابن ابی عیبلہ کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ ولید پر رحم فرماویں۔ اب کہاں ولید جیسے بادشاہ پیدا
ہوئے ہیں۔ اس کے زمانہ میں ہندوستان اور اندلس فتح ہوئے۔ مسجد دمشق بنوائی۔ بیت المقدس
کی مسجد کے فقہار کو زور سرخ دیا کرتا تھا۔

ولید کو عبد الملک نے اپنی حیات میں شوال ۸۶ھ میں ولی عہد مقرر کیا تھا۔
۸۷ھ میں ولید نے جامع مسجد دمشق کی بنا ڈالی اور اسی سال مسجد نبوی کی توسیع اور تعمیر
کے احکام جاری کئے اور اسی سال بکندہ۔ بخارا۔ سردانیہ۔ مطورہ۔ قمیم۔ بحیرۃ الفرسان لڑائی سے
فتح ہوئے۔ اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے جو مدینہ کے حاکم تھے حج کیا اور قربانی کرنے کے
دن غلطی سے عرفہ میں وقت کیا جس کا آپ کو بہت سخت رنج ہوا۔
۸۸ھ میں جزیرہ طیارہ فتح ہوئے۔

۸۹ھ میں جزیرہ متورقہ و میورقہ ہاتھ آئے۔

۹۱ھ میں نسف و وکش۔ شحران۔ دائن۔ بحر آذربائیجان کے قلعہ قبضے میں آئے۔

۹۲ھ میں اقلیم اندلس۔ باسره۔ شہر اریابل۔ قرظون فتح ہوئے۔

۹۳ھ میں دیبل وغیرہ پھر کرخ (کیرن) ابرہم و باجم۔ بیضا خوارزم رسم قدر۔ سندھ فتح ہوئے۔

۹۴ھ میں کابل۔ فرغانہ۔ شاش۔ سندھ۔ وغیرہ فتح ہوئے۔

۹۵ھ میں موقان اور مدینہ الباب ہاتھ آئے۔

۹۶ھ میں طیس (طولیس) وغیرہ فتح ہوئے اور اسی سال نصف جمادی الآخر ہجری کیا۔
سال ولید بن عبد الملک نے انتقال کیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ولید کے زمانہ میں برابر جہاد جاری رہا اور اس کے زمانہ میں فتوحات عظیم
جیسا کہ حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں ہوئی تھیں ایسی ہی ہوئیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ولید کو اس کی خبر میں
اتارا تو اچانک میں نے دیکھا کہ ولید اپنے کفن میں زمین پر بار بار پاؤں مارتا ہے۔

ولید کے اقوال میں سے ایک قول یہ ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں آل لوط کا ذکر فرمائے تو میرے کبھی خیال تک میں بھی نہ آتا کہ لوگ ایسے شنیع افعال کے مرتکب ہوتے ہیں۔
ولید کے زمانہ میں مشہور علماء میں سے حنیفیل نے انتقال فرمایا۔ عتبہ بن عبدالمطلب ^{مسلم مقدم} بن سعد کرب۔ عبد بن بستر المازنی۔ عبد اللہ بن ابی اوفی۔ ابو العالیہ جابر بن زید۔ اس بن مالک۔ بھیل بن سعد۔ سائب بن یزید۔ سائب بن خلاد۔ خبیب بن عبد اللہ بن زبیر۔ بلال بن ابی الدردوار۔ سعید بن مسیب۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمن۔ ابو بکر بن عبد الرحمن سعید بن جبیر جنکو حجاج علیہ اللعنتہ نے شہید کیا۔ ابراہیم نخعی۔ مطرف۔ ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف۔ عجاج شاعر و دیگر حضرات رحمة اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

سلیمان بن عبد الملک

سلیمان بن عبد الملک ابو ایوب۔ یہ شخص بنو امیہ میں سب سے بہتر بادشاہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے باپ عبد الملک بن ولید کے بعد ولید بنا یا تھا۔ یہ حجازی الاثر ۹۶ھ میں اپنے بھائی کے تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس نے اپنے باپ عبد الملک اور عبد الرحمن بن ہبیرہ سے حدیث روایت کی اور اس سے اسکے بیٹے عبد الواحد اور زہری نے روایت کی ہے۔
یہ شخص نہایت فصیح البیان اور عدل کا ترجمہ دینے والا اور جہاد کا شوقین تھا اور ۶۰ھ میں پیدا ہوا تھا۔

اس کے محاسن میں یہی بہت ہے کہ اس کا وزیر عمر بن عبد العزیز جیسا آدمی تھا جو ہمیشہ اسکو خیر کی مثالیں سناتا اور نیکی کی طرف مائل کرتے رہتا تھا چنانچہ انھوں نے حجاج کے تمام عاملوں کو یکایک موقوف کر دیا اور عراق کے قید خانوں میں جو مقید تھے انکو رہا کر دیا۔ سلاطین بنو امیہ ہمیشہ تاخیر سے نماز پڑھا کرتے تھے۔ عمر بن عبد العزیز نے اول وقت پڑھانا شروع کیا۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ سلیمان پر رحم الرحمن رحم فرمائیں کہ اس نے اپنی خلافت کا افتتاح نماز کے اول وقت پڑھنے سے کیا۔ اور اس کا خاتمہ عمر بن عبد العزیز کو خلیفہ مقرر کرنے میں کیا۔ سلیمان بن عبد الملک راگ گانے کو منع کیا کرتا تھا۔ کھانہ والا بڑا پورا تھا ایک دفعہ ایک مجلس میں شترانہ ایک بیہینہ کا بکر اچھ مرغ اور ایک بکو کہ بھرا ہوا کس لگا گیا (بلکہ کہ ایک سپاہی ہوتا ہے جس میں

بہائی کیل وزن آتا ہے۔ مترجم)

یہ بھی اتنی سنی کہتے ہیں کہ ایک روز سلیمان بن عبد الملک نے آئینہ میں اپنی صورت جو دیکھی تو اپنی جوانی اور خوبصورتی پر تعجب اور متحیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے اور اب حضرت ابو بکر صدیق تھے اور حضرت عمر فاروق تھے اور حضرت عثمان باجیا تھے اور حضرت معاویہ حلیم الطبع تھے اور یزید صبور تھا اور عبد الملک سیاسی آدمی تھا اور ولید جبار تھے اور میں ایک نوجوان بادشاہ ہوں اس تقریر کو ایک مہینہ بھی گزرنے نہیں پایا تھا کہ سلیمان کا انتقال ہو گیا اور اس نے بروز جمعہ دس صفر ۹۹ھ میں وفات پائی۔

سلیمان کے زمانہ میں جرجان - قلعہ حدید - سروا - شقاہ - طبرستان - شہر سفالیہ فتح ہوئے اور حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ قیس بن ابی ہازم - محمود بن لبید - حسن بن حسین بن علی - کریم مولیٰ ابن عباس - عبد الرحمن بن الاسود - نخعی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

عبد الرحمن بن حسان کنانی فرماتے ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک میدان جنگ میں والی کے مقام پر فوج تھا جب مرفی نے غلبہ کیا تو رجاء بن حیوۃ سے دریافت کیا کہ میرے بعد تخت خلافت پر کون بیٹھتا چاہئے کیا میں اپنے بیٹے کو ولیعہد کر جاؤں۔ رجاء نے کہا کہ آپ کا بیٹا یہاں نہیں ہے سلیمان نے کہا کہ دو بیٹے کو کر دوں۔ رجاء نے کہا کہ وہ بہت صغیر سن ہی سلیمان نے کہا کہ پھر تمہارے نزدیک کون بہتر ہے۔ رجاء نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے خلیفہ کر دیجئے اس پر سلیمان نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ میرے بھائی خلافت عمر بن عبد العزیز پر کبھی راضی نہ ہونگے رجاء نے کہا کہ اسکی ترکیب یہ ہے کہ عمر بن عبد العزیز اپنے بعد یزید بن الملک کو ولیعہد کر دیں۔ آپ وصیت نامہ میں لکھ دیجئے کہ عمر بن عبد العزیز کے بعد یزید بن عبد الملک ولیعہد ہو اور اس وصیت نامہ پر ہر کر دیجئے اور لوگوں کو بلا کر اسے کہتے کہ تم اس سے بیعت کرو جسکا نام اس وصیت نامہ میں ہے۔ سلیمان نے اس رائے کو پسند کر کے فوراً کاغذ قلم و وات منگا کر ایک وصیت نامہ لکھ کر رجاء کے حوالہ کیا اور کہا کہ فوراً باہر جا کر اس شخص کی جسکا نام اسمیں درج ہے لوگوں سے بیعت لیلو۔ رجاء باہر آیا اور اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ امیر المؤمنین نے حکم دیا ہے کہ میں اس شخص کی بیعت لوں جسکا نام اسمیں لکھا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اس شخص کا کیا نام ہے اور جاننے جو اپنے

اور اسپر ہو گئی ہوئی ہے اس شخص کا نام خلیفہ کے انتقال کے بعد معلوم ہو گا لوگوں نے کہا کہ ہم اس طرح
 بیعت نہیں کرتے۔ رجاء نے سیماں سے جا کر اس کی اطلاع دی۔ سلیمان نے کہا کہ ابھی تم انتقال
 اور جو کیدار و نکو بیکر لوگوں کو جمع کر کے ان سے بیعت لو اور جو شخص انکار کرے اسکی گردن اڑا دو چنانچہ اس طرح
 بیعت لی گئی۔ رجاء کہتے ہیں کہ میں جس وقت بیعت فارغ ہو کر آ رہا تھا تو اچانک مجھے ہشام ملکیا
 ورنے لگا کہ رجاء امیر المؤمنین نے میرے واسطے بھی کچھ کیا ہے یا نہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں محروم
 نہ کر دیا گیا ہوں اگر واقعی میں محروم ہو گیا ہوں تو مجھے بتلا دے تاکہ میں اپنا انتظام کروں بیٹے کہا
 سبحان اللہ مجھے خود معلوم نہیں جو یہ کیا اطلاع کروں امیر المؤمنین نے تو اس کام کو بہت ہی پوشیدہ رکھا ہے۔
 پھر راستہ میں عمر بن عبدالعزیز مل گئے اور انھوں نے دریافت کیا کہ رجاء مجھے سلیمان سے
 ڈر معلوم ہوتا ہے اور میرے دل میں اس بات کا بند لیشم ہے کہ کہیں اس نے مجھے خلیفہ نہ کر دیا ہو اور
 مجھ میں اسکی قابلیت اور اہلیت نہیں ہے کہنا اگر تمہیں خبر ہو تو بتلا دو تاکہ میں کسی تدبیر سے کوشش
 کر کے اس بلا کو سر سے ٹال دوں بیٹے ان سے بھی وہی کہا کہ مجھے کچھ خبر نہیں اور انھیں اس طرح ٹال دیا۔
 پھر جس وقت سلیمان کا انتقال ہو گیا اور وصیت نامہ لکھوا گیا تو اس میں حضرت عمر بن عبدالعزیز
 کا نام لکھا ہوا تھا یہ دیکھ کر عبدالملک کی اولاد کا منہ بھق ہو گیا اور چہرہ پر ہر دنی چھا گئی مگر جب آگے
 آئیں یزید بن الملک کا نام سنا تو کچھ مطمئن سے ہوئے اور عمر بن عبدالعزیز کے پاس آ کر خلافت انھیں
 سپرد کر دی۔ عمر بن عبدالعزیز ششدا اور حیران سے ہو کر وہیں کے نہیں بیٹھے رہ گئے اٹھنے تک کی
 طاقت رہی حتیٰ کہ لوگوں نے انکے بازو پکڑ کر انکو منیر پر چڑھا دیا منیر پر بھی بہت دیر تک خاموش بیٹھے
 پھر رجاء نے لوگوں سے کہا کہ تم کیوں کھڑے ہو کر امیر المؤمنین سے بیعت نہیں کرتے۔ یہ سکر لوگوں نے بیعت کی
 اور رجاء نے آپکا ہاتھ پکڑ کر لوگوں کی طرف کر دیا اسکے بعد آپ کھڑے ہوئے اور حمر و نثار کے بعد فرمایا
 لوگو! میں اس امر کو شروع کر رہا ہوں بلکہ ختم کر رہا ہوں میں کسی چیز کا ایجاد کرنے والا نہیں
 ہوں بلکہ پہلوں کی بعداری کر رہا ہوں دوسرے شہر اور ملک والوں بھی اگر تمہاری طرح میری طاقت
 کر لی تو میں تمہارا خلیفہ ہوں اور انھوں نے انکار کر دیا تو میں خلیفہ نہیں ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نیچے اتر
 آئے۔ وار و غم صطل خاصے کا گھوڑا لایا آپ نے فرمایا یہ کیا ہے کہا کہ خلیفہ کی سواری کا گھوڑا ہے
 اپنے فرمایا مجھے اسکی حاجت نہیں میرا ہی گھوڑا لاؤ۔ چنانچہ آپکا گھوڑا پیش کیا گیا اور اسی پر سوار ہو کر

اپنے مکان پر تشریف لے گئے پھر اپنے دو ات منگائی اور اپنے ہاتھ سے تمام بیرونجاں کے عمال کے نام فرمان لکھے۔ رجا کہتے ہیں کہ مجھے خیال تھا کہ کہیں آپ اپنا ضعف نہ لکھ دیں مگر جب آپ لکھ چکے تو میں نے دیکھا تو اسے انکی قوت کا اظہار ہوتا تھا۔

روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مروان بن الملک اور سلیمان بن عبد الملک میں خلافت میں خلافت کے معاملات پر کچھ بحث ہوئی اور ہلام نے طول پکڑ لیا سلیمان نے مروان کو کچھ سخت لفظ (یا ابن اللہ) کہہ دیا مروان نے جامل ہی تھا کہ میں اسکا جواب دوں مگر عمر بن عبد العزیز نے اسکا منہ اپنا ہاتھ رکھ کر بند کر دیا اور کہا بھلے مانس وہ خلیفہ ہے اور تیرا بھائی ہے اور تجھے بڑا ہے چپ رہ مروان چیکا تو سو گیا مگر عمر بن عبد العزیز سے کہنے لگا کہ واللہ تم نے مجھے قتل کر دیا میرے تن بدن میں آگ لگ رہی ہے اور زیادہ ہی زیادہ ہوتی جاتی ہے چنانچہ اسی رات مروان مر گیا۔

ابن ابی الدنیا زیاد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ جب سلیمان کا بیٹا ایوب مر گیا تو میں سیدان کے پاس گیا اور کہا کہ یا امیر المؤمنین عبد الرحمن بن ابی بکر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہے کہ میرا نام قیامت تک باقی رہے تو اسے چاہئے کہ مصائب پر صبر کرے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عمر بن عبد العزیز بن مروان۔ خلیفہ صالح ابو الحسن۔ خلفاء راشدین کے پانچویں خلیفہ ہیں چنانچہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلفاء راشدین پانچ ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان غنی۔ حضرت علی بن ابی طالب۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (ابوداؤد) حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲۳ھ میں مقام حلوان مصافات مصر میں پیدا ہوئے ان دنوں آپ کے والد مصر کے حاکم تھے آپ کی والدہ ام سلمہ بنت عامر بن عمر بن خطاب تھیں آپ کے زمانہ بچپن میں گھوڑے نے منہ پر لات مار دی تھی جسکی وجہ سے چہرہ پر چوٹ کا داغ آ گیا تھا اسوقت آپ کے والد آپ کے چہرہ سے خون پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ تو امیر بنو امیہ کا داغدار ہے تو سعاد مند ہے (ابن عساکر)

حضرت عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے کہ میری اولاد میں سے ایک ایسا شخص ہو گا کہ جسکی چہرہ پر داغ

ہو گا وہ زمین کو عدل سے بھر دیکھا (نزدی) آپ کا یہ فرمانا بالکل سچ ہوا نیز آپ فرمایا کرتے تھے کہ
اش میں اپنے واعزاز بیٹے کا زمانہ پاتا جو دنیا کو عدل سے بھر دیکھا جیسا کہ اس وقت
نیا ظلم سے بھری ہوئی ہوگی (ابن سعد)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ قیامت میں کشتاک
ہوگی جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب کی اولاد سے آپ ہی کے مثل نہ خلیفہ پیدا ہوئے۔

بلال بن عبد اللہ بن عمر کے چہرہ پر بھی داغ تھا لوگ خیال کیا کرتے تھے کہ شاید یہ حضرت عمر بن
خطاب کی پشتگوٹی کا مصداق ہوں حتیٰ کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو بھیجا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے والد حضرت انس اور عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب ابن

یوسف بن عبد اللہ بن سلام و عامر بن سعد و سعید بن مسیب و عروہ بن زبیر بن عبد اللہ بن

سبع بن عمر اور بہت سے علماء سے حدیث و اہانت کی اور آپ زہری، محمد بن کندر، یحییٰ بن سعید انصاری

مسلمہ بن عبد الملک، زبیر بن حیات اور بہت سے حضرات کی ہے۔ جب قرآن شریف جمع ہوا تو

آپ کا بچپن تھا آپ کے والد نے آپ کو تحصیل علم کی غرض سے مدینہ شریف میں عبد اللہ بن عبد اللہ کے

پاس بھیجا اور آپ نے تحصیل کرنے سے جس وقت آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تو عبد الملک نے اپنے پاس

و شوق میں بلا لیا اور آپ کا نکاح اپنی بیٹی فاطمہ سے کر دیا۔ آپ خلافت سے قبل ہی نہایت ہی صالح تھے مگر

آپ ہم میں بہت زیادہ مبالغہ کیا کرتے تھے چنانچہ آپ کے حبیب جو یاں آپ پر ہمیشہ یہ الزام لگایا

کرتے تھے کہ عمر بن عبد العزیز کی چال بہت مغرورانہ متکبرانہ ہے۔

جب ولید خلیفہ ہوئے تو انھوں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو مدینہ کا حاکم مقرر کر دیا اور آپ

۶۱۰ء سے ۶۱۲ء وہاں حاکم ہے پھر آپ کو معزول کر دیا گیا اور آپ شام تشریف لے آئے۔

جب وقت ولید نے چاہا کہ میں اپنے بھائی سلیمان کو و سعیدی سے معزول کر کے اسی جگہ اپنے

بیٹے کو و سعید کروں تو اسکو بہت سے معززین عرب نے طوعاً و کرہاً منظور کر لیا مگر حضرت عمر بن

عبد العزیز نے انکار کیا اور سلیمان سے کہا کہ میں تمہاری بیعت کبھی خلع نہیں کر سکتا کیونکہ میں بیکر فہم کر چکا

ہوں آپ کو ولید نے آپ کو قید کر دیا تین سال آپ مقید رہے اسکے بعد ہی کسی سفارش سے ولید نے آپ کو رہا

کر دیا اور تین سال کے بعد ہی قید سے رہی ارادہ لیکر نکلے جو لیکر گئے تھے سلیمان نے آپ سے احسان اور وفاداری کو

یاد رکھا اور اپنے بعد آپ کو ولیعهد مقرر کر دیا۔

زید بن اسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ نماز سوائے عمر بن عبد العزیز کے نہیں پڑھی۔ آپ اس وقت چونکہ مدینہ کے حاکم تھے آپ مدینہ طیبہ میں نماز پڑھاتے تھے زید بن اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کو نماز اور سجود میں تودیر لگاتے تھے مگر قیام اور قعود میں تخفیف کرتے تھے۔ (بیہقی)

محمد بن علی بن حسین سے کسی نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ وہ بنو امیہ کے نجیب ہیں اور قیامت میں امت واحدہ کی شکل میں اٹھنے لگیں۔ میمون بن مہران کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے ہمراہ بہت علماء دین بطور شاگردوں کے رہا کرتے تھے۔

ابو نعیم نے بسند صحیح رباح بن عبیدہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نماز کے لئے تشریف لے جا رہے تھے اور ایک بوڑھا آدمی ایک ہاتھ کا سہارا لئے آپ کے ساتھ جا رہا تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بوڑھا بڑا ستم کنندہ ہے جو جب آپ کے پاس سے گزرتا ہے تو مینے عرض کیا کہ آپ کو خدا کی قسم آپ کے ساتھ یہ بوڑھا شخص جو آپ کے ہاتھ کا سہارا لئے جا رہا تھا کون تھا حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ تم نے انہیں دیکھا ہی نہیں کہا ہاں آپ نے فرمایا کہ تم بھی ایک صالح آدمی ہو وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جو حج سے امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حال پر چھنے اور مجھے عدل و انصاف کی تلقین کرنے تشریف لائے تھے۔

ابو ہاشم کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا اور اس نے اپنا خوب کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق آپ کے دائیں اور حضرت عمر فاروق بائیں تشریف رکھتے ہیں اور آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے بیٹھے ہیں کہ دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے عرض کیا کہ تم فرمایا کہ جس وقت تم خلیفہ ہو جاؤ تو ان دو شخصوں (یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق) کے قدم چلنا یہ سن کر حضرت عمر فاروق نے قسم کھا کر گزارش کی کہ حضور یہ ایسا ہی کرتے ہیں جب راوی نے اپنے اس خواب پر قسم کھائی تو حضرت عمر بن عبد العزیز بہت روئے۔

ہم جیسا اوپر بیان کر چکے ہیں کہ سلیمان نے اپنی زندگی میں لوگوں سے آپ کی بیعت صفر ۹۹۹ء میں لی تھی آپ کی مدت خلافت مثل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کل دو سال پانچ مہینہ یہی اس اشار میں اپنے زمین کو عدل سے بھر دیا اور ظالموں کو موقوف کروا دیا اور بہت سے طریقہ حسنہ جاری فرمائے۔ جب سلیمان کا وصیت نامہ کھولا گیا اور اس میں آپ کا نام نکلا تو آپ چھوچکے سے رہ گئے پھر اپنے فرمایا واللہ میں نے کبھی خداوند تعالیٰ سے اسکی درخواست نہیں کی تھی جب داروغہ اصطلح خاص خلیفہ کی سواری کا گھوڑا لایا تو اپنے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور یہ فرمایا کہ میرا ہی بچر لے آؤ وہی میرے لئے کافی ہے۔ حکم بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک مرتبہ داروغہ اصطلح گھوڑوں کی گھاس دانہ کیو اسطے خرچ لینے آیا اپنے کہا کہ ان تمام گھوڑوں کو ملک، شام میں بھجرو اور جس قیمت پر وہاں بک سکیں بلو اور انکی قیمت فی سبیل اللہ دیدو۔ مجھے میرا شہباز بچر ہی کافی ہے۔

عمر بن عمر کہتے ہیں کہ جب آپ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے جنازے سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو آپ کے غلام نے عرض کیا کہ حضور! آج آپ رنجیدہ کیوں ہیں اپنے فرمایا اس دنیا میں اگر آج کوئی رنجیدہ اور فکر مند ہو سکتا ہے تو وہ میں ہوں میں جانتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ کوئی حقدار مجھ سے اپنا حق طلب کرے میں اسکا حق اسکو پہنچا دوں۔

زود بن مہاجر سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ مقرر ہوئے تو اپنے کھڑے ہو کر حمد و صلوة کے بعد فرمایا لوگو! قرآن شریف کے بعد کوئی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ میں قاضی (قاضی جو لوگوں پر حکومت کرے اور لوگوں پر اسکا حکم ماننا واجب ہو۔ مترجم) نہیں ہوں بلکہ منفذ (منفذ جو قاضی کے احکام لوگوں پر صادر کرے۔ مترجم) ہوں میں موجد نہیں بلکہ دوسروں کا قبیح ہوں میں تم سے بہتر نہیں ہوں لیکن میرا لوجہ البتہ زیادہ ہے جو لوگ ظالم امام سے بھاگ جائیں وہ ظالم نہیں ہیں ذائق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔

زحیری سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے سالم بن عبداللہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ صدقات کے متعلق لکھ کر پوچھا اپنے جواب میں انکے سوال کا جواب لکھ کر آخر یہ لکھا کہ اگر تم لوگوں سے وہی عمل اور برتاؤ کرو گے جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھے تو اللہ

تبارک و تعالیٰ کے نزدیک حضرت عمرؓ سے زیادہ مرتبہ پاؤ گے۔

حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہؓ سے تو آپ نے کہا اور فرمایا کہ اے حماد مجھے پڑا خوف معلوم ہوتا ہے مینے کہا کہ آپ کو وہ ہم کی کتنی محبت ہے اپنے فرمایا مجھے بالکل نہیں مینے کہا کہ پھر آپ کو کیا اور آپ بالکل خوف نہ کیجئے خداوند تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔

مغیرہ سے مروی ہے کہ جب آپ خلیفہ ہوئے تو اپنے اپنے بھائیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باغ فدک تھا جسکی آمدنی سے آپ نے ہاشم کے صغیر سن بچوں کی پرورش فرمایا کرتے تھے اور انکی بیواؤں کا نکاح ثانی بھی اسی خرچ سے کر دیا کرتے تھے لیکر فقہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس باغ کو لینا چاہا مگر آپ نے انکار کر دیا اسبطرح یہ باغ حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ میں پھر عمرؓ کے زمانہ میں رہا مگر آخر میں کر سکا گیا ہے باپ مردان قبضہ لیا اب وہ ترکیبیں مجھے پہنچا

ہے مگر یہ یہ خیال کرتا ہوں کہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو نہیں دی تھی وہ مجھ پر کیسے حلال ہوتی ہے۔ لہذا میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں اسکو اسی حالت میں چھوڑتا ہوں جس میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا۔ لیث کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ مقرر ہوئے تو اپنے اول اپنی اہلیت اور رشتہ داروں کا جائزہ لیا اور جو کچھ مال کے میں نکلا اپنے ضبط کر لیا اور ظلم قرار دیا۔

اسمار بن عبیدہ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس نبسہ بن سعید بن عاص نے اکثر شکایت کی کہ یا امیر المؤمنین جو آپ پہلے خلفا رہے وہ ہمیں عطا یا دیا کرتے تھے مگر آپ نے انہیں روک لیا میرے پاس کچھ جاگیر ہے اگر آپ حکم دیں تو میں سمیں سے اتنا لے لیا کروں کہ میرے اہل و عیال کو کافی ہو اپنے فرمایا کہ جو تم محنت مشقت سے پیدا کرو وہ تمہارا ہے پھر اپنے فرمایا کہ تم موت کو زیادہ یاد کیا کرو اگر تم تنگی میں ہو تو وسعت ہوگی اور اگر تم وسعت اور فراخ دستی میں ہو تو تنگی معلوم ہوگی۔

قرات بن سائب کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک کے پاس ایک بیش قیمت گوبر تھا جو انکو انکے والد عبدالملک نے دیا تھا اب عمر بن عبدالعزیز نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنا تمام زیور یا تبریت المال میں دیدو اور با مجھے ناپسند کرو کہ میں تمہیں غلہ کروں کیونکہ مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ میں اور تم اور تمہارا زیور ایک گھر میں ہوں آپکی زوجہ محترمہ نے کہا کہ میں آپکو حج دیتی ہوں آپ میرا تمام زیور میرے المال میں داخل کر دیجئے اپنے اسکو بیت المال میں داخل کر دیا۔

جب آپکا انتقال ہو گیا اور زبیر بن عبد الملک تخت پر بیٹھا تو اسنے آپکی حرم محترم سے کہا کہ اگر چاہو تو وہ یہ رہتے مال والیں لو مگر انھوں نے جواب دیا کہ جو چیز میں بطیب خاطر انکی حیات میں دیکھی ہوں وہ انکے انتقال کے بعد بھی واپس نہیں لے سکتی کہتے ہیں کہ بعض عمال نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس خط لکھے کہ ہمارے شہر خراب ہو گئے ہیں اگر امیر المؤمنین حکم فرمائیں تو ہم کچھ مال غلحدہ کے انکی تعمیر کراویں اپنے جواب میں لکھا کہ جسوقت سے تم میرا یہ خط پڑھو تو ان شہروں کے قلعے عدل سے بنا دو اور

اسکے راستے ظلم سے صاف کرو بس یہی انکی مرمت ہے۔ والسلام

ابراہیم سکونی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا ہے کہ جسوقت سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ جھوٹ ایک عیب ہے پلنے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

قیس بن جبر کہتے ہیں کہ بنو امیہ میں عمر بن عبد العزیز کی مثال ایسی ہے جیسے خاندان فرعون میں موسیٰ کی بیویوں بن ہران کہتے ہیں کہ جس طرح خداوند تعالیٰ نے ایک شی کیلئے دوڑنے کی سہولت سے عہد لیا ہے اسی طرح عمر بن عبد العزیز کے لئے خداوند تعالیٰ نے لوگوں سے عہد لیا ہے وہاں بن مہدی کہتے ہیں کہ اگر اس امت میں کوئی مہدی ہے تو وہ عمر بن عبد العزیز ہے۔

محمد بن فضالہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیز ایک جزیرہ میں کسی راہب کے پاس سے گذرے۔ راہب نے آپکی طرف دیکھا اور آپکے پاس یا حالانکہ کبھی وہ کسی کے پاس نہیں آیا کرتا تھا اسنے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں آپکے پاس کیوں آیا ہوں اپنے فرمایا کہ مجھے خبر نہیں اسنے کہا کہ محض اسلئے کہ آپ ایک امام عادل کے صاحبزادہ ہیں۔

آپ ائمہ عدل میں ایسے ہیں جیسے اشہر حرام میں رجب المرجب ایوب بن سوید اسکی تفسیر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ تین ماہ متوالیہ اشہر حرام کے بولے و عمر و عثمان ہیں اور رجب جو اشہر حرام میں اکیلا ہے تو وہ عمر و بن عبد العزیز ہے۔

حسن قصاب کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں سینے بھیرے بولے بولے کے ساتھ چرتا ہوا دیکھا ہے پلنے کہنا سبحان اللہ بھیرا اور بکریوں کے پاس اور پھر نقصان نہو بہ سکر چوا ہے نے کہا کہ جب ہر اصطلاح پر ہوتا ہے تو پھر بدت پر کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہونے تو چہرے والے نہایت عجیب

کہنے لگے کہ لوگوں پر کون خلیفہ مقرر ہوا ہے جو ہماری بکریوں کو بھڑیے کچھ نہیں کہتے۔
 موسیٰ بن امین کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے زمانہ میں کرمان
 بکریاں چرایا کرتا تھا بکریاں اور بھڑیے ایک ہی جگہ رہا کرتے تھے مگر بھڑیا کبھی بکری کو نہیں چھیرتا تھا
 اچانک ایک روز ایک بھڑیا بکری کو لے کر چلے گئے کہ آج معلوم ہوتا ہے کہ آج وہ مصلح دنیا
 کو بچ کر گیا چنانچہ تحقیق کیا گیا تو واقعی اسی روز انتقال ہوا تھا۔

ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ایک شخص خراساں میں تھا اس نے خواب میں
 دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ جب بنو امیہ کا ایک داعی خلیفہ ہو تو اسکی فوراً جاکر بیعت کر لینا کیونکہ
 وہ ایک عادل امام ہوگا وہ ہر خلیفہ کا علیہ دریافت کرتا رہا آخر جب حضرت عمر بن عبدالعزیز تخت
 خلافت پر رونق افروز ہوئے تو اس نے متواتر تین روز خواب دیکھا کہ وہ ہی شخص اسکو بیعت
 کے لئے کہتا ہے اس پر اس نے فوراً خراساں سے آکر بیعت کر لی۔

حسب بن ہمدان اسلی کہتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے ایک روز یہ کہا کہ خلفائے تین ہیں
 ابو بکر صدیقؓ عمر فاروقؓ عمر بن عبدالعزیزؓ میں نے کہا کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو تو ہم جانتے ہیں مگر عمر
 بن عبدالعزیز کون صاحب ہیں آپ نے کہا کہ اگر تم ان کی خلافت تک زندہ رہے تو معلوم کر لیتے
 اور اگر مر گئے تو بعد میں ہینگے۔ میں کہتا ہوں کہ سعید بن مسیب کا انتقال آپکی خلافت سے قبل ہی ہو چکا
 ابن عوف کہتے ہیں کہ سیریں سے جب طلائع (قسم از شراب) کے متعلق مسئلہ دریافت کیا
 گیا تو انہوں نے فرمایا کہ امام مہدی یعنی عمر بن عبدالعزیز منع فرمایا کرتے تھے۔ حسن کہتے ہیں کہ اگر کوئی
 مہدی ہے تو وہ عمر بن عبدالعزیز میں ورنہ سوائے عیسیٰ بن مریم (علیہا السلام) کے کوئی مہدی نہیں
 مالک بن دینار کہتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اب کوئی زاہد نہیں زاہد عمر بن عبدالعزیز تھے
 کہ ان کے پاس دنیا آئی اور انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔

یونس بن ابوشیبہ کہتے ہیں کہ میں نے جب عمر بن عبدالعزیز کو خلافت سے پہلے دیکھا تھا
 تو ان کے پانچامہ کانٹھان کے موٹا پلے کیونکہ سے ان کے پیٹ کی شکن میں گمسا ہوا تھا مگر جب
 خلافت میں دیکھا تو آپ کا یہ حال تھا کہ آپکی ہر ہر ہلکی کی ہڈی بخیر ہاتھ لگائے گئی جاسکتی تھی۔
 عمر بن عبدالعزیز کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ ابو جعفر منصور نے مجھ سے سوال کیا کہ جب تمہارے

والد خلیفہ ہوئے تو کیا آمدنی تھی میں نے کہا چالیس ہزار دینار انہوں نے کہا جب انکا انتقال ہوا
 تو اس وقت کیا آمدنی تھی بیٹے کہا کہ چار سو دینار اور اگر آپ اور زندہ رہتے تو ہمیں سے بھی کم ہو جاتی -
 مسلمہ بن عبد الملک کہتے ہیں کہ میں عمر بن عبد العزیز کی تیاریت کیلئے گیا تو آپ کا کرنا نہایت
 میلادیکھا میں نے آپ کی حرم محترمہ فاطمہ بنت عبد الملک سے کہا کہ تم سے یہ کرنا ہو یا نہیں
 انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے پاس بٹے کو دوسرا کرنا نہیں ہر جہ سے نکال کر دوسرا پہن لیں -

ابو امیہ خصی حضرت عمر بن عبد العزیز کے ظلم کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز اپنے آقا کی
 حرم محترمہ سے شکایت کی کہ یہ روز کے روز مسور کی دال نہیں کھائی جاتی انہوں نے جواب دیا
 کہ بیٹا تمہارے آقا کی خوراک بھی یہی مسور کی دال ہے -

یہی کہتے ہیں کہ جس وقت آپ کو زرع کا وقت ہوا تو آپ نے مجھ ایک دینار دیکر بھیجا کہ اگر
 اس گاؤں کے آدمی قبر کی زمین بیچ کریں تو میں خرید لوں گا جسوقت میں گاؤں والوں کے پاس
 پہنچا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی خاطر سے قیمت منظور کئے جیتے ہیں -

عمر بن محمر کہتے ہیں کہ ایک روز آپ اپنی بیوی سے فرمائے کہ فاطمہ تمہارے پاس
 ایک درہم بھی رکھا ہے آج انگوڑوں کو طبیعت چاہتی ہے انہوں نے کہا کہ نہیں میرے
 پاس کہاں سے آیا - آپ تو امیر المؤمنین ہیں اور ایک درہم کی بھی حیثیت نہیں رکھتے کہ انگوڑے
 ہی خرید لیں آپ نے فرمایا کہ انگوڑے کھانے مجھ پر زیادہ آسان ہیں بنیست اس کے کہ کل چشم
 میں زنجیریں پہنیں آپ کی حرم محترمہ فاطمہ کہتی ہیں کہ جسوقت سے آپ خلیفہ ہوئے اور جب تک
 آپ نے انتقال فرمایا میں نے اس درمیان میں بھی آپ کو غسل جانتا تھا اختلام کی وجہ سے نہاتے نہیں
 سہل بن صدقہ کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو آپ کے گھر میں رونے
 کی آواز سنائی دی تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ نے اپنی باندیوں کو اختیار دیا ہے اور
 کہہ دیا ہے کہ میرے اوپر بہت بوجھ آ پڑا ہے کہ جس کی وجہ سے میں تم سے بے پروا ہو گیا ہوں
 لہذا جو تم میں سے آزاد ہونا چاہتے وہ آزاد ہے اور جو رہنا چاہے وہ اس شرط سے ہے کہ
 مجھے اس سے کچھ سروسکار نہ ہوگا یہ سن کر تمام باندیاں مایوس ہو کر رو رہی ہیں -

آپ کی حرم محترمہ فاطمہ فرماتی ہیں کہ جب گھر میں تشریف لائے تو مسجد میں اپنے سر کو

ڈال دیتے اور برابر روتے رہتے اور مناجات کرتے اور اسی طرح آنکھ لگ جاتی پھر جس وقت آپ جا گئے تو اسی طرح کرتے۔ ولید بن ابی سائب کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو حضرت عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ خوف خدا والا نہیں پایا۔

سعید بن سوید کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک دفعہ جمعہ کی نماز پڑھانے کیلئے تشریف لائے تو لپکے کرتے ہیں آگے اور پیچھے کی طرف چند پیوند لگے ہوئے تھے ایک آدمی نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ کو خداوند تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے پھر آپ کپڑے کیوں نہیں بنواتے آپ نے بہت دیر تک گردن جھکائے رکھی اور پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ تو نگرہ میں میانہ روی اور قدرت کے وقت قصور معاف کرنا زیادہ افضل ہے۔

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں تم میں چھپاؤں سال ہی غلیفہ رہوں تو میں عمل کے مراتب تکمیل تک نہیں پہنچا سکتا میں تمہارے قلوب سے طمع دنیاوی کو نکالنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر مجھے خوف ہے کہ تمہارے دل متحمل نہ ہو سکیں گے۔ ابراہیم بن عیسرہ کہتے ہیں کہ میں نے طاؤس سے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز مہدی ہے انھوں نے جواب دیا کہ فقط مہدی ہی نہیں بلکہ عادن کامل بھی ہیں۔

عمر بن اسد کہتے ہیں کہ لوگ آپ کے پاس بہت سال مال لائے مگر آپ نے فرمایا لیجاؤ۔ آپ تمام لوگوں سے بے پروا تھے۔

جویریہ کہتی ہیں کہ میں ایک روز فاطمہ بنت علی بن ابی طالب کے پاس گئی تو انھوں نے عمر بن عبدالعزیز کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہمیں پھر کسی شخص کی احتیاج نہ ہوتی۔ عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ مجھ سے بے کسی حرم محترم فاطمہ بنت عبدالملک نے بیان کیا کہ جب عمر بن عبدالعزیز کو خلافت سپرد ہوئی تو آپ گھبریں آکر مصلے پر بیٹھ کر رونے لگے حتیٰ کہ آپ کی تمام ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی میں نے عرض کیا امیر المؤمنین آپ روتے کیوں ہیں اپنے فرمایا فاطمہ میری گردن میں امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کل بوجھ ڈال دیا گیا ہے میں بھوکے فقیر اور غنا ہونے والے مریض اور ننگے اور مظلوم۔ قیدی مسافر ہوں اور بچے۔ عیالدار عرض تمام دنیا کے مصیبت زدہ کی خبر گیری کہ متعلق غور کرتا ہوں کہ ہمیں ان کے متعلق خداوند تعالیٰ نے باز پرس کر بیٹھیں اور مجھے جو اب بن آئے

اسی فکر میں رو رہا ہوں۔

اوزاعی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک روز اعمیان اور منترزین بنو امیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کیا تم یہ پسند کرنے ہو کہ تم میں سے میں ہر ایک کو ایک لشکر کا سردار مقرر کر دوں ایک آدمی نے انہیں سے جواب دیا کہ آپ ہم سے وہ بات کہتے ہیں جو آپ کر نہیں سکتے۔ اپنے فرمایا کہ تم اس میرے فرزند کو جس پر تم بیٹھے ہو نہیں دیکھتے میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ فرس بلا اور فنا میں ضرور گرفتار ہو گیا ہے لیکن باوجود اسکے میں یہ نہیں چاہتا کہ تم اسکو اپنے پیروں کا پالک کرو پھر میں یہ کس طرح گوارا کر سکتا ہوں کہ تمہیں اپنے دین اور مسلمانوں کے اغراض کا مالک کر دوں میں تمہیں کہتا ہوں کہ تمہاری حالت بہت اتر چکی ہے انہوں نے کہا کہ کیا ہمیں آپ کے فرزند پر ہونے کی وجہ سے حق نہیں ہو چکا ہے فرمایا اس معاملہ میں میرے نزدیک تم اور ایک بہت اوزاعی مسلمانوں کے درمیان میں حمید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حسن نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس میری معرفت ایک خط لکھا اس میں اپنی حاجت اور کثرت خیال کی شکایت لکھی تھی آپ نے انہیں کچھ عطا کر لیا حکم فرما دیا۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب کسی شخص کو سزا دینے کا ارادہ فرماتے تھے تو اوّل اسکو تین دن تک قید رکھتے تھے تاکہ غصہ میں اسکو سزا نہ دیدیں۔

جو بزرگوار کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا ہے کہ میں نے جب اپنے نفس کو اسکی خواہش کے مطابق کچھ دیا تو اس نے اس سے افضل چیز کی خواہش کی اور جب میں نے اسکو وہ چیز بھی دیدی تو اس نے اس سے بھی برتر شے یعنی جنت کی آرزو کی۔

عروین ہاجر کہتے ہیں کہ بیت المال سے آپ کی تنخواہ دو درہم روزانہ مقرر تھی۔ یوسف بن یعقوب گابی کہتے ہیں کہ آپ رات کو لٹو یا اوڑھا کرتے تھے اور آپ کا چراغ ان تین لکڑیوں کا بنا ہوا تھا اور اسکی وہ جگہ جہاں چراغ رکھتے ہیں مٹی کی تھی۔

عطار خراسانی کہتے ہیں کہ ایک مرتباً اپنے غلام کو پانی گرم کرنے کے لیے فرمایا وہ شامی مطبخ خانہ سے گرم کر لایا جب پکو خیر ہوئی تو اپنے مطبخ خانہ میں ایک برہم کی اسکی عوض لکڑیاں بچھادیں عروین ہاجر کہتے ہیں کہ آپ کی عادت شریف تھی کہ آپ جب تک امر خلافت کے کام میں منہمک رہتے تو بیت المال سے چراغ جلاتے اور جب اس سے فارغ ہوتے تو اسے فوراً گل کر کے اپنا چراغ روشن کر لیتے

حکم بن عمر کہتے ہیں کہ ہمیشہ سے چلا آتا تھا کہ خلفاء بنو امیہ کے اردلی میں تین سو چو کیلار تین سو کوئلال رہا کرتے تھے مگر جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ نے اون سے کہا کہ مجھ تنہا ہی حفاظت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرے پاس قضا و قدر جیسا نگہبان اور موت جیسا چوکیدار موجود ہے اور اگر باوجود اس کے تم میں سے کوئی میرے پاس رہنا چاہے تو اس کو دس دینار تنخواہ ملیگی اور اگر کوئی نہ رہنا چاہے تو وہ اپنے گھر چلا جائے۔

عمر بن مہاجر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی طبیعت سیب کھا نیکو چاہی اور ایک شخص نے آپ کے اہل بیت میں سے ہدیہ کے طور پر سیب بھیجا۔ آپ نے اس کی بہت تعریف کی کہ اس کی خوشبو کیا ہی اچھی اور اس کی رنگت کیا ہی خوب ہے پھر آپ نے اپنے غلام سے کہا کہ جس شخص نے یہ سیب بھیجا اس سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ تمہارا ہدیہ ہمارے سراور آنکھوں پر ہے کیونکہ تم ہمارے عزیز ہو اور سیب دایس کیل ہے۔ پھر عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین ہدیہ بھیجئے والا آپ کے چچا کا بیٹا اور آپ کے اہل بیت سے ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے آپ نے فرمایا تم پر افسوس ہے ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی ہدیہ تھا ہمارے واسطے رشوت ہے۔

ابراہیم بن میسرہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت میں سوائے ایک شخص کے جس نے حضرت معاویہؓ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے تھے کسی دوسرے نہیں لگایا۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمر بن عبد العزیز اپنے اہل و عیال کے نفقہ میں کمی کی تو انہوں نے اس کی آپ سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ اب میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ تمہیں کچھ اس سے زیادہ دینا باقی رہا بیت المال سے اس میں تمہارا حق ایسا ہی ہے جیسے دوسرے مسلمانوں کا۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے عمال کو حجاج کے حکم کے خلاف فرمان رکھے یحییٰ عسائی کہتے ہیں کہ جب مجھے حضرت عمر بن عبد العزیز نے موصول کا حاکم بنایا تو وہاں جا کر دیکھا کہ وہاں چوری کی وارداتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں میں نے اس حال کی ایک رپورٹ کر دی اور دریافت کیا کہ میں ان مقدمات میں اپنے ظن اور لوگوں کی تہمت پر سزا دوں یا شہادت پر فیصلہ کروں اور ایسے مقدمات کبھی پہلے خلفاء میں موجود نہیں تھے آپ نے لکھا کہ شہادت پر فیصلہ کرنا حق ہے انکی اصلاح نہ کی تو خداوند تعالیٰ کبھی ان کی اصلاح نہ فرمائے گی یحییٰ کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ کے

حکم کی تعمیل کی تو موصول اس کی برکت سے تمام بلاؤں سے محفوظ رہے اور اس کا صلح پذیر ہو گیا اور بہت ہی شاد و نادر چوری کی وارداتیں رہ گئیں۔

رجا بن حیات کہتے ہیں کہ ایک رات کچھ باتیں کرتا ہوا میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس رہ گیا اتنے میں چراغ گل ہو گیا اور آپ کا خادم آپ کے برابر میں سو رہا تھا میں نے کہا کہ میں اسے جگا دوں آپ نے کہا کہ فی ضرورت نہیں مینے کہا اچھا میں جگا دوں آپ نے فرمایا جہاں سے کام لینا موت کے خلاف ہے چنانچہ آپ خود اٹھے اور چراغ میں تیل ڈال کر اس کو روشن کر دیا پھر آپ میرے پاس آئے اور فرلے لگے کہ میں خود اٹھا اور چراغ جلا لیا اور وہی عمر بن عبدالعزیز باقی رہا جو پہلے تھا۔

کھول کہتے ہیں کہ اگر میں حلف کھا کر بیان کروں کہ عمر بن عبدالعزیز بہت بڑے زاہد اور دل میں خوف خدا رکھنے والے تھے تو اللہ میرا حلف بالکل سچا ہے۔ سعید بن ابی عروبہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب موت کا ذکر کیا کرتے تو آپ کے مفاصل مضطرب ہوتے تھے۔ عطار کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز روزانہ رات کو فقہاء کو جمع کر کے موت اور قیامت کا ذکر کرتے تھے پھر انشاء روتے تھے کہ گو یا آپ کے سامنے جنازہ رکھا ہے۔

عبید اللہ بن عیزار کہتے ہیں کہ ایک دفعہ شام میں ایک مٹی کے منبر پر آپ نے خطبہ فرمایا لوگو اپنے باطن کی اصلاح کرو ظاہر کی خود ہو جائیگی۔ آخرت کے لئے کماؤ دنیا خود کمائی جائے گی یاد رکھو کہ تمہارے ماں باپ کو موت کھا چکی۔ والسلام علیکم۔

وسیب بن درد کہتے ہیں کہ ایک دن بنو مروان آپ کے دروازے پر جمع ہوئے اور انہوں نے آپ کے صاحبزادہ عبدالملک سے کہا کہ اپنے والد ماجد سے جا کر کہو کہ جتنے خلفاء گذرے ہیں وہ تمام ہمارے لئے کچھ عطا یا دیا کرتے تھے مگر آپ نے تمام بند کر دیں اس نے آپ کو کہا آپ نے فرمایا کہ ان سے یہ کہہ دو کہ میرے والد کہتے ہیں اِنِّیْ اَخَانٌ اِنِّیْ عَصِیْتُ رَبِّیْ عَذَابٌ یُّکْرَمُ عَظِیْمٌ اِگر میں خداوند تعالیٰ کی نافرمانی کروں گا تو قیامت کو عذاب ہو گا۔

امام ابن زاعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے سے پہلے انکی رائے پر عمل کرو کیونکہ وہ تم سے زیادہ عالم اور دیندار تھے۔

ایک دفعہ جریر آئے اور بہت دیر تک آپ کے دروازہ پر بیٹھے رہے مگر آپ نے انکی طرف بالکل التفات نہ فرمایا آخر جریر نے عون بن عبداللہ کو جو آپ کے خاص مصاحب تھے یہ اشارہ کئے (ترجمہ اشعار) اسے قاری نیچے عامہ لٹکانے والے یہ تمہارا زمانہ ہے اور میرا زمانہ ختم ہو چکا اگر تم خلیفہ سے ملاقات کرو تو یہ کہہ دینا کہ میں تمہارے دروازہ پر ایسا ہوں جیسا قیدی۔

جریر یہ بہت اسما کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو آپ کے پاس بلال بن ابی بردہ آئے اور آپ کو مبارکباد دی اور یہ کہا کہ خلافت کو شرافت کی ضرورت تھی آپ نے اس کی کو پورا کر دیا اور اس میں زمینت کی ضرورت تھی اپنے اسکو زمینت بخشی پھر یہ شعر پڑھا ترجمہ شعر تو نے خوشبو کی خوشبو کو بڑھا دیا کیونکہ تیرے مثل کوئی نہیں ہے اگرچہ گوہر سے زمینت حسن ہوتا ہے مگر اپنے گوہر کو زمینت بخشی۔ جو نہ کہتے ہیں کہ جب آپ کے صاحبزادہ عبدالملک انتقال ہو گیا تو آپ انکی تعریف فرماتے تھے۔ مسلمہ نے کہا یا امیر المؤمنین اگر یہ زندہ رہتے تو کیا آپ انکو ولیہہ کر دیتے چہنہ فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ مسلمہ نے کہا کہ کیوں جاننا کہ انکی تو آپ تعریف کرنے میں اپنے فرمایا کہ دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ مرحوم میری ہی نظروں میں قابل تعریف تھا یا دوسرے لوگ بھی اسے قابل تعریف سمجھتے ہیں کیونکہ باپ کی نظروں میں قدرتا بیٹا قابل تعریف ہوتا ہے۔

غسان کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا کہ آپ مجھے کچھ نصیحت کیجئے اپنے فرمایا بس میں کچھ ہی نصیحت کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ سے ڈرا کر اور اپنے اوپر سے سختی دور کیا کر خداوند تعالیٰ بھی تیری سختی کو دور کر دینگے ابو عمر کہتے ہیں کہ آپ کے پاس اسامہ بن زید کی صاحبزادی آئیں اپنے نظیما لٹکا استقبال کیا اور انکو اپنے سامنے بٹھلایا اور جو کچھ انھوں نے طلب کیا اپنے نگو عطا فرمایا حجاج بن عنبسہ کہتے ہیں کہ بنو مردان نے مجتمع ہو کر آپ سے کہا کہ اب ہم امیر المؤمنین کو مذاق کے ذریعہ متوجہ کیے چنانچہ چند آدمی جمع ہو کر آپ کے پاس آئے اور ایک کچھ مذاقیہ بات کہی اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسکی طرف دیکھا کہ دوسرے نے بھی اسکی تائید میں کچھ مذاقیہ گفتگو کی اپنے فرمایا کہ تم ایک سارقیل بات پر مجتمع ہوئے جو دلوں میں کینہ پیدا کرتی ہے (یعنی مذاقیہ کینہ پیدا کرتا ہے) اور اس سے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے اسلئے مذاق سے احتراز واجب ہے جو اچلی سند و ستائیں مفقود ہے مترجم بہتر یہ ہے کہ تم قرآن شریف جمع ہو کر پڑھو اور جب اس سے فارغ ہو تو احادیث شریف پیکو اور جب

اس میں دسترس پیدا ہو جائے تو احوادِ پیشہ کے معنی پر غور کرو۔

ایاس بن معاویہ بن قرہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بہت بڑے ہوشیار کاریگر کی کہ جس کے پاس مشین تھی اور بچیر مشین ہی کے اپنی کاریگری دکھلائے۔ عمرو بن حفص کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ جب تو کسی مسلمان کی زبان سے کوئی کلمہ سنتے تو جنگ آسمیں ایک شمشیر بھی خیر کا معلوم ہوتا ہے اسکو شریعہ نہ محمول کر۔

یحییٰ غسانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سلیمان بن عبدالملک کو ایک خارجی کے قتل سے روکا اور بیرائے دی کہ جنگ شخص تو بہتہ کر لے تب تک اسکو قیود میں رکھا جائے سلیمان نے خارجی کو بلا کر یہ کہا کہ اب کیا کہتے ہو اسنے جواب میں کہا کہ اے فاسق ابن فاسق کیا پوچھتا ہے یہ سکر سلیمان نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ اب آپ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں اپنی اپنے اسکی گفتگو ملاحظہ کر لی خارجی نے پھر مکر یہی کہا کہ اے فاسق بن فاسق کیا کہتا ہے یہ دیکھ کر آپ خاموش ہو گئے سلیمان نے کہا کہ بیٹے آپ ہی پر منجھ کر رکھا اب فرمائیے کیا کروں اپنے فرمایا کہ میری رائے میں جس طرح اسنے آپکو گالی دی آپ بھی اسکو دے لیجئے سلیمان نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں اور اس کے قتل کا حکم دیدیا عمر بن عبدالعزیز وہاں سے نکلے تو راستہ میں خالد کو تو ال آپ سے ملا اور اسنے آپ سے کہا کہ اپنے خلیفہ کو یہ کیا رائے دی تھی کہ آپ بھی اسے گالی دے لیجئے مجھے تو یہ ڈر ہو گیا تھا کہ کہیں خلیفہ آپ کے قتل کا نہ مجھے حکم دیدیں اپنے فرمایا کہ اگر خلیفہ تجھے میرے قتل کا حکم دیدیتے تو کیا تو مجھے قتل کر دیتا اسنے کہا واللہ فوراً میں قتل کر دیتا جب آپ خلیفہ ہوئے تو حسب معمول خالد کو تو ال اپنی جگہ آکر کھڑا ہوا اپنے فرمایا خالد تلوار یہاں رکھو اور اسکو موقوف کر دیا اور دعا کی۔ الہی افعال سے شخص تیری خوشنودی کو میں تلوار رکھو دی ہے۔ اب بھی اس کے ہاتھ میں تلوار نہ دینا پھر پولیس پر نظر ڈالی اور عمرو بن ہباجہ انصاری کو بلا کر اسے کہا کہ اے عمرو اللہ تم جانتے ہو کہ میرے اور تمہارے سوائے اسلام کے کوئی قرابت نہیں ہے مگر میں تم سے کہ تم تلاوت قرآن بہت زیادہ کرتے ہو اور میں نے خود تمہیں ایسی جگہ نماز پڑھنے دیکھا ہے کہ جہاں یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ یہاں کوئی شخص ہو گا اور نماز بھی بانسٹوں و خضوں پڑھتے دیکھا ہے نیز تم انصار ہو لہذا یہ تلوار لو اور میں تمہیں آج کو تو ال مقرر کرتا ہوں۔

شعب کہتے ہیں کہ عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز آپ کے صاحبزادہ آپ کے پاس آئے اور پوچھا کہ

اے امیر المؤمنین آپ اپنے رب کے قائل اور ماننے والے ہیں اگر کل کو اُسنے آپ سے سوال کیا کہ تم نے بدعت کرتے لوگوں کو دیکھا اسکے مٹانے کی کوشش اور سنت کے احیاء کی جدوجہد کیوں نہیں کی تو آپ کیا جواب دیتے آپ اس سوال سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ تجھ پر رحم فرماوے اور اجر نیک دے بیٹا اب بات اصل یہ ہے کہ قوم میں بدعت کوٹھکڑ بھر دیکھتی ہے اور لوگ خلافت سنت عمل کرنے پر تکیے ہوئے ہیں اور اس کام کی اٹھوں گڑھ در گڑھ دے رکھی ہے اب ایسی صورت میں اگر میں افسے بدعت ترک کر انہیں مکایرہ کروں تو پوری خونریزی کا اندیشہ ہے اور اللہ میں کیا چلو خون بھی بہانا اپنے لئے درست نہیں سمجھتا ورنہ خدا نکرے کہ تیرے باپ پر کوئی ایسا دن آئے کہ اسی خواہش بدعت کی بجگنی اور احیاء سنت کی رہے۔ معمر کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ جو شخص لڑائی جھگڑے اور غصہ اور طمع سے علیحدہ رہا وہ فلاح کو پہنچ گیا۔ ارطاة بن منذر کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز سے کسی نے کہا کہ اگر آپ اپنی حفاظت کے لئے کوئی کو توالی رکھ لیں اور اپنے کھانے پینے میں احتیاط برتیں تو بہت مناسب ہے آپ نے فرمایا کہ الہی! آپ جانتے ہیں اگر میں سوائے قیامت کے کسی چیز سے ڈرتا ہوں مجھے اس سے ڈرنا اور اس میں رکھنا عدی بن فضل کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیز کو خطیبہ میں فرماتے سنا ہوں کہ لوگو خداوند تعالیٰ سے ڈرو اور رزق کی تلاش میں ہاتھ مارے نہ پھرو اگر تمہاری قسمت میں رزق مقسوم ہے تو اگر وہ پہاڑ کی چوٹی یا زمین کی تہ میں بھی ہو گا تو تمہارے پاس ضرور آویگا ازہر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو ایک روز خطیبہ فرماتے دیکھا کہ آپ پیوند نکا کرتا پہنے ہوئے تھے۔ عبد اللہ بن علاء کہتے ہیں کہ آپ اکثر جمعہ میں ان الفاظ سے پہلا خطبہ شروع فرمایا کرتے تھے

الحمد لله محمدًا و مستحینہ و مستحقًا و تحذبا للہ من شرور العباد من بیات اعمالنا یونہی اللہ قد

لم یمنہ فلاحا دعا لہ و اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ و اشہد ان محمد بن عبد اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ و آلیہ و سلم

و قد رزقنا من بیتی اللہ رسولہ فقد رزقنا بھم خداوند تعالیٰ سے دینی تکلفین اور دیگر تصاع فرماتے

اور خطبہ آخر وہ بیت پر ختم کرتے ایما دی التین اسرفوا علی النفس لہ لا تقنطوا من رحمتہ اللہ الخ

ہاجب بن خلیفہ برجمی کہتے ہیں کہ میں جب آپ خلیفہ تھے آپ کے ایک خطبہ میں شریک ہوا ہوں اپنے

اس میں فرمایا کہ جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے جاری فرمایا وہ خیر دین ہے اور

ہم کو چلنا چاہئے اور جو ان کے خلاف ہو اسکو ترک کر دینا چاہئے۔ (الو تعجب فی الحلیۃ)
 ابن عباس نے ابراہیم بن ابی علیہ سے روایت کی ہے کہ عید کے روز لوگ آپ کو پاس آتے تھے
 اور سلام کے کہتے تھے کہ خداوند تعالیٰ آپ سے اور ہم سے قبول فرماویں۔ آپ نہیں لفا لگا کر دوسرے دیتے تھے اور
 کچھ انکار نہ فرماتے تھے میں کہتا ہوں کہ عید سال - ماہ کیلئے اس سے بہتر تہنیت یا مبارکباد نہیں ہو سکتی
 جعرنہ کہتے ہیں کہ جسوقت حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عمرو بن قیس سے کوئی کو خا کفہ کا حاکم بنا کر روانہ
 کیا تو اپنے بطور نصیحت کے اسے فرمایا کہ ہاں کے نیک لوگوں کی بات سننا اور بد معاشرے سے احتراز کرنا
 اور انکے خطاوں سے درگزر کرنا ایسا نہ ہو کہ اول تو تم جاتے ہی انکا قتل شروع کر دو اور آخر میں انکو لگو بلکہ
 پہلے ہی سے میانہ روی اختیار کرو تاکہ وہ تمہارا ہر تپہ معلوم کریں اور تمہاری بات پر کان دہریں۔
 سائب بن محمد کہتے ہیں کہ جراح بن عبداللہ نے آپ کو ریوٹ دی کہ اہل خراسان نہایت
 بگڑے ہوئے ہیں انکی اصلاح بغیر تلوار اور دڑوں کے نہیں ہو سکتی امیر المؤمنین مجھے اپنی رائے سے مطلع فرما دیں
 اپنے جواب میں لکھا ابا بعد تم نے جمعوت لکھا ہے کہ اہل خراسان بغیر تلوار کے درست نہیں ہو سکتے عدل
 اور حق ایسی چیزیں ہیں کہ وہ خود درست ہو جائیں گے لہذا انہیں انصاف اور حق رسائی کی اشاعت کی جائے۔ و
 امیر بن زید قرشی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب کوئی خط مجھ سے لکھواتے تو آپ پہلے یہ دعا
 کیا کرتے تھے اے الہی! میں اپنی زبان کی شر سے پناہ مانگتا ہوں۔
 صالح بن جبر کہتے ہیں کہ ایسا اوقات کسی بات میں حضرت عمر بن عبدالعزیز مجھ پر غصہ نہایت
 اکیروزینے عرض کیا کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ نوجوان بادشاہوں کے غصہ سے ڈرنا چاہئے اور جب
 انکا غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو انکے پاس حاضر ہو کر معافی مانگنی چاہئے۔ آپ نے فرمایا اے صالح میں تمہیں
 اجازت دیتا ہوں تم اسکی پابندی نہ کرنا۔

عبدالحمید بن محمد مغزومی کہتے ہیں کہ اکیروز جبریر بن خطفی عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا اسنے چاہا کہ
 میں کچھ بات کروں مگر اپنے انکار کو دیکھ کر وہ اسنے کہا کہ میں تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کرتے
 آیا ہوں اپنے فرمایا کہ اچھا کہو اس نے یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) وہ ذات جس نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور خلافت امیر عادل کے سپرد کی جسے یقیناً مظالم کو روکیا اور حق و
 انصاف کو گونگیاں بھیلایا میں مجھے خبر عاجل کا طلبگار ہوں کیونکہ نفس حیب عاجل پر شوق ہے

اپنے فرمایا کہ میں قرآن شریف میں تمہارا کوئی حق بیت المال کے اندر نہیں دیکھتا اس لئے عرض کیا کہ نہیں امیر المؤمنین قرآن شریف میں حق موجود ہے کیونکہ میں مسافر ہوں اور مسافر کا حق موجود ہے اپنے اسکو اپنی جیب خاص سے پچاس دینار عطا فرمائے۔

طیہ ریانت میں ہے کہ حریر بن عثمان جی اپنے باپ کیساتھ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اپنے اسے اس کے بیٹے کا حال دریافت کیا اور پھر فرمایا کہ تم اس کو فقہہ اکبر کی تعلیم دو اور غول نے دریافت کیا کہ فقہہ اکبر کیا ہوتا ہے اپنے فرمایا کہ قناعت اور مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچانا۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں محمد بن کعب قرظی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ایک روز آپ بلا کر فرمایا کہ عدل کی تعریف کرو میں نے کہا کہ او فوہ اپنے بہت بڑی چیز کی تعریف دریافت کی چھوٹوں سے باپ کی طرح اور بڑوں سے بیٹے کی طرح اور اپنے برابری سے بھائی کی طرح اور اسی طرح عورتوں سے سلوک کرنا اور لوگوں کو ان کے جرائم اور حرم کے موافق مزائیں اور اپنے غصہ کی وجہ سے کسی کو نہ ستانا بس یہی عدل ہے اور ان سے تجاوز کرنا ظلم ہے۔

عبدالرزاق اپنے مصنف میں زہری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اگر آگ کی پکی ہوئی چیز کھالتے حتیٰ کہ شکر بھی تو وضو فرمایا کرتے تھے۔

وہی روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جس شخص کا کلام اس شخص کے عمل سے بڑھ گیا تو گو یا اس کا کلام کم ہو گیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ آپ کے زمانہ خلافت میں غیلاں نے قدر کا عقیدہ (یعنی تقدیر سے انکار کیا) ظاہر کیا اپنے اسکو توبہ کرنیکو فرمایا اسنے کہا کہ اگر میں گمراہ ہوتا تو آپکا ہدایت کرتا بھلا معلوم ہوتا اپنے دعا کی الہی اگر یہ سچا ہے تو خیر ورنہ اسنے ہاتھ پیر کٹوا کر سولی پر چڑھو لیجئے۔ یہ دعا کے اسکو چھوڑ دیا اور اسنے اپنے عقائد کی خوب اشاعت کی مگر جسوقت ہشام بن عبدالملک تخت پر بیٹھے تو انھوں نے اسکو پکڑا اور اسکے چاروں ہاتھ پیر کاٹ کر وار پر چڑھا دیا۔

خلفاء بنو امیہ کا عدہ تھا کہ وہ خطبوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہاتے تھے اپنے اپنی خلافت میں اسکی سختی سے ممانعت کی اور اپنے عمال کو لکھا کہ ایسا نہ کیا جائے اور بجائے ان الفاظ کے **إِنَّ اللَّهَ بِأَعْدَانِ الْإِسْلَامِ لَشَدِيدٌ** کہ پڑھنے کی ترویج کی چنانچہ

یہ آیت خطبہ میں اتنا پڑھی جاتی ہے۔

آپ قبل خلافت اشعار بھی کہا کرتے تھے اور بہت سے ایک اشعار متضمن بہ پند و نصائح مشہور ہیں فائدہ۔ ثمالی لطائف المعارف میں کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ و حضرت عثمان غنیؓ و حضرت علیؓ شاعر اور مردان بن حکم و عمر بن عبد العزیز کے سروں پر بال نہ تھے اسکے بعد خلفاء میں بی بیات نہ رہی چونکہ اس زمانہ میں سر پر خود لگاتے تھے اسکی وجہ سے بال سر کے اڑ جاتے تھے اور اسی وجہ سے اس شخص کو جسکے بال اڑ جاتے تھے عرب میں اصلح یعنی بہادر اور شجاع کہتے تھے (مترجم)

فائدہ۔ زبیر بن بکر کہتے ہیں کہ ایک شاعر نے فاطمہ بنت عبد الملک آپکی زوجہ کی نشان میں شعر کہا ہے (ترجمہ شعر) خلیفہ کی بیٹی اور خلیفہ کی یوتی۔ خلیفہ کی بہن اور خلیفہ کی بیوی ہیں۔ یہ کہتے ہیں آج تک کوئی عورت سوائے آپکی بیوی کے ایسی نہیں گذری جسپر شعر صادق آسکے۔

میں کہتا ہوں کہ ہمارے زمانہ تک بھی ایسی نہیں ہوئی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کا مرض اور وفات

ایوب کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ سے عرف کیا کہ اگر آپ مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوتے اور آپکا وہاں انتقال ہوتا تو آپکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے پاس جو چوٹی جاگڑی ہے وہاں کیا جاتا اپنے فرمایا اللہ اگر مجھے خداوند تعالیٰ سوائے عذاب و فزع کے تمام عذاب دیتے تو مجھے منظور تھا بشرطیکہ خداوند تعالیٰ

مجھے بتلا دیتے کہ آیا میں اس جگہ کے قابل اور اہل بھی ہوں یا نہیں

ولید بن سہام کہتے ہیں کہ کسی نے آپ سے مرض کی حالت میں عرف کیا کہ آپ واکبوں نہیں کرتے اپنے فرمایا کہ حسب وقت مجھے زہر دیا گیا اگر مجھے یہ وقت کہا جاتا کہ تم اپنے کان کی لوگ ہاتھ لگاؤ یا فلاں خوشبو سونگھو سہیں تمہاری شفا ہو تو میں ایسا کبھی نہ کرتا کیونکہ اگر میں گیا تو زہر کی وجہ سے شہید ہوں۔ یا یہ کہ وہ اگر نامنافی تو کل ہے آپکو بنو امیہ کے اشعار سے آپکے غلام سقاہ نے زہر دیا تھا (مترجم)

عبدالرحمن حسان کہتے ہیں کہ جب آپکا آخر وقت ہوا تو اپنے فرمایا کہ مجھے کیلا چھوڑ دو اور چلے جاؤ

چنانچہ سب چلے گئے اور مسلمہ اور فاطمہ دروازہ پر بیٹھ گئیں۔ انھوں نے سنا آپ فرماتے تھے جہاں
 بِسْمِ اللّٰهِ تَشْرِيفًا لِّیْہِ بِہِ صَوْرَتِہٖ اَدْمِیُّوْنَ کِی ہر نہ جنوں کی پھر اپنے یہ آیت پڑھی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
 پھر چونکہ کوئی آواز نہ آئی اسلئے یہ اندر گئیں تو آپ کو دیکھا کہ بچان پڑے ہیں اِنَّا اللّٰہُمَّ اَجْرِنَا لِمَنْ یُّنْزِلُہُ
 ہشام کہتے ہیں کہ جب آپ کے انتقال کی خبر حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کو پہنچی تو اپنے فرمایا
 کہ دنیا کا سب سے بہتر آدمی چل بسا۔

خالد ریحی کہتے ہیں کہ مجھے تورات میں معلوم ہوتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز پر زمین و آسمان
 چالیس روز تک روئیں گے۔

یوسف بن مالک کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز کی قبر کی مٹی برابر کر رہے تھے
 تو اچانک ہمارے پاس آسمان سے ایک غزگر اجسم میں لکھا ہوا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 خداوند تعالیٰ کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کو دوزخ سے امان ہے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ولیعہد خلافت یعنی زید بن عبدالملک کو ایک خط
 لکھا جس کا مضمون یہ تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ خط عبدالعزیز کی طرف سے زید بن
 عبدالملک کی طرف سے السلام علیکم میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں کہ اسکے بغیر کوئی خدا
 نہیں، اما بعد میں تمہیں یہ خط اپنی قرب اور بیگلی کی حالت میں لکھ رہا ہوں میں جانتا ہوں کہ
 مجھے میرے خلافت کے زمانہ کے متعلق مالک نیا اور آخرت سوال کریں گے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ میں
 کوئی بیگم ان سے چھپا سکوں اگر وہ مجھ سے راضی ہو گئے تو میں فلاح کو پہنچ گیا اور ذلت و رسوائی
 سے نجات پالی اور اگر مجھ پر غصہ ہو گئے تو میں کہیں کانہ رہوں گا اور تباہ ہو جاؤں گا میں
 خداوند تبارک و تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی رحمت کی وجہ سے عذاب و دوزخ
 سے بچاویں اور مجھ سے خوش ہو کر اور احسان عظیم کر کے مجھے جنت عنایت کر دیں تم خدا سے
 ڈرنے کو اپنے اوپر لازم کر لو اور رعیت کی رعایت کرو میرے بعد تم بھی بہت کم دنیا میں
 رہو گے۔ والسلام (ابو نعیم فی الحلیہ)

آپ نے مقام دیر سمحان (بکسر السین) مضافات حمص میں تاریخ بیس یا پچیس رجب المرجب
 ۱۱۰ھ میں پھر تراؤے سال حجہ مال انتقال فرمایا آپ کو بنو امیہ نے زہر دیا تھا کیونکہ اپنے

انہر سختی کی تھی اور جو مال انھوں نے غصبت سے جمع کیا تھا تمام ضبط کر لیا تھا اور چونکہ اپنے اپنی حفاظت کرنی چھوڑ دی تھی اسلئے بنو امیہ کو آسانی بھی ہو گئی تھی۔

مجاہد کہتے ہیں کہ مجھے بلا کر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ میرے متعلق لوگ کیا گمان کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ آپ مسحور ہیں آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کچھ پیر جادو کر دیا گیا ہے بلکہ مجھے زہر دیا گیا ہے اور جس وقت دیا گیا تھا مجھے اس وقت معلوم ہو گیا تھا پھر اپنے اس غلام کو بلایا جس نے آپ کو زہر دیا تھا اور فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے مجھے اس امر پر کس نے برا نگیختہ کیا تھا کہ مجھے زہر پلا دے اس نے کہا کہ مجھے اس کی عوض میں ہزار دینار دئے گئے ہیں اور مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ میں آزاد کروا دیا جاؤنگا۔ اپنے فرمایا ان دیناروں کو میرے پاس لا چنانچہ وہ لایا اپنے ان کو بیت المال میں داخل کر دئے اور اس سے کہا کہ تو یہاں سے اس طرح بھاگ کہ پھر تجھے یہاں کوئی نہ دیکھے۔

آپ کی خلافت میں ان حضرات علماء کا انتقال ہوا۔ ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ
بن زید بن ثابت۔ سالم بن ابی الجعد۔ بسر بن سعید۔ ابو عثمان نہدی۔ ابو احمی۔

یزید بن عبد الملک بن مروان

یزید بن عبد الملک بن مروان بن حکم ابو خالد اموی دمشقی ^{۱۰۰ھ} میں پیدا ہوا اور جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اپنے بھائی سلیمان بن عبد الملک کی صحبت کے بموجب حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔

عبدالرحمن بن زید بن سلم فرماتے ہیں کہ جس وقت یزید بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو اس نے حکم دیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے طریقہ پر کار بند ہو چنانچہ چند روز وہی طریقہ عمل رہا مگر بعد میں چالیس یورہوں کے آکر شہادت دی کہ خلفا پر نہ عذاب کا نہ حساب وہ جو کچھ چاہیں کریں۔

ابن ماجشون کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا تو یزید بن عبد الملک نے کہا کہ واللہ جنتے حضرت عمر بن عبدالعزیز خداوند تعالیٰ کے محتاج تھے ان سے زیادہ میں ہوں

اور ان کے قدم بقدم چالیس روز باہر پھر اس طریقہ سے رد گرداں ہو گیا۔
 سلیم بن بشیر کہتے ہیں کہ یزید بن عبد الملک کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے یہ وصیت نامہ
 لکھا تھا کہ السلام علیکم اما بعد حبیباً میں ہوں میں خود ہی جانتا ہوں۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کے بارے میں خداوند تعالیٰ سے ڈرتے رہنا تو دنیا ایسے شخص کے واسطے چھوڑنیوالا ہے جو نیری تو نیر
 نہیں کرے اور ایسے شخص کے سپرد کرنا ایسا ہے جو تیرا عذر نہیں سنیگا۔ والسلام
 ۱۰۲ھ میں یزید بن مہلب نے خلافت پر خروج کیا مسلمہ بن عبد الملک بن مردان اس کے
 مقابلہ کیلئے متعین ہوا حتیٰ کہ یزید بن مہلب کو شکست دی اور کربلا کے قریب مقام عقیر میں
 اس کو قتل کر دیا گیا۔

کلبی کہتے ہیں کہ لوگوں کے زبان زد تھا کہ بنو امیہ نے کربلا میں دین اور عقیر میں کرم
 (یزید بن مہلب کا لقب) کو ذبح کر ڈالا۔

یزید بن عبد الملک شعبان ۱۰۵ھ میں انتقال کر گیا اور اسکے عہد میں حسب ذیل علماء نے
 انتقال فرمایا۔ ضحاک بن مزاحم۔ عدی بن اطارۃ۔ ابو المنوکل ناجی۔ عطاء بن ایسار۔ مجاہد
 یحییٰ بن ثابت۔ مرقی الکوفہ۔ خالد بن معدان۔ شعبی عالم عراق۔ عبد الرحمن بن جسان بن ثابت۔ ابو
 قلابۃ الجرمی۔ ابو بروه بن ابی موسیٰ الاشعری۔ دیگر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم جمعین۔

ہشام بن عبد الملک

ہشام بن عبد الملک ابو الولید کچھ اوپر ۲۰ھ میں پیدا ہوا اور اپنے بھائی یزید بن
 عبد الملک کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔

مصعب زبیری کہتے ہیں کہ عبد الملک نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں نے حیار دفعہ حراب
 میں پیشاب کیا ہے۔ جب اسکی تعبیر حضرت سعید بن مسیب سے دریافت کی گئی تو اپنے فرمایا
 تھا کہ تیرے بی بی بیٹوں میں چار بیٹے بادشاہ ہونگے چنانچہ یہ ہشام آخری بادشاہ تھا۔
 ہشام بن عبد الملک نہایت ہوشیار اور عقلمند شخص تھا۔ بیت المال میں مال ختیک داخل
 نہیں ہونے دیتا تھا جب تک چالیس آدمی یہ نہ گواہی دیں کہ فلاں کے حق میں کیا اور جتنے

ذی حق تھے ان کا حق پہنچا دیا گیا ہے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ بیٹے ایک آدمی سے ہشام کو ہم کلام ہوتے ہوئے سنا ہشام اس شخص سے کہہ رہا تھا کہ اسمیں کچھ حرج نہیں ہے کہ تم اپنے خلیفہ کی سن لو۔ نیز ایک مرتبہ ایک شخص پر غصہ ہوا تو اس سے کہا واللہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں تیرے کوڑے ماروں۔

سجیل بن محمد کہتے ہیں کہ بیٹے خلفاء میں ہشام سے زیادہ خونریزی کو مکروہ سمجھنے والے نہیں دیکھا ہشام کا مقولہ ہے کہ مجھے دنیا کی تمام لذتیں مسیر ہیں مگر ایک ایسا بھائی نہیں کہ میرے اسکے درمیان میں جو تحفظ کا پردہ ہوتا ہے وہ حائل نہ ہوتا۔

شافعی کہتے ہیں کہ جب موضع رصافہ مضافات قنسرین ہشام نے مکان بنوایا تو اسے چاہا کہ میں اس مکان میں ایک دن اس طرح بسر کروں کہ اسمیں مجھے کسی طرح کا غم و فکر نہ ہو۔ چنانچہ جب یہ وہاں گیا تو دوپہر بھی جوئے نہ پانی تھی کہ سرحد سے ایک متوحش خبر پہنچی پسند کرنے لگا کہ ایک بن بھی ایسا نہ ملا۔ کہتے ہیں کہ یہ شعر ہشام کا ہے اور اس شعر کے سوا اسکا کوئی کلام محفوظ نہیں ہے۔ جب خواہشات نفسانی کی نافرمانی نہیں کریگا تو مجھے خواہشات ایسی طرف کھینچ کرے گی جہاں تھوڑے آجاریگا۔

ہشام بن عبد الملک مع الاخر ۳۶۵ھ میں انتقال کر گیا۔

اسکے تخت خلافت کے ساتویں برس قبصر یہ روم تلوار سے فتح ہوا اور آٹھویں سال شجرہ

بطل مشہور شجاع کے ہاتھ سے فتح ہوا اور بارہویں سال درسنہ ہاتھ آیا جو ملطیہ کے اطراف میں بادلوں

اسکے زمانہ میں ان حضرات علمائے امت نے انتقال فرمایا۔ سالم بن عبد اللہ بن عمر۔ طاؤس۔ سلیمان بن

یسار۔ عکرمہ غلام ابن عباس۔ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق۔ کثیر غزوة الشاعر۔ محمد بن کعب القرظی۔ بن

بھری محمد بن بصری۔ ابو ایل عامر بن واثلہ صحابی (انکی موت صحابہ کا خانہ کمرہ کر دیا) جریر۔ فروق۔ عطیہ بن

معاویہ بن مرة۔ لکھول عطار بن ابی بلح۔ ابو جعفر الباقر۔ ہبہ بن منہ سکیبہ بنت حسین۔ اعراج۔ قتادہ۔ نافع

غلام ابن عمر۔ ابن مرخواندہ شام۔ ابن کثیر خواندہ مکہ۔ ثابت البنانی۔ مالک بن دینار۔ ابن مسعود

المقری۔ ابن شہاب ہری و دیگر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اخبار ہشام ابن عساکر ابراہیم بن ابی عیاد سے روایت کرتے ہیں کہ ہشام بن عبد الملک بہ ارادہ

کیا کہ مجھے خراج مصر کی وصول یابی پر مقرر کرے مگر میں نے انکار کر دیا۔ ہشام اتنا غصہ ہوا کہ اسکا

چہرہ سرخ ہو گیا اور چونکہ اسکی دونوں آنکھوں میں کسی قدر حول پن تھا مجھے تیز تیز دیکھنے لگا اور کہنے لگا کہ تجھے طوعاً و کرہاً یہ عہدہ منظور کرنا ہو گا میں دیکھ کر چپکا ہو گیا۔ مگر جب اسکا غصہ ٹھنڈا ہوا تو میں نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین اگر اجازت دیں تو کچھ عرض کروں ہشام نے اجازت دیدی میں نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہم نے آسمان اور زمین اور پہاڑوں کو اپنی امانت دینا چاہی مگر انھوں نے اسے انکار کر دیا۔ جب انکے انکار پر خداوند تعالیٰ ان سے ناراض نہیں ہوئے تو آپ اس انکار پر مجھ سے کیوں ناخوش ہوتے ہیں یہ سن کر وہ ہنس پڑا اور مجھے معافی دیدی۔

خالد بن صفوان کہتے ہیں کہ میں ایک روز ہشام بن عبدالملک کے یہاں مہمان ہوا ہشام نے مجھ سے کہا کہ کوئی قصہ سناؤ میں نے کہا کہ ایک بادشاہ ذی علم صاحب اقبال خورنق کی طرف سپر کیلے نکلا اپنے راستے میں اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ قعر کسکا ہے نہ گول کہا کہ بادشاہ کا پھر کہنے لگا کہ اچھا ابلا جس قدر مال و متاع میرے پاس اتنا کبھی کسی بادشاہ کے پاس ہوا ہے ایک پورے زمانے کا بوزہ بھی اتفاق سے ساتھ تھا اس نے کہا کہ جو بات اپنے دریافت کی تو بترا ہو کہ اسکا چرا اگر آجنا ب فرما دیں تو میںوں۔ بادشاہ نے کہا بہتر ہے فرمائیے اسنے کہا کہ یہ بتلائیے کہ جو کچھ آپ کے پاس ہے سمیرا یا کمی نہ آویگی۔ کیا یہ مال متاع آپ کے پاس بطور میراث کے نہیں پہنچا اور کیا آپ کے جانشین کو بطور میراث کے نہیں پہنچیگا۔ بادشاہ نے کہا تینوں باتیں ہونگی اسنے کہا تو سخت تعجب سے کہ آپ کو ایسی چیز نے غزیر میں ڈال دیا جو کم ہونیوالی ہے اور جسکا زیادہ حصہ آپ کے پاس سے دوسرے کے پاس منتقل ہونیوالا ہے اور جو کچھ اپنے خرچ کر لیا ہے اسکا حساب ہونے والا ہے، بادشاہ یہ سن کر کانپ اٹھا اور کہا کہ کہاں چلا جاؤں اور کہاں مطلب کی بات پاؤں بوزہ نے کہا کہ اگر بادشاہی کرنا چاہتا ہے تو اپنے ظاہر و باطن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کو روٹہ اپنا تخت چھوڑا اور تاج رکھ اور گڈری پہن اور اپنے رب کی عبادت کر بادشاہ نے کہا کہ میں اسکے متعلق رات کو غور فکر کروں گا اور صبح کو جو کچھ رائے ہوگی بتلاؤں گا چنانچہ صبح صبح ہوئی تو اس نے کہا کہ میں بادشاہت چھوڑ کر پہاڑ اور چیل میدان اختیار کرتا ہوں اور بجائے پوشاک کے گڈری پہنتا ہوں اگر تو میرے ساتھ رہے تو یہ سب سے ہی بہتر ہے چنانچہ ان دونوں نے ایک پہاڑ کو اپنا مسکن بنا لیا اور مرتے دم تک وہیں رہے

یہ حصہ مسکن شام بن عبد الملک اتنا رویا کہ اسکی ڈاڑھی آنسو و نسنے تر ہو گئی اور اپنے دونوں
 میٹوں کے کام سپرد کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور محل سے برآمد نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر اراکین
 خالد بن صفوان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تو نے امیر المؤمنین پر کیا کر دیا کہ اسکا آرام اور
 لذت بھٹی جاتی رہی۔ خالد بن صفوان نے کہا کہ میں معذور ہوں بیٹے اللہ تبارک و تعالیٰ سے معاہدہ
 کیا ہے کہ جب میں کسی بادشاہ کے پاس جاؤنگا تو اسکو نہ ماروں نہ تعالیٰ سے ضرور ڈراؤنگا۔

ولید بن یزید بن عبد الملک

ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان بن حکم خلیفہ فاسق ابو العباس ۹۰ھ میں پیدا ہوا
 چونکہ اپنے باپ یزید بن عبد الملک کے مرتے وقت بہت کم سن تھا اسلئے خلیفہ نہ ہو سکا اور
 خلیفہ ہوا مگر چونکہ یزید بن عبد الملک سے ہشام کے بعد ولید مقرر کیا تھا اسلئے ہشام کے
 انتقال کے بعد تاریخ الاخر ۱۰۵ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا۔

ولید بن یزید نہایت فاجر فاسق شرابی اور منہیات کا مرتکب تھا اسنے ارادہ کیا تھا کہ
 کعبہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب نوشی کروں۔ لوگ اسکے مسق و فسور سے چونکہ تنگ آ گئے تھے اسلئے
 اس پر خروج کر کے جماد کی الاخر ۱۲۶ھ میں قتل کر ڈالا۔

جسوقت اس پر محاصرہ کیا گیا تو اس نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے تمہارے عطیات
 میں اضافہ نہیں کیا اور کیا تم پر سے سختیاں نہیں اٹھائیں کیا بیٹے غربا کی خبر گیری نہیں کی۔ آخر
 مجھ پر ظلم کیوں کیا جا رہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اگرچہ تو نے سب کچھ کیا مگر ہم تجھے اسوجہ سے
 قتل کرتے ہیں کہ تو نے شراب نوشی کی۔ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام کی اسکو تو نے حلال کیا۔
 محرمات سے نکاح کرے۔ خداوند تعالیٰ کے احکام کی حقارت کی۔

جسوقت یہ قتل کر دیا گیا تو اسکا سر یزید ناقص کے پاس بھیجا گیا اور اس سر کو نیزہ پر
 لٹکایا گیا جب اس سر کو اسکے بھائی سلیمان بن یزید نے دیکھا تو اسنے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ
 یہ شخص بہت بڑا شرابی اور سخت بے شرم اور نہایت فاسق تھا بلکہ مجھ کوئی اپنے جیسا کرنا چاہتا تھا
 معافی جریری کہتے ہیں کہ میں نے کچھ ولید کے حالات اور اسکے اشعار جمع کئے تھے جو تمام کا تمام

فسق و فجور اور کفر و الحاد کا بے سرو پا مجموعہ تھا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ولید کا کفر اور زندقہ تو صحیح ثابت نہیں ہوتا البتہ وہ مے نوش اور لواطت میں ضرور مشہور تھا۔ اس واسطے لوگوں نے اسپر خروج کر کے قتل کر دیا۔ ولید کا کسی نے ایک مرتبہ مہدی کیسے منہ ذکر کیا اور اثنائے گفتگو میں اسکو زندقہ کہہ دیا مہدی نے کہا کہ چپ رہو یہ نہیں ہو سکتا کہ خداوند تعالیٰ اخلافت مقدسہ کو کسی زندقہ کے سپرد کر دیں۔

مراد بن ابی حفصہ کہتے ہیں کہ ولید نہایت حسین اور سب سے زیادہ شاعر تھا۔ ابوالزناد کہتے ہیں کہ زہری ہشام کیسے منہ ہمیشہ ولید کی عیب جوئی اور نکتہ چینی کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ولید کو ولید نہ کرنا چاہئے بلکہ اسکا خلع کر دینا چاہئے مگر ہشام اسکا خلع نہ کر سکا اور زہری کا انتقال بھی ولید کی خلافت سے پہلے ہو چکا ورنہ ولید اس پر بہت ظلم کرتا۔

ضحاک بن عثمان کہتے ہیں کہ ہشام نے ولید کی ولید کی ولید کا خلع کرنے اور اپنے بیٹے کو ولید کرنا چاہا اور وہ ولید نے یہ اشعار ہشام کے پاس لکھ کر بھیج دیے (ترجمہ اشعار) تو نے خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا کفران کیا۔ اگر تو انکا شکر کرتا تو خداوند تعالیٰ اپنے فضل و جہان سے تجھے الکی جزا دیتے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو میری تولیت کو قطع کرنا چاہ رہا ہے۔ اگر تو حسب اختیار ہوتا تو جو چیز میں بنائی ہے اسکے خراب کر نہیں گوسش نہ کرتا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو کینہ کیوں

سے ایسا کر رہا ہے۔ افسوس ہے کہ تو ان لوگوں میں داخل ہے جو میری کینہ کشی سے انتقال کرینگے

حماد ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز ولید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دو منجم آئے اور انھوں نے آکر عرض کیا کہ جس چیز کے متعلق اپنے ارشاد فرمایا تھا ہے اسکے متعلق آپکا زاپچہ دیکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سات سال اور زندہ رہیں گے۔ حماد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل

میں کہا کہ اگر ولید دھوکے میں ہے تو بہتر ہے کہ میں نے کہا کہ یہ دو منجم جھوٹ بکتے ہیں میں ان سے زیادہ ظلم نخوم کا ماہر ہوں۔ میں نے زاپچہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابھی چالیس سال آپ زندہ رہیں گے۔ یہ سنکر ولید نے کہا کہ نہ مجھے نکلے کہنے سے کچھ رنج ہوا اور نہ تمہارے بتلانے سے خوشی ہوئی والشر

میں جس شخص کو ہمیشہ زندگی کی خواہش ہوا اسکی طرح مال جمع کرنا نہیں چاہتا بلکہ جس شخص کو یہ خبر ہو کہ میں کل مر جاؤنگا۔ اس طرح اسکو خرچ کرنا چاہتا ہوں۔

مسند امام احمد میں ایک حدیث ہے کہ اس امت میں ایک شخص ولید نامی ہوگا جو اس امت پر فرعون سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔

مسالک میں ابن فضل اللہ لکھتے ہیں کہ ولید بن یزید جبار و حاسد رے راہ بے وے ^{جھوٹے} عدلے کر نیوالا اپنے زمانہ کافر خون۔ زمانہ بھر کا عیب دار۔ قیامت میں اپنی قوم کیساتھ جہنم میں جانوالا۔ ہلاک ہونے والا قرآن شریف کو نیزہ سے چھید نیوالا فاسق و فاجر تھا۔

علوی کہتے ہیں کہ ابن میادہ نے ولید بن یزید کے کیسا منے اپنا یہ شعر پڑھا (ترجمہ شعر) ^{شعر} تم نے فضیلت دی قریش کو سوائے آل محمد اور سوائے نبی مرزا ان کے اہل فضائل کی۔ یہ سنکر ولید نے کہا کہ تو نے میرا آل محمد کو مقدم کر دیا ابن میادہ نے کہا کہ میں اسے ہی جائز سمجھتا ہوں۔

یزید الناقص ابو خالد بن ولید

یزید الناقص ابو خالد بن ولید بن عبد الملک کا چونکہ اس شخص نے لشکر کی تنخواہوں میں سے کمی کی تھی اسلئے اسکا لقب ناقص پڑ گیا اپنے چچا کے بیٹے ولید کو قتل کر کے خود تخت خلافت پر بیٹھا اسکی ماں بنام شاہ فرزند بنت فیروز بن یزید و جرد تھی اور فیروز کی ماں شبرویہ بن کمر کی بیٹی تھی اور شبرویہ کی ماں خاقان بادشاہ ترک کی بیٹی تھی اور فیروز کی نانی قیصر روم کی لڑکی تھی اسیدوجہ سے ایک جگہ یزید ناقص نے فخر یہ یہ شعر کہا تھا (ترجمہ شعر) میں کسری کا نواسا اور مردان کا بیٹا ہوں میرا نانا قیصر روم اور خاقان ہے۔

تعالیٰ کہتے ہیں کہ یزید ناقص وادھیال اور ناھیال دونوں طرف شاہزادہ تھا۔ ولید کے قتل کے بعد یزید نے خطبہ پڑھا۔ اما بعد اللہ میں مغرور اور مبطل ہو کر نہیں آیا ہوں اور مجھے دنیا کی حرص اور نہ ملک کی رغبت ہے، اگر خدا و نثار کے تعالیٰ تجھ پر اپنا رحم نہ فرما دے تو میں سخت کنہگار اور اپنے نفس پر ظالم ہوں بلکہ میں نے خلافت کا قصد اور ارادہ خداوند تعالیٰ اور اسکے دین سے دور کر لیا ہے اور میں تمکو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ دیکھ کر بلا تار ہوں کہ ہدایت کے نشان پر لے ہو گئے اور اہل تقویٰ کے انوار مجھ گئے جب حرام کو حلال کر نیوالے اور بدعت حرامی پیدا ہو گئے یہ دیکھ کر مجھے تم پر رحم آیا کہ تمہیں یہ بت اور امت اس کمالوں

میں چاہتا ہوں کہ تمہیں راہ مستقیم کی طرف لائوں مگر میں خداوند تعالیٰ سے استخارہ کیا ہے میں پڑا ہل اور اہل ولایت کو جو مجھے قبول کریں اپنی طرف بلا تا ہوں۔ خداوند تبارک و تعالیٰ بلاؤ اور عباد کو براہ راست سے محفوظ رکھیں بس خداوند تعالیٰ کے سوا کسی میں قدرت قوت نہیں ہے۔ لوگو! میں تمہارے اوپر اس واسطے حاکم نہ کر گیا کیا ہوں کہ تمہاری ایک اینٹ اور ایک پتھر بھی صاف اور بیکار نہ ہونے دوں میں کسی شہ اور کسی جگہ سے جتنکال نہ لوں گا تا وقتیکہ ہر حد کی پورے طور پر ناکہ بندی نہ کروں اور صلح امور کو سوچ کر ہر حد کو مضبوط نہ کروں کہ خداوند تعالیٰ کا فضل شامل حال ہا تو عینا کچھ کسی شہر سے عبور نہ لگاؤ اسی کی بیبودگی میں خرچ کر دوں گا تا کہ تم سب مسلمان ہو جاؤ اگر تم نے میری بیعت کر لی تو میں تمہارا ہوں اور مجھے تمہارے ساتھ حسان کرنا فرض ہو جائیگا اور اگر تم میری بیعت ناخوش اور روگرداں ہو تو پھر میری کوئی بیعت نہیں ہے کسی اور پر اگر مجھ سے تمہاری تم کسی کو دیکھو تو اس سے بیعت کر لو میں تم سب سے پہلے اس شخص سے بیعت لوں گا اور اسکی طاعت میں سرور فرم لوں گا۔ میں خداوند تعالیٰ سے تمہارے اور اپنے لئے مغفرت چاہتا ہوں عثمان ابن ابی العاصم کہتے ہیں کہ اول وہ خلیفہ جو عیدین میں ہتھیار نہ لگا کر نکلا بڑی ناقص ہے اس قلعہ کے دروازہ سے عید گاہ تک دور وہ ہتھیار بند سوار کھڑے ہو جاتے تھے۔ ابی عثمان لہتی سے مروی ہے کہ بڑی ناقص بنو امیہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ تم غنا سے پرہیز کرو کیونکہ غنا یعنی گانا بجانا جیا کہ تم تڑپے اور خواہشات انسانہ کو بڑھاتا ہے اور مردت کو زائل کرتا ہے مے نوشی کی رغبت دلاتا ہے اور بیداری اور نشیاریوں کے سے کام کراتا ہے اگر تم گانا بجانا کرو گے تو زمانہ کے ضرور مرتکب ہو گے کیونکہ غذا زنا کا پیش خیمہ ہے۔

ابن عبدالحکم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ جب بڑی ناقص خلیفہ ہوا تو اس نے لوگوں کو عقیدہ قدریہ کی طرف دعوت دی اور انکو اس پر مستحکم کر دیا۔ بڑی ناقص زیادہ خلافت کرنے نہیں پایا بلکہ سال خلافت میں ہی مداحجہ کو انتقال کر گیا اسکی کل مدت خلافت چھ ماہ ہوئی۔ اسکی عمر پینتیس سال اور بقول بعض چھیالیس سال کی تھی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسکی موت مرض طاعون سے ہوئی۔

ابراہیم بن ولید عبد الملک

ابراہیم بن ولید عبد الملک ابو اسحاق اپنے بھائی بڑی ناقص کے مرنیکے بعد تخت خلافت

پر بیچا اسکے ولیعهد نے میں اختلاف بعض کہتے ہیں کہ ولیعهد ہوا تھا بعض کہتے ہیں کہ نہیں
 بردہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے اس کی حالت میں یزید واقفوں کے پاس گیا تھے میں فطن ہوئی گئی
 اور کہا کہ یہ سمجھو کہ میں تمہارے باپ اچھی ہوں خداوند تعالیٰ کا واسطہ دیکر چھپتا ہوں کہ تھے
 اپنے بھائی ابراہیم کو کیوں ولیعهد مقرر کر دیا یہ سب کو غصہ آیا اور کہا کہ میں ابراہیم کو ولیعهد
 بنا چکا ہوں پھر کہا اے ابوالعلاء آپ ہی فرمائیے کہ کسے ولیعهد بناؤں انھوں نے کہا کہ اگر آپ
 مجھے مشورہ دیتے ہیں تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ پھر میرے بعد آخر تک کسی سے مشورہ
 نہ لیں قطعاً یہی کہنے پائے تھے کہ خلیفہ بیہوش ہو گیا میں سمجھا کہ خلیفہ کا انتقال ہو گیا فطن
 میں بیچ گئے اور انھوں نے یزید کی طرف سے ایک بانی تحریر ولیعهدی کے متعلق لکھی اور اس پر
 لوگوں کو بلا کر شہادتیں کرائیں مگر واللہ حقیقتاً لامر اسکے خلاف خلیفہ کی بیعت نہیں بنایا
 ابراہیم محض ستر روز تخت خلافت پر رہا اس پر مردان بن محمد نے خروج کر دیا اور
 لوگوں سے اپنی بیعت لی اور ابراہیم وہاں سے بھاگ گیا۔ کچھ دنوں کے بعد اگر خلیفہ
 بیعت کر لی اور تمام سلطنت کا کاروبار مردان بن محمد کے سپرد کر دیا اور خود بھی مردان بن محمد سے بیعت
 ابراہیم اس قصہ کے بعد ۳۲ھ تک زندہ رہا اور واقعہ سفر میں ہی انہی کے ساتھ سلطنت
 کر دی کی حالت میں قتل کر دیا گیا۔

تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ ابراہیم نے زہری سے حدیث سنی اور اپنے چچا مشام سے
 حکایت کی اور اس سے اس کے بیٹے یعقوب نے روایت کی ہے۔
 اس کی ماں ام ولد تھی اور یہ مردان بن محمد بن حمار کا مال کی طرف بھائی تھا۔
 اس نے دو شنبہ کے دن ۲۴ صفر ۳۲ھ میں شرح کیا تھا۔
 مذکورہ کہتے ہیں کہ ابراہیم کا عجیب قصہ ہے کہ اجض اسے خلیفہ تسلیم کرتے ہیں کیونکہ وہ
 ولیعهد ہوا تھا اور بعض بادشاہ مانتے ہیں کیونکہ ولیعهد نہیں ہوا تھا اور بعض بالکل ہی انکار
 کرتے ہیں ایک شاعر نے اسکی نسبت یہ شعر کہا ہے ترجمہ شاعر ابراہیم سے ہر جمعہ میں
 بیعت کرتے ہیں مگر جسے تم امیر بنا ہے ہو وہ صالح ہو نبواللہ ہے۔
 کہتے ہیں کہ ابراہیم کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا۔ شوق بالذبح

مردان الحمار

ابو عبد الملک بن محمد بن مردان بن حکیم۔ یہ نبی امیہ کا آخری بادشاہ ہے چونکہ یہ شخص جعد بن درہم کا شاگرد ہے اس لئے جعدی بھی اسکا لقب ہے اور حمار کے لقب کی دو وجہ ہیں اول تو یہ ہے کہ اس کے گھوڑے کا خوگیر (نمہ۔ تہرہ) دشمنوں کے مقابلہ میں کبھی نہیں سوکھا اور مدتوں مقابلہ کیلئے تیار رہا اور لڑائی کے مکروہات سے کبھی نہیں گھبرا یا بلکہ ان پر عبیر کرتا رہا اور یہ محاورہ اور مثل مشہور ہے کہ فلاں شخص لڑائی میں گرے سے بھی زیادہ صابر ہے اسلئے اسکا لقب ہی مشہور ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ عرب میں دستور تھا کہ ہر سو سال کے بادشاہ کو حمار کہا کرتے تھے اور چونکہ نبی امیہ کی خلافت کو سو سال کے قریب ہو چکا تھا اسلئے عرب کے اس کا نام حمار رکھ دیا۔

مردان بن محمد حریرہ میں جہاں اسکا باپ امیر تھا ۱۷۰ھ میں پیدا ہوا اسکی ماں ام ولد تھی اور خلافت سے پہلے ولایات جلیلہ یا متولی یا امیرہ چکا تھا۔ ۱۷۵ھ میں قونیہ فتح کیا یہ شخص شہسوار سی مردانگی اور سختی اٹھانے اور ہوشیاری میں مشہور تھا۔

جب واید قتل ہوا تو یہ شخص ارمینیہ میں تھا جب اسکو ارمینیہ میں یہ خبر پہونچی تو جو مسلمان اس سے راہی ہوئے ان سے بیعت لے لی جسوقت اسکو یزید ناقص کی موت کی اطلاع ہوئی تو بے خزانہ خرچ کر ڈالا اور ابراہیم پر خروج کر کے اسکو ہزیمت دیکر اپنی بیعت کرائی اور خود نصف صفر ۱۷۰ھ میں بادشاہ ہو گیا اور اپنے لئے خلافت کو مستحکم کر لیا۔

خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلے اس نے یزید ناقص کی قبر کھدوا کر لعش نکلائی اور اس جرم میں کہ اسنے ولید کو قتل کرایا تھا اس لعش کو سولی چڑھوا دیا اس کے بعد اسکو تخت خلافت پر ایک گھڑی کو چین نہیں آیا چونکہ ہر چہاں طرف سے اس پر دشمنوں نے خروج کر دیا تھا اور ۱۷۳ھ تک یہی رہا پھر بنو عباس نے خروج کیا اور عبداللہ بن علی سفاح کے چچا نے اسپر فوج کشی کر دی موصل کے قریب دونوں لشکروں میں نبرد آزمانی ہوئی اور آخر کار عبداللہ نے اسکو شکست خوردگی۔ مردان شام کی طرف لوٹا تو عبداللہ نے اسکا تعاقب کیا۔ مردان مصر کی طرف بھاگا تو وہاں صالح عبداللہ کے بھائی نے قصبہ بوجیر کے قریب لہ کر کے مردان کو ذی الحجہ ۱۷۳ھ میں قتل کر ڈالا۔

عطار حسب ذیل ہے اسکے زمانہ میں انتقال فرمایا۔ سعدی الکبیر۔ مالک بن نویر۔ ابو الزہراء۔ عامر بن ابی
 انجوز۔ المقریٰ یزید بن ابی حمید۔ شیبہ بن نصیح۔ المقریٰ۔ محمد بن مکندر۔ ابو جعفر یزید بن قحطاف
 المقریٰ المدینہ۔ ابو ایوب سختیانی۔ ابو الزناد۔ ہمام بن منبہ۔ واصل بن عطار معشر بنی۔
 صولی محمد بن علی۔ یہ روایت کہتے ہیں کہ جب مردان قتل ہوا تو اسکا سر کانکر عبد اللہ بن
 علی کے رو برو پیش کیا گیا۔ عبد اللہ نے اسے دیکھ کر ایک جگہ رکھ دینے کو کہا جب وہ لکھا گیا تو
 ایک بیٹی نے اگر کی زبان نکالی اور چبا کر کھا گئی۔ عبد اللہ بن علی نے کہا کہ یہ تیرا کھانا ہے اور جو اب روایت
 میں مردان کی زبان کو بیٹی کا کھا ہوا زیادہ غیر متناک ہے اور کہیں ایک یہی غیرت کافی ہے۔

(۱) سفاح اول خلفائے عباسی

عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم۔ ابو العباس سفاح بن ہاشم
 سب پہلانا تاجدار ہے۔ پیشہ اور بقول بعض سائنس میں مقام جیمہ مشرقا تاجدار میں پیدا ہوا
 اور وہیں پرورش پائی۔ اس سے کوفہ میں ہجرت ہوئی اسکی نکانا نام رانطہ الحارثیہ تھا جس نے اپنے
 بھائی ابراہیم بن محمد سے حدیث سماعت کی اور اس سے اسکے چچا علی بن علی نے روایت کی ہے یہ عمر بن
 اپنے بھائی سے تصور سے چھوٹا تھا۔ امام احمد نے اپنی مسند میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قنوکا زمانہ ہوگا تو میری اہل بیت میں سے ایک شخص جسکا نام سفاح
 ہوگا ظاہر ہوگا کہ وہ کوٹھیاں بھر بھر کر لوگوں کو گرا کر لگا۔ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شخص
 جب خلافت نبی عباس میں پہنچی تو اس زمانہ میں سفاح نے کہا کہ اللہ ان نبی عباس سے بڑھ کر روئے میں
 کوئی اور نبی ہے اور نہ کوئی افضل کا بدو زاید ابن جریجر نے فرماتے ہیں کہ جب وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ خلافت آپکی اولاد میں منتقل ہوگی آپ نے
 سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد خلافت کی امید واری علی بن ابی طالب سے فرمائی کہ میں نے
 کہا اور امام عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ نے بربطام کی طرف اشارہ کیا تھا تو محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس
 خلافت کی آرزو اور اسکاے ملاقات میں کہا تھا کہ اسے بچر سے بھائی تک ایک بات معلوم کرے میں نہیں
 بلکہ اچھا ہے تم اسکو کسی سے ظاہر نہ کرنا ورنہ اسکو کفر تو لگا جیال ہے کہ خلافت اس کے باب

تو گوئیں منتقل ہوگی یہ سنکر محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے کہا کہ یہ بات آپ ہی مولے کی ہے
 ظاہر نگریں — مدائنی کہتے ہیں کہ میں نے ایک کثیر جماعت سے سنا ہے کہ امام محمد بن علی بن عبد اللہ
 بن عباس نے ہمتیں دفع یعنی یزید بن معاویہ کی موت کی وقت اور پہلی ہمدی کے شروع میں اور ازبوق
 کی بدنامی کے دوران میں یہ کہا کہ سید امیر کو ہلو لوگ نے اپنے اور ہمارے انصار مشرق ہمدی مدد کیلئے آئیں گے
 لاکھ لاکھ کے معزب ہمارے ہمدی کو ہونے کے — جب یزید بن ابومسلم ازبوق میں شہید کر دئے گئے اور یزید
 کامیاب ہوئے تو حضرت امام محمد نے ایک شخص کو اسان کھڑی بھیجی اور اسے حکم دیا کہ وہ آل محمد کی خدمت میں
 پہنچ کر اسے ہمدی کا نام بتلا کیلئے حال طور پر نہیں لیا پھر ابومسلم کو اسان کی طرف روانہ کیا اور ایک خاص شہید
 کو نیکو تیار کر لیا امام محمد نے انتقال فرمایا لوگوں کے انکے صاحبزادے ابراہیم بیعت کر لی جب اس کی خبر مروان بھی تو ابراہیم کو
 مروان نے قتل کر دیا اسکے بعد لوگوں نے ابراہیم کے بھائی سفاح سے بدوے کیا اور لوگ جوت و رعایت سفاح کے پاس
 پیونچے اور آخر ۳۳ ہجرت اول ۳۳۲ کو کوفہ میں لوگوں نے ابراہیم کی سفاح کو کوفہ جمہورہ دیا اور اسے
 خطبہ میں اس طرح رطب النسلان ہوئے کہ سب نے نہیں اس خداوند تعالیٰ کیلئے نہیں جسے اسلام کو اپنا دین منتخب
 فرمایا اور اسکو کرامت اور شرافت اور عظمت بخشی اور ہمیں میں میں کیلئے اختیار کیا اور ہمارے ساتھ
 اسکی تائید کی اور ہمیں اسکا اہل تابا اور قلعہ قرار دیا اور ہمیں اس سے لکروہات کو علیحدہ پھینکنے کی طاقت
 عطا فرمائی پھر قرآن شریف کی آیت اپنی قرابت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب خداوند جل وعلیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کو اپنے پاس بلایا تو تمام امور اسلام صحیحہ سپرد کئے مگر انکے بعد ہر حرب مروان اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے
 ظلم شروع کر دیا اور مریشوں پر کر باندھ لی خداوند تعالیٰ انہر غضبناک ہو گئے اور ہمارے ہاتھوں انتقام لیا
 اور جو ہمارا حق تھا ہمو دلا دیا تاکہ ہم ان لوگوں کی مدد کریں جو انکے زمانہ میں ضعیف اور کمزور ہو گئے تھے
 اور جس چیز کو ہمارے خاندان کیلئے شروع کیا تھا اسکو ہمارے ہی خاندان کے ساتھ ختم کر دیا ہوں
 ہر ہمارے ابراہیم کی کسی طرح کی توفیق نہیں مگر جو کچھ اللہ تبارک و تعالیٰ اہل طافہ میں سے کوفہ والوں ہماری محبت کے
 اور مووت کے متعلق اب اس سے پھرنا اور ظالموں سے پہلے لیتے ہیں ہے علیحدہ رہنا کیونکہ تم لوگوں میں ہمارے
 ساتھ اسعد اور نئے ہمارے اور ہر ارم ہوئے تمہارے غلیات میں سو سو کا اضافہ کر دیا ہے اب یہاں
 مستعد ہو جاؤ میں سفاح ہوں جو تم کو نیکیوں کا مباح کرنا لایا ہوں —

جب عیسیٰ بن علی (علیہ السلام) بن علی بن عبد اللہ بن عباس ہاشمی حجازی تم ایفروادی مترجم نے تمہیں

یوفہ کا ارادہ کیا لیتے ہیں کہ انکے ساتھ چورہ آدمی و زبایت باہرت اور دیر تھے انکی حمایت کو انکے ساتھ
ہولے جسوقت پختہ یعنی سفاح کی بیعت کی مردان کو پورے ہی تو مقابلہ کیلئے وہ بھی نکل کھڑا اور عیسیا
لہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اسے شکست ہوئی اور آخر کار قتل ہو گیا اور اسکے ساتھ بنو امیہ کے تعداد آدمی
ورہت سا شکر بھی مارا گیا اور سفاح اسے مغرب پوری طرح قابض ہو گیا۔ وہی کہتے ہیں کہ سفاح کی وقت میں چونکہ
جماعت کے اندر تفرقہ پڑ گیا تھا اسلئے اسکے قبضہ سے طاہرہ اور طنبہ سے لیکر سردان تک اور تمام اندلس تک کیلئے
نیز دیکر شہر ہی اسکے ہاتھ سے نکل گئے اور پھر اسکے قبضہ میں آئے سفاح نے مرض حیکہ میں ہی الیچہ میں
منقال کیا اور اپنے بھائی ابو جعفر کو بیعت نام کیا سفاح نے اسلئے طنبہ میں اپنا دار الخلافہ کو فوسہ تیار میں منقل کر لیا تھا
صوبہ کی گتے ہیں کہ سفاح کا فول ہی کہ جب قدرت بڑھا جاتی ہے تو شہوت کم اور جاتی ہے اور کوئی شکی
تیں جو شہوت ہے۔ نیز دنیا میں کہنے سے لوگ ہیں جو بخش کو امتیاز اور بر باد ہی دولت شمار کرتے ہیں
مگر علم اور بروری مفسدہ میں تو عقوم محافرا کو یا عجز و عاجزی ہے۔ عیسیٰ عیسیٰ عیسیٰ عیسیٰ عیسیٰ عیسیٰ
تک جیکے میں کون خلیل واقع ہو اور بادشاہ کو قسمت کر کے شش تری ہی محمود و نبی کہ گتے ہیں جو
صوبہ کہتے ہیں کہ سفاح لوگوں میں نہایت سچی آدمی تھا جب کسی سے وعدہ کر لیتا تھا تو پورا کر دیتا تھا
پورا کر کے اپنی جگہ سے نہیں ہٹاتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ عبداللہ بن حسن نے اس سے کہا کہ طنبہ ایک لاکھ روپے
کا نام ہی نام سنا ہے دیکھے کبھی نہیں سفاح نے اس وقت ایک لاکھ روپے لگا کر اسے لاکھ روپے ہو گیا
اور اسکی انگوٹھی کا نقش یہ تھا اللہ تفتا عبد اللہ و بہ نور من انکا کوئی قدر نہیں معلوم ہوا
سعید بن مسلم باہلی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن حسن سفاح کے پاس آئے اور اسوقت سفاح کے
پاس مجلس نبی ہاتھ اور حضرت زین سے صحتی اور سفاح کے ہاتھ میں قرآن شریف تھا عبداللہ بن حسن نے
کہا اے امیر المؤمنین جو قرآن شریف میں خداوند تعالیٰ نے ہمارا حق مقرر کیا ہے وہیں عطا کیجئے۔
سفاح نے اسکے جواب میں کہا کہ آپکے عیداً محمد حضرت علی کرم اللہ وجہہ لہم اجمعین لاکھ روپے تھے اور
ان کے عیداً خلیفہ بھی بہت کم ہوا تھوڑے آپکے دادا حسن بن علی اللہ تعالیٰ نے ہمارا جو آپ سے زیادہ بہتر تھے بہت ہی کم
قلیل عطا فرمایا تھا اسلئے مجھے یہی وجہ ہے کہ میں بھی تمکو تنہا ہی دوں تنہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ لہم اجمعین اپنے
صاحبزادوں کو عطا فرمایا تھا بس اگر میں تنہا ہی دوں تو انصاف اور انصاف پورہ دوں تو آپ زیادہ کے مستحق ہیں
میں۔ عبداللہ بن حسن نے اسکی کچھ جواب میں دیا مگر لوگ سفاح کی اس حاضر جوابی سے رنگ رہ گئے۔

میں اوپر گیا تو وہاں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت فاروق اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ لیا اور اپنی امت کی واسطے وصیت فرمائی اور میرے سر پر ایک عمامہ باندھا جس کے نیچے میرے سر پر تین بیس لکے اور پھر فرمایا کہ اے ابو الخلفاء (خلفاء کے باپ) اسکو قیامت تک کے لئے لہجا۔

منصور شروع ۱۳۷ھ میں خلیفہ ہوا اور اسنے غلیقہ ہونے سے ہم اقال ابو مسلم خراسانی کو جس نے عباس کی طرف لوگوں کو مائل کیا تھا اور اسے بانی مہلبانی انکی مملکت اور خلافت کا تھا قتل کر دیا۔

۱۳۸ھ میں عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اموی اندلس پر قابض ہو گیا اور اسکا باو شاہ ہو گیا اور اسکی اولاد میں نسلاً بعد منی چار سو برس میں اندلس کی سلطنت رہی۔

عبدالرحمن صاحب علم اور اہل عدل تھا اسکی ماں بربرہ تھی اسنے لوگ بقول ابو المظفر اسورہ کہا ہے کہ تمہارے وراثتے اسلام و بربرہ اور نیک بیٹوں منصور و عبدالرحمن بن معاویہ پر میری تقسیم ہو گئی۔

۱۳۹ھ میں منصور نے شہر بغداد کی بنیاد ڈالی اسکا نام میں رہو ندیہ فرقہ جبر تشریح کا قائل تھا پیدا ہو گیا جنکو منصور نے قتل کر دیا اور اسی سال طبرستان فتح ہوا۔

۱۴۰ھ میں علمائے اہل مصر نے تدوین حدیث فقہ تفسیر کسیرف توجہ فرمائی چنانچہ حدیث کی کتابیں بن جرح نے مکہ معظمہ میں اور امام مالک نے اپنی موطا مدینہ طیبہ میں اور امام ابو حنیفہ نے

شام میں اور ابن زویہ اور حماد بن سلمہ نے بصرہ میں اور عمر نے یمن میں اور حضرت سفیان ثوری نے کوفہ میں تصنیف فرمائی اور ابن اسحاق نے معاذی کی تصنیف کی اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فقہ اور قرآن (جو مستنبط میں القرآن الحدیث ہے) پر تصانیف فرمائی ہیں پھر کچھ دنوں بعد شہر بیت ابن

ابیحہ کے پھر ابو یوسف اور ابو یوسف ابن وہب نے تصانیف کیں پھر مختلف ممالک میں پر مختلف کتابیں لکھی ہیں اور تدوین علم کی کثرت ہو گئی مگر کتب عربیہ لغت تاریخ رجال سیر پر کتب ہیں لکھی گئیں اس سے قبل اگر وہ اپنے حافظہ سے حدیث درس دیتے تھے یا پھر لوگوں کے پاس مختلف اور غیر تہمت سے جسے تعلیم دیتے تھے۔

۱۴۱ھ میں محمد بن احمد بن یحییٰ بن علی بن ابی طالب نے منصور پر زور کیا مگر منصور نے اسکو کشتہ سے دلوں کو قتل کر دیا اور انکی ساتھ رشتہ اہل بیت حتی بیٹوں کو بھی شہید کر دیا۔

۱۴۲ھ میں راجنوں نے بیرونیوں سے جو بیابانیوں و علویوں کے درمیان شہر

Handwritten notes and stamps on the right margin, including a diamond-shaped stamp with the number '۱۳۷' and some illegible text.

اور اس سے پہلے یہ دونوں ایک تھے۔

منصور نے ان علماء کو بھی سخت اذیت دینا شروع کی جنہوں نے محمد اور ابراہیم ایسا فخر کیا تھا
 اخراج یرموسی۔ یا تھا چنانچہ کسی کو قتل کر دیا اور کسی کو مارنے کی تکلیف دی اور انہیں علماء میں حضرت ادا
 ضیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور عبد الحمید بن جعفر اور ابن بجلان بھی شامل تھے جنہوں نے منصور پر محمد کے خروج کا
 فتویٰ دیا تھا ان میں امام مالک بن انس بھی شامل تھے انہوں نے بعد میں کہا کہ ہماری گردنوں میں منصور کی
 بیعت مگر میرے جوابدہ یا کہ تم نے بخوشی بیعت نہیں کی بلکہ باوجود بیعت کی ہوسے تمہیں بھی نہیں مل سکتا۔

۱۴۷ھ میں غزوہ قریس واقع ہوا۔

۱۴۷ھ میں منصور نے اپنے چچا عیسیٰ بن موسیٰ کو جسکو سفاح نے منصور کے بعد بیعت قرار دیا تھا
 ولجیدی سے معز ل کے اپنے بیٹے کھری کو ولیہ بنا دیا حالانکہ عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور کی
 طرف سے ابراہیم کا مقابلہ کر کے فتح پائی تھی جس کا اس بچا یہ کو یہ معاوضہ دیا۔

۱۴۸ھ میں تمام ممالک منصور کے قبضہ اور تصرف میں آگئے اور انکی بیعت لوگوں نے دہلی میں
 جاگزین ہو گئی اور تمام ممالک اس سے ڈرنے اور کا پھینکے اور کوئی ملک سوائے اندلس کے
 ایسا نہ رہا جہاں اسکا قبضہ نہ ہو۔ اندلس بھی قبضہ سے سوا سب غلہ دیا کہ وہاں عبدالرحمن بن
 معاویہ موسیٰ مردانی نے سلطنت قائم کر لی تھی اگرچہ اسنے امیر المؤمنین کا لقب اختیار نہیں کیا تھا بلکہ
 محض امیر پر اکتفا کیا تھا اور اسی طرح عبدالرحمن کے لڑکوں نے بھی اسی پر اکتفا کیا۔

۱۴۹ھ میں بغداد کی تعمیر سے قاری ہوا۔

۱۵۰ھ میں خراسانی فوج باغی ہو کر امیر اسناد سپیس کی سرگردگی میں ماویہ بیکار ہو گئی اور
 خراسان کے اکثر حصہ پر قابض ہو گئی اور ایک امیر عظیم اور شہر مستطیل پیدا ہو گیا منصور کو اسکا بہت برا
 ہو گیا اور اسنے اسکی سرکوبی کیلئے نہیں ہزار لشکر روانہ کیا فارمن اور راجل کے درمیان انہوں نے لشکر
 ہو گیا منصور کا اسروج بہت نامی دل کھول کر لے لگا اور آخر قتل ہو گیا اور لشکر ہر اسمیہ کر گیا
 انکی منصور کو خبر پہنچی تو اسنے ایک لشکر اور شہر بنیاد کر کے ہارم بن حزمیکہ کو سپہ سالار بنا کر وہیں
 ایک بیچ پیدا کیا پھر رانی شروع ہوئی اور فریبین بیکان توڑ کوشش کی اور چنگ چینکے ہمیں ستر
 ہزارہا میں قتل ہوئی تھیں شہر ہوی خراسان سپیس کو تہمیتا ہوئی اور اسکے لشکر نے ایک ہزار سالہ

حازم نے تعاقب کر کے چودہ ہزار لشکر گرفتار کر کے تمام قتل کر ڈالا اور اسناد سبیس ایک مدت تک قلم بند رہا آخر اپنے خود مع تیس ہزار لشکر کے اپنے آپکو منصور کے سپرد کر دیا۔

۱۵۳ء میں شہر صافہ کو بنایا اور اسکی دیواروں میں مضبوطی کیواسطے چونچ وغیرہ لگایا۔

۱۵۳ء میں منصور نے اپنی رعایا کیواسطے احکام جاری کئے کہ تمام رعایا لنبی لنبی لوبیاں چربانس اور پتوٹے نبی جاتی تبتس اور جنکو حبش اور عاکرتے تھے ایزرعین سپر ابو دلامر شاعر نے یہ

اشعار کے (ترجمہ اشعار) ہم امام سے ترقی کی امید رکھتے تھے۔ سو امام نے لوہوں میں ترقی کر دی۔ یہ سہ پر ترقی ہوئی ایسی معلوم ہوتی ہے۔ گویا یہ یونکی کمر پر جھول پینا رنگی ہے۔

۱۵۴ء میں منصور نے نامرگہ کو حکم بھیجا کہ سفیان ثوری اور ساد بن کثیر کو قید کر کے رکھو۔

یہاں پر اسنے ان دونوں حضرات کو قید کر دیا۔ لوگوں کو نہایت تشویش ہوئی کہیں ان دونوں کو قتل کر دے گا۔

۱۵۴ء میں حج کے ایام آگئے اور خداوند تعالیٰ نے منصور کو مکہ معظمہ میں صبح و سائے پہنچایا۔

مکہ کو پہنچا اور وہیں مرگیا اور اسکے شہر سے خداوند تعالیٰ نے لوگوں کو بچایا اسکا انتقال ماہ ذوالحجہ میں مقام بطن واقع ہوا اور حجوں اور مہجیموں کے درمیان دفن کر دیا گیا۔ سلم الخاسر شاعر کہتا ہے۔

(ترجمہ اشعار) حجاج واپس آگئے اور ابن محمد کو چھوڑ گئے قبر کی لحد میں اور اسکو مکہ میں رہنے کھریا اور

بھانپے اور کس حج ادا کئے اور انکا امام پھیر کی سداوں کے نیچے حالت احرام میں ہی چھپا رہا ہے۔

ابن عساکرین ہے کہ جب ابو جعفر منصور خلافت سے پہلے طلب علم میں مسافرت کرتا تھا تو ایک منزل

میں سدا ایک چوکیدار نے کہا کہ تا وقتیکہ تم دو درہم نہ ادا کرو یہاں نہیں ٹھہرتے منصور نے کہا مجھے معاف

رہیں تو نبی یا شہم ہوں اسنے کہا دو درہم دو جب ٹھہرتے ہو منصور نے کہا مجھے چھوڑ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچالی اولاد ہوں مگر چوکیدار نے نہ مانا منصور نے کہا کہ میں ان شریفی قاری ہوں

چوکیدار نے بھڑکی نہ اسدا اور اصرار کیا منصور نے کہا کہ میں فقہ اور فرائض کا عالم ہوں مگر چوکیدار نے پھر بھی

صلاحیت بغیر تقویٰ کے نہیں رکھتا اور کوئی بادشاہ بغیر اطاعت عایا قائم نہیں ہو سکتا اور کوئی رعایا بغیر
 عدل کے اطاعت نہیں کر سکتی۔ بہت بہتر اور ایسا شخص ہو جو باوجود قدرت معاف کسی اور سے سب سے بیوقوف وہ جو ظالم
 ہوئی مزیں بلا گور و فکر پکا ارادہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ غور و فکر آدمی کیلئے بمنزلہ آئینہ کے ہے اور اس میں اپنا
 واقعہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہمیشہ نعمت کا شکر کرنا قدرت کی بوقت معاف کرنا۔ یاد رکھو اطاعت تالیف قلوب
 کے لئے ہے فتحیابی کے بعد ہمیشہ تواضع اور رحمت اختیار کرنا۔

یہاں بن وصالہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں منصور کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے ایک شخص کو قتل کر لیا حکم دیا

کہنے کیا یا امیر المؤمنین میں نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرماتے تھے کہ قیامت کے روز خداوند تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا کرے گا کہ جن لوگوں کا کوئی اجر خداوند تعالیٰ
 کے اوپر ہو وہ کھڑے ہو۔ کوئی کھڑا نہیں ہوگا اور نہ کسی کو معاف کیا ہو سیکر منصور کہہ گا کہ اسے چھوڑ دو۔
 اسی کہتے ہیں کہ منصور نے ایک شخص کو روہر ایشیہ کے لئے بلایا اس نے آکر عرض کیا یا امیر المؤمنین اتنا
 عدل ہے اور معاف کرنا اسلئے ہم خداوند تعالیٰ سے امیر المؤمنین کے لئے دعا کرتے ہیں کہ
 عجیب دعوات ان کو کہی ہوتی تھیں اور ان سے ایسی معیبتیں بھی گرفتار نہ کریں۔ بلکہ دن و گنی رات
 چو گنی لنگے مرتبہ میں ترقی کر دی یہ سکر منصور نے اسکو معافی نامہ دیدیا۔

اسی کہتے ہیں کہ منصور نے ایک مرتبہ شام میں ایک بدویہ سے کہا کہ تم مقام شکر ہے کہ خداوند تعالیٰ
 نے تمہارے اوپر سے طاعون مخرج سے اٹھایا کہ تم سہارے زیر حکومت ہو بدویہ کے جو بدویہ کہ تیری
 حکومت اور طاعون دونوں برابر ہیں۔ خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ دونوں کو اٹھانے والے لوہر مسلمان کیا۔
 تھی بن منصور بغدادی کہتے ہیں کہ چند زائد منصور کے پاس آئے اور بیعت کی کہ تجھے خداوند تعالیٰ نے
 دنیا کی تمام نعمتیں عطا کی ہیں کچھ اپنی آسائش کے لئے حصہ زمین بھی خریدے اور اس رات کوئی
 یاد کرنا کہ جس رات تو سب سے پہلے تیرے سو بیگا اور اس دن کوئی یاد کر لیا کہ جس کے بعد پھر رات نہ
 آویگی یہ سکر منصور نے حکم دیا کہ انکو پھانسی دیا جائے اور خاموش ہو گیا انہیں سے ایک نے کہا کہ اگر
 ہمیں تیرے مال کی احتیاج ہوتی تو ہم تجھے نصیحت کریں جرت نہ کرتے۔

عبدالسلام بن سب کہتے ہیں کہ ایک روز منصور نے حضرت عمرو بن عبد کو بلا کر بھیجا جب وہ تشریف لے
 تو انکے سامنے کچھ مال پیش کیا انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا منصور نے کہا اولاً ایک قبول کرنا

حضرت عمر بن عبدی نے بھی فرمایا واللہ میں ہرگز قبول نہ کرونگا مہدی نے ایسے کہا کہ امیر المومنین نے قسم کھائی ہے اپنے فرمایا کہ امیر المومنین کو نسبت میرے کفارہ ادا کرنا زیادہ آسان ہے منصور نے کہا اچھا آپ کوئی اپنی حاجت مگر ہر تو بیان کیجئے اپنے فرمایا کہ مجھے اتنی حاجت ہے کہ جب تک میں خود نہ آؤں مجھے نہ بلوایا جائے اور جب تک کہ خود نہ طلب کروں مجھے نہ دیا جائے منصور نے کہا آیا آپ ہتے تیس کہ بیٹے ہمدی کو بیچ کر دیا ہے اپنے فرمایا کہ جب تمہیں موت آئیگی تو تم دوسری ہی باتوں میں مشغول ہو گے اور تمہیں یہ خیال ہی نہیں آئیگا۔ عبداللہ بن صالح کہتے ہیں کہ منصور نے سوار بن عبداللہ قاضی بصرہ کو لکھا کہ جو مقدمہ تمہارا ہے یہاں زمین کے متعلق سائیس اور سوراگر کا پیش ہے اسکو سائیس کے حق میں فیصلہ دینا سوار بن عبداللہ جواب لکھا کہ میرے یہاں گواہ جو گڈ سے ہیں وہ تاجر کی سید میں ہیں اور میں شہادت کے خلاف کس طرح فیصلہ کر سکتا ہوں امیر منصور نے لکھا کہ واللہ تمہیں فیصلہ سائیس کے حق میں کرنا ہوگا اسکو جو آپ قاضی نے لکھا کہ واللہ میں فیصلہ سوراگر کے حق میں دوں گا جبکہ آخری جو امیر منصور کے پاس آیا تو منصور نے کہا واللہ میں کو مدوں سے بھر دیا اور خود میرے ہی قاضی مجھے عدالت میں شناخت کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ کسی نے منصور سے قاضی سوار کی شکایت کر دی اور منصور نے انھیں بلایا پیراہہ ورو بیٹھے ہوئے تھے کہ منصور کہ جھینک آئی اور قاضی صاحب نے اسکو جو اسکی بیعت لکھی کہ منصور نے کہا کہ اپنے پر حملہ لکھو کیوں نہیں کہ اپنے کہا جو کہ اپنے الحمد للہ نہیں کہا منصور نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہہ لیا تھا۔ قاضی نے کہا کہ میں نے بھی اپنے دل میں کہہ لیا تھا۔ منصور نے کہا آپ اپنے بچے پر واپس جانے۔ جب اپنے بچے کی رعایت نہیں کی تو پھر کسی کی نہیں کی ہوگی۔

نیر مدنی کہتے ہیں کہ منصور جب یمینہ طیبہ میں آیا تو اسوقت وہاں کے محمد بن عمر ان طلحی قاضی تھے اور میں نکاح کا تب تھا۔ چند شتر بانوں نے کسی معامہ میں منصور پر تالشن کر دی قاضی صاحب نے مجھے حاکم کرینکا حکم صادر فرمایا میں نے عذر کیا تو بتا سید مجھے کہا آخر میں باضا بط لکھا اس پر ہمدی کو بلوایا اور میں نے کہا کہ اسکو لیکر جی نہیں بلوایا اسکو بیچ کے پاس لیکر گیا اور بیچ سے منصور کے پاس گیا اور امر و افتہ کی اطلاع دی جب بیچ خلیفہ کے پاس گیا واپس آیا تو بیچ نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ امیر المومنین فرستے ہیں کہ میں عدالت میں طلب کیا گیا ہوں کیسے ساتھ کوئی شخص نہ جائے منصور اور بیچ دونوں عدالت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ نے حکم دیا کہ میں کوئی کٹر نہیں ہوں اسکا منصور کی پادشہ

گر بڑی تیرہ بھی اسے خود ہی اٹھانی۔ آخر مقدمہ کی سماعت سے پر منصور کے خلاف مقدمہ قبیل دی گیا جب مقدمہ سے فارغ ہو گئے تو منصور نے کہا کہ خداوند تعالیٰ مجھے بڑا بخیر دیں میں تجھے اس نصاب کی عوض میں بیس ہزار دینار دیتا ہوں۔

محمد بن حنفیہ نے کہا کہ اللہ دماغہ کے لڑکا ہوا تو اسے منصور کو اسکی اطلاع دی اور یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) اگر کوئی شخص کراہت اور بزرگی کی وجہ سے آفتاب پر بیٹھ سکتا ہے تو وہ آں عباس کی بی بی ہو۔ پھر شہداء شمس سے بھی ترقی کرو اور آسمان پر بیٹھ جاؤ کیونکہ تم اگر مالنسا ہو۔ پھر ہکروہ و لامہ ایکسا نے کہا کہ تمہارا نکال کر منصور کیسے رکھدی منصور نے کہا یہ کیا ہے ابو دلاہ نے کہا کہ بڑھو ایک ریلہ ہے مجھے ایسے بیٹے سے منصور نے حکم دیا کہ اس قبیل کو وہاں سے بھر دیا جائے چنانچہ اسیں دو ہزار درہم خیرین معلوم کی گئے ہیں کہ کسی شخص نے منصور سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی کوئی تمنا باقی رہ گئی ہے منصور نے کہا کہ یہ تمنا باقی ہے کہ میرا ایک چوتھے پر بیٹھوں اور صحابہ حدیث میرے گرد گرد ہوں۔ دوڑے دن جب زرارہ اور ابن کار قہدان اور مثلین لیکر اسکے پاس آئے تو اسی شخص نے کہا مجھے یہ مراد بھی اپنی بڑی ہو گئی منصور نے کہا کہ یہ لوگ ہا نہیں ہیں انکے لوگوں پر چٹے ہوئے ہوتے ہیں انکے پیرنگے سر کے بال بڑھے ہوئے خود مسافر اور انکا کام نقل حدیث ہوتا ہے۔

عبد الصخر بن علی نے منصور سے کہا کہ اپنے منرا سے برائی کر بانٹنی ہے گو یا معاف کا نام بھی کبھی نہیں سنا منصور نے کہا کہ نبی مردان کا اب تک خون نہیں سوکھا اور آل ابی طالب کی تلواریں بھی تک سیاہ ہیں نہیں پھر ہم اکی تاکا ایسی قوم میں ہیں کہ جنگ دلوں میں جنگ خلیفہ کا دعوت داتیں مسکایا اور تاقا تیکہ لوگ غصہ کو نہ بھول جائیں اور منرا کیلئے ہر وقت آمادہ رہیں ایسا ہی رہیگا۔ یونس بن جبیب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ زیاد بن عبداللہ حارثی نے منصور کو لکھا کہ میرے عطیات اور وظائف میں ترقی کیجائے اور اپنی اس مرضی میں تمام بلاغت ختم کر دی منصور نے جواب میں لکھا تو انگری اور بلاغت رہیگی میں جتن بڑھاتی ہے تو اس شخص میں تکبر اور ریا ہر جاتا ہے لہذا میرا منہ تمہاری طرف سے بھی نہ ہی اندر نیشہ کرتے ہیں۔ اس بلاغت کو ختم کرو۔

محمد بن سلام کہتے ہیں کہ ایک روز منصور کو ایک لونڈی نے دیکھا کہ وہ پیوندوں کا کرتا پہنے ہوئے ہے بڑی نے کہا کہ چلیفہ میں کہنے کا کرتا تک نہیں منصور نے کہا افسوس کیا تو نے ابن ہر مہ کا یہ شعر

تھے ایک روز منصور مجھے اپنے حجرہ میں لگیا اور میرے واسطے کھانا لایا جس میں گوشت نہیں تھا فارسی منصور نے کہا کہ کچھ کھانی ہی سے اسے کہا کہ نہیں منصور نے کہا کہ کچھ کھوریں بھی میں اس نے فرمایا اٹھا کر کیا یہ سکر منصور لپٹ گیا اور یہ آیت پڑھی *عَسَىٰ اَنْ يُّفَكَّ دُكُّكُمْ* اور جب منصور تخت خلافت پر بیٹھا تو میں اسکے پاس گیا تب دریافت کئے گا کہ انیسویں کے مقابلہ میں ہماری باوشاہت کیسے ہیں کہا کہ اتنا ظلم کسی بادشاہ کے زیادہ نہیں ہوا جتنا اب منصور نے کہا کہ مجھے مددگار نہیں ملتے ہیں لے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ بادشاہ بمنزلہ بازار کے ہے جس چیز کی نیکائی زیادہ ہوتی ہے وہی بازار میں زیادہ آتی ہے اگر بادشاہ زائد و عاید ہے تو اس کے پاس ایسے ہی لوگ آتے ہیں اور اگر قاسق و تاجر ہے تو ایسے ہی شخص ملتے جلتے ہیں۔

منصور کا قول ہے کہ ان تین باتوں کے علاوہ بادشاہ تمام باتیں برداشت کر لیتے ہیں دن و رات اور درم حرم میں نعرے معلوم بلکہ بیسین و پھیلانا (صولی) نیز اسکا قول جب دشمن تری طرف ہاتھ بڑھائے تو اگر کچھ میں طاقت ہے تو تو اسکا ہاتھ کاٹ ڈال ورنہ اسے چوم لے۔

صولی نے یعقوب بن جعفر سے روایت کی ہے کہ منصور کی ذکاوت کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ یہ زمینہ طیبہ میں آیا اور بیچ سے کہا کہ مجھے ایک ایسا آدمی تلاش کے دو جو تمام مشہور مقامات کی بیچ سے گزرتے چنانچہ آیا ایسا آدمی آیا اور اس تمام جگہ کی سیر کرائی اور مشہور مقامات بتائے مگر از خود کچھ نہیں بتلایا تھا جب تک کہ خود منصور نہ دریافت کئے جبہ جاننے لگا تو منصور نے ایک ہزار

روپے اسکو انعام میں عطا کئے اس نے بیچ سے ان ہزار روپے کا مطالبہ کیا تو بیچ نے یہ کہا کہ اگر آپ نے ان ہزار روپے کوئی حکم نہیں دیا اب تم ایسے آدمی کو دوبارہ جا کر یاد دلا دو تاکہ وہ تم کو حکم دے میں نے شخص کو یاد دلاؤ گا موقوفہ نہ ملاحظہ منصور علیحدہ ہونے لگا تو اب اسنے از خود کہا کہ یا امیر المؤمنین مکان کا لگا ہوا کہ جس میں اتریں یہ شکر کیا اور ترجمہ شہر اہل عاکہ کے گھر تھے میں نے جو سی جدا ہوتا ہوں مگر

دل میرا تیرے ہی پاس ہلکا منصور نے اسے از خود پڑھنے سے منع کیا مگر جب منصور نے زبردستی غور کیا تو اس نے عقیدہ میں پیشتر ہی تھا (ترجمہ شہر) میں تھے دیکھتا ہوں کہ جو کچھ تو کہتا ہے وہی کرتا ہے بعض آدمی ایسے ہی ہیں جو کہتے ہیں کہ نہیں مگر منصور فوراً اسنے پکارا اور کہا بیچ اسے ہزار روپے دیدے۔ اسحاق بن علی بیان کرتے ہیں کہ کھانا پینا اور گانا وغیرہ میں منصور پر ہم جلسوں کا کچھ نہیں بیٹھا تھا۔

اس کے اور سنشیزوں کے درمیان میں ایک پروردگار بنا تھا اور ہم جلیس پروردگار نہیں گز کے
 فاصلہ پر بیٹھ گئے تھے اور اسی طرح منصور نہیں گز پروردگار بیٹھا تھا اور ہم جلیسوں کے پاس
 بیٹھے اور اخلاقیات میں عباس میں سب سے پہلا بادشاہ ہمدی ہے (صولی)
 صولی نے یعقوب بن جعفر روایت کی ہے کہ ایک روز منصور نے قسطنطنیہ میں اس سے جو کیا
 کا معاملہ تھا عبد اللہ بن عباس کا بل بجزین کے سامنے دریافت کیا کہ تمہیں ایسے نام قسطنطنیہ کے معنی
 اور میں سے لفظ فز ہے اس کی کوئی خبر ہے اس نے کہا کہ میں نے اس کا نام نہیں سنا ہے اور میں نے
 ہے اور اس کا کبھی نہیں لکھا تو تو باہل و ناسخ کہا امیر المؤمنین آپ بتلائیے منصور نے کہا کہ قسطنطنیہ
 اس شخص کو کہتے ہیں جو کھانا کھانے کے بعد کچھ سخاوت کرے اور لوگوں کو از خود چیزیں دے۔
 کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ منصور کو کھانے کے وقت قسطنطنیہ کا ایک سفیر قسطنطنیہ میں سلیمان کو بلا کر
 دریافت کیا کہ خداوند تعالیٰ نے تمہیں کبھی یہ کتنا کھانے کہا تاکہ وہ ظالموں کو ذلیل کرے۔
 خود میں علی خراسانی کہتے ہیں کہ یہ سب سے پہلے منصور نے یہ ناموں کو مقرب بنایا اور نجوم
 کے احکام پر عمل کیا اور سب سے پہلے اسی نام سے سزا دی گئی اور اس کے بعد اس کے ترجمہ ہو گئے جیسے
 کتاب کلیلہ و دہدہ اقلیدس۔ سب سے پہلے منصور نے یہ ناموں کو اپنی طرف پر حاکم مقرر کیا حتیٰ کہ
 ایک زمانہ میں عرب لوگ حاکم ہونا ہی بند ہو گئے اور ان کی خیانت جانی رہی اور اسی کے
 زمانہ میں اٹلیوں اور عیسائیوں کے درمیان تفرقہ پڑا اور وہ پہلے باہم شہر و شکر کرتے تھے۔

احادیث جو منصور سے مروی ہیں

صولی کہتے ہیں کہ منصور اپنے زمانہ میں سب سے بڑا محدث اور سب سے زیادہ اور سب سے ان
 دو علموں کے حاصل کرنے میں بڑی کوشش کی تھی۔
 ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں لکھا ہے کہ خلیفہ منصور نے روایت کیا ہے اس سے جو روایتیں ہیں
 روایت کی تو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے واسطے یا فقہ میں غور فرماتا کرتے تھے۔
 صولی نے منصور پر روایت حضرت ابن عباس روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
 میرے اہل بیت کی مثال تو ہے علیہ السلام کی کشتی جیسی ہے جو تین سواریوں پر چلی اور جو گھر ارکب کیا گیا

Marfat.com

ذہبی کہتے ہیں کہ مہدی کی روایت میں کسی شخص نے جرح و تعدیل نہیں کی۔

جب مہدی سن بلوغت کو پہنچ گیا تو اسکو منصور نے طبرستان کا حاکم مقرر کر دیا۔ اسکو علم پڑھایا اور علماء کی صحبت میں رکھا پھر اپنا ولیعهد مقرر کر دیا۔ جب منصور کے انتقال کی خبر بغداد میں پہنچی تو لوگوں نے یہاں مہدی سے بیعت کر لی۔ اسے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا کہ امیر المؤمنین بھی ایک خدا کا بندہ ہوتا ہے جب آسے پکارتے ہیں تو جواب دیتا ہے اور جب اسکو کوئی حکم یا جاتا ہے تو وہ اسکو پورا کرتا ہے وہ یہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ آنکھوں میں آنسو آگئے اور ضبط نہ کر سکا اور کہنے لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوستوں کے فراق میں روتے ہیں اور مجھ پر تو ایک باپ کا صدمہ اور دوسرے خلافت کا بوجھ پڑ گیا ہے امیر المؤمنین کو خداوند تعالیٰ ہی کافی وافی ہیں اور اسی واسطے میں مسلمانوں کی خلافت پر خداوند تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔ حاضرین! جس طرح تم ہماری اطاعت کا ظاہری اعلان کرتے ہو اسی طرح باطن میں بھی ہماری اطاعت رکھو تاکہ عاقبت کے امیدوار اور عاقبت کے سچے طلبکار بن سکو جو شخص تمہارے اندر محدلت اور انصاف کو پھیلا نا چاہے اس کی محافظت کرو جو تمہارے اوپر سختی اور گرائی ہو اسکو دفع کرنے میں کوشش کرو میں تمہارے اوپر ہمیشہ سلامتی کو فائز کرتا رہوں گا اور جتنی مجھ میں طاقت تاحق المقدور اپنی عمر کا حصہ تم کو عقوبت سے بچانے اور احسان کرنے میں صرف کروں گا۔

لفظ یہ کہتے ہیں کہ حیب مہدی کو خزانے حال ہو گئے تو انکو مظالم کی روک تھام میں خرچ کیا اور بہت سا ذخیرہ اسی کام میں خرچ کر ڈالا اور محتاجوں کی حاجت روائی کی اور حکاموں کو عطیات بخشیں کہتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے اول مہدی کو خلافت کی مبارکباد اور اسکے باپ کی تعریف کی وہ بوللا نہیں چنانچہ یہ اشعار تہنیت اور تعزیت کے بوللا مہدی کے سامنے پڑھے تھے (ترجمہ اشعار) میری آنکھیں عجب تماشادیکھ رہی ہیں ایک تو خوشی کرتی ہے اور دوسری سے آنسو بہ رہی ہے۔ باری باری ایک آنکھ روتی ہے اور ایک سنستی ہے ایک صدمہ کو برا سمجھتی ہے دوسری خوشی کو مقدم سمجھتی ہے ایک خلیفہ کی موت کو بحالت احرام صدمہ جانتی ہے دوسری مہربان خلیفہ کا تخت پر بیٹھنا مبارک اور خوشی سمجھتی ہے۔ ایک خلیفہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر انتقال کیا اور ہمارے پاس انکا نائب آیا اسکو خداوند تعالیٰ ہدایت کریں اور فضل خلافت عطا فرمائیں اور دوسرے کیواسے جنات النعیم آراستہ کریں۔

۱۵۵ میں مہدی نے اپنا موسیٰ ہاوسی کو مادی کا ہارون رشید کو ولیعهد بنایا

۱۶۰ء میں ہندوستان میں سے اربد لڑائی سے فتح ہوا اور ہمدی نے اسی سال حج کیا اور اس شرف سے کہہیں پردوں کے بوجہ سے عمارت خانہ کعبہ منہدم نہ ہو جائے کعبہ پر زیادہ پردہ ڈالنے کو منع کر دیا اور تمام پردے سوائے ان پردوں کے جو ہمدی نے مقرر کئے تھے اتروا دلے ہمدی کے لئے یہاں برف بیا کیا گیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ سوائے ہمدی کے کسی خلیفہ کلبے اس سے پہلے برف نہیں بیا کیا گیا تھا۔ ۱۶۱ء میں ہمدی نے مکہ معظمہ کی سڑک اور عمرائے اور حوض بنوائے اور جامع مسجد ونجیس مقصورہ بنوائے کو مشرک کیا اور عمیروں کو حینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتے تھے اتنا ہی چھوڑا کر آیا۔

۱۶۳ء اور اس کے مابعد میں ملک یوم کا اکثر حصہ فتح ہو گیا۔

۱۶۴ء میں ہمدی نے دار السلام کو دار السلطنت قرار دیا اور یہاں سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور یمن میں اونٹوں اور خیروں کی ڈاک مقرر کی

ذہبی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمدی ہی نے حجاز سے عراق تک قائم کی۔ اسی سال سے ہمدی زندیقوں کے پیچھے بڑ گیا اور بہت سی جگہ انہیں بھجھا کر آیا اور انہیں نہ کوئی نعمت دیا نہ کوئی جہاں پایا قتل کر دیا۔

۱۶۶ء میں تو سب مسجد حرام کے متعلق حکم دیا اور اس میں بہت سا رقبہ شامل کر دیا۔

۱۶۹ء میں ہمدی نے ایک مرتبہ شکار کے پیچھے گھوڑا ڈالا۔ شکار ایک پرانے گھر میں جا گھس گیا اور بے تحاشہ ڈرتا ہوا مکان میں گھس گیا اور ہمدی کی گھر میں دروازے کے اندر داخل ہوتے ہوئے ایسی چوٹ لگی کہ ہمدی اس وقت جہاں بحق تسلیم ہو گیا اس وقت ۲۲۔ محرم الحرام ۱۶۹ء تھا بعض کہتے ہیں کہ ہمدی کی موت زہر سے واقع ہوئی۔ مسلم الخاضع نے اسکا ایک مرتبہ لکھا ہے۔

صولی کہتے ہیں کہ ایک عورت ہمدی کے پاس گئی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہنشاہ دار میری حاجت کئی پوری کر دے ہمدی نے کہا کہ میں نے یہ الفاظ اجنب کسی کی زبان نہیں سنے ہند اسکو دس ہزار درہم انعام میں دیدو۔

قرینہ خلی کہتے ہیں کہ صالح بن عبدالقدوس بصری زندقہ کے جرم میں ہمدی کے سامنے حاضر کیا گیا ہمدی نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ میں اس عقیدہ سے نوبہ کرتا ہوں اور یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) نہیں پڑھتا دشمن جہالت سے اور نہیں باز آتا جاہل اپنے نفس سے اور پڑھے کسی شخص اپنی عادت نہیں چھوڑ سکتا حتیٰ کہ قبر میں نہ چھپا دیا جاوے۔ ہمدی نے اسکا قصور معاف کر دیا مگر

جب باجائے لگا تو اس نے صالح بن عبداللہ سے کہا کہ کیا تو نے یہ مصرعہ نہیں پڑھا کہ بوجھاپے میں کرنی شخص اپنے عادت نہیں چھوڑ سکتا اس نے کہا کہ ہاں ہمدی نے کہا کہ پھر تو اس سے

کس طرح مستثنی ہو سکتا ہے پھر اسکے قتل کا حکم دیدیا۔
تیسرے کہتے ہیں کہ ہمدی کے پاس دس محدث آئے جنہیں فرج بن فضالہ اور غیاث بن ابراہیم بھی

شامل تھے اور مہدی کو کبوتر بازی کا شوق تھا غیاث بن ابراہیم سے کہا گیا کہ تم کوئی حدیث سناؤ اسے
کہا کہ فلاں شخص نے حضرت ابو ہریرہؓ سے مرثیہ کا روایت کیا ہے کہ میں نے سبقت لے لی مگر گھوڑوں اور تیر اندازی (اور
ہمدی کی وجہ سے اسٹا اور حدیث میں پڑھا دیا کہ) اور پھر وہ نہیں ہمدی نے یہ شکر و وس نزار و رسم اسے عطا
کئے جب غیاث چلنے لگا تو ہمدی کو خیال آیا کہ حدیث میں پڑھنا کا لفظ نہیں ہے اور اسے میری خوشنودی

کی وجہ سے یہ پڑھا دیا ہے) اسنے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ تم بہت جمعہ لے ہو اور اپنے اعطا پر بہت شرمندہ
ہو اور (چونکہ یہ کبوتر ایک محدث کے جھوٹے کے باعث تھے۔ تھے اسنے) کبوتر کے ذبح کا حکم دیا۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمدی کے پاس شریک آئے ہمدی ان سے کہا کہ تم نہیں پالتو نہیں سے ایک ضرور
قبول کرنا ہوگی یا تو عہدہ قضا کو قبول کیجئے یا میرے لڑکوں کو تعلیم دیجئے یا میرے ساتھ کھانا کھانا

فرمائے شریک نے فقہری دیر سو چکر کہا کہ کھانا کھانا سب سے آسان کام ہے۔ ہمدی نے
دستر خوان پر انواع و اقسام کے کھانے اور مٹھائیاں بگائے کا حکم دیا جب کھانا کھا ہی پوری

کہا کہ اب آپ بھیس گئے چنانچہ کہتے ہیں کہ انھوں نے تعلیم دینا ہی شروع کر دی اور عہدہ قضا کی قبول
کو نیا بٹوری سے حدیث میں حمدان اہلباقی سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز شریک کے پاس بیٹھا

ہوا تھا کہ ہمدی کا لہ کا آیا اور تکیہ لگا کر بیٹھ گیا۔ شریک سے ایک حدیث دریافت کی مگر شریک نے اسکی طرف
توجہ نہ کی اس نے دوبارہ پوچھا پھر بھی شریک نے کوئی التفات نہ کیا۔ شنائزادہ نے کہا آپ خلفا کی

اولاد کی حقارت کرتے ہیں، شریک نے کہا کہ اہل علم کے نزدیک شنائزادہ کی بہ نسبت علم کی زیادہ قدر
ہے یہ دوڑنا ہو کر بیٹھ گیا اور پھر سوال کیا شریک نے کہا ہاں طلب علم کا طریقہ یہ ہے۔

ہمدی کے بہت اشعار ہیں منجملہ ان کے ہم کچھ نقل کرتے ہیں۔ مولیٰ مجرب بن عمارہ سے نقل کرتے ہیں کہ
ہمدی ایک لونڈی پر عاشق تھا اور وہ اسپرگی اور اسپو اسٹے وہ اپنے آپکو ہر شخص سے بچا رکھتی تھی۔ ہمدی نے

ایک شخص سے کہا کہ تو اپنے طور پر اسکا عندیہ دریافت کر کہ اسکا دل کس پر مائل ہے۔ کینز کے اس شخص کو
جو ابد تک بچے خوف ہے کہ وہ مجھے بلول کر دیکھا اور مجھے جھوڑ دیکھا جس کا انجام میری موت ہوگی اسکے

تعلق ہمدی کے یہ اشعار ہیں (ترجمہ اشعار) میرے دل پر فتح پائی ایک ہلال سے زیادہ نازک
معتشوقہ نے جیسا اس پر میری محبت سچ ہو گئی تو وہ بیماری کا عذر کرنے لگی۔ نہ اسے پیرا بچر گوارا

ہے نہ وصال سے علیحدگی بلکہ میری محبت پر وہ بوجہ خوف ملال کے باقی رہے گی۔

عز بن یزید جو اسکا ندیم تھا اسکے حق میں یہ اشعار لکھے تھے۔ (ترجمہ اشعار) الی میری لکھنے کو پورا کرو۔ بطویل میرے ندیم ابو جفص کے۔ میری زندگانی کا لطف منحصر ہے عناد جو در میں اور عطر میں بھی ہوئی باندیوں پر اور سماع اور نعمتوں پر۔

میرے نزدیک ہمدی کے اشعار اسکے باپ منصور اور اسکے دونوں بیٹوں سے زیادہ لطیف اور بہت زیادہ بحر قصیر کے ہونے تھے جو شاعر کے لئے ایک اعلیٰ صفت پہنچنا پڑھ صولی ابو کریم سے نقل کرتے ہیں کہ ہمدی ایک کنیز کے کمرہ میں اچانک چلا گیا کنیز کا اتفاق سے اپنے کپڑے اٹا کے ہوئے روکے کپڑے پہنے کی تیاری کر رہی تھی اچانک ہمدی کو آتا ہوا دیکھ کر اپنے ہاتھ سے ستر کو چھپا یا مگر سینہ چھوئی ہونے کی وجہ سے پوری طرح نہ چھپ سکا ہمدی نے ہنس کر فی البدیہہ شعر کہا (ترجمہ شعر) میری آنکھ سے میری ملامت کو میرا عیب کہلا دیا جب یہاں سے نکلا تو سامنے بشار شاعر دکھائی دیا اس نے کہا کہ سدا و اشعار چسپاں کرو چنا پڑ اس نے یہ اشعار لگائے (ترجمہ اشعار) اس نے مجھے دیکھ کر اپنے ستر کو اپنے شکم کی اسلوٹوں میں چھپا لیا مجھے اس سے خوشی ہوئی جو میرے دونوں ہاتھوں میں نہیں سما سکتی۔

اسحاق موصی کہتے ہیں کہ ہمدی اوائل خلافت میں ایک سال تک پردہ کے چھپے اپنے ندیموں سے پوشیدہ بیٹھا کرتا تھا پھر پردہ موقوف کر کے ان کے پاس بیٹھنے لگا۔ کسی نے کہا آپ کے لئے پردہ ہی بہتر ہے۔ ہمدی نے جواب دیا کہ جو لذت مشاہدہ میں ہے وہ مخافت میں نہیں۔

ہمدی بن سابق کہتے ہیں کہ ہمدی ایک مرتبہ ایک ستہ سواروں کے درمیان جا رہا تھا کہ ایک آدمی نے چلا کر یہ شعر پڑھے (ترجمہ اشعار) خلیفہ سے کہو کہ تیرا حاتم خائن ہے تو خداوند تعالیٰ اسے ڈراور ہم کو حاتم سے بچالے اگر نیکبخت خائن کی مدد کرے تو وہ نیک بھی گناہوں میں شامل ہے۔ یہ اشعار سن کر ہمدی نے حکم دیا کہ ہماری قلمرو میں جو حاتم ہیں انکو محزول کر دیا جائے۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ہمدی جب بصرہ میں آیا کرتا تھا تو پانچوں وقت کی نماز جامع بصرہ میں پڑھا کرتا تھا ایک روز جو حسب عادت آیا اور نماز کے لئے لوگ تیار ہی تھے کہ ایک اعرابی نے کہا کہ مجھے تیرے صحیح نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے میں نے ظہر کی نماز پڑھنی چاہی تھی مگر شامل نہ ہو سکا۔ ہمدی نے کہا کہ اس شخص کو انتظار کیا کرو دوسرے وقت اسکے انتظار میں ہمدی محراب میں کھڑا ہو گیا اور جب تک لوگوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ آ گیا ہے سو وقت تک تکبیر نہیں کہنے دی لوگوں کو اسکے اس سبب اخلاق پر بڑا تعجب ہوا۔

ابو ایوب مہناغ کہتے ہیں کہ اہل بصرہ کے درمیان دو گروہوں میں یک نبرہ کے متعلق جھگڑا ہو گیا ایک فرقہ کا دعویٰ تھا کہ یہ زمین تمام مسلمانوں کے قبضہ میں خداوند تعالیٰ نے عنایت کی ہے لہذا کسی ایک شخص

کو اسکی ملکیت کا حق نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی فرد واحد اسکو فروخت کر سکتا ہے اور اگر کوئی اسکو فروخت کرے تو اسکا زرخمن تمام مسلمانوں کو تقسیم ہونا چاہئے یا تمام مسلمانوں کے مصالح میں خرچ ہونا چاہئے دوسرے فریق کا مطالبہ تھا کہ بیہر ہمارے قبضہ میں ہونی چاہئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو نہر زمین مردہ کو زندہ کرے وہ اسی زمین والے کا حق ہوتی ہے اور چونکہ ہماری زمین مردہ ہے اسلئے محض ہمارا ہی حق ہے۔ مہدی آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک سنکر اس قدر تعظیم کو جبکہ اس کا منہ زمین سے مل گیا اور کہا کہ جو حدیث شریفہ تم نے بیان کی ہے وہ ہمارے لئے قابل اتباع ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا زمین فی الواقع مردہ کئی یا نہیں۔ میں اسکو تسلیم نہیں کر سکتا کیونکہ اس زمین کے گرد قدرتی طہیر پانی محیط ہے پھر یہ کس طرح مردہ ہو سکتی ہے یا اگر اس پر تم گواہ قائم کر دو تو میں تسلیم کر لوں گا۔

اصحی کہتے ہیں کہ میں نے خود مہدی سے بصرہ میں منبر پر ایک خطبہ سنا ہے کہ اس میں اسنے بیان کیا تھا کہ خداوند تعالیٰ اجل شانہ نے تمہیں اس کام کیلئے حکم فرمایا ہے جو انھوں نے خود اپنی ذات اور بلا کہہ کیلئے پسند فرمایا ہے یعنی قرآن شریف میں ارشاد کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ اَیُّہَا نَبِیُّ اس سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ جس طرح خداوند تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دیگر رسولوں میں فضیلت دی ہے اسی طرح تمکو تمام امتوں میں افضل بنایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سب سے اول مہدی ہی نے اس آیت کو خطبہ میں بیان کیا تھا اسکے بعد تمام خطیبوں نے اسے اپنے خطبوں میں جبراً لاپتھک قرار دے لیا۔

ان احادیث کا ذکر جو مہدی سے مروی ہیں

صولی نے احمد بن محمد اور اخفون نے حمید الرحمن بن مسلم مدائنی سے روایت کی ہے کہ مہدی نے اپنے خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کا ذکر کیا جو انی سعید خدری سے وقت غروب آفتاب کے وقت مروی ہے۔ حضرت جعفر بن جعفر بن جعفر نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے کہا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت قدس میں حاضر ہوا جسکی ڈاڑھیاں کٹی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم ان کو کے خداوند فرمایا بڑھاؤ اور مونچھیں استقدر کٹواؤ کہ وہ ہو تو نہر نہ گریں مہدی اپنا ہاتھ اپنے ہونٹ پر رکھ کر تھلایا تھا۔ سبکی بن حمزہ کہتے ہیں کہ مہدی نے جب ہمیں مغرب کی نماز پڑھانی تو اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے چہرے پڑھی سینے کہا کہ یا امیر المؤمنین یہ کیا کیا۔ مہدی نے جواب دیا کہ مجھ سے میرے باپ اور میرے باپ کے

میرے دادا اور میرے دادا سے حضرت ابن عباس نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو نکاح کیا تھا جو پھر میں آپ کے اعتبار پر اس حدیث کی روایت کروں۔ مہدی نے کہا کہ ہاں۔ ذہبی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے اسناد متصل ہیں لیکن میں نہیں جانتا کہ کسی نے مہدی اور اسکے باپ سے احکام میں لڑائی اور محبت کی ہے اس روایت میں محمد بن یحییٰ بن یحییٰ یا شامی منفرد ہے اور اسکے متعلق ابن عساکر کہتے ہیں کہ وہ حدیث واضح کیا کرتا تھا مگر میں کہتا ہوں کہ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ اس روایت میں منفرد نہیں بلکہ تھے اور لوگوں کو بھی اسکی متابعت میں دیکھا ہے۔

جن حضرات علماء کرام کا مہدی کے عہد حکومت میں انتقال ہوا وہ حسب ذیل ہیں۔ شعبہ ابن ابی ذؤب سفیان ثوری۔ ابراہیم بن ابراہیم زہری۔ داؤد طائی زہری۔ بشار بن برزوخ شمر۔ محمد بن ابراہیم سلمہ۔ ابراہیم بن عثمان۔ محمد خلیل بن احمد صاحب عروض۔

(۴) ابو محمد ہادی

ہادی ابو محمد موسیٰ بن ہمدی ابن منصور اس کی ماں کا نام خیراں تھا جو بربرہ اور اعم و لہ نقیہ بنی سہیلہ میں بمقام سے پیدا ہوا اور اپنے باپ کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ خطیب کہتے ہیں کہ جس عمر میں ہادی تخت پر بیٹھا کوئی خلیفہ نہیں بیٹھا اسکی عمر نے زیادہ وفا نہیں کی شخص محض تخت خلافت پر ایک سال اور چند ماہ بیٹھا ہوا اسکے باپ ہمدی نے اسکو زندقہ کے قتل کی وصیت کی تھی اسے اپنے باپ کی وصیت کے متعلق بہت کوشش کی اور بہت زندقہ کو تہ تیغ کیا۔ اسکا لقب موسیٰ لقب بھی تھا کیونکہ یہ اوپر کے ہونٹ کو اٹھائے رکھتا تھا جس سے اسکا منہ کھلا رہتا تھا اسوجہ سے بچپن میں اسکے باپ نے ایک خادم مقرر کر دیا تھا کہ وہ جب وقت اسکا منہ کھلا ہوا دیکھتا تھا تو کہتا تھا کہ موسیٰ اطبق (یعنی موسیٰ منہ بند کر) جسکے سبب یہ فوراً منہ بند کر لیتا تھا اور اسی سبب سے اس کا نام موسیٰ اطبق پڑ گیا تھا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ہادی شراب پیا کرتا تھا اور لہو و لعین میں مشغول رہتا تھا اور ایک نفیس گرجے پر سواری کرتا تھا۔ ام خلافت پر بہت بھول چوک کرتا تھا مگر باوجود اسکے نہایت فصیح و قادر الکلام اور اعلیٰ درجہ کا ادیب تھا۔ ہیبت۔ رعنا ب سطور و شہادت بہت زیادہ تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ظالم تھا سب سے اول ہادی کے سامنے سوار ننگی تلوار میں اور نیزے اور چلو نیزے سے بھرے ہوئے تیر لیکر جلتے تھے اور ساری انتہا میں سے کمال بھی ایسا ہی کرتے تھے اسکے زمانہ میں ہتھیاروں کی بہت زیادہ کثرت ہو گئی تھی۔

زنج الاخر سلسلہ میں ہادی نے انتقال کیا۔ موت کے سبب میں رادیون کا اختلاف بعض کہتے ہیں کہ اس نے اپنے بریم کو بانسوں کے جنگل میں دھکا دیا تھا اس نے گرنے ہوئے اس کا سہارا لینا چاہا اور اس کے پکڑنے میں یہ بھی گرا ندیم کے پیٹ میں اور اسکی ناک میں بانس گھس گیا جس کی وجہ سے دونوں سیوقت مر گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسکے پیٹ میں زخم ہو گیا تھا جسکی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جب اسے ولید ہارون رشید کو قتل کر کے اپنے بیٹے کو ولید ہارون چاہا تو خود اسکی ماں خیزرانی اسکو زہر دیا تھا۔ بعضوں کا قول ہے کہ اسکی ماں خیزرانی ولید سلطنت میں دخل کھتی تھی اور اسکے دروازہ پر سواروں کا چہرہ رہا کرتا تھا یہ دیکھ کر ہادی نے اپنی ماں کو زہر تو بیچ کی اور ناشائستہ گفتگو کیسیا کہ کلام کیا اور کہا کہ آج سے اگر میں تے کسی امیر کو تمہارے دروازہ پر دیکھا تو میں اسے قتل کر دوں گا تمہارا کام چرخہ کا تھا یا قرآن شریف کی تلاوت کرنا اور تسبیح و صلے سے مشغول رکھنا ہے نہ کہ امور سلطنت میں دخل دینا۔ اسکی ماں سخت غصہ میں آ کر کھڑی ہو گئی اور واپس چلی گئی کہتے ہیں کہ اسی روز ہادی نے اپنی ماں کے پاس زہر آلود کھانا بھیجا جس کو اسنے کئے تو ڈال دیا اور کتام گیا یہ دیکھ کر اسکی ماں نے اسکے قتل کا ارادہ کر لیا ایک روز ہادی کو سخت بخار ہوا اور وہ بخار کی تیزی میں منہ ڈھکے ہوئے لیٹا ہوا تھا کہ چند لوگوں نے اس کی ماں کے اشارے سے اس کو گلہا گھونٹ کو مار ڈالا۔

ہادی نے اپنی موت کے وقت سات بیٹے چھوڑے۔

ہادی کے اشعار جو اسنے اپنے بھائی ہارون کے متعلق کہے تھے یہ ہیں (ترجمہ اشعار) میں نے ہارون کو نصیحت کی مگر اسنے اسکو رد کر دی۔ اور جو آدمی نصیحت کو قبول نہیں کرتا وہ شرمندگی اٹھاتا ہے میں نے اسکو ایسے کام کی طرف بلایا تھا جس سے ہم دونوں میں دوستی قائم رہتی۔ مگر اسنے اسکو نہ مانا وہ اس کام میں ظالم ہے اگر میں اگلے دن تک انتظار نہ کرتا تو اس کو وہی کرنا ہوتا جو میں کہتا تھا اور وہ اس وقت ذلیل ہوتا۔ خطیب فضل سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص پر ہادی بہت زیادہ غصہ ہوا اور سی نے سفارش کی تو اس سے خوش خوش ہو گیا وہ معذرت کرنے لگا تو ہادی نے اس سے کہا کہ تو کیوں خواہ مخواہ معذرت کرتا ہے۔ میری حوصلہ دہی اب کافی ہے۔

عبداللہ بن محصب کہتے ہیں کہ مردان ابن ابی حفصہ ہادی کے پاس آیا اور اسکی شان میں ایک قصیدہ پڑھنے لگا جب وہ اپنے اس شعر پر پہنچا (ترجمہ شعر) ابکیرن میں نے اسکی اور اس کی پشتوں کی تشبیہ دی تو کسی نے مجھے یہ نہ بتلایا کہ اسکو ترچہ دیا جائے۔ ہادی نے اس سے کہا کہ تو راجا

کے اندر کس چیز کو ترجیح دیتا ہو تیس ہزار درہم فوراً ابھی لیتا ہے یا ایک لاکھ کا حکم لکھواتا ہے کہ پھر خزانہ سے وصول کرتا پھرے۔ مردان بن حفصہ نے کہا کہ تیس ہزار فوری اور ایک لاکھ مابعد کو۔ ہادی نے کہا اچھا تو سب ابھی لینا چاہتا ہے اور اسی وقت اسکو ایک لاکھ تیس ہزار درہم عطا کر دے۔

صولی کہتے ہیں کہ ان خورتوں کے بطن سے دود و خلیفہ ہوئے ہیں خیزراں جو ہادی اور ہارون رشید کی ماں تھی ازروہ دلاوہ بنت عباس العباسیہ زوجہ عبد الملک بن مروان جسکے بطن سے ولید اور سلیمان خلیفہ پیدا ہوئے اور شاہین بنت فیروز بن یزید بن کسری زوجہ ولید جسکے شکم سے زینب لاقص اور ابراہیم معروض وجود میں آئے اور تخت خلافت پر بیٹھے ہیں کہتا ہوں کہ ان میں اور یہ نام بھی ایزا کرنے چاہئیں۔ بائی خاتون متوکل اخیر کی کنیز کا جو عباس اور حمزہ کی ماں تھی اور یہ دونوں خلیفہ ہوئے نیز اسی خلیفہ یعنی متوکل اخیر کی دوسری کنیز کا جس کا نام کزل تھا جس کے بطن سے داؤد اور سلیمان پیدا ہوئے اور دونوں نے خلافت کی۔

اس کے بعد صولی کہتے ہیں کہ کسی خلیفہ نے سوائے ہادی کے جرجان بغداد تک گزاری نہیں کی۔ اس کی مہر پر منقوش تھا۔ اللہ ثقہ موسیٰ و بہ یومئذ

صولی کہتے ہیں کہ سلم الحامی نے ہادی کی شان میں ایک قصیدہ جو نہایت راجہ ہے پھر مستغفلن مستغفلن میں علیہ علیہ جرجان کے لکھا ہے یہ بجز اسی شاعر کی ایجاد ہے اس سے پہلے کبھی نہیں سنی گئی۔ صولی سعید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے خداوند تعالیٰ ارحم الراحمین کی ذات سے امید ہے کہ وہ ہادی کے تمام گناہ ایک بات کی عوض میں جو میں نے اس سے سنی ہے بخش دینگے اور وہ یہ ہے کہ ابو الخطاب سعدی ایک مرتبہ اپنا قصیدہ اس کو سنارہا تھا حتیٰ کہ جب وہ اس شعر پر پہنچا کہ (ترجمہ شعر) اے دنیا کے بہترین آدمی اور ان لوگوں کے بہترین جنموں نے دنیا پر حکومت کی تو یہ سنکر ہادی نے کہا کہ چپ رہ کیا بکتا ہے میں نے کہا یا امیر المؤمنین اس سے اس زمانہ کے لوگ مراد ہیں شاعر نے کہا کہ دوسرا شعر سنئے خود معلوم ہو جائے گا چنانچہ دوسرا شعر پڑھا (ترجمہ شعر) مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان کے لئے تمام دنیا کی فضیلتیں ہیں اور تو انہی فضیلتوں کی وجہ سے فخر کرتا ہے۔ یہ سنکر ہادی نے کہا کہ تو نے اب کھٹیک کہا پھر اسکو پچاس ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔

عائنی کہتے ہیں کہ ہادی نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اپنا بھید کسی پر ظاہر نہ کرنا ورنہ فتنہ اور بلا میں گھر جائیگا اور غم کھانا پڑیگا کیونکہ یہ ثواب اور رحمت ہے۔

صولی کہتے ہیں کہ سلم الخا سر شاعر نے ہادی کی شان میں ایک قصیدہ جو ^{منظمن بہ تہنیت فتخریت} لکھا ہے اسکے دو اشعار حسب ذیل ہیں (ترجمہ اشعار) خلافت و ہدایت موسیٰ کو پہنچ گئی۔
امیر المومنین محمد کا انتقال ہو گیا وہ شخص جو زمانہ کے غموں کو دور کرتا ہے مر گیا اور وہ شخص جو لطف و عنایت کیلئے اکیدا کافی ہے اس کے بجائے تخت نشین ہو گیا۔

ایسا ہی ایک قصیدہ مروان بن ابی حفصہ نے بھی کہا ہے (ترجمہ اشعار) توجیح کو فخر کرتا ہے اٹھا ہے اور فخر قبروں میں امیر المومنین کی قبر پر کرتا ہے اگر اسکے بیٹوں کو اسکی موت کے بعد نہ تسکین دیتا تو ممبروں پر روتے روتے وہ ہمیشگی کر دیتے۔ اگر موسیٰ اس کی بجائے نہ قائم ہوتا تو میں ایک آواز شوق مثل پتے دوستوں کی آواز کے لگاتا۔

احادیث جو ہادی سے مروی ہیں

صولی کہتے ہیں کہ مطالب بن عکاشہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے قریش کی توہین کی اور یہاں تک تجاوز کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی گستاخانہ الفاظ کہے۔ میں اس معاملہ میں ہادی کیسیا نے بطور گواہ کے پیش ہوا۔ ہادی نے اس مجلس فقہار زمانہ اور نیز مدعا علیہ کو بلایا اور ہم اس کی گواہی دی۔ ہادی کا چہرہ ایک دم متحیر ہو گیا اور وہ سرنگوں کر کے چپ بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ میں نے اپنے باپ مہدی اور اسنے اپنے باپ منصور اور اس نے اپنے باپ محمد اور اس نے اپنے باپ علی اور اس نے اپنے باپ عبداللہ ابن عباس سے سنا ہے کہ جس شخص نے قریش کی توہین کی اسنے خدا کی توہین کی اور پھر مدعا علیہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے خدا کے دشمن کیا تو قریش کی توہین سے راضی نہیں ہوا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کی توہین کی اور وہاں تک بات پہنچائی۔ پھر اسکی گردن مار دینے کا حکم دیا (خطیب) یہ حدیث اسی طرح اس روایت میں موقوف ہے اور دوسرے طریقوں سے مرفوع بھی آئی ہے۔
ہادی کے زمانہ میں نافع قاری اہل مدینہ وغیرہ کا انتقال ہوا ہے۔

(۵) المرشد ہارون ابو جعفر

ابو جعفر ہارون مرشد بن مہدی محمد بن منصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن علی بن اسکو اسکے باپ مہدی نے ہادی کے بعد بیعت مقرر کیا تھا اپنے بھائی کے انتقال کے بعد

شب یکشنبہ ۱۶ ربیع الاول ۱۱۰۰ھ میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔

صوبی کہتے ہیں کہ اسی رات ہارون رشید کے اسکا بیٹا عبداللہ ماموں پیدا ہوا اور ایسا اتفاق ہوا کہ اس واقعہ کے کبھی نہیں ہوا کہ ایک ہی رات میں ایک خلیفہ کا انتقال ہوا اور دوسرا کی جگہ قائم مقام ہوا اور تیسرا عالم وجود میں آیا ہو۔

اول اسکی کنیت ابو موسیٰ تھی مگر بعد میں ابو جعفر ہو گئی۔

اس نے اپنے باپ اور دادے اور مبارک بن فضالہ سے حدیث سماعت کی ہے اور اس سے اس کے بیٹے ماموں نے روایت کی ہے۔

یہ شخص نہایت اولیٰ العظمیٰ خلیفہ اور دنیا کے بادشاہوں میں بہت بڑا جلیل القدر بادشاہ گذرا۔ اسے بہت غز سے اور کثیر حج ادا کئے ہیں جیسا کہ ابو العلاء کلابی اسکی شان میں کہتا ہے (ترجمہ اشعار) یہ شخص تجھ سے ملاقات کرنا چاہے وہ جگہ حرمین شریفین یا انتہائے سرحد پر تلاش کرے تو دشمنوں کے ملک میں گھوٹے کی زمین پر ارض مقدس میں اونٹ کے کوہان پر ملیگا۔

یہ خلیفہ اپنے باپ کے بعد حکومت میں بمقام ۱۱۰۰ھ میں اپنی ماں خیزران کے بطن سے پیدا ہوا جسکی بطن سے ہادی پیدا ہوا تھا اس کے متعلق مردان بن ابی حفصہ نے یہ شعر کہا ہے (ترجمہ شعر) اسے خیزران تو آجگے ہے پھر آجگے ہے۔ اور تیرے دونوں بیٹے دنیا کی سیاست داری کرتے ہیں۔

ہارون رشید گورچا طویل القامت خوبصورت اور بلیغ شخص تھا یہ فصاحت اور بلاغت کا ماہر اور عالم و ادیب پورا عالم تھا اپنے زمانہ خلافت میں جبکہ زندہ رہا سوائے بیماری کے روزانہ سو رکعت نماز پڑھتا رہا اور ہمیشہ اپنے مال سے ایک ہزار درہم روزانہ صدقہ کرتا تھا۔ علم اور اہل علم کا دوست تھا حرمان اسلام کی تنظیم و تکریم کرتا اور دین میں خنہ انداز لوگوں اور نفس کے معارض کا سخت دشمن تھا۔ چنانچہ جب اسے شہر مری کے متعلق خبر ملی کہ وہ خلیفہ قرآن کا قائل ہے تو کہا کہ اگر میں اس پر تھیاب ہو گیا تو اسکو قتل کر دوں گا اپنے نفس کے اسراف اور اپنے گناہوں پر بھید رویا کرتا تھا خصوصاً جب یہ عطا کھاتا تو اپنے گناہوں کو یاد کر کے اسکی بہت بری حالت ہوجاتی تھی۔ اپنی طرح کر نیوالہ کو بہت انعام و اکرام دیا کرتا تھا اور خود شاعر بھی تھا۔

مرہ بن سماک و اعظا یکروزیا رکن کے پاس آئے اسنے انکی بہت تعظیم و تکریم کی اور احترام کیا یہ دیکھ کر ابن سماک نے کہا کہ باوجود اس بادشاہت کے تمہاری تواضع تمہارے شرف سے بھی زیادہ ہے پھر ابن سماک نے وعظ کیا اور ہارون رشید کو بہت رلایا یہ خود فضیل بن عیاض کے مکان پر جایا کرتا تھا چنانچہ عبدالرزاق کہتے ہیں کہ میں ایک دن مکہ معظمہ میں حضرت فضیل بن عیاض کی خدمت میں حاضر تھا

کہ ہارون رشید سے گزرا فضیل بن عیاض نے اسے دیکھ کر کہا کہ لوگ ہارون کو اچھا نہیں سمجھتے حالانکہ
میرے نزدیک میں ہر اس سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے۔ جب یہ شخص چار یا پانچ گونہ سیرت بھلائی ہوئے
ابو معاویہ قہریر کہتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسم مبارک ہارون کے سامنے لیا جاتا
تو وہ کہا کرتا تھا "صلی اللہ علی سیدی" یعنی ایک مرتبہ اسکے سامنے یہ حدیث بیان کی کہ میں چاہتا ہوں کہ
خداوند تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہو جاؤں اور پھر زندہ ہوں پھر قتل ہو جاؤں پھر زندہ ہوں پھر قتل ہو جاؤں
روپڑ اور اسکی بیٹی نکلی گئی۔ ایک روز بیٹے اسکو یہ حدیث سنائی کہ حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام
کی بخت ہوئی ہارون رشید کے پاس اتفاق سے ایک محرز قریش بھی بیٹھا ہوا تھا اسنے یہ سنا کہ ان دونوں
پر جبروں میں ملاقات کہاں ہوگی تھی۔ ہارون رشید کو اس پر اتنا غصہ آیا کہ فوراً حکم دیا کہ ایسے
شخص کی مہر اللوار ہے زہریق (معاذ اللہ) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرتا ہے۔ بیٹے یہ کہہ کر کہ
امیر المؤمنین اس سے ناواستگاری میں ایسا ہو گیا ہارون کے غصہ کو بمشکل تمام ٹھنڈا کیا۔
یہی ابو معاویہ کہتے ہیں کہ میں یکے اور ہارون رشید کے ساتھ کھانا کھانے کو بیٹھا جب ہم
کھا چکے تو چونکہ ابو معاویہ نابینا تھے (محمول کے موافق ایک شخص نے میرے ہاتھ دھلائے جب میں
ہاتھ دھو چکا تو ہارون رشید نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپکے ہاتھ کسی نے دھلائے ہیں بیٹے کہا مجھے خبر
نہیں ہارون رشید نے کہا کہ محض تعظیم علم کے لئے میں نے خود آپ کے ہاتھ دھولاے ہیں۔
منصیر بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے ان تین شخصوں سے زیادہ وعظ میں کسی کو روئے ہوئے
نہیں دیکھا فضیل بن عیاض۔ ہارون رشید اور ایک اور شخص۔
عبدالقواریری کہتے ہیں کہ جب ہارون نے فضیل بن عیاض سے ملاقات کی تو فضیل
بن عیاض نے فرمایا کہ اے خوبصورت شخص قیامت میں اس امت کے متعلق پوچھا جاوے گا۔ ہارون نے آیت
وَلَقَدْ لَعْنَتْنَا بِعَمِ الْاَكْمَسَابِ کے معنی دریافت کیے تو فضیل بن عیاض نے کہا کہ قیامت میں وہ سب
دوسائل جو دنیا میں تھے منقطع ہو جاویں گے پھر ہارون رشید ڈھاریں مار مار کر روئے لگا۔
اس کے محاسن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس وقت اسکے پاس ابن مبارک کے انتقال کی خبر پہنچی تو
اپنے آپ تعزیت میں بیٹھ گیا اور اعیان سلطنت کو بھی تعزیت میں بیٹھنے کے لئے حکم دیا۔
مظہر یہ کہتے ہیں کہ ہارون رشید اپنے دادا ابو جعفر منصور کے قدم بقدم چلتا تھا مگر فرق یہ تھا کہ
منصور بخیل اور حریص تھا اور وہ نہیں تھا بلکہ شاید اسکے بڑے فکر سخاوت اور جود و عطا میں نبی خلیفہ اسکا ہم عصر گزرا
اور حتیٰ کہ ایک مرتبہ اسنے سفیان بن عیینہ کو ایک لاکھ روپیہ عطا کر دیا تھا اور اسحاق موصیٰ کو ایک فودر دیا کہ

رومیہ دینے کا حکم دیا تھا اور مردان بن ابی حفصہ کو ایک قصیدہ کے عوض میں پانچ ہزار دینار دینے کے لئے اور اسی کے ساتھ خلوت اور اپنا خاص گھوڑا اور دس رومی غلام بھی عنایت سے لئے گئے۔

اصحیٰ کہتے ہیں کہ مجھے ایک تیرہ رشید نے کہا کہ اے اصحیٰ آپ ہم پر یوں چفا کرنے ہیں اور مجھے کیوں غفلت کرتے ہیں میں نے کہا کہ واللہ امیر المؤمنین میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی جلدی میں کسی شہر میں بھی نہیں ٹھہرا ہوں یہ سنکر یارون خاموش ہو گیا اور جب لے گا ٹھکر چلے گئے تو میں نے شعر پڑھا (ترجمہ شعر) تیری ایک تیلی عطار کیو جہ سے درہم سے بھری ہوتی ہے اور دوسری میں تلوار اور خون رہتا ہے۔ یارون نے یہ سنکر مجھے واروی اور کہا کہ فی الواقع ایسا ہی ہے، آپ مجھے لوگوں کے سامنے کچھ نہ کہیں اور تخلص میں نصیحتیں کیا کریں پھر مجھے پانچ ہزار دینار انعام میں دئے مہرج المسعودی میں لکھا ہے کہ یارون رشید کا ارادہ تھا کہ بحر روم اور بحر قازم کو موضع فرما کے قریب ہلا دے مگر اسکو یحییٰ بن خالد برمکی نے صلاح دی کہ اگر آپ ایسا کیا تو رومی مسلمانوں کو مسجد حرام سے چھپٹ لیا جائیگا اور رومیوں کے حجاز تک آجایا کریں گے پس کراسنے ارادہ ملتوسی کر دیا۔

حافظ کہتے ہیں کہ جیسے آدمی یارون رشید کو سیر آئے تھے کسی خلیفہ کو سیر نہیں آئے۔ برآمدہ اسکے وزیر اسے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ اسکے قاضی تھے۔ مردان بن ابی حفصہ کا شاعر تھا۔ عباس بن محمد اسکے باپ کا چچا اسکا ندیم تھا فضل بن ربیع جلیبیا نام اور عظیم الشان اسکا حاجب تھا ابراہیم موصلی اس کا گویا تھا اور زبیدہ اسکی بیوی غرضیکہ یارون رشید کا زمانہ ایک قابل رشک زمانہ تھا جو بہتر نہ ایک ماہن کے سمجھنا چاہئے۔

نہی کہتے ہیں کہ یارون رشید کے حالات اتنے زیادہ ہیں کہ انکی شرح بہت طویل ہے اور اسکے محاسن بھی بہت زیادہ ہیں اور اسی کیساتھ لہو و لہذا ت ممنوعہ اور گناہ سننا بھی کچھ کم نہیں خداوند تعالیٰ اسکی مغفرت فرمادیں۔

اسکے ہم عصرین حسب ذیل علماء کرام نے انتقال فرمایا۔ مالک بن انس۔ لیث بن سعد۔ قاضی ابو یوسف امام حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے خاص شاگرد رشید قائم بن مجین۔ مسلم بن خالد الزنجی۔ نوح الجارح۔ حافظ ابو عوانہ بشکری ابراہیم بن زہری۔ ابو اسحاق فزری۔ ابراہیم بن ابی یحییٰ (استاد امام شافعی) اسد الکوفی امام ابو حنیفہ کے بہت بڑے شاگرد اسماعیل بن عیاش۔ بشر بن مفضل۔ جریر بن عبد الحمید۔ زیاد البکائی۔ سلیم المقری۔ شاگرد حمزہ سیویہ امام الحرمین ضیغم الزاید۔ عبد اللہ عمری زاہدی۔ عبد اللہ بن مبارک۔ عبد اللہ بن ادریس کوفی۔ عبد العزیز بن ابی حازم۔ دراعروی۔ کسانا قاریوں و نحو یوں کے استاد۔ محمد بن حسن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے شاگرد و ان دونوں نے ایک ہی دن انتقال کیا۔ علی بن مسہر۔ عجاج۔ عیسیٰ بن یونس۔ فیصل بن عیاض۔ ابن ہماک۔ اعظ مردان بن ابی حفصہ شاعر۔ معانی بن عمر بن موی۔ سلیمان مفضل بن فضالہ قاضی مصر۔ موسیٰ یاطم۔ موسیٰ اربیعہ ابو الحاکم مصری (اپنے زمانہ کے وئی) نعمان بن عبد السلام الاصفہانی۔ یحییٰ بن ابی زاکرہ۔

یزید بن زبیر - یونس بن حبیب نخوی - یحییٰ بن یوسف بن عبد الرحمن قاری مدینہ صحیحہ بن سلام عالم اندلسی شاعر
 امام مالک و عبد الرحمن بن قاسم امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہت بڑے شاگرد و عباس بن احمد مشہور شاعر
 ابو بکر بن عیاش مقبری - یوسف بن یحییٰ بن یوسف حقیقی و دیگر حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ -

۱۷۵ء میں اسکے زمانہ کا ایک عجیب واقعہ ہے کہ عبداللہ بن مصعب بصری نے یحییٰ بن عبد بن حسن علوی پر
 اعتراض کیا کہ اس نے ایک جمعیت قائم کی ہے اور عنقریب یہ ہارون رشید پر خروج کرے گا اسے یحییٰ بن عبداللہ نے
 ہارون رشید کیسے اسے مبالغہ کیلئے بلایا اور اسکے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر یہ عا کرنے کو کہا۔ یارب العالمین! اگر
 آپ جانتے ہیں کہ یحییٰ نے مجھے امیر المؤمنین کے خلاف بغاوت کرنا کہا تو میں نے کیا تو مجھے آپ اپنی قوت اور عذاب
 میں گرفتار کر لیجئے۔ آمین یارب العالمین! عبداللہ بن مصعب یہ کہتے ہوئے متروک اور مضطرب ہوا مگر کھڑے
 یہ دعا کی اسکے بعد یحییٰ نے بھی دعا کی اور دونوں چپ کھڑے ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ بن مصعب اسی وزم گیا۔
 ۱۷۶ء میں شہر و بسہ امیر عبدالرحمن بن عبد الملک بن صالح عباسی کے ہاتھ سے فتح ہوا۔

۱۷۹ء میں ہارون رشید نے رمضان شریف میں ٹمرہ کیا اور حالت احرام میں ہی رباحی کہ اسی
 احرام سے حج کیا اور مکہ معظمہ سے عرفات تک پیدل سفر کیا۔

۱۸۰ء میں ایک سخت زلزلہ آیا جس کے صدمہ سے اسکندریہ کے منار و نکلے اور کا حصہ گر پڑا۔
 ۱۸۱ء میں قلعہ صفصاف لرٹائی سے خود امیر المؤمنین ہارون رشید کے ہاتھ پر فتح ہوا۔
 ۱۸۳ء میں ارمینیہ میں غدر ہو گیا اور وہاں قوم خراج (خرز) نے خراج کر دیا آپس میں
 بہت کمان ہلاک ہوئے اور خراج نے مسلمانوں کی بہت زیادہ خونریزی کی حتیٰ کہ انہوں نے ایک لاکھ سے زیادہ
 کو قید کر لیا اور اسلام پر ایک ایسی معیبت نازل ہوئی جو آل پہلے کبھی سننے میں نہیں آئی تھی۔

۱۸۶ء میں بادشاہ روم یقفور تاشی نے ایک خط ہارون رشید کے پاس نقض عہد کا جو عہد مسلمانوں
 اور ملکہ زبیری ملکہ روم کے درمیان تھا روانہ کیا اس میں لکھا تھا کہ یہ خط یقفور بادشاہ روم کی
 طرف سے ہارون بادشاہ عرب کی طرف کا واضح ہو کہ جو ملکہ مجھ سے پہلے روم پر قابض تھی اسکے زمانہ میں تمہاری
 وہی حیثیت تھی جو خراج میں نسخ کی ہوتی ہے اور اسکی حیثیت بوجہ ضعف لرٹائی اور حماقت کے کمزور
 پیدل کے تھی اسبواسطے اس نے تجھے بہت سامان دیا اور صلح کر لی لیکن اب جبکہ تمہارے پاس میرا
 خط پہنچے تو وہ مال جو تم نے اس سے حاصل کیا تھا فوراً واپس کر دو ورنہ ہمارے اور تمہارے
 درمیان ایسا تلوار فیصلہ کر لی فقط یہ پڑھ کر ہارون رشید کو اتنا غصہ آیا کہ غصہ کی وجہ سے برا فرختہ ہو گیا
 حتیٰ کہ اسکے چہرے کی طرف دیکھنے کی کسی کو تاب نہ رہی وہ جابیکہ کوئی بات کر سکتا اسکے ہم جلسی اور وزیر

وزیرانہ اسکے سامنے سے اٹھ کر چلے آئے ہارون رشید نے بغیر کسی وزیر سے مشورہ کے ہارون کے دروازے پر دستار مار کر
اسکی پشت پر لکھ دیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ ہارون امیر المؤمنین کی طرف سے یقفور روم کے کئے کو
معلوم ہوا کہ اوکا فر کے بچے یعنی تیرا خط پڑھا جس کا جواب تو عنقریب آنکھوں سے دیکھ لیگا سننے کی
ضرورت نہیں فقط اور خود پس نفسیں لشکر کو لیکر اسی روز روانہ ہو گیا۔ جب شہر ہرقل میں پہنچا تو
وہ محراب آملی کی جو آج تک مشہور علی آتی ہے اور فتح حاصل کی مجبوری یقفور نے صلح کی درخواست کی
اور ہر سال خراج دینا منظور کیا جسکو ہارون رشید نے قبول کر لیا اور واپسی کا حکم دیدیا مگر ابھی ہارون
مقام رقتہ تک ہی واپس آیا تھا کہ پھر گتیا کے بچے نے نقض عہد کیا اور یہ سمجھا کہ سر دی کیوجہ سے ہارون
رشید حملہ نہیں کرے گا۔ نقض عہد کی خبر امیر المؤمنین کے گوش گزار کرنیکی کسی کو جرئت نہ ہوئی آخر عبدالعزیز
یوسف نامی نے ان اشعار میں خبر پہنچائی (ترجمہ اشعار) جو یقفور کو اپنے عطا کیا تھا اسے پھر
اسکا نقض عہد کیا۔ شاید ابھی اسکی گردش کے ایام باقی ہیں امیر المؤمنین کو خوشخبری دیتا ہوں کہ
بکریاں خداوند تعالیٰ نے آپکو اور عنایت کی ہیں۔ ابو عتاسیہ نے بھی اسی قسم کے اشعار پڑھے
ہارون رشید اطلاع پاتے ہی فوراً پھرت پڑا اور نہایت مشقت کے بعد وہاں پہنچا اور
جب تک روتا رہا جیتک کہ اپنی مراد کو نہ پہنچ سکا۔ اور یقفور کو تباہ نہ کر دیا۔ ابو العتاسیہ
اسی کے متعلق کہتا ہے (ترجمہ اشعار) خبر دار ہر قلعہ جنگ سے تباہ ہو گیا۔ بادشاہ جو موافق
ثواب کے تھا اسے فتح کر لیا۔ ہارون کی کی طرح وہاں شمشیر برائے اور چکاتے ہوئے پہنچا اور وہ روایات جن
کیلئے فتح حلال ہے اس طرح وہاں پہنچ رہے تھے جیسے بادلوں کے ٹکڑے۔

۱۸۹ء میں رومیوں نے اپنے یہاں سے مسلمانوں کو نکال دیا۔ اور وہاں کوئی بھی مسلمان باقی نہ رہا۔

۱۹۰ء میں رض روم میں پھر فوج شراجیل بن معین ابن زائدہ کی سرکردگی میں بھی گئی۔ جس
نے روم کے لشکر کو پراگندہ کر ہر قلعہ اور قلعہ حقا لیس فتح ہو گیا نیز زید بن خالد نے فلقوتہ فتح
کیا اور حمید بن محبوب قبرس کی طرف روانہ کیا گیا جس نے اہل قبرس کو سزیمت دیکر وہاں آگ
دیدنی اور انکے سولہ ہزار آدمی گرفتار کر لایا۔

۱۹۲ء میں خراسان کی طرف ہارون نے توجہ کی اور وہاں خود گیا۔ محمد بن صباح طبری کہتے
ہیں کہ میرے والد ماجد نہروان تک ہارون کیساتھ ہے اثنائے سفر میں بکروز کچھ گفتگو ہوئی تو ہارون
نے کہا کہ صباح شاید تم اسکے بعد مجھے نہ مل سکو انھوں نے کہا کہ خداوند تعالیٰ آپ کو سلامتی پھر لائے
ہارون نے پھر کہا کہ شاید پھر اسکے بعد تم مجھے نہ دیکھ سکو انھوں نے پھر ایسا ہی جواب دیا۔

بارون نے راستہ ہٹ کر یہ کیا کہ تم یہاں آؤ میں تمہیں بتلاؤں راز کی بات ہے کسی سے ظاہر نہ کرنا۔ پھر اپنا پیٹ کھو لکرو کھلا یا سپیٹ کے گرو ایک حریر کی پٹی بندھی ہوئی کٹی اسے دکھلا کر لہا کہ مجھے یہ مرض ہے۔ جسے میں لوگوں سے چھپاتا ہوں۔ اسپر لچی میرے بیٹوں کی یہ حالت ہے کہ ہر ایک کا ایک ایک نگاہبان اور حمایتی میرے ساتھ لگا ہوا ہے۔ ماموں کا حمایتی مسرور ہے اور امین کا حمایتی جبریل بن نجیشوں اور خین تیسیرے کا نام بھیل گیا کہ کیا بنا یا تھا انہیں سے ہر ایک میرے سانس گن رہا ہے اور میری زندگی کے ایام ایک ایک شمار کرتا ہے مگر میری عمر بڑھی جاتی ہے مگر تم سے ہر سکلے تو حکیم فرید کو بلا لاؤ تاکہ میں اس سے اپنا معالجہ کروں یہ حکم اس نے ایک دہلا پتلا گھوڑا منگا یا اور میری طرف حسرت کی نگاہ سے دیکھا اس پر سوار ہو کر جرجان کی طرف چل دیا اور میرے والد یعنی یزید کے پاس سے اس وقت روانہ ہو گئے مگر بارون رشید بیماری کی حالت میں ٹھوس پہنچا اور وہاں ۱۹۲ھ میں انتقال کر گیا۔

۱۹۵ھ میں بارون رشید نے اپنی بیوی زبیدہ کی خواہش کے موافق اپنے بیٹے امین کو بیعت بنا یا تھا حالانکہ امین کی عمر کل پانچ سال ہی کی تھی (امین کا نام محمد اور لقب امین رکھا تھا) ذہبی کہتے ہیں کہ دولت اسلام میں من حیث الامات یہ سب پہلا ضعف تھا جو چارکی ہوا۔ پھر بارون نے اپنے بیٹے عبداللہ کو امین کے بعد کا ولیعہد ۱۹۴ھ میں کیا تھا اور اس کا لقب ماموں رکھا تھا اور اسکو تمام خراسان کی حکومت دیکر وہاں بھجوا یا تھا پھر ماموں کے بعد کیلئے اپنے بیٹے قاکم کو جو نہایت خور وصال ہونے کا لقب دیا گیا ۱۹۶ھ میں ولیعہد کیا تھا اور اس کو جزیرہ اور سرحد کی حکومت دیدی تھی اور اس طرح دنیا سے اسلام کو تین حصوں پر تقسیم کر دیا تھا۔ بعض عقلمندوں نے اسی وقت کہا تھا کہ بارون نے ان کے درمیان میں ایک بہت بڑی ٹرائی کراچ بوردیا ہے اور ایک شرکے اندر رعیت کو ڈال دیا ہے شعراء نے بھی ان تینوں کی تقریر پر قصائد راجیہ کئے تھے اور اس عہد نامہ یا دستاویز کو کعبہ شریف میں آویزاں کر دیا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ بارون رشید نے اپنے بیٹے معتصم کو خلافت سے اسلئے محروم رکھا تھا کہ وہ بائبل ان پڑھ اور چال تھا مگر خداوند تعالیٰ نے اسی کی اولاد میں خلافت کو منتقل کر دیا اور تمام خلیفہ پھر اسی کی اولاد سے پیدا ہوئے اور بارون رشید کی دوسری اولاد سے کوئی خلیفہ نہیں ہوا

بارون رشید کے بعض حالات

سغلی نے طویریات میں ابن مبارک کی سند سے لکھا ہے کہ جب بارون رشید خلیفہ ہوا

تو اسکا دل ایک ہسکی کی کنیز کیسے بڑا گیا جب ہارون نے اسے طلب کیا تو اسے لکھ کر
 میں تمہارے والد کی عیبت نہ رہ چکی ہوں انکار کر دیا لیکن ہارون رشید محبت کے ہاتھوں سے لاچار
 تھا اسے امام ابو یوسف حمتہ اللہ تعالیٰ سے اسکے متعلق دریافت کیا تو قاضی ابو یوسف نے فرمایا کہ امیر المومنین اگر
 کنیز کو بی بات کہے تو کیا ضرور ہے کہ وہ سچ ہی بولتی ہے کیونکہ کنیز کہیں کی پارسا نہیں ہے عین مبارک
 کہتے ہیں کہ میں کن کن باتوں پر تعجب اور افسوس کروں آیا اس بادشاہ اور خلیفہ پر کہ جس کے ہاتھ
 میں مسلمانوں کا خون اور اموال ہے اور اس نے اپنے باپ کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا یا اس
 کنیز پر جسے امیر المومنین جیسے عظیم الشان خلیفہ تک سے بھی کفارہ کشتی اختیار کی یا اس فقیر زمانہ
 اور قاضی اسلام پر جسے خلیفہ کو اس کے بات کی توہین اور اسکے باپ کی ہتھیانہ سے عیبتی کرنا
 مشورہ دیا اور اپنی گردن پر گناہوں کا (معاذ اللہ منہ - مترجم) بوجھ رکھا۔

عبداللہ ابن یوسف کہتے ہیں کہ رشید نے ایک مرتبہ قاضی ابو یوسف کہا کہ اپنے ایک باندی خریدی
 ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سے قبل از استیبار صحبت کروں۔ لہذا آپ کو کوئی حیلہ شرعی یاد ہو تو بتائیے
 قاضی ابو یوسف نے کہا کہ ہاں سنو اول اپنے لڑکے کو بطور مہیہ کے دیدیجئے اور پھر خود اس سے نکاح کرلیجئے
 اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ ایک دن رات کو ہارون نے قاضی ابو یوسف کو بلا کر کوئی مسئلہ
 دریافت کیا جب انھوں نے مسئلہ بتا دیا تو ہارون نے انکے واسطے پھر ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔ قاضی
 ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر امیر المومنین مجھے یہ درہم صبح ہو غیسے پہلے عطا کر دیں تو اچھا ہوا ہارون نے
 صبح سے پہلے دیدینے کا حکم دیا مگر ایک شخص نے کہا کہ خراجی اپنے گھر ہے اور خزانہ بند ہے قاضی ابو یوسف
 نے کہا کہ جب مجھے بلایا تھا تب بھی دروازہ بند تھا یہ سن کر دروازہ خزانہ کا کھلوا دیا گیا۔

صولی نے یعقوب بن جعفر سے روایت کی ہے کہ جس سال ہارون رشید خلیفہ ہوا اسی سال اسنے
 اطراف روم پر چڑھائی کی تھی اور وہاں سے شعبان میں واپس آکر فریضہ حج ادا کیا تھا جب بین
 شریفین میں پہونچا تو بے انتہا مال خرچ کیا۔ انھیں ایام میں سرور کا ثبات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسی مہینہ میں تجھے امر خلافت سپرد ہو جاوے گا
 تجھے چاہئے کہ غزوی اور جہاد کرے اور حج ادا کرے اور اہل حرمین پر بہت سامان خرچ کرے ہارون رشید نے
 خلافت کے بعد حضور کے ہر حکم کی تعمیل کی۔

معاویہ بن صالح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہارون رشید جو سب سے پہلا شہر اپنے پہلے حج میں گیا
 تھا اسکا قصہ یہ ہوا تھا کہ وہ ایک مکان میں گیا تو اسے مکان کی دیوار پر یہ شعر لکھا ہوا دیکھا کہ (ترجمہ)

نے جو ابریا کہ نصف سلطنت میں بن سہا کہنے کہا اچھا اب پانی پی لیجئے جب ہارون پانی پی چکا تو ابن سہا کہنے پھر لو چھا کہ اگر یہ پانی جو اپنے پیاسے پیٹا میں ہی رہ جاوے تو اسکے خراج کروانہ نہیں کیا خرچ کر سکتے ہو ہارون نے کہا کہ باقی تمام ہارون ویدوں بن سہا کہنے کہا کہ بس آپ یاد رکھئے کہ آپکی تمام بادشاہت ایک پیالہ پانی اور پیشاب کی قیمت رکھتی ہے ایک راق شخص کیلئے اسکی طرف رغبت کرنا محض حماقت ہے یہ سنکر ہارون رشید بہت روپا سے ابن جوزی کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے ایک نیرہ تھپیاں سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے انھوں نے کہا کہ تمہارا وہ مصاحب جو تمہیں خوف دلانا ہے اور اس خوف کا انجام امن ہو اس مصاحب سے بہتر ہے جو تمہیں خوف نڈر کر دے اور نڈر پنے کا انجام برا ہو رشید نے سنکر کہا کہ ذرا کھول کر بیان کیجئے کہ آپکا کیا مطلب ہے انھوں نے کہا جو شخص تم سے یہ کہے کہ قیامت میں کل کو تم سے رعیت کے متعلق سوال ہو تو اللہ سے خود سے ڈرتے رہو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو تمہیں بتلاوے کہ تم اہل بیت ہو تمہارے گناہ معاف ہیں کیونکہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی عزیز ہو یہ سنکر رشید اتنا روپا کہ اسکے پاس بیٹھنے والوں کو سپرہم آگیا۔ صولی کی کتاب الاوراق میں لکھا ہے کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا اور اسنے یحییٰ بن خالد برکی کو اپنا وزیر بنا یا تو ابراہیم صولی نے یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) اے مخاطب کیا تو نہیں دیکھنا کہ آفت مریض تھا یعنی بے نور) جب ہارون کو غلافت پہنچی تو اسکا نور چمکنے لگا۔ دنیا اس کے جمال سے ملبس ہو گئی کیونکہ ہارون بادشاہ ہوا اور یحییٰ اسکا وزیر۔ یہ سنکر ہارون نے اسکو ایک کھ درہم انعام میں ڈئے۔ داؤد بن زریں واسطی نے بھی اس قسم کے اشعار موزوں کئے تھے (ترجمہ اشعار) ہارون سے ہر شہر میں نور چمک گیا اور اسکے سبب سے عدل قائم ہو گیا وہ لوگوں کا امام ہے اور اسکا شغل۔ حج کرنا اور غزوؤں میں جانا ہے اسکے چہرہ کے نور سے دنیا کا نور ماند پڑ گیا۔ جسوقت وہ لوگوں کے سامنے آیا اسکی بخشش کی پستی جو کشادہ ہوئی تو جتنا لوگ اس سے امید کرتے تھے اس سے زیادہ پایا۔ قاضی خاں اپنے بعض رسائل میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک سوا ہے دو بادشاہوں کے طلب علم میں کسی نے سفر نہیں کیا ایک تو ہارون رشید کہ اپنے دونوں بیٹوں امین اور ماموں کو بیکر موطا امام مالک کی سماعت کے لئے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس گیا اور جس نسخہ موطا امام مالک پیران تینوں نے سماعت کی تھی وہ شاہان مہر کے کتب خانہ میں موجود تھا اور دوسرے سلطان صلاح الدین بن ایوب نے اسی موطا امام مالک کی سماعت کی غرض سے اسکندریہ کی طرف سفر کیا تھا اور وہاں علی بن طلحہ بن عون نے انکو موطا پڑھایا تھا۔ منصور غمری نے اسی کے متعلق کہا ہے (ترجمہ شعر) اسنے قرآن شریف کو اپنا امام اور دلیل بنا رکھا ہے کیونکہ قرآن شریف اسکے نزدیک و احقر است۔ اتحاق صولی کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ہارون رشید کے پاس گئے قصیدہ پیش کیا (ترجمہ) جب اس عورت نے نخل کا علم دیا تو بیٹے کہا نخل تم کو کیونکہ مال میں چیز ہے جو آئی جاتی ہے میں کو تو کو تو سخی کا دوست دیکھتا ہوں۔ اور نخل

کا دنیا میں کوئی دوست نظر نہ پیا تا۔ بخل بخل کو عیب بنا تا ہی۔ میرا نفس اس سے بری ہے کہ مجھے کوئی بخل کہے۔ اس جوان کے اچھے حالات میں سے ایک یہ کہ جب اسکے پاس کچھ ہوتا ہے۔ تو ہمیشہ غطا کرتا رہتا ہے۔ میں فقر سے خوف اور تو نگری کی حرمت کیوں کروں جبکہ امیر المؤمنین کا میری طرف بہت اچھا خیال ہے پھر ہارون رشید نے کہا ہاں ہاں کہیں خوف کرتے ہوئے فضل اسکو ایک لاکھ درہم دیدو واللہ اسکے اشعار بہت ہی اچھے ہیں اور اسکے اصول اور قواعد بہت ہی پاکیزہ ہیں۔ بیٹے عرض کیا یا امیر المؤمنین میرے اشعار سے تو یہ آپ کا فرمان ہی بہت اچھا ہے (جسکی وجہ تعلیمات مجاہدیگی ہارون نے کہا فضل اسکو ایک لاکھ اور دیدو۔ محمد بن علی خراسانی کہتے ہیں کہ خلفا میں سب سے اول ہارون رشید ہی جو گان کھلی اور نشانہ بازی کی اور خلفا بنی عباس میں سب سے پہلے شطرنج ہارون نے ہی کھلی ہے۔ اصول کہتے ہیں کہ اول ہارون نے ہی گویوں کے مراتب مقرر کئے۔ جسوقت ہمدانہ اسکی لوٹھی (باندی) کا انتقال ہوا تو اس نے یہ مرثیہ کہا (ترجمہ شعر) میں نے بڑا درد اور رنج کھنچا۔ جب ہمدانہ کو موت آئی۔ جب میرے سے جدا ہوئی تو میرا غمیش جاتا رہا میں جیسا تھا ویسا ہی رہا۔ یہی دنیا تھی مگر جب وہ قبر میں چلی گئی۔ تو دنیا ہی جاتی رہی بہت سے دنیا میں انسان ہیں مگر تیری موت کے بعد میں نے کوئی انسان ہی نہ دیکھا واللہ میں تجھے جہنم تک پہنچا دوں گا جہنم پہنچو تو ہوا حرکت دیتی رہے۔ ہارون رشید نے ملک خراسان کے مقام طوس میں جہاں وہ غمزدہ کیلے گیا ہوا تھا انتقال کیا اور وہیں ۱۹۳ھ میں بحر ہمدان میں سال مدفون ہوا۔ اسکے جنازہ کی نماز اسکے بیٹے صالح نے پڑھائی۔ اصول کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے دس کروڑ دینار نقد اور اسباب جو اس پر چھاندی اور گھوڑے ایک لاکھ چاس ہزار کی ملکیت کے چھوڑے۔ کہتے ہیں کہ حکم جبریل بن جلیشون نے ہارون رشید کے علاج میں غلطی کھائی اور اسکی موت کا سبب ہو گیا اس نے ہارون رشید کے ایک عضو کاٹ ڈالنے کا ارادہ کیا تھا مگر پھر اس نے کہا کہ کل تک انتظار کیجئے۔ صباح کو اپنا فیت سے اٹھیں گے مگر وہ اسی روز مر گیا۔ کہتے ہیں کہ رشید نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں طوس کا ہا کم مقرر ہو گیا ہوں صبح اٹھ کر وہ بہت رو یا اور کہا کہ میری قبر کھودو چنانچہ کھودی گئی اور خود اوٹ پر سوار ہو کر اسے دیکھنے گیا قبر کی طرف دیکھ کر کہنے لگا اے ابن آدم اب اسے اختیار کر پھر چند لوگوں کو قبر میں اتارنے کا حکم دیا اور اس میں ان سے ختم فرما کر ان کو لایا اور خود قبر کے کنارے بیٹھا رہا۔ جسوقت اس کا انتقال ہو گیا تو لشکر میں میں سے بیٹے ہو گئے اور میں سے وقت بخیر دینے موجود تھا جب بغداد میں پہنچے پہنچی تو امین نے حبیہ کے روز خلیفہ پڑھا اور اسے ہارون رشید کے انتقال کی خبر سنائی اور لوگوں نے اس روز ہارون رشید کا انعام جاری ہارون کی چادر چھڑی چھری کر چلا اور بارہ روز میں ۱۵ جمادی الاخر کو بغداد میں پہنچ کر امین کے سپرد کر دیے۔ ابو شیبہ نے ہارون کا خوب مرثیہ لکھا (ترجمہ) غروب آفتاب مشرق میں ہو گیا اسی واسطے میری

آنکھیں روٹی ہیں یعنی آفتاب کو بھی اس سمت نروب ہوتے نہیں دیکھا تھا جدھر سورہ طلوع ہوتا ہے۔
 ابولواس نے ایک قصیدہ متضمن بہ مرثیہ و تہنیت لکھا ہے (ترجمہ) سعد و بخش کی دنیا پر حکومت ہو گئی ہم
 میں بھی ہیں اور مجلس شادی میں بھی دل روتا ہے آنکھیں سستی ہیں۔ ہم پر جنت بھی طاری ہے اور انس بھی ہم میں
 کی خلافت قائم ہوئے پرخشش ہوتے ہیں اور سنتے ہیں و امام کی جوکل و فاقہ ہوتی ہے وہ ہمیں دلاتی ہے ایک بدعا
 میں طلوع ہوا اور دوسرا طوس کی زمین میں نروب ہوا ہے۔ صولی کہتے ہیں کہ یہ دو حدیثیں بارز و رشید سے
 مروی ہیں۔ اول جو کہ حضرت انس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم آتش و زخ سے بچو خواہ وہ کھجور کی
 گھٹلی کے شکاف کے برابر ہو۔ دوسری جو کہ حضرت ابن عباس رضی عنہما نے فرمائی ہے کہ ابی طالب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 تم اپنے منہ پاکے صاف کرو کیونکہ وہ قرآن شریف کا راستہ ہے۔

(4) امین محمد ابو عبد اللہ

امین محمد ابو عبد اللہ بن رشید اس کو اسکے باپ نے اپنی زندگی میں بیعت مقرر کیا تھا لہذا اسی کے موافق اپنے
 باپ کے انتقال کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ شیخ جو انہوں کو راہنما طور پر اقامت جمیل نہایت زور اور
 حلقہ کریم والا صاحب شجاعت تھا کہتے ہیں کہ اسے ایک مرتبہ اپنے ہاتھ سے شیر مار دیا تھا فصیح و بلیغ و ادیب اور
 با فضیلت آدمی تھا مگر اسی کیساتھ اور شہی راے رکھنے والا فضول خرچ ضعیف المرأے اور تہی کبی تھا
 خلافت کی صلاحیت اور قابلیت نہیں رکھتا تھا جس روز خلیفہ ہوا اسکے اگلے ہی روز قصر منصوب کے پاس
 چوگان کھینے کے لئے میدان بنانے کا حکم دیا۔ ۱۹۳ھ میں اپنے بھائی قائم کو جسے ہارون نے اسکے بعد
 ولیعہد بنایا تھا اور لقب ماموں مقرر کیا تھا معزول کر دیا جسکی وجہ سے اس کے اور ماموں کے درمیان
 بخش پیدا ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ فضل بن یحییٰ نے سوچا کہ جب ماموں خلیفہ ہو جاویگا تو پھر میں اس پر
 باقی نہیں رہوں گا یہ سوچ کر امین کو برائے نیت کر کے ماموں کی خلع بیعت کرادی اور موسیٰ بن امین کو ولیعہد مقرر
 کر دیا جب یہ خبر ماموں کو پہنچی تو اسنے امین سے قطع تعلق کر لیا اور اسکا نام قرابین اور سکوں سے نکلوا ڈالا۔
 پھر امین نے ماموں کے پاس قاصد بھیجا کہ میں نے تمہاری بجائے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد مقرر کر دیا ہے اور
 موسیٰ کے بعد تم ولیعہد ہو موسیٰ کا نام ناطق یا حن رکھ دیا ہے ماموں نے اس حکم کو رد کر دیا اور اس کے ماننے
 سے قطعاً انکار کر دیا۔ ماموں نے یہ خیال کیا کہ امین کے ایلچی کو اپنے ساتھ بٹھلا کر شراب پلائی ایلچی نے یہ تمام
 سروسا نہ دیکھا کہ خفیہ طور پر ماموں سے بیعت کر لی اور دار الخلافہ میں جا کر وہاں کے حالات سے
 ماموں کو خبر پہنچا۔ طور پر مطلع کرتا رہا اور عراق کے متعلق رائے دیتا رہا۔ جب ایلچی نے ماموں کے امتناع
 پر سنائی۔ تو امین نے اسکا نام ولایت شہد سے نکال ڈالا اور جس کتبہ ہارون رشید نے کوشیر لیت

بین آویزاں کرایا تھا اسکو اتروا کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جسکی قیمتی گلاس میں سکی ٹھوکر کی وجہ سے ٹوٹا
 امین کو اکثر اہل الرائے نے سمجھایا اور خاتم بن حزمیہ نے لاکھ کہا کہ امیر مرقریب آگیا ہے۔ میں نے کہا خداوند
 ہیں وہ نصیحت نہیں کرتے اور جو بیچ بولتے ہیں وہ ہلاکت میں نہیں ڈالتے آپ نے سنائی دی کہ حیرل مر کے
 آپسے ہی خلع کرینگے اور لوگوں کو نقص عہد پر نہ برائے لگتے کیجئے ورنہ وہ آپ ہی سے نقص عہد کرینگے یہ دن کے
 کہ عذر کرنا لے سے لوگ کہینہ رکھنے لگتے ہیں اور نقص عہد کرنا لے سے آدمی ترک صحبت کر لیتے ہیں مگر امین
 نے کسی کی ایکٹ سنی اور لوگوں کا دل عطیات اپنی طرف مائل کر لیا اور اپنے بیٹے موسیٰ کی صحبت کرائی اور اسکا لقب
 ناطق باطن رکھ دیا حالانکہ ناطق باطن صاحب بھی دودھ پیتے بیٹے ہی تھے بعض شعراء نے اس پر نظمیں لکھیں
 (ترجمہ اشعار) خلافت کو یہ باتیں ضائع کر دیتی ہیں۔ وزیر کی بددیانتی امیر کا فسق اور مشیر و نکاحیہ۔ فضل
 وزیر اور بکر مشیر وہی کام کرتے ہیں جس میں امیر کی ہلاکت ہو۔ غلیفہ کی لواطت ایک مرتجب ہے اور اس سے زیادہ تعجب
 کی بات وزیر کا خلع ہے وہ کرتا ہے اور کرتا ہے۔ واللہ یہ خلافت امور ہیں۔ اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات
 یہ ہے کہ ہم ایک لڑکے سے بیعت کرتے ہیں جو ابھی اپنی آب و سنت بھی نہیں کر سکتا اور آئی وایا اسکے پیشاب کے ذراعت
 نہیں پاتی یہ سب باتیں فضل و بکر کی وجہ سے ہیں وہ دونوں قرآن شریف پر پانی پھیرنا چاہتے ہیں مگر انصاف
 زمانہ ہوتا تو یہ دونوں یا تو کسی سوداگر کا غلام بیچتے یا کسی کے آگے محنت کرتے۔ جب ماموں کو اپنی خلافت
 کی خلع کا یقین ہو گیا تو اسے اپنا نام امام المؤمنین رکھ لیا اور یہی کھووانا شروع کر دیا۔ ادھر امین بن
 عیسیٰ بن ہان کو بلا دجبل۔ ہمدان۔ نہادند۔ قم۔ اصفہان پر جو ماموں کی جاگیریں تھیں حاکم مقرر کر کے
 ۱۹۵ھ میں دھڑ بھڑ پار علی بن عیسیٰ نصف جمادی الآخر کو چالیس ہزار لشکر لیکر نہایت طمطراق سے ماموں
 کی طرف چلا اور ایک سو لاکھ کی بٹری ماموں کو قید کر نیلے لئے ساتھ لی۔ ماموں نے اسکے مقابلے کیلئے طاہر بن
 حسین کو چار ہزار لشکر سے کچھ کم دیکر روانہ کیا مگر خدا کی شان طاہر کو فتح ہوئی اور علی بن عیسیٰ میدان جنگ
 میں قتل ہو گیا اور اسکا لشکر منتشر ہو گیا طاہر نے علی بن عیسیٰ کا سر کاٹ کر ماموں کے پاس بھجوا دیا ماموں نے حکم دیا
 کہ تمام خزانے میں یہ سر گھوما یا جائے۔ جب یہ خبر امین کو پہنچی تو یہ اس وقت چھلی کا شکار کھیل رہا
 تھا اسنے اپنی سے کہا کجنت مجھے اتنی تو فہانت دی ہوتی کہ اس حوض میں سے دو چھلیاں مار لیتا۔ ادھر یہ کیفیت
 تھی اور اُس ماموں نے تخت خلافت پر قبضہ کر لیا۔ عبداللہ بن صالح جرمی کہتے ہیں کہ جب علی بن عیسیٰ میدان جنگ
 میں قتل ہو گیا تو بغداد میں بھی لوگوں میں سخت فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ اب امین کی آنکھیں کھلیں اور یہ اپنے بھائی
 ماموں کی خلع بدیت سے نہایت شرمندہ ہوا۔ امراء کی طمع کا حال اس پر کھل گیا۔ از سر یہ غضب ہو گیا
 کہ فوج کو تنخواہ چونکہ تقسیم نہیں ہوئی تھی اس نے غور غور بنا پیا دیا۔ جنگ نے طول کھینچا اور اس کے ساتھ

اسکے منہ سے خون پونچھتے ہوئے کہا (ترجمہ) میرے قرۃ العین کو محض میرے بعد سے انہوں نے مارا۔ خداوند تعالیٰ اسے میرا بدلہ لیں جنہوں نے اسکا منہ مجلس دیا۔ اس سے آگے کہنے پر قادر نہ ہو سکا۔ اتنے میں عبداللہ بن تمیمی شاعر آگیا اس نے کہا کچھ اسپر تم ایزاد کرو اسنے کہا (ترجمہ استخار) میرے محبوب کا کوئی شیبہ نہیں۔ اسپر تمام دنیا حیران ہے اسکا وصل بیٹھا ہے لیکن اسکا ہجر سخت کر دیا ہے جس کو لوگ سب سے زیادہ افضل دیکھتے تھے اس پر حسد کیا اور اس حسد کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بادشاہ کے ساتھ اس کے بھائی نے کیا۔ امین نے اسکو تین چھوڑ کر عطا کئے۔ جبہ امین قتل ہو گیا تو تمیمی ماموں کے پاس یا اور اسی مدح سرائی کی مگر بار یاب نہ ہو سکا فضل بن سہل نے اسکی سفارش کی اس نے ماموں تک سائی کرادی۔ جب تمیمی بار یاب ہوا تو ماموں نے دیکھتے ہی کہا ہاں تمیمی وہ شکر کس طرح ہے جیسے ایک بادشاہ کیساتھ اسکے بھائی نے کیا۔ تمیمی نے فی البدیہہ کہا (ترجمہ) ہاں عبداللہ جس پر ظلم۔ نقص عہد کی وجہ سے ہوا تھا۔ فتح پا گیا وہ عہد جو اسکے باپ نے سو کر کر دیا تھا اور اس پر اسکے بھائی نے عمل نہیں کیا تھا یہ سنکر ماموں نے اسکی خطا معاف کر دی اور اسکو دس ہزار درہم عطا کئے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے خداوند تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ امین کو محض اسوجہ سے بخش دیں گے کہ اس نے اسماعیل بن علیہ کو جبکہ وہ اس کے پاس یا تھا نہایت سخت الفاظ میں کہا تھا کہ حرام زادہ تو ہی قرآن شریف کو مخلوق بتاتا پھرتا ہے۔ مسعودی کہتے ہیں کہ ہمارے وقت تک کوئی ہاشمی خلیفہ ہاشمیہ کے لیٹن سے سوائے علی بن ابی طالب اور امام حسن اور امین کے تحت خلافت پر نہیں بیٹھا۔ امین کی والدہ زبیرہ بنت جعفر بن ابی جعفر منصور تھی جس کا اصل نام امنۃ الحریر اور لقب زبیرہ تھا۔ سحاق موصی کہتے ہیں کہ امین میں بعض خصائل ایسے تھے جو کسی خلیفہ میں نہیں ہوتے۔ نہایت حسین بڑا سخی۔ نجیب فیہ یعنی ماں باپ دونوں کی طرف سے شریف تھا قابل ادیب اور اچھا شاعر تھا۔ لیکن اسوسن لہو لعلیہ سپر غالب آگیا تھا اور حالانکہ مال خرچ کرتے نہیں بہت بڑا حاتم وقت تھا مگر اسی کیساتھ کھانا دینے میں بڑا بخیل تھا۔ ابو الحسن احمد کہتے ہیں کہ میں اگر کبھی سنشہاد کے وقت نخو میں بھول جاتا تو امین مجھے فوراً ایسا شعر سنا دیتا تھا میں بادشاہوں کی اولاد میں امین اور ماموں سے زیادہ ذکی نہیں دیکھا۔ امین کا قتل حرم ۱۹۵ھ میں پچھتر تیس سال واقع ہوا۔ امین کے عہد خلافت میں ان علمائے اہل سنت نے انتقال کیا۔ اسماعیل بن علیہ۔ غزدر۔ شقیق بنی زاید۔ ابو معاویہ۔ یزید۔ مورخ سعدی۔ عبداللہ بن کثیر۔ ابو نو اس شاعر۔ بو بد اللہ بن وہب۔ شاگرد امام مالک۔ ورش مہری۔ کبیر و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔ علی بن محمد نو فلی زبیر کہتے ہیں کہ سفلی منصور ہمدانی ہادی رشید کوئی بھی برسر منبر اپنے اوصاف کے ساتھ نہیں بکا آگیا حتیٰ کہ امین جب خلیفہ ہوا تو منبر پر امین صاف کیسا تھا یاد کیا گیا اور خط و کتابت میں اس طرح کہہ جانے لگا۔ منجانب

عبداللہ محمد امین امیر المومنین۔ عسکری نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ امین کے شعار نہایت پاکیزہ ہوتے تھے چنانچہ جب اسے خبر ملی کہ ماموں نے اسکے حکم کی تعمیل نہیں کی تو امین نے ایک نظم لکھی جس میں اسے اپنی فضیلت اور ماموں کے ام ولد کے بطن سے ہونے کی وجہ سے اس کی زلت ظاہر کی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے (ترجمہ اشعار) تو اپنے اوپر سرگز فخر نہ کر۔ فخر تو نجیب الطرفین کے واسطے ہے۔ جب لوگ فخر کرنے لگیں تو تو الگ بٹھا جا کیونکہ تو اس قابل نہیں۔ تو منبر پر روزانہ بڑائی مارتا ہے مگر میرے بعد تخت خلافت پر نہیں آئیگا۔ جو تیری فضیلت بیان کرتا ہے وہ تجھے عجیب لگاتا ہے اور تو میرے حق میں مقال باطل کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ نظم نہایت عالی ہے اور اسکے بھائی اور باپ کی نظموں سے ہزاروں گنا بہتر اور پاکیزہ ہے۔ اس نے اپنے خادم کوثر کے متعلق بہت ہی اچھا کلام کہا ہے جو قابل تعریف ہے چنانچہ کتا ہے (ترجمہ اشعار) لوگ نہیں ارادہ کرتے ہیں عاشق سے۔ محبت میں اندر و گہن کا۔ کوثر میری دنیا اور دین ہے اور بیماری میں طبیب۔ لوگ سلامت کو نبواسے عاجز آگئے۔ میری محبوب کی محبت سے۔ جب امین پر ظاہر نے قبضہ پایا اور امین کو خلافت سے ناامیدی ہو گئی تو اس نے کہا (ترجمہ اشعار) اے نفس حق کا خوف ہے رخصا و قدر سے مضر نہیں جوڑتا ہے وہ خطرے میں گرفتار ہوتا ہے جو دنیا کے عزے چکھتا ہے۔ ایک دن اس کے وانت زمانہ فرور رکھے کرتا ہے۔ صولی کہتے ہیں کہ امین نے ایک خط ظاہر کے نام اپنے لاتب سے لکھوایا جس کا مضمون اس نے یہ بتلایا تھا کہ من جانب عبداللہ محمد امیر المومنین ایام ظاہر بن حسن اسلام علیکم اما بعد جو میرے اور میرے بھائی کے درمیان ہو رہا ہے وہ لوگوں پر خوب ظاہر ہو چکا ہے۔ قسمت میں جو لکھا ہے ہو کر وہ سہیگا مگر میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے پرہیز راہ راہی دہیے تاکہ میں اپنے بھائی کے پاس چلا جاؤں اگر وہ میری تعظیم و تکریم کرے تو یہ اسکی لائق ہے اور اگر قتل کر دے تو ہمیشہ ہونا آیا ہے مردت کو مردت قلع کرتی ہے اور تلوار کو تلوار کاٹی ہے اگر مجھے کوئی دزدہ پھاڑ دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ مجھے کوئی کتا بھونکتا رہے مگر ظاہر نے انکار کر دیا اسماعیل بن ابی محمد بصری کہتے ہیں کہ میرے سوا اور نے بارہا امین اور ماموں سے گفتگوئیں کی ہیں وہ کہتے تھے کہ میں نے ان دونوں کو نہایت فصیح و بلیغ پایا حالانکہ اولاد خلفاء بنو امیہ کی فصاحت سیکھنے کے لئے بیریوں کے پاس جایا کرتی تھی مگر باوجود اس کے بنو عباس زیادہ فصیح تھے۔ صولی کہتے ہیں کہ ہم امین سے سوا کے ایک حدیث روایت کرنے کی کوئی حدیث نہیں جانتے۔ بشرہ بن محمد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حسین بن ضحاک کے پاس ایک جماعت نبی ہاشم کی بیٹی ہوئی تھی اور ان

میں متوکل کی اولاد بھی شامل تھی کہ کسی نے حسین بن ضحاک سے دریافت کیا کہ امین کی ادب میں کیا حالت تھی انھوں نے کہا کہ وہ بہت بڑا ادیب تھا کہا فقہ میں کیا حال تھا حسین نے کہا کہ ماموں اس سے زیادہ فقیہ تھا کہا حدیث شریف میں کیسی دسترس تھی انھوں نے کہا کہ میں نے اسکی زبان سے صرف ایک حدیث سنی ہے اس کا ایک نلام حج کرنے گیا تھا جب اسکے انتقال کی خبر آئی تو امین نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص حالت احرام میں مر گیا تو وہ قیامت کے دن تکبیر کہتا ہوا اٹھایا جائیگا۔ ثعلبی لطائف المعارف میں لکھتے ہیں کہ ابوالعینا نے کہا کہ نے فحشہ کہ اگر زبیرہ اپنی چوٹی کے بال کھولے اسکی ہر لٹ میں سے ایک نہ ایک خلیفہ نکلے یا ولیعہد نظر آئے کیونکہ منصور اسکا دادا سفاح دادا کا بھائی۔ ہدی اسکا چچا رشید اس کا شوہر تھا۔ امین اسکا بیٹا۔ ماموں اور معتم اسکے سوتیلے فرزند و اہل و عیال اور منوکل سوتیلے بیٹوں کے بیٹے تھے اور ولیعہد تو بہت سے ہیں اسکی نظر دنیا میں اگر ہو سکتی ہے تو بنو امیہ میں مانگہ بنت زبیر بن معاویہ ہو سکتی ہے کیونکہ زبیر اسکا باپ حضرت معاویہ اسکے دادا معاویہ بن زبیر اسکا بھتیجا مروان بن حکم اسکا عسکر الملک اسکا شوہر تھا۔ زبیر اسکا بیٹا ولید اسکا پوتا۔ ہشام سلیمان اسکے سوتیلے بیٹے زبیر ابراہیم اسکے سوتیلے بچے تھے۔ (۷)

المامون عبد اللہ ابو العباس

مامون عبد اللہ ابو العباس بن ہارون رشید نصف رجب الاول سنہ ۱۹۸ بروز جمعہ جس رات ہادی کا انتقال ہوا تھا پیدا ہوا اسکو اسکے باپ نے امین کے بعد ولیعہد مقرر کیا تھا اسکی ماں کا نام مرا حل تھا جو رام ولایتی اور اس کے چچم ہی میں مگر تھی۔ اس خلیفہ نے بچپن ہی میں تحصیل علم کیا تھا۔ اسے حدیث شریف پینے باپ اور معتم اور عباد بن عوام یوسف بن عطیہ۔ ابو معاویہ الفزیری۔ اسما عیسیٰ بن علیہ ورجاج سے سماعت کی۔ علم ادب زبیر سے حاصل کیا۔ فقہار کوردور دور سے بلا کر جمع کیا اور فقہ عربیت اور ایام الناس میں کمال حاصل کیا جب جوان ہوا تو فلسفہ اور علوم الاوائل استودر حال کے کرانکے توغل کی وجہ سے خلق قرآن کا قائل ہو گیا اس کے بیٹے فضل اور یحییٰ بن کتم۔ جعفر بن ابی عثمان الطیالسی امیر عبد اللہ بن طاہر۔ احمد بن حارث شیبی۔ وعل خزاہی اور بہت سے لوگوں نے حدیث کی روایت کی۔ یہ شخص تمام خاندان بنو عباس میں حزم۔ عزم۔ حلم۔ علم۔ رائے۔ ذکاوت۔ ہدایت۔ شجاعت۔ سرداری۔ جوانمردی کے اعتبار سے بڑھا ہوا تھا۔ اس میں بہت سے حاسن اور نیک خصلتیں موجود تھیں اگر یہ مسأئہ خلق قرآن کا قائل نہ ہوتا اور اس کی لوگوں میں شاعت نہ کرتا تو یہ اپنی نظیر آپ ہی ہوتا اس میں کوئی شک نہیں کہ خاندان بنو عباس میں یہ شخص سب سے زیادہ عالم تھا اور اسی کیساتھ فصیح بلیغ قادر الکلام بھی اعلیٰ درجہ کا تھا اس کا قول ہے کہ معاویہ کو عمر کی اور عبد الملک کو حجاج کی ضرورت

تی مگر مجھے کسی کی ضرورت نہیں کہتے ہیں کہ خلفاء نبی عباس میں ابتدائی۔ متوسط اور آخری خلیفہ گورے
 میں چنانچہ سفاح ابتدائی۔ ماموں متوسط اور معتضداً آخری خلیفہ ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے بعض
 بھان شریف میں تینتیس سال مرتبہ قرآن شریف ختم کیا ہے اسکے متعلق مشہور تھا کہ وہ شبیہ ہے۔
 اپنے والوں کی ویسا ہے کہ اس نے اپنے بھائی موثن کو معزول کر کے اپنا ولیجد علی رضی کو بنایا تھا اس
 ذکر ہم آگے کریں گے۔ اور معتضداً ختم کہتے ہیں کہ ماموں بہت بڑا عادل اور عادلوں کو عدل کی تاکید
 فرمایا تھا۔ فقیہہ النفس ایسا تھا کہ بڑے عالموں میں شمار ہوتا تھا۔ رشید سے مروی ہے کہ خیر اللہ
 اموں میں منصور جیسا عزم مہدی جیسا زہد اور ہادی جیسی عزت موجود تھی اگر میں کسی کو نسبت دیتا تو
 ماموں ہی سے نسبت دیتا تھا میں نے امین کو یا جو اسکے کہ وہ خواہشات کا بندہ فصول ختم
 نیز کون اور عورتوں کی رائے پر کار بند تھا اسوجہ سے مقدم رکھا ہے کہ وہ ہاشمیہ کا بیٹا تھا اگر وہ ہاشمیہ
 کا بیٹا نہ ہوتا تو ماموں کو ہر طرح اس پر ترجیح حاصل تھی۔ امین کے قتل کے بعد ۱۹۸ھ میں ماموں
 خراسان میں مستقل خلیفہ ہوا اور ابو جعفر کنیت مقرر کی۔ صولی کہتے ہیں کہ ماموں کو یہ کنیت
 بہت زیادہ پسند تھی کیونکہ یہ کنیت منصور کی تھی جو نہایت رعب و اب کا بادشاہ تھا نیز اسکا یہ بھی
 خیال تھا کہ جس خلیفہ کی کنیت ہی اسکی بہت زیادہ مخر ہوئی ہے جیسے منصور اور رشید۔ ۲۰۱ھ میں
 اسے اپنے بھائی موثن کو ولیجدی سے معزول کر کے اسکی بجائے علی بن موسیٰ الیاطم بن جعفر صادق کو
 ولیجد مقرر کیا اور لوگوں نے اسکے فعل کو اسکے تشبیح ہونے پر محمول کیا حتیٰ کہ یہاں تک لوگوں نے کہا کہ ماموں نے
 اپنا خلع کر کے ام خلافت علی رضی کو تفویض کر نیکارا دہ کر لیا تھا۔ اسی نے انکو رضی کا خطاب دیا تھا اور
 ان کے نام سے سکوں پر ضرب کرائی تھی اور اپنی لڑکی سے انکی شادی کر دی تھی اور اسکی تمام مالک محروم
 میں سادگی کرائی تھی اس نے سیاہ کپڑے پہنے کی ممانعت کر کے سبز کپڑے پہنے کا حکم دیا تھا یہ حرکتیں
 نبی عباس پر نہایت ناگوار گذریں اور ابراہیم بن مہدی سے بیعت کر کے اسپر خروج کر دیا ابراہیم
 بن مہدی کو مبارک خطاب بھی دیا تھا۔ ماموں نے ان کا مقابلہ کیا اور لڑائی اور حرب و حرب
 ہوتی رہی حتیٰ کہ ماموں کو عراق کی طرف جانا پڑا مگر اسی اثناء میں علی رضی نے ۲۰۳ھ میں انتقال کیا
 ماموں نے اہل بغداد کو لکھا کہ جب علی رضی کا انتقال ہو گیا تو اب شور و فساد کیا مگر ان لوگوں نے ماموں
 کو سخت جواب لکھا۔ آخر ابراہیم بن مہدی کو سستی کے ساتھ مدد دینے لگے جس کی وجہ سے ابراہیم ماہ
 ذالحجہ میں دو سال سے کچھ کم لڑائی کے بعد کہیں جا چھپا اور آٹھ سال تک چھپا رہا صرف ۲۰۳ھ
 میں جب ماموں بغداد آیا تو نبی عباس اور دوسرے لوگوں نے وہاں اس کو سیاہ لباس پہنے اور

سبز کو چھوڑ دینے پر زور دیا اول تو ماموں نے توقف کیا مگر آخر اسکو مان لیا۔ صولی کہتے ہیں کہ ماموں کے بعض گھروالوں نے کہا کہ خلافت کا امر اولاد حضرت علی کے متعلق نہ کرور نہ یاد رکھ کہ ان کے نیک لوگوں پر بھی تیرا قابو نہ رہیگا اس نے جواب دیا کہ میں یہ اسلئے کر رہا ہوں کہ جسوقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تھے تو انھوں نے کسی ہاشمی کو ولیعہد نہیں کیا تھا۔ اسی طرح حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی کسی ہاشمی کو کوئی امر تفویض نہیں فرمایا تھا مگر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے عبد اللہ بن عباس کو بصرہ میں عبد اللہ کو بن میں معبد کو ملکہ میں اور قسطن کو بصرہ میں حاکم مقرر کیا تھا بلکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی بات میں ولیعہد مقرر کر دیا تھا انکا یہ احسان اب تک ہماری گردن پر برابر چلا آ رہا ہے لہذا میں اس کا بدلہ ان کی اولاد کو دینا چاہتا ہوں۔ سنہ ۲۱۰ میں ماموں نے یوران بنتا حسین ابن سہل سے نکاح کیا اور مزاروں کا مال اس کے ہر میں توید یا یوران کے والد نے بھی بے انتہا فیاضی کی چنانچہ تمام فوج کو خلعتیں دیں اور سترہ روز تک دعوت رکھی بہت سے رقعے لکھے جن میں کسی نہ کسی جاگیر کا نام تھا وہ لشکر اور نبی عباس پر تقسیم کر دیں اور جو رقعہ جس کے پاس آیا وہ جاگیر اسی کو بخندری اور صینیاں زور جو اہر کی بھری ہوئی لوگوں کے سامنے لٹا دیں۔

سنہ ۲۱۱ میں ماموں نے حکم دیا کہ متادی کرادی جائے کہ جو شخص (حضرت) معاویہ کماذکر بخیر کر گیا ہے اس کی حفاظت بری ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الخلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

سنہ ۲۱۲ میں ماموں نے مسئلہ خلق قرآن کا اعلان کیا اور اسی کیساتھ فضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق کے اوپر کی اشاعت کی جس سے لوگوں میں اسکی طرف سے نفرت پیدا ہو گئی بلکہ اکثر شہروں میں لوگوں نے فساد شروع کر دیا اور اس عقیدہ میں کسی نے اسکا ساتھ نہ دیا بالآخر سنہ ۲۱۴ تک ماموں کو لاجپہر اپنے ان عقائد کے اظہار پر صبر کرنا پڑا۔ سنہ ۲۱۵ میں مغزوہ روم کی طرف چلا اور وہاں قلعہ قرہ اور ماجد کو لڑائی سے فتح کر لیا پھر دمشق کی طرف گیا اور وہاں سے پھر روم میں سنہ ۲۱۶ میں واپس آیا اور یہاں کچھ قلعے فتح کر کے پھر دمشق چلا گیا دمشق سے مہر گیا اور عیاسیوں میں یہ سب پہلا بادشاہ ہے جو مصر میں داخل ہوا مصر سے سنہ ۲۱۷ میں پھر دمشق اور روم کی طرف لوٹا۔

سنہ ۲۱۸ میں مسئلہ خلق قرآن کے متعلق اس نے لوگوں کا امتحان لیا چنانچہ اس نے نائب السلطنت بغداد اسحاق بن ابراہیم خزاعی طاہر بن حسین کے چہرے بھائی کی مسرت علماء بغداد کو لکھا کہ امیر المؤمنین کو خوب معلوم ہے کہ جہور اعظم اور سوا اوکبر حتی کہ علماء سے لیکر ایک ادنی جاہل تک جنکو نہ زمین میں نظر ہے نہ درستیہ ان کے دلوں میں علم کی روشنی ہے نہ برہان نیز معرفت خداوند تعالیٰ میں جو جاہل اور اندھے

کیا مگر اس نے رفتہ سے بغداد نہ آنے دیا لہذا انھوں نے تفتیہ کر کے اسکو قبول کر لیا۔ ماموں نے پھر اسحاق بن
 ابراہیم کو لکھا کہ وہ فقہاء اور مشائخ کو جمع کر کے انھیں اطلاع دیرے کہ ان مفصلہ بالا اسات آجاب نے اس عقیدہ
 کو قبول کر لیا ہے۔ اسحاق اسی تعبیر کی تو اگرچہ کچھ لوگوں نے اسکو تسلیم کر لیا مگر اکثر نے انکار کر دیا جی بن مجیب نے کہا
 تھے کہ ہم نے اس عقیدہ کو توار کے زور سے قبول کر لیا ہے۔ ماموں نے پھر اسی مضمون کا ایک خط اسحاق کو لکھا
 کہ جو لوگ اسکا انکار کرتے ہیں انکو جمع کر کے اچھی طرح دریافت کیا جائے چنانچہ اسحاق نے ان حضرات کو بلوایا
 بلوایا۔ امام احمد بن حنبل، بشر بن ولید کنڈی ابو حسان زیادی۔ علی بن ابی مقاتل۔ فضل بن کاسم۔ عبد اللہ
 بن عمر قواریری۔ علی بن جدر۔ سجاوہ ذیال بن سہتم۔ قیثہ بن سعد۔ سعدویۃ الواسطی۔ اسحاق بن اسرائیل۔ ابو
 ہریر۔ ابن علیہ الاکبر۔ محمد بن نوح۔ علی بن یحییٰ بن عبدالرحمن عمری۔ ابو نصر تمار۔ ابو عمر قطیبی۔ محمد بن حاتم بن یحییٰ
 وغیرہ ہم۔ انکو ماموں کا خط سنایا گیا انھوں نے سنکر آپس میں سرگوشیاں شروع کیں اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا
 نہ انکار کیا آخر اسحاق بن ابراہیم نے بشر بن ولید سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو انھوں نے کہا کہ مجھے تو امیر المومنین کا عقیدہ
 بہت مدت سے معلوم ہے اس لئے کہا کہ اب چونکہ امیر المومنین نے اسکی تجدید کی ہے اور انکے علمنامہ کی تجمیل ضروری ہے
 لے کہا میرا قول یہ ہے کہ قرآن شریف خداوند تعالیٰ کا کلام ہے۔ اسنے کہا کہ میں آپسے یہ سوال نہیں کرتا بلکہ
 پوچھتا ہوں کہ آپ اس کو مخلوق مانتے ہیں یا نہیں انھوں نے کہا کہ میں جو کچھ کہہ چکا ہوں اس سے زیادہ کہنا اچھا
 سمجھتا ہوں اور میں تو امیر المومنین سے پوچھ کر چکا ہوں کہ اس مسئلہ کے متعلق آئندہ کچھ نہیں کہوں گا۔ پھر اسحاق
 نے علی بن ابی مقاتل سے مخاطب کر پوچھا آپ کیا کہتے ہیں انھوں نے کہا قرآن شریف خدا کا کلام ہے اور اگر امیر المومنین
 کچھ اور کہیں تو ہم سننے اور اطاعت کرنے کو تیار ہیں پھر ابو حسان زیادی نے بھی اسی قسم کا جواب دیا انکے بعد حضرت
 امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا آپ کیا فرماتے ہیں انھوں نے بھی یہی فرمایا کہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کا کلام ہے
 اسنے کہا کہ آیا مخلوق ہے یا نہیں حضرت امام صاحب نے فرمایا کہ وہ کلام اللہ ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہتا
 پھر باقیوں کا امتحان لیا اور انکا امتحان قلم بند کیا آخر میرا بن یسار الاکبر نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ قرآن شریف
 بنایا گیا ہے اور محدث ہے، کیونکہ اسپر نص وارد ہوئی ہے اسحاق نے کہا کہ جو چیز بنائی جاتی ہے وہ مخلوق ہوتی
 ابن پیام الاکبر نے کہا کہ ہاں اسحاق نے کہا تو پھر قرآن شریف ہی مخلوق ہے انھوں نے کہا کہ میں قرآن شریف
 مخلوق نہیں کہہ سکتا۔ اسحاق نے یہ سب بیانات لکھ کر خلیفہ ماموں کے پاس بھیج دیے ماموں نے اسکو
 میں لکھا کہ جو کچھ تم نے لکھا تھا ہماری نظر سے گزرا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ خود نوابان قبیلہ ظاہر کرتے ہیں
 ریاست کی تلاش کرتے ہیں وہ دراصل نہ اہل قبیلہ ہیں نہ اہل ریاست جو شخص خلق قرآن کا قائل ہے وہ اس کو فقہ
 اور دینت اور دین قرآن شریف سے روک دیا جائے اور جو کچھ لکھنے کے ہیں اسنے جھوٹ پولا

اس کے اور امیر المؤمنین کے مابین کسی قسم کا معاہدہ نہیں ہوا امیر المؤمنین کا اعتقاد اور اخلاص امرتو کہ قرآن شریف مخلوق ہے سبکو معلوم ہے۔ اسکو پھر بلاؤ اگر وہ تو بہ کریں تو اسکا اعلان کریں اور اگر اپنے شرک پر ہی اصرار کریں اور اپنے کفر اور الجاد کو مجھے قرآن شریف کو قدیم ہی بتلا دیں تو انکو قتل کر کے ان کا سر ہرے پاس بھیج دو اسطرح ابراہیم بن ہندی کا پھر امتحان کروا کروہ قبول کر لیں تو خیر ورنہ انکی لگی کروں اڑا دیجائے علی بن ابی مقائل سے کہو کہ کیا تم نے امیر المؤمنین سے نہیں کہا کہ تم نے حلال و حرام کیا ہے۔ ذیال سے کہدو کہ تم جان رکھو کہ تم نے کھانیکے غلام میں چوری کی ہے۔ احمد بن یزید ابو العوام اور انکا قول کہ وہ قرآن کے متعلق اس سے اچھا جواب نہیں دے سکتے سو وہ یاد رکھیں کہ وہ اگر چہ عمر میں بوڑھے ہیں مگر عقل میں بچے اور جاہل ہیں جب آدمی لکھ پڑھ لے تو پھر اسے اچھا جواب دینا چاہئے اگر اب بھی ایسا ہی کریں تو انکا علاج بھی تلوار سے ہونا چاہئے۔ احمد بن حنبل سے کہدو کہ امیر المؤمنین نے تمہارا جواب معلوم کیا اور اس سے تمہارے جہل اور آفت پر استدلال کیا۔ فضل بن غانم سے کہدو کہ وہ یاد رکھیں کہ جو کچھ مفسرین کیا تھا کیا اس پر وہ امیر المؤمنین سے نہیں شرطے یعنی جبکہ وہ مفسر ہیں قاضی تھے تو انھوں نے اقل مدت میں بہت سامان جمع کر لیا تھا۔ زیادہ سے کہدو کہ تم بائبل جاہل ہو ایک چیز کا دعویٰ کر کے اسکا انکار کرتے ہو سہے اور نصر تبار کو ان سے کہو تمہاری حساست عقل کا امیر المؤمنین کو پہلے ہی سے شبہ تھا۔ ابن نوح اور ابن حاتم سے کہدو کہ سو دکا مال کھاتے کھاتے تمہارے اندر جو توحید کے وقوف کا مادہ تھا وہ جانتا ہا اگر امیر المؤمنین اس سو و خوری کے عو خ میں تم سے قتال کریں تو جائز ہے جبکہ قرآن شریف میں مثال موجود ہے اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو شخص سو و لے وہ مشرک نہ ہو اور نصاریٰ کا پس خوردہ تو ایسا ہی ہوگا۔ ابن شجاع سے کہو کہ وہ یاد رکھیں کہ امیر کا مال علی بن ہشام پر حلال تھا اسکو تم طریقہ ناجائز سے کھا چکے ہو ایسے آدمی کی اگر عقل نہ جاتی ہے تو پھر کیا ہو سجد و یہ لو اسطرح سے کہو کہ جس شخص نے احادیث بنائیں اور یا سنت کی حرص رکھی خداوند تعالیٰ اسکو کبھی فلاح کو نہ پہنچا دینگے۔ سجادہ سے کہو کہ تمہاری انکار بھی معلوم ہوئی سو یلور کھو کہ جو امامتیں علی بن ابی طالب نے تمہیں دی تھیں جب وہ کھا گئے تو توحید سے کیا واسطہ۔ قواریری کو معلوم ہو کہ تمہارا اصول اور ثنوت ستانی ہویں معلوم ہے اور یہ مذہب اور سوائے طریق اور کی عقل و ردین کا اسی سے پتہ چلتا ہے۔ یحییٰ عمری اگر پورا لاد حضرت عمر بن خطاب سے ہیں مگر انکا جواب بھی معروف ہے۔ محمد بن حسن بن علی بن عامر اگر وہ سلف ممالک کا مقتدی ہے تو وہ پرانی روایتوں سے ایک قدم بھی تجاوز نہ کر لگا اور اس صورت میں اسکی حیثیت اباسرچہ سے بھی بڑھ سکتی ہوگی وہ علم کے انھی محتاج ہیں۔ امیر المؤمنین نے قرآن شریف کے حصول میں انکی محنت دیکھ کر انکے ساتھ ابو مسہر کی معرفت بڑی توجہ کی مگر وہ باوجود اس کے فکر و ترو و میں رہا کرتا تھا آخر امیر المؤمنین نے تلوار سے

ڈرا کر اس سے اقرار لیا تھا معلوم ہوا کہ اس نے جھوٹا اقرار دیا تھا اب تم اس سے دریافت کرو اگر وہ اپنے اقرار پر قائم ہے تو اس کا اعلان کرنے میں جس لوگو کا نام ہے لکھ لیا گیا کہ وہ اپنے شرک سے باز نہ آوے یہ سوائے بشیر اور ابن ہدی کے سب کے تلوار کے گھاٹ اٹا رہا جیسے۔ بیان کرتے ہیں کہ یہ حکم نامہ سن کر سوائے احمد بن حنبل اور مجاہد محمد بن یوسف اور قناری میری سے سب نے عقیدہ خلیفہ خلیفہ کو قبول کیا اسحاق نے ان چاروں کو نذیر کر دیا اور پھر رزقید خانہ میں جا کر ان سے ان کا عقیدہ دریافت کیا سب نے اس عقیدہ کا اقرار کر لیا اور اسکے بعد زیادہ ہزار ہا قناری میری بھی قائل ہو گیا امام بن حنبل اور محمد بن یوسف کو روم کی طرف روانہ کر دیا پھر ماموں نے خبر پوچھی اور پھر ان سے پوچھا کہ اس عقیدہ کو قبول کیا ہے وہ دراصل جبر و تشدد کی وجہ سے سن کر ماموں نہایت غصہ سے اور حکم لکھا کہ ان دونوں شخصوں کیساتھ تمام گروہ کو روانہ کیا جائے اسحاق نے تمام کو روانہ کر دیا مگر غیرت ہوئی کہ یہ لوگ بھی ماموں کے پاس پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ ماموں کا انتقال ہو گیا اور خداوند تعالیٰ نے اپنی طرف سے حکم لکھا کہ ان سے نصیبت دور فرمائی۔ ماموں روم میں بیمار ہوا جس وقت مرض میں شدت ہوئی تو اپنے بیٹے عباس کو بلا لیا اسے یہ گمان تھا کہ عباس کے پہنچنے سے قبل شاید میں مر جاؤں گا مگر عباس جبکہ ماموں کی حالت تفریح میں تھا پہنچ گیا لیکن مفصلات و رباہان میں پہلے ہی غلطی ہو چکی تھی جس کی پیشانی پر اسطرگ مرقوم تھا کہ یہ خط ماموں اور اسکے بھائی ابو اسحاق کی طرف سے جو ماموں کے بعد میں خلیفہ اس لئے کیساتھ پہنچا ہے کہ یہ خط امیر المومنین کے حکم سے ہی لکھے گئے تھے اور یہ نہیں کہتے ہیں کہ جب ماموں کو غشی ہوئی اس وقت لکھے گئے ماموں نے جمعرات ۱۸ رجب المبارک ۱۱۸ھ تمام باندوں اور ماموں کے انتقال کیا اور طریقوں میں فن کیا مسعودی کہتے ہیں کہ چشمہ باندوں پر ماموں نے خیمہ لگایا اور وہاں کی ٹھنڈک صفائی۔ مسعودی نے شادی کی پسند کی اتفاقاً اس چشمہ میں ایک مچھلی چکرا چکانی کی مانند دکھلائی وہی جسکو دیکھ کر ماموں بہت تعجب کیا اور پھر نے کا حکم فرمایا مگر بانی کی کھنکھائی سے اس میں پیر نے (تیرنے) کی کسی کو جرت نہ ہوئی ماموں نے اس مچھلی کے پکڑنے پر ایک تلوار کا انجام منفر کیا آخر ایک شخص فرانس نامی چشمہ پیدا تر گیا اور اسکا شکار کر کے باہر لایا مگر ابھی کتنا سے کہ یہی تھا کہ مچھلی نے ایک جست کی اور اسکے ہاتھ میں سے چھکڑ پھر دریا میں گر پڑی۔ ماموں کے بیٹے پھینٹیں پڑیں اور پکڑے تر ہو گئے فرانس دوبارہ دریا میں اترے اور آخر مچھلی کو پکڑ لیا۔ ماموں اسکے کباب بنانے کا حکم دیا ابھی کباب بننے بھی نہ پائے تھے کہ ماموں کو حیا (لرزہ) چڑھ آیا لحاف ڈال گیا مگر لرزہ میں کچھ کمی نہیں آئی ماموں کو کبھی برابر آ رہی تھی اور وادنت سے وادنتین نخر مانتا تھا آخر اسے چاروں طرف آگ دکھائی گئی اتنے میں مچھلی کے کباب بن کر آگے مگر ماموں نے انکو چکھا لیکن نہیں تھا کہ موت آ کر پہنچ گئی تھی۔ فقہری دیر کو پھا فاقہ نظر آیا تھا اس میں اس نے زندوں کے معنی پوچھے کہ عربی میں

کسکو کہتے ہیں کسی نے جو بدیاگہ پر پھیلائے کے معنی ہیں ماموں بدخالی کی پھر اس نواح اور جنگل کا نام دریاقت
 سیا جو بدیاگہ کا سکورقہ کہتے ہیں اور اسکی پنیالٹس کیوقت جو زانچہ بنا یا گیا تھا اس میں لکھا تھا کہ یہ رقعہ میں
 مرگا اور اسیدو اسطے رقعہ چاہیے یہ اختر از کیا کرتا تھا مگر جب اس سنا کہ اس مقام کا نام رقعہ ہے تو یہ اپنی زناگی سے
 بالکل بایوس ہو گیا اور دعائی کہا العالمین! اور اے وہ ذات جسکا ملک کبھی زائل نہیں ہونیکا اس نلسے پر
 بھی رحم فرماؤ جبکا ملک زائل ہوجاویگا مگرموت کب ٹٹنے والی ہے۔ ثعالبی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک جتنا بھاموں
 اور اسکے والد ہارون کی قبر میں ہے دوسرے خاندان میں کسی باپ اور بیٹے میں نہیں، اسی طرح نبی عباس میں پانچ شخصوں
 کی قبروں میں بہت زیادہ بعد المشرقین ہے شاید کسی کی قبر میں مور عبد اللہ طائف میں۔ عبد اللہ مدینہ میں فضل
 شام میں۔ قثم سمرقند میں۔ معبد افریقہ میں۔

ماموں کے بعض حالات

لفظ یہ کہتے ہیں مجھ سے حامد بن عباس بن وزیر نے بیان کیا کہ میں ایک روز ماموں کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ
 اتنا ماموں کو چھینک آئی بیٹے الحمد للہ کا جواب نہ دیا ماموں نے اسکا سبب دریافت کیا تو میں نے کہا یا
 امیرالمومنین آپکا جلال مانع آیا ماموں نے کہا کہ میں ان بادشاہوں میں نہیں ہوں جو دعائے مستغنی ہوں۔
 ابن عباس کو ابو محمد زیدی سے روایت کرتے ہیں کہ ماموں کو اسکے بچپن میں تعظیم دیا کرتا تھا ابیروز حسبت ل
 جو عین یا تو ماموں اسوقت زمانہ میں تھا میں نے خادم سے بلوا کر بھیجا تو اسنے اسنے میں دیر کی میں نے دوسرے
 خادم کو پھر بھیجا مگر پھر بھی نہیں آیا میں نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنا وقت بہت زیادہ ضائع کرتا ہے سیکر خادموں
 نے بھی کہا کہ جب آپ چلے جاتے ہیں۔ تو شاہزادہ خادموں سے شوشی کرتا رہتا ہے اور انکو زنا پشیمانہ ہے آج
 آپ زنا ہی کو شالی کر دیکھتے ہیں ماموں باہر سے آگیا تو میں نے اسات درگاہے دے ماموں اپنی آنکھوں کو نمادنا
 تھا اور رونا جلتا تھا۔ اتنے میں جعفر بن محمدی برگی آگیا اسنے شاہزادہ کے آنسو رومالی سے مٹا سکے اور پھر لڑکھنڈ
 کو کہے تشرش پر چار زانہ سو کہ بیٹھ گیا پھر شاہزادہ کو بھی فرش پر بلا لیا۔ میں لشکر باہر بیٹھا آیا میں دریا تھا کہ میں ہوں
 جعفر بن محمدی برگی سے میری شکایت نہ کر دے جعفر نے شاہزادہ سے متوجہ ہو کر کچھ بات چیت کی اور اسنے
 ہذا تھا کہ چلا گیا جب میں اسکے پاس پھر گیا تو میں نے کہا مجھے ڈر تھا کہ تم میری شکایت نہ کر دو یہ سنکر ماموں نے کہا
 اے ابانچہ میں ہارون رشید سے بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ جعفر سے کہتا کیونکہ پڑھنے میں میرا ہی فائدہ ہے
 عبد اللہ ابن محمدی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہارون رشید نے سفر کا ارادہ کیا اور لشکر میں تیمم دیدیا کہ ہم ایک ہفتے
 کے بعد جلیں گے لہذا تمام تیاریاں میں مگر صفحہ گنجانے کے بعد ہارون نے نہ چلنے کا ارادہ کیا نہ کوئی روزہ حکم
 دیا لوگ انوں کے پاس آئے اور کہا کہ آپ دریافت کیجئے ہارون کو اسٹک یہ معلوم تھا کہ ماموں

بھی شعر کہتا ہے ماموں سے یہ اشعار لکھ کر بارون شہیر کے پاس بھیج دے (ترجمہ اشعار) اے ان شخصوں
 میں اچھے نہیں کے ساتھ چلنے والے چلتے ہیں اور جس کے گھوڑے پر ہر وقت زین کسارتا ہے کاش ہم
 سفر کی غایت کو معلوم کر لیتے یا ہمیں سفر کا حکم ہو جاتا۔ یہ وہاں کے کوئی نہیں جانتا۔ وہ بادشاہ
 جس کے نور سے ظلمات بھی افتاب سے نور کرتا ہے۔ اگر آپ سفر میں جائیں تو اقبال ہی سفر کریگا۔ ورنہ جہاں
 آپ ہو گئے وہ جہی وہیں ہو گا بارون شہیر انکو بڑھا بہت خوش ہوا اور کہا بیٹا تم اور شعر گوئی۔ شعر حقیقہ لوگوں کو مسماں پر
 چڑھا دیتے ہیں اور جیل انقدر لوگوں کو زمین پر گرا دیتے ہیں۔ اجمعی کہتے ہیں ماموں کی ہر ہر پر یہ کندرہ تھا عبد اللہ ابن
 عبد العزیز۔ محمد بن عبد الوہاب کہتے ہیں کہ خلفاء میں سوائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ماموں کے کوئی خلیفہ
 عاقل نہیں رہا۔ ماموں کہتے ہیں کہ اسکی ترویج میں پہلے کرچکا ہوں۔ اب نافع بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ
 امیر ماموں علمدار کیساتھ دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت نے آکر بیان کیا کہ اے امیر المؤمنین میرے بھائی
 نے انتقال کیا اور اس نے چھ سو دینار چھوڑے مجھے ایک دینار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرے حصہ میں یہی
 آتا ہے ماموں نے چھوڑی دیر فرانس پر فور کر کے کہا کہ واقعی تیرا حصہ ایک ہی دینار بیٹھتا ہے۔ علمدار
 نے کہا امیر المؤمنین یہ کس طرح ماموں نے کہا کہ متوفی نے دو لڑکیاں چھوڑی ہیں عورت کہاں گیا وہ
 تنہائی ۲ یعنی چار سو دینار انکے ہوئے اور ایک والہ چھوڑی چھٹا حصہ پالیسی سو دینار اسکو ہوئے
 ایک سو بیسی تھی آٹھواں حصہ یعنی چھتر دینار اسکو ملے اور چھ سو لاکھ کی قسم کیا اسے بارہ بھائی نہیں چھوڑے
 عورت نے کہاں کہاں کہا تو دو دینار لکھا بیویوں کو یعنی چوبیس انھیں بیوی بچی باقی رہا ایک سو وہ تجھے پہنچتا ہے۔
 محمد بن حفص لانا طالی نقل کرتے ہیں کہ عید کے دن میں نے ماموں کیساتھ کھانا کھایا دسترخوان پر تین
 سو قسم کے کھانوں سے زیادہ کھانے چنے ہوئے تھے۔ ماموں ہر ایک کی طرف دیکھ کر کہتا جاتا تھا کہ یہ
 فلاں مرض میں نافع ہے اور یہ فلاں مرض میں مضر ہے جو شخص تم میں منجی مزاج ہو وہ اس کھانے کھائے
 اور جو مضر مزاج ہو وہ اس کھانے کو تناول کرے اور جس شخص پر سودا غالب ہو وہ اسے کھائے جو شخص
 کم کھائے گا قدر کھائے ہو وہ یہ کھائے۔ یحییٰ بن اکتھم نے یہ دیکھ کر کہا امیر المؤمنین اگر آپ کو طب میں دیکھیں تو آپ اسکی
 لہر فرستیں جا لینیوس میں نجوم میں نور کریں تو اسکے حساب میں آپ ہوسن ہیں فقہ میں دیکھیں تو اسکے علم میں
 تھا بنیانی طالب ہیں سخاوت کا ذکر کریں تو اس صفت میں حاتم طائی ہیں صدق حدیث میں اگر ملاحظہ کریں تو
 اسکے لہجہ میں بوزد میں گرم میں اگر نظر لیتے ہیں تو اسکے افعال میں کعب بن امامہ ہیں وفا میں اگر تعمیل
 کریں تو اسکی وفا میں سمول بن عادیہ ہیں۔ ماموں اس کو شکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ انسان کو
 اسکی عقل کیونہ جیسے فقہ حدیث حاصل ہے وہ نہ گوشت بدوست سب کے ہوتا ہے۔ یحییٰ بن اکتھم کہتے ہیں کہ

نے ماموں سے زیادہ باکمال شخص کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک روز میں اسکے پاس کمرہ میں موربا تھا مجھے
 نے جگا کر یہ کہا کہ دیکھنا چاہی میرے پیروں کے پاس کیا چیز ہے میں نے دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا مگر اسے اطمینان
 پر اس نے فرشتوں کو پکارا تو فرشتہ شمع لیکر حاضر ہوئے اسے کہا کہ دیکھو کیا چیز ہے انھوں نے دیکھا تو
 معلوم ہوا کہ جھوٹے کیسے ایک سانپ بیٹھا ہوا ہے انھوں نے اس کو مار دیا میں نے کہا کہ امیر المؤمنین
 اگر اس کے کمال کیساتھ عالم الغیب بھی کہا جائے تو کچھ حرج نہیں اسنے کہا معاذ اللہ کیا کہتے ہو البتہ میں
 نے ابھی خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص میرے سامنے یہ اشعار پڑھتا ہے (ترجمہ اشعار) لے رات کے سو نہیاب
 نسا اور اپنے آپ کو ننگی تلوار سے بچا میں سن کر جاگ گیا اور میں نے سوچا کہ کوئی نہ کوئی قریب یا بعید حادثہ گزر
 لایا ہے اور قریب جھوٹے سے زیادہ کوئی چیز نہیں آخرا میں نے کیسے سے سانپ ٹکلیا۔ عمارہ بن عقیل کہتے ہیں
 مجھ سے ابو حفصہ شاعر نے بیان کیا کہ کبھی کبھی غور کیا ہے میرے نزدیک تو ماموں پوری طرح شاعر کی قدر
 میں سمجھتا میں نے کہا کہ اس سے کون شخص زیادہ سخن فہم ہو سکتا۔ ہوا اللہ میں نے تو اسے بہت اشعار سنائے
 میں وہ پہلا ہی شعر سن کر بعض مرتبہ اچھل پڑا ہے اور تمام ان اشعار کو جو اب تک اسنے کہے ہیں سب کا مطلب
 لیا ہے ابو حفصہ نے کہا کہ میں نے اسے ایک ایسا عمدہ شعر سن لیا جو میرے نزدیک نہایت قابلانہ تھا مگر اس کو
 سکر ماموں میں در ابھی حرکت پیدا نہیں ہوئی اور وہ یہ شعر تھا (ترجمہ اشعار) امام الہدی ماموں دین
 میں مشغول ہے اور لوگ دنیا کے اشغال میں بھٹے ہوئے ہیں میں نے کہا کہ ان کو کیا خاک ہوتا تم نے بڑھیا تو اسے
 پہلے ہی بنا دیا جو مصلے پر بیٹھی ہوئی تسبیح پلا رہی ہے اگر ماموں دین میں اس قدر منہمک ہو جائے تو پھر امور مملکت کا انتظام
 اسکے ہاتھ میں جو تم نے وہ ہی مضمون جو تمہارے چچا نے ولید کی شان میں ادا کیا تھا کیوں نہ ادا کر دیا وہ یہ ہے
 (ترجمہ شعر) وہ دن ہنوی حصہ کی غارتج ہونے نہیں دیتا۔ اور نہ دنیاوی اشغال دینی اشغال سے اسکو باز رکھنے
 ہیں۔ نضر بن شیبیل کہتے ہیں کہ میں ایک دن مقام مرو میں ماموں کے پاس گیا میں ایک کھٹی ہوئی چادر اوڑھے
 ہوئے تھا مجھے دیکھ کر ماموں نے کہا تمرا کیا امیر المؤمنین سے ایسے کپڑوں میں ملنا چاہتے ہیں نے کہا یا امیر المؤمنین
 گرمی کا بھی علاج ہے ماموں نے کہا نہیں۔ بات نہیں معلوم ہوتی بلکہ شاید تم اب غریب ہو گئے ہو اور وہ ریشہ خوار
 کے متعلق کچھ غور و توش اور مباحثہ کریں دیکھو یہ حدیث شریفہ مجھ سے شمیم بن بشیر نے بحوالہ مجاہد بن اسحاق
 عن ابن عباس بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے بوجہ اسکے
 دین اور جمال کے نکاح کرے گویا اسے فقیری اور درویشی کا دروازہ بند کر دیا۔ میں نے کہا کہ امیر المؤمنین
 کا قول شمیم کی روایت کے مطابق صحیح ہو گیا مگر مجھ سے عوف الاعرابی نے بحوالہ حسن روایت کیا ہے کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے بوجہ اسکے دین اور جمال کے نکاح

ترجمہ تاریخ الخلفاء

کرے تو گویا اس نے عیش کا دروازہ بند کر دیا ماموں چونکہ تکلیف لگائے ہوئے بیٹھا تھا یہ سنکر سیدھا ہوا مگر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ کیا حدیث اول میں لفظ سدا و غلبہ ہے میں نے کہا ہاں سنہیم کی غلطی ہے وہ سمجھا نہیں ماموں نے کہا اچھا ان دونوں میں کیا فرق ہے میں نے فرق بیان کیا ماموں نے کہا اچھا تم عرب شاعر کی کرلی سنا پیش کر سکتے ہو۔ میں نے عربی شاعر کا ایک شعر سنایا اسکو سنکر ماموں کہنے لگا کہ خداوند تعالیٰ ایسے شاعروں کو خراب کرے جو علم ادب بھی اچھی طرح نہیں جانتے پھر اپنی تائید میں ابن ربیع شاعر کے اشعار پیش کئے اور میں نے اپنی تائید میں ابن مزونہ المایسی شاعر کے اشعار پیش کئے آخر گفتگو شاعر عرب کے متعلق چل پڑی اور میں نے بہت سے اشعار اسے سنائے (الکوہم تے ترجمہ کر نیسے ترکا کر دیا ہے کیونکہ اردو خواں اصحاب بجائے لطف اٹھانے کے لطفی اور الجھن حاصل کر سکتے ہیں مترجم ماموں نے کہا نظر تم سے کتے ہو اور ایک غز پر کچھ لکھنے لگا جس کو میں نہیں جانتا پھر درمیان میں لکھتے لکھتے کچھ علم ادب کے متعلق دریافت کرنے لگا میں نے اس کے جوابات دئے پھر میرے واسطے پچاس ہزار درہم لکھ کر خادم سے کہا کہ انھیں فضل بن سہل کے پاس پہنچا دو میں انکے پاس گیا تو انھوں نے وہ رقم لکھ کر حسین پچاس ہزار درہم لکھ کر دئے تھے کہا کہ تم نے امیر المومنین کی خوب غلطیاں پکڑیں میں نے کہا معاذ اللہ البتہ مشیم غلطی پر تھے اور انھیں کا اتباع امیر المومنین کے لئے صحیح تھے۔ فضل بن سہل نے بھی اپنی طرف سے مجھے تیس ہزار درہم دے دیے اور میں نے ہزار درہم لیکر اپنے گھر آئے خطیب نے محمد بن زیاد عراقی سے روایت کی ہے کہ میں یکم تہ ماموں کے پاس گیا اسوقت ماموں کچی بن اسم کیساتھ باغ میں ٹہل رہا تھا میں نے چونکہ ان دونوں کو بیٹھ پھیرے ہوئے دیکھا اسلئے میں بیٹھ گیا جب وہ سامنے آئے تو میں نے اسکو کھڑے ہو کر خلیفہ کے ادب کے موافق سلام کیا میں نے سنا کہ وہ کچی سے کہہ رہا تھا کہ ابو محمد ان دو گونکا ملاوٹ کیا اچھا ہے یہ کہہ کر بیٹھ کر کے پھر آگے کوچل دیا میں پھر بیٹھ گیا۔ فقور سی میں میں پھر میری طرف کو رخ کر کے آیا تو میں نے پھر کھڑے ہو کر سلام کیا مجھے سلام جواب دیکر کہنے لگا کہ اس شعر میں ہند بن عتبہ کے (ترجمہ شعر) طارقی کی بیٹیاں ہیں اور میدانوں میں زمینوں پر سوار پیدا کرتے ہیں سطاوق سے کیا مقصود ہے میں نے ہند بن عتبہ کے نسب پر فقور کیا تو ہند کے بزرگوں میں کوئی شخص اس نام کا نہیں معلوم ہوا آخر میں نے کہا کہ اسکے نسب میں کوئی شخص مجھے اس نام کا بھی معلوم نہیں ہوتا اسنے کہا کہ ہند نے طارقی سے تارے مراد لئے ہیں اور اسے اپنے آپ کو اپنے حسن کی وجہ سے منسوب کیا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے فالسما والطارقی میں نے کہا کہ واقعی یہ ہو سکتا ہے اسنے کہا کہ اگر تم اسکی تائید کرتے ہو تو انعام کے مستحق ہو یہ کہہ کر اسنے میری طرف ہنر کا گولہ جو اسوقت اسکے ہاتھ میں تھا پھینک دیا اسے پانچ ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔ ابو عبادہ کہتے ہیں کہ ماموں نے زمین پر بادشاہوں میں اپنی نظر پڑی سی گزرا ہے اور اسکو یہ نام بھی دیا تھا ابو برداد کہتے ہیں کہ ماموں کے پاس ایک خارجی داخل ہوا اس کے

Marfat.com

روں نے یہ دیکھا کہ ہم سے خلاف ہو سکتا تھا یہ پاس کیا دلیل ہے اسنے کہا۔ قرآن شریف کی آیت کہا کونسی اسنے
 او من ولم یحکم بما انزلنا فلا نکب ہم اسکا فرقہ۔ ماموں نے کہا کہ تمہیں یہ کس طرح معلوم ہوا کہ یہ قرآن شریف کی
 آیت ہے اسنے کہا اجماع امت ماموں نے کہا کہ جب تم تمزلی آیت میں اجماع امت سے متفق ہو تو تاویل میں بھی ان کے
 عاشق ہو چاہئے کسنے کہا اپنے بیچ کہا۔ اسلام علیک یا امیر المؤمنین۔ ابن عساکر نے محمد بن منصور سے روایت
 ہے کہ ماموں کا قول ہے کہ شریف کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے سے برتر لوگوں کے ظلم سے مگر اپنے سے کمتر
 ظلم نہ کرے۔ سعید بن سلم کہتے ہیں کہ ماموں نے کہا کہ میں عفو کو اتنا محبوب کھتا ہوں کہ مجرموں کو وہ معلوم ہو جائے تو
 نئے دعویٰ خوف جاتا ہے اور انہیں خوشی سما جاتا ہے۔ ابراہیم بن سعید جوہری کہتے ہیں کہ ایک مجرم ماموں کے
 سامنے کھڑا تھا ماموں نے اس سے کہا کہ واللہ میں تجھے قتل کر دوں گا اسنے کہا کہ یا امیر المؤمنین ذرا تحمل فرمائیے اور
 دوبارہ کام میں لینیے کیونکہ نرمی کرنا بھی نصف عفو ہے۔ ماموں نے کہا کہ اب تم میں قسم کھا چکا ہوں اسنے کہا کہ اگر
 خداوند تعالیٰ کیسما نے آپ بچھیتا نہ تھا تو نیکے پیش ہوں تو پاس بہتر ہے کہ آپ قاتل ہو کر حاضر ہوں یا سبک ماموں نے اسے
 پھوڑ دیا۔ خطیب ابوالصلت عبد السلام ابن ملاح سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک رات ماموں کے کمرے میں سو گیا
 وہ میری کئی آنکھ لگ گئی اور اتفاق سے چراغ گل ہو گیا ماموں خود اٹھا اور چراغ درست کر دیا میری آنکھ جو
 کھلی تو ماموں کہہ رہا تھا کہ بسا اوقات میں غسل خانہ میں ہوتا ہوں اور یہ خدمتگار مجھ پر افترا کیا کرتے ہیں اور
 میں سنتا ہوں نہیں میرے سننے کی خبر بھی نہیں ہوتی اور میں ہمیشہ معاف کر دیا کرتا ہوں۔ صولی عبداللہ
 السواب سے روایت کرتے ہیں کہ ماموں نہایت بردبار شخص تھا حتیٰ کہ ایسی باتوں پر حلم کرتا تھا کہ جنکو سنکر ہمیں
 بھی غصہ آجاتا تھا ایک روز کشتی میں ہم و جہلہ کی سیر کر رہے تھے کشتی کے بیچ میں پردہ تھا اور ہم پردہ کے
 ایک طرف تھے اور ملاح دوسری طرف بیٹھے تھے ان میں سے ایک ملاح نے کہا کہ تم سمجھتے ہو گے کہ میرے دل میں
 ماموں کی کچھ قرعہ ہے یہ شخص میری آنکھ میں کانٹا سا ٹھکاتا ہے کیونکہ یہ میرے بھائی کا قاتل ہے واللہ یہ سکر
 ماموں ہنس پڑا اور ہم سے کہنے لگا کہ یارو کوئی جیلہ تم ہی بتاؤ کہ کسی طرح میں اس جلیل القدر شخص کی
 آنکھ میں مقتدر ہو جاؤں۔ خطیب یحییٰ بن اتم سے روایت کرتے ہیں کہ بیٹے ماموں سے زیادہ کہیں کسی
 شخص کو نہیں دیکھا میں ایک رات اسکے کمرے میں سو گیا اچھی میری پوری طرح آنکھ بٹی لگنے نہ پائی کئی گاتفاق
 سے ماموں کو کھانسی اٹھ کھڑی ہوئی اسنے اس خیال سے کہ کسی کی آنکھ نہ کھل جائے اور نیند میں خلل پڑے
 اپنی قمیض کی آستین منہ بند کر لیا اور کہنے لگا کہ حال کی ابتدا یہ ہو کہ اول اپنے دلی دوست سے عدل کرے پھر الے
 کم درجہ والوں سے حتیٰ کہ ادنیٰ شخص سے بھی عدل کرے لگے۔ ابن عساکر نے یحییٰ بن خالد برکی سے روایت کی
 ہے کہ ایک دفعہ مجھے ماموں نے کہا کہ یحییٰ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا بھی عنایت جان کیونکہ فلک گردش

کرتا ہے اور زمانہ کسی شخص کو اسکی حالت پر باقی نہیں رکھتا اور نہ کسی شخص کی نعمتیں باقی رہتی ہیں۔
 عبداللہ بن محمد زہری کہتے ہیں کہ ماموں کا قول ہے کہ غلبہ محبت مجھے غلبہ قدرت سے زیادہ محبوب ہے۔
 کیونکہ غلبہ قدرت بزوال قدرت خود زائل ہو جاوے گا اور غلبہ محبت باقی رہے گا۔ شعبی کہتے ہیں کہ ماموں کا
 قول ہے کہ جو شخص تمہاری نیکی نیتی کا مشکور نہ ہو گا وہ تمہاری نیکی کا بھی مشکور نہ ہو گا۔ ابو العالیہ کہتے ہیں کہ میں
 ماموں کو کہتے سنا ہے کہ سلطان کی خوب پسندی اور بجا جت بہت بڑی چیز ہے اور اس سے زیادہ برائی قبل
 از تقسیم قاصدیوں کی تنگ خیالی ہے اور اس سے بدتر فقہاء کی کم عقلی اور اس سے زیادہ قبیح اغنیاء کا بخل اور بزرگوں
 سے مذاق کرنا اور جوانی میں سستی جنگ میں بڑولی ہے۔ علی بن عبد الرحیم المرزومی کہتے ہیں کہ ماموں کا قول
 میں سے ہے کہ وہ شخص اپنے نفس پر ظالم ہے جو ایسے شخص کی قربت چاہے جو اس کے دوری کا خواہشمند ہے
 اور ایسے شخص کی توافیح کرے جو اس کا اکرام نہ کرے اور ایسے شخص کی تعریف خوش ہو جو اسے جانتا ہی نہ ہو۔
 مخارق کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ماموں کیسیا منے یہ شعر پڑھا (ترجمہ شحر) میں ایسے دوست کا خواہشمند ہوں
 کہ جب مجھے اس کی ضرورت ہو تو وہ اور زیادہ مجھ پر عنایت کرے۔ ماموں نے کہا کہ اسے پھر پڑھو اور بار
 بار پڑھنے کو کہا میں اسکو سات مرتبہ پڑھا پھر مجھ سے کہنے لگا کہ مخارق مجھ سے یہ تمام سلطنت لیلو اور اسکی بوجھ
 میں مجھے ایسا دوست لا دو۔ ہدیہ بن خالد کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ماموں کے پاس گیا اور کھانے میں
 شریک ہوا جب دسترخوان اٹھایا گیا تو میں جوڑ میں پر کھانے کے ریزے گر پڑے تھے اٹھا اٹھا کر کھانے
 لگا یہ دیکھ کر ماموں نے کہا کیا ابھی پیٹ نہیں بھرا میں نے کہا ہاں بھر چکا ہے مگر مجھے حاد بن سلمہ نے جو الہ ثابت
 بنانی ارا نس روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہو کہ جو شخص دسترخوان کے نیچے کے ریزے
 اٹھا کر کھائے گا وہ فلسطینی سے امن میں پہنچے گا ماموں نے مجھے ایک ہزار درہم عطا کئے۔ حسن بن عبدوس صفار
 کہتے ہیں کہ جب ماموں کے پوران بنت حسن بن سعد سے نکاح کیا تو لوگوں نے حسن کو بہت تحفہ جات دئے ایک
 فقیر نے بھی دو توشہ دان تحفہ میں بھیجے اور ایک میں نمک اور دوسرے میں اشنان (ایک گھاس) جو صفائی
 میں کام آتی ہے رکھ دیا اور لکھا کہ میں ایک فقیر ہدیہ جیسا کہ میں خود فقیر ہوں بھیجتا ہوں میں نے برا سمجھا کہ
 جلیل القدر لوگوں کی قسمت میں میرا نام نہ ہے اسلئے میں نے ایک میں نمک برکت کیلئے اور دوسرے میں اشنان
 خوشبو اور صفائی کیلئے روانہ کیا ہے حسن نے ان دونوں توشہ دانوں کو ماموں کیسیا منے پیش کر دیا۔ ماموں
 نے اسے بہت پسند کیا اور انھیں خالی کر کے دیناروں سے بھر کے اسی فقیر کے پاس بھیج دئے۔ صوفی محمد بن قاسم
 سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ماموں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ واللہ مجھے عفو میں اسقدر ہمزہ
 ملتا ہے کہ اگر لوگ اس کا اندازہ کریں تو میرے پاس جرم کر کے آیا کریں۔ خطیب منصور بونکی سے

کی تلواروں نے تیر سے بھائی کو قتل کر دیا اور کچھ تخت پر بٹھا دیا۔ کچھ عدل گنہامی سے نکال کر تیرا منہ بٹھا دیا۔ کچھ کو انتہا درجہ کی لپٹی سے بلند کی پر بٹھا دیا۔ جب اس کو ماموں نے سنا تو کہا کہ دلیل بہت بڑا ہے جیسا ہے اتنا نہیں سمجھتا کہ جو شخص بادشاہ کی گورنریں ہلا ہو وہ گناہ کبھی نہیں ہو سکتا سزا تو درکنار اس کے سوا اصل کو ذرا تک نہیں کہا۔ بیان کرتے ہیں کہ ماموں نبیذ پنا کرتا تھا۔ حافظ کہتے ہیں کہ ماموں کے صاحب اس کا رنگ کچھ کو کہتے تھے کہ اس کے چہرے اور تمام جسم کا رنگ کیسیاں ہے سوئے اسکی پنڈلیوں کے کہ وہ انکی زرد تھیں کہ گویا زعفران سے رنگ دیگی ہیں۔ اسحاق موصی کہتے ہیں کہ ماموں کا مقولہ ہے کہ گانا وہ ہی بہتر ہے جس سے گانا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں رطف اٹھائیں۔ علی بن حسین کہتے ہیں کہ میں حاد ایک روز ماموں کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اور ماموں پانی پی رہا تھا کہ ایک کینزک غریب مدی سامنے کھڑی ہوئی تھی اسنے بیباک بنا کر حمدی شاعر کا شعر گانا شروع کر دیا ماموں کو اس سے رنج گانے پر غصہ آ گیا اور کہا خیر و آخر وہی خور یہ گانا کیسیاں اس پر تمام مجلس خاموش ہو گئی اور ماموں کہنے لگا کہ اگر تو نے سچ نہ بتلایا کہ اس گانے کا ترک کون ہے تو میں مائے کوڑوں کے اقرار کر لوں گا اور پھر اب میں زیادہ سزا دوں گا ہل کر تو نے سچ بتلایا تو میں اس سچ کی عوض جو کچھ وہ ترک چاہیگا دیدوں گا اور سزا سے درگزر کر دینگا۔ ماموں نے کہا حضور والا باپ تصور اس فدوی سے مراد ہوا ہے میں نے اس اشارہ میں ایک بوسہ لگا دیا ماموں کے کہاں اب سچ بات حلوم ہو گئی کیا تم اس سے نکاح کرنا چاہتے ہو کہا ہاں ماموں نے فوراً خطبہ پڑھ کے یعوض چار سو درہم دین ہر اس کینزک کا نکاح اس سے کر دیا اور کہا کہ لو ہا تھو پکرو اور دولت گھر بچاؤ عیب یہ لیکر چلے تو دینیز میں معقم ملگے انھوں نے کہا کہ میرا حصہ ابن حاد نے لیا کہ یہاں کی نظر ہے معقم نے کہا نہیں بلکہ یہ ہے کہ مات کھڑا اس سے گانا سنا جائے۔ چنانچہ اسنے جج تک گیا اور پھر ان سے اسکو اپنے گھر لائے۔ ابن ابی داؤد کہتے ہوا کہ بادشاہ روم نے ماموں کے پاس بطور ہادیا اور تحفہ کدو و سبزی مشک اور دو سو سو روپیے۔ ماموں نے حکم دیا کہ اس سے دو گنا کر کے اسکے پاس بھجرو تاکہ عزت و اہم اسکو معلوم ہو۔

یرا ابراہیم بن حسین روایت کرتے ہیں کہ ماموں نے ماموں کو کہا کہ حضرت ایسحاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا قول ہے کہ نبی باشم سردار قوم اور سخت مرگ ہیں اور ہم تمام و کماں سردار ہیں ماموں نے کہا کہ انھوں نے ابو حاد سے ہادیا اقرار کیا ہے اور ایک بات کا دیکھو یہ اپنے دیکھو یہ میں تروہ مدھی ہیں قرار میں طرف نتیجہ۔ اسلئے کہتے ہیں کہ بعض دستوں سے بیان کیا کہ احمد ان ابو خالز نے ایک روز ماموں کے سامنے کوئی قصہ پڑھا اور کہا کہ شریہ کا حالانکہ وہ لفظ بزدلی تھا ماموں نے پوچھا کہ اس پر اور ملازم کو آواز دیکر کہا کہ یہ بھوکے ہیں کھاانا لاؤ اور انھوں نے آج سچ سے کھاوا نہیں کھایا احمد بہت شریا اور کہا کہ نہیں مجھے بھوک نہیں ہے یہ فسار

یہ احمق ہے یا پتین لگا کر بنا دیا ہے۔ ماموں نے کہا نہیں تم کو مانا ضرور کھاؤ۔ جب احمد کھانا کھا
 لیا تو ایک قصبہ شروع کیا اور اسی میں بجائے حمصی کے بجا بھی کہہ گیا ماموں پھر سب سے پڑا اور غلام سے کہا کہ ان
 کے واسطے غنیمتیں (حدیث کی ایک قسم) لے آؤ۔ احمد نے کہا کہ فسانہ نگار سی احمق ہوتے ہیں کیا کروں کبھی تم نے
 ہم پر لفظ لگا کر بنا دیا ہے ماموں نے کہا کہ اگر فسانہ نگار احمق نہ ہوتا تو تم ضرور آج بھوکے رہتے۔ ابو عبیدہ
 بتتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ خداوند تعالیٰ نے ماموں سے زیادہ کسی کو سخی اور کریم النفس بنا دیا ہو۔ ماموں
 تو جو وقت معلوم ہوا کہ احمد بن ابو حالب بیت بڑا حریص، اور دنیا کی ہانڈی چاٹتا پھرتا ہے اور اسکا بھی یہ
 حال تھا کہ جب ذرا ضرورت ہوتی تو بغیر بلائے موجود ہونا چنانچہ ایک روز آکر کہتے لگا کہ میرے یہاں خانداری
 بہت رہتی ہے تو ماموں نے ہزار درہم روزانہ اس کے دسترخوان کیلئے مقرر کرنے لگا اور جو داسکے وہ دوسرے
 کی ہانڈی برابر چاٹتا پھرتا رہا وکیل شاعر نے اسکی بھجی میں کہا ہے کہ (ترجمہ شعر) حسین خلیفہ کا شکر ادا کرنا چاہئے
 کہ اسنے خالد کبیر کے تنخواہ مقرر کر دی اور مسلمانوں کی اسکی اذیت سے بچا لیا اور اسکو گھر کے مشغول میں لگا دیا۔
 ابو داؤد کہتے ہیں کہ میں نے ماموں سے سنا ہے وہ ایک شخص سے کہتا تھا کہ چاہے یہ غلام ہو یا امن میں لے مجھے
 بخشد یا میں چاہتا ہوں کہ تو برائی کرے اور میں تیرے ساتھ بھلائی تو گناہ گریے اور میں عفو۔ حتیٰ کہ وہ
 معافی تیری اصلاح کر دے۔ ثمامہ بن اشرس کہتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو جعفر بن یحییٰ برکی اور
 ماموں سے زیادہ بیخ نہیں دیکھا۔ سلفی نے طبریات میں حفص سائنی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص عیسیٰ
 نے ماموں کے پاس کر نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں موسیٰ بن عمران ہوں۔ ماموں نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ
 السلام یہ بیچارہ کا معجزہ رکھتے تھے اگر تو موسیٰ بن عمران ہے تو تو بھی یہ معجزہ دکھلا تا کہ ہم تجھ پر ایمان لے آئیں۔
 اسنے کہا کہ موسیٰ بن عمران کیسا منے چونکہ فرعون انکار کئے لائی (میں تمہارا برابر ہوں) کہتا تھا اسنے معجزہ
 دکھلایا تھا آپ بھی یہ دعویٰ کیجئے تاکہ معجزہ دکھلاؤں ورنہ کچھ ضرورت نہیں۔ ماموں کا قول ہے کہ ہر وقت
 وقت اور حکاموں کی شرارت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ابن عساکر یحییٰ بن اکتھم سے روایت کرتے ہیں کہ ماموں کا
 ہمیشہ معمول تھا کہ وہ منگل کے دن فقہ کے متعلق بحث کرنے کیلئے علماء کی ایک مجلس منعقد کیا کرتا تھا ایک
 مرتبہ ایک شخص اس میں گیا اور اسے چاہئے ہونے لگا جو تا ہاتھ میں لے ہوئے آیا اور مجلس کے کاندھے پر
 کھڑے ہو کر اسلام علیکم کر کے پوچھنے لگا کہ یہ مجلس اجتماع امت کے لئے منعقد کی گئی ہے یا محض قلوبہ فہر
 دکھلانے کیواسطے ماموں نے ولیم السلام کے بعد کہا کہ اول غرض کیلئے اور نہ دوسرے مطالبہ کے واسطے بلکہ
 اسلئے کہ اول میرے جانی کے متعلق مسلمانوں کا امر سپرد ہوتا تھا پھر میرے اور میرے بھائی کے درمیان کچھ

مناقشہ روٹھا ہو گیا اور وہ امر مجھ تک پہنچ گیا۔ میں نے سوچا کہ اجتماع کلمۃ المسلمین کا زیادہ محتاج ہوں
 تاکہ مشرق و مغرب کے مسلمان مجھ سے راضی ہو جاویں اور ساتھ ہی اسکے یہ خیال بھی کیا کہ خلافت اگر میں نے خالی
 کر دی تو اسلام کی بنیاد و منزل ہو جاوے گی اور مسلمانوں کا امر مختلط ہو جاوے گا اور انہیں تنازعہ پڑ جاوے گا اور جہاد
 باطل ہو جاوے گا اور مناسک حج جائے رہیں گے اور راستہ منقطع ہو جاوے گا اس لئے احتیاطاً میں اس کیلئے گھڑا
 ہو گیا تاکہ مسلمانوں کو ایک شخص واحد کی خلافت پر راضی کروں اور اس شخص کو خلافت سپرد کر کے علیحدہ ہو جاوے
 اس شخص نے کہا سلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ اور پوچھا کیا محمد بن منذر الکندی کہتے ہیں کہ بلا علیک رشید حج ادا کرنے کے
 بعد کوفہ آیا اور یہاں آکر محدثین کو طلب کیا عبد اللہ بن ادریس اور عیسیٰ بن یونس کے علاوہ تمام محدثین آگے
 ہارون رشید نے لئے پاس میں اور ماموں کو بھیجا ابن ادریس نے ان دونوں کیسے منہ سے سو اعداد پت شریف
 پڑھیں جس وقت ختم کر چکے تو ماموں نے کہا اگر اجازت ہو تو میں ان سیاہادیت کو جو آپ نے اپنی طرف سے
 از بر حفظ ستا دوں کہہاں سناؤ ماموں نے تمام من و عن بیان کر دیں۔ عبد اللہ بن ادریس یہ دیکھ کر اسکے حافظہ
 سے ششدر و حیران رہ گئے۔ بعض علما کا قول ہے کہ ماموں کو بہت سی فلسفہ یونانی کی کتابیں جزیرہ
 ہر سے ہاتھ لگ گئی تھیں ذرا ہی نے بھی مختصراً استنبوہا کیا ہے۔ ناگہی کہتے ہیں کہ جس شخص نے اول
 کعبہ شریف پر سفید ریشم کے پردے چڑھائے وہ ماموں ہے اور خلیفہ ناصر کے وقت تک سفیدی چڑھنے
 پر ہے مگر سلطان محمود بن سبکتگن نے اس دوران کے اندر زرد ریشم کے پردے ڈھرائے تھے۔ ماموں کا
 مقولہ ہے کہ لوگوں کی عقول کے اندر نظر کرنے میں جتنی فرحت ہوتی ہے اتنی کسی سیر میں نہیں ہوتی دوسرا
 مقولہ ہے کہ جب کوئی مشکل ایڑتی ہے تو اس کا ٹالنا مشکل ہو جاتا ہے جب کوئی چیز ہاتھ سے نکل جاتی
 ہے تو اسی کا لوٹنا دشوار ہو جاتا ہے۔ نیز کہتا ہے کہ سب سے اچھی مجلس یہ ہے کہ آدمی لوگوں کی
 حالت پر غور کرے۔ تیز آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں بعض مثل غذا کے ہیں جو ہر حالت میں کام آتے ہیں اور
 بعض مثل دوا کے ہیں جو بیماری کی حالت میں کام دیتے ہیں اور تیسری قسم وہ ہے جو بیماری کی مثل
 ہیں کہ ہر حالت میں بکروہ ہیں۔ ماموں نے ایک روز بیان کیا کہ میں ایسا کسی شخص سے لا جواب نہیں
 ہوا جتنا کہ اہل نوفہ کے ایک شخص سے ہوا تھا کہ وہ اپنے اہل کوفہ کو لیکر آیا اور اسنے عامل کوفہ کی شکایت کی
 میں نے کہا تو چھوڑا ہے وہ تو بڑا عادل شخص ہے اسنے کہا کہ امیر المؤمنین نے سچ فرمایا اور میں واقعی چھوڑا ہوں
 مگر اس عامل کو ہمارے شہر ہی کیونستے کیوں مخصوص فرمایا کسی دوسرے شہر میں کیوں نہ متعین کیا گیا تاکہ دوسرے
 شہر میں کوئی بدل و انصاف بھرے جیسا کہ ہم کو انصاف سے بھر رکھا ہے۔ میں نے آخر مجبور ہو کر یہی کہا کہ
 اچھا ہوا ہم نے اسے معذور کر لیا۔۔۔ ماموں بہت کرا شعبار یہ ہیں (ترجمہ اشعار) میری زبان میں تمہارے

اسرار پر شیدہ ہیں مگر خبیث وقت میں گریہ کرتا ہوں تو میرے آنسو چغل خوری کر دیتے ہیں اور بھید ظاہر کرتے ہیں۔ اگر آنسو نہ ہو تو میں عشق کو چھپا لیتا مگر جو عشق نہ ہوتا تو آنسو خود نہ ہوتا۔ شطرنج کی تعریف میں کہتا ہے (ترجمہ اشعار) ایک مربع زمین ہے چترے سے سرخ۔ دو ستون کے درمیان میں ہے جو گرم میں مشہور ہیں۔ دونوں رزائی کا ذکر کرتے ہیں اور جیسے سوچ ہے ہیں حالانکہ لڑائی ایسی ہے جس میں ایک قطرہ خون کا بھی زمین پر نہیں گرتا۔ یہ اسپر لوٹ مار کرتا ہے وہ اسپر کرتا ہے اور ہوشیار آدمی کی بھی کبھی نہیں سوتی۔ تم اس عقلمندی کو دیکھو کہ لڑائی ہوتی ہے اور دونوں لشکروں میں نہ طبل ہے نہ علم۔

وہ احادیث جو ماموں سے مروی ہیں

بہتی کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ حاکم سے سنا ہے کہ وہ بروایتنا ابو احمد میری از جعفر بن ابی عثمان طیا لسی روایت کرتے ہیں کہ میں نے (ابو عثمان طیا لسی نے) عصر کی نماز ماموں کے پیچھے مقصورہ میں ہونے کے دن پڑھی جب سلام پھیرا تو لوگوں نے تکبیر کہی میں ماموں کو دیکھا تو وہ دراز زمین کے پیچھے کہتا ہے جب سوچ رہا ہے حضرت ابو القاسم علی اللہ علیہ السلام کی سنت کل کے روز تکبیر کہتا ہے۔ جب بقر عید کا دن ہوا تو میں نماز کیلئے گیا۔ ماموں نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد کہا اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ کثیرا۔ صلواتم سے مشیم بن بشیر نے بروایت ابن شبرہ عن اشعری عن براہین عازب عن ابی بروہ بن دینار روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے قبل از نماز بقر عید قربانی کی اسے اپنے استعمال کیلئے گوشت کر لیا اور حق تعالیٰ نے بعد از نماز قربانی کی وہ طریقہ سنت کو پہنچایا اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ کثیرا واما اللہ العالمین مجھ سے صلاحیت عنایت فرمائیے مجھ سے طلب صلاحیت کریئے اور میرے ہاتھ سے صلاحیت پہنچائیے۔ عاکم کہتے ہیں کہ ہم نے اس حدیث کو سوائے ابواحمد کے کسی سے نہیں لکھا اور وہ ہمارے نزدیک ثقہ ہے میرے دل میں اسکی طرف شک شبہہ تھا مگر میں نے ابوالحسن دارقطنی سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک جعفر سے صحیح ہے میں نے دریافت کیا کہ شیخ ابواحمد کی اس روایت میں کسی اور نے بھی متابعت کی ہے کہا ہاں مجھ سے وزیر ابوالفضل جعفر بن فرات از ابوالحسن بن علی بن عبد الرحمن رودباری از محمد بن عبد الملک تاریخی روایت کی ہے اور وہ کل ثقہ ہیں پھر کہا کہ حدیث بیان کی تم سے جعفر طیا لسی نے اور انسے یحییٰ بن یحییٰ نے اس خطبہ اور اس حدیث کو پڑھا۔ صو کی کہتے ہیں کہ ہم جعفر طیا لسی نے بحوالہ یحییٰ بن یحییٰ بیان کیا کہ بخاری میں عبد کے دن جو عرفہ کا روز بھی بخانا خط پڑھا اسلام کے بعد لوگوں نے تکبیر کہی ماموں نے تکبیر کا انکار کیا اور پھر ایک حدیث کے مقصورہ کی لکڑی پکڑ کر کھڑا کیا

کے چچا کے بیٹے ہیں۔ ماموں نے کہا کہ مہر دیکھا بھی ایک آواز و باقی اور وہ یہ ہے کہ میں ایک مجلس میں بیٹھوں اور بچی سے کچھ املا کراؤں وہ کہتے ہوں کہ خداوند تعالیٰ آپ سے راضی ہوں اپنے کیا بیان کیا میں کہتا ہوں کہ مجھ سے حماد بن سلمہ اور اور حماد بن زید نے حدیث بیان کی ہے کہ ہم سے ثابت بنانی نے اور انس بن مالک نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے دو بیٹیوں یا دو بیٹیوں کو یا اس سے زیادہ کو پرورش کیا ہو اور وہ دونوں بیٹیاں یا بیٹیاں اسکے سامنے یا اسکے سامنے مر گیا تو وہ شخص میرے ساتھ جنت میں اس طرح ہو گا (اسی نکتہ شہادت اور بیچ کی انگلی دکھلا کر) خلیب کہتے ہیں کہ اس روایت میں غلط فاحش ہے اور شبہہ یہ ہے کہ آپس ماموں نے حماد بن سلمہ اور حماد بن زید روایت کی ہے حالانکہ ماموں کی پیدائش ۱۹۶ھ اور ۱۹۷ھ میں حماد بن سلمہ نے اور ۱۹۸ھ میں حماد بن زید نے انتقال ہی فرمایا تھا۔ عاکم کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن یعقوب بن اسماعیل نے بروایت محمد بن سہل بن عسکر بیان کیا ہے کہ ایک روز ماموں ذان دینے کیلئے کھڑا ہوا تھا اور ہم اسکے پاس ہی کھڑے تھے اتنے میں ایک شخص مسافر جس کے ہاتھ میں دو روایت تھی آیا اور کہنے لگا کہ امیر المؤمنین! محدثین کا صلہ ملے ختم ہو گیا ماموں نے کہا کیس طرح کہتے ہو تمہیں فلاں باب یاد ہے (مگر اسے کچھ یاد نہ تھا) سنو ماموں نے احادیث بیان کرنا شروع کیں اور کہا ہم سے شمیم نے حدیث بیان کی اور انس بن حجاج نے اور انس بن حجاج نے اس طرح تمام باب پڑھ گیا پھر اس سے دوسرا باب پوچھا مگر اسے پھر کچھ نہ بیان کیا آخر اس نے ہی پھر دوسرا باب پڑھنا شروع کیا اور سب ختم کر دیا اور اسکے بعد نوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اگر کوئی تم سے محدث کا پتہ پوچھے تو میرا پتہ بتلا دینا اسکے بعد اس مسافر کو تین درہم و لو اڑے۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ محمد بن ابراہیم نے بروایت لجنی بن اتم بیان کیا ہے کہ میں یک روز ماموں کے پاس رات کو سو گیا نصف رات کے قریب میری آنکھ کھلی تو مجھے پیاس لگی میں کروٹیں بدلتے لگا ماموں نے کہا بچی کیا بات ہے میں نے کہا پیاس لگی ہے پھر اپنی جگہ سے جھپٹا اور فوراً ایک پیالہ پانی الاکے مجھے پلا دیا۔ میں عرض کیا یا امیر المؤمنین نہ اپنے خواہم کھراؤ ازادی نہ غلام کو پکارا ماموں نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ اور انس میرے دادا اور انھوں نے عقوبت بن عامر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قوم کا سردار انکا خادم ہوتا ہے۔ خلیب نے اسی روایت کو ماموں سے اس طرح بیان کیا ہے کہ مجھ سے ہارون رشید نے اور انس مہدی نے اور انس منصور نے اور انس انکے والد نے اور انس نکرہ اور انس ابن خویس اور انس جریر بن عبد اللہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ قوم کا سردار انکا خادم ہوتا ہے۔ ابن عساکر بروایت البرہذینی روایت کرتے ہیں کہ میں ماموں سے سنا ہے کہ مجھ سے حدیث بیان کی میرے باپ اور انس میرے دادا نے بروایت ابن عباس کہ منصور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قوم کا غلام اس قوم میں سے ہوتا ہے۔

تین اور شامہ میں پیدا ہوا اور اڑتالیس سال زندہ رہا اسکا طالع برج عقرب تھا جو آٹھویں برج ہے۔
 آٹھ فتوحات کیں آٹھ دشمنوں کو قتل کیا آٹھ لڑکیاں بچوڑیں آٹھ لڑکے چھوڑے اور چھ وقت سیرج الاول
 کے آٹھ دن باقی تھے انتقال کر گیا۔ اس کے بعد بیت محاسن اور کلمات فصیحہ ہیں مگر جس وقت اسکو قصہ
 آجاتا تھا تو قتل سے دریغ نہ کرتا تھا۔ ابن ابی داؤد کہتے ہیں کہ معتصم اپنے باڑو میری طرف پھیرا کر گیا
 کرتا کہ اے ابو عبد اللہ میرے باڑو میں خوب زور سے کاٹو میں کاٹتا تو کہا کرتا کہ مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہوا۔
 بہت زور سے کاٹو میں پھر کاٹتا بات یہ تھی کہ اسپر نیزہ تک کا بھی اثر نہیں ہوتا تھا چہ بیا میکہ و انت کا اثر ہوتا
 نقلو یہ کہتے ہیں کہ معتصم بہت زیادہ سخت گیر واقع ہوا تھا آدمی کے ہاتھ کی ہڈی دو انگلیوں سے باکر
 توڑ ڈالتا تھا۔ کہتے ہیں کہ سب سے اول خلفاء میں معتصم نے ہی ترکوں کو دفتر میں لانے کی رو بادشاہان
 عجم کی مشابہت اختیار کی اور انکے قدم بقدم چلا اسکے ترکہ غلاموں کی تعداد دس ہزار کے قریب پہنچی تھی۔
 ابن یونس کہتے ہیں کہ وکیل شام نے معتصم کی بھوٹھی پھر اس سے ڈر کر بھاگتا پھر آخر مصر چلا گیا پھر مغرب
 کی طرف بھاگ گیا۔ وکیل کے وہ اشعار ہیں (ترجمہ اشعار) بادشاہ بنو عباس تو کتابوں میں سات ہی
 ہیں یہ آٹھواں ہمارے پاس کہاں آدھکا۔ اسی طرح اہل کہف سات ہیں البتہ آٹھواں انکا کتاب ہے میں اس
 کتے کو چھ سے زیادہ اچھا جانتا ہوں کیونکہ تو گنہگار ہے اور وہ بگیناہ جموقت سے تو بادشاہ ہوا ہے
 بہت آدمی ضائع ہو گئے اور حدیث و اشنان (دو شخصوں کے) کی شان بڑھ گئی۔ میں امید کرتا ہوں کہ
 قیادت قریب ہوگی تو بہ کا دروازہ بند ہو جاویگا اور سورج کیو فت پانی تیرے لئے تلخ ہو جاویگا
 ترکی لوگ تیرے پاس برابر چلے آئے ہیں تو یہی انکی ماں اور تو یہی انکا باپ ہے۔ ماموں کے بعد رجب ۲۱۸ھ
 میں اس سے بیعت کی گئی یہ شخص ماموں کے قدم بقدم چلا اسکی اپنی عمر مسئلہ خلق قرآن کے متعلق لوگوں کے
 استعان میں ختم کر دی اور تمام بلا و محرومہ میں اس کے متعلق احکام نافذ کئے اور معلمین کو حکم لکھا کہ وہ
 لوگوں کو اسی کی تعلیم دیں اسنے اس مسئلہ کی وجہ سے لوگوں کو بہت تکالیف دیں اور اکثر علماء کو قتل کر دیا
 حضرت امام احمد بن حنبل کے منہ پر ۲۲۰ھ میں طمانچہ کھینچ مارا اسی ۲۲۰ھ میں معتصم نے بغداد سے دار الخلافہ
 سرمن رائے میں منتقل کر لیا جسکی وجہ یہ تھی کہ اس نے ترکوں کو سمرقند فرغانہ وغیرہ سے خرید کر ان پر بہت سا
 مال خرچ کیا انکو ہنسی کپڑے پہنا کے سوزے کے طوقی انکی گردنوں میں ڈالے چونکہ سرچرے سے غلام تھے بغداد
 میں گھوڑوں وغیرہ پر کھڑے اور لوگوں کو ازیت پر پہنچانے جس سے شہر تنگ آ گیا تھا اہل بغداد جمع ہو کر آئے
 اور کہا کہ اگر آپ اپنی اس فوج کو منج نہ کریں گے تو ہم آپکے ساتھ لڑنے کو تیار ہیں۔ معتصم نے کہا کس طرح
 اور من بختیاروں سے لڑو گے کہا جاوے کہ تیروں سے پستار معتصم نے کہا کہ ان تیروں سے لڑنے کی جہ

Marfat.com

میں طاقت نہیں ہے اور اپنا دارالخلافہ سرمن رائے میں منتقل کر لیا اور اسکو آباد کر لیا۔
 ۲۲۳ء میں معتمد نے روم پر فوج کشی کی وہاں کے باشندوں کو ایسی ایسی تکالیف پہنچائیں کہ بادشاہان
 پیشین میں کی مثال نہیں ملتی انکے شیرازہ کو منتشر کر دیا انکے ملکوں کو خراب کر دیا اور عموریہ تلوار کے زور
 سے فتح کر لیا۔ تیس ہزار آدمی تہ تیغ کئے اور اسی قدر قید کر لیا کہتے ہیں کہ جس وقت معتمد نے اس زاری
 کی تیاری کی تھی تو منجھوں نے کہا تھا کہ طالح محسن، اسمیں ہر قیمت ہوگی مگر یہاں فتح ہوئی اس موقع پر
 ابو تمام شاعر نے ایک مشہور قصیدہ لکھا ہے جس میں اسنے منجھوں اور بخوم کی خوب گت بنائی ہے اور مطلق
 اربابا ہے جسکا ایک شعر یہ ہے (ترجمہ شعر) کہاں ہے روایت اور کہاں ہے بخوم۔ سوائے اس کے کہ
 اس میں کنکریاں جھوٹا بھرا ہے۔ معتمد کا انتقال ۱۹ ربيع الاول ۲۲۳ء بروز جمعرات واقع ہوا
 جبکہ وہ قرب و جوار کے دشمنوں کو تاخت و تاراج کر رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ مرفق موت جس یہ آیت
 پڑھتا تھا حتیٰ اذا فر عروا لہما اذوا اخذنا ہم دینشتہ۔ نزع کی حالت میں کہنے لگا تمام جیلے جلتے ہے
 اب کوئی جیلہ باقی نہیں رہا۔ بعض کہتے ہیں کہ نزع کی حالت میں یہ کہتا تھا مجھے اس خلقت سے نکال
 لے چلو۔ بعض کہتے ہیں یہ کہتا تھا لہا العالمین! آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے نہیں بلکہ خود اپنے
 سے ڈرتا تھا اور آپ سے امید رکھنا چاہنے سے نہیں۔ معتمد کے اشعار یہ ہیں (ترجمہ اشعار)
 مرغابی قریب ہو گئی ہے غلام جلدی کرا اور اس پر زمین کسو اور لگام سے ترکوں سے کہو کہ میں
 موت کے گہرے پانی میں اترنے والا ہوں جس کا بچی چاہے رہے اور جو چاہے چلا جائے۔
 معتمد کے اقصائے مغرب تک جانے کا قصد کیا تھا اور اس کا ارادہ تھا کہ جو مالک اب تک بنو
 کے غلبہ کی وجہ سے بنو عباس کے قبضہ میں نہیں آئے انکو فتح کیا جائے۔ صولی احمد بن خطیب
 سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز معتمد نے مجھ سے کہا کہ جس وقت نبی امیہ بادشاہ ہوئے تھے تو ہم میں سے
 کوئی بادشاہ نہ تھا اور جس وقت ہم بادشاہ ہوئے تو امویوں کی حکومت اندلس میں موجود ہے
 اندلس کے لئے ہامان جنگ ہو یا کرنا شروع کیا تھا اور ابھی تیاری ہی کر رہا تھا کہ موت کے فرشتوں
 نے آد بایا۔ صولی کہتے ہیں کہ میں نے میغرہ بن محمد سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ جس قدر
 بادشاہان روئے زمین معتمد کے دروازے پر جمع ہوئے اتنے کسی بادشاہ کے پاس جمع نہیں ہوئے
 اور نہ اتنی مہتم بالشان فتوحات کسی بادشاہ کے زمانہ میں ہوئیں اس نے بادشاہان آفریقا،
 طرستان، سیستان، اشیاخ، فرغانہ، طخارستان، صندھ اور کابل کے بادشاہ کو قید کر لیا تھا۔
 بقول صولی معتمد کی انگوٹھی پر یہ کندہ تھا۔ الحمد للہ انذری لیس کثلہ شیء۔

مصلی کہتے ہیں کہ احمد زبیری سے روایت ہے کہ جب معتصم اپنے اس قصر کے آگے میدان میں بتوایا تھا
 غ بوا تو اس میں جا کر بیٹھا لوگ سلام کیلئے حاضر ہوئے اس وقت اسحاق مصلی نے اپنا ایک قصیدہ جو معتصم کی خاطر
 جو اب تھا پڑھا مگر شروع ہی قصیدہ میں اسحاق مصلی نے پتھر لکھا تھا (ترجمہ شعر) اے گھوڑے بانیں بدل
 الیں گی۔ کاش کہ تو پرانا ہی ہو جاتا۔ معتصم نے دوسرے لوگوں اس شعر سے بدشگونی لی اور ایک نکتے
 نے باہم اشارے کے اور تعجب کیا کہ اسحاق نے باوجود وہم و غم اور باتا ہوں کی صحبت میں ہونے کے اپنی صورت
 ملتی کس طرح کی۔ آخر معتصم نے اس فقر کو منہدم کرادیا۔ ابراہیم بن عباس کہتے ہیں کہ معتصم جو وقت کسی سے
 لام کرتا تھا تو بلاغت ختم کر دیتا تھا یہی پہلا بادشاہ ہے جس کے باور چلنے کا خرچ دن دو رات چو گنا ہوتا گیا
 تی کہ ایکزار وینار و زمانہ کا خرچ ہو گیا۔ اب لو بیٹا کہتے ہیں کہ معتصم کا قول ہے جب تاش اور طمہ کو خرچ
 ہو جاتی ہے تو عقل باطل ہو جاتی ہے اسحاق کہتے ہیں کہ معتصم کہا کرتا تھا کہ جو شخص اپنے مال اور علم کیساتھ طلب حق
 لریگا وہ ضرور حق کو پائیگا۔ محمد بن عمرو وی کہتے ہیں کہ معتصم کا ایک غلام تھا جس کا نام عجیب تھا اور وہ ایک
 شخص ام باسسی تھا معتصم کو بہت زیادہ محبوب رکھتا تھا اس کی تعریف میں معتصم نے چند اشعار بھی مرتب کیے ایک
 دن مجھے بلا کر کہنے لگا کہ تم جانتے ہو کہ میں یا اعتبار اپنے دو بے بھائیوں کے بہت کم لکھا پڑھا ہوں کیونکہ مجھے میر
 ہارون رشید کو بہت زیادہ محبت تھی اور مجھے کھیل کو و کا بہت شوق تھا مجھے جو کچھ لوگوں نے علم حاصل کرنے کے متعلق
 سمجھایا میں لکھی کی ایک سنی اب میں نے عجیب غلام کے متعلق چند اشعار لکھے ہیں تم انھیں سن کر مجھے سچ بتاؤ
 اگر وہ اچھے ہیں تو میں انکی شاعت کروں ورنہ رسی کی ٹوڑی میں ڈال دوں یہ کہہ کر اسنے سنانے شروع کئے (ترجمہ
 اشعار) میں عجیب کو دیکھا وہ آراستہ شدہ ہرن ہے اسکا چہرہ مثل بدر کے ہے اسکا قد سرور قد ہے روم کی
 محبت کا طیب ہے۔ یہ طیب معدوم نہ ہو جو یہ میں عجیب سے محبت رکھتا ہوں۔ میری خواہش نے اسکو
 عجیب پایا ہے۔ میں یہ اشعار سن کر نکتہ خلافت کی قسم کھا کر عرض کیا کہ یہ اشعار ان خلفاء کی بہ نسبت جو
 نہ تھے بہت اچھے ہیں یہ سن کر بہت خوش ہوا اور مجھے پچاس ہزار درہم عنایت کئے۔ مصلی کہتے ہیں کہ عبدالواحد
 بن العباسی الریاشی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ بادشاہ روم نے ایک خط تہدید امیر معتصم کے پاس بھیجا جب معتصم
 نے اسکو پڑھا تو فوراً کاتب سے کہا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد میں نے تیرا خط پڑھا اور تیرا خطاب سنا جواب
 تیرا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا سننے کا نہیں اور کفار کو عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ انکا ٹھکانا کہاں ہے (معتصم کی جو
 گفتگو ایک مرتبہ شعراء سے ہوئی اسکو ہم نظر انداز کرتے ہیں کیونکہ اردو زبان صحابہ کلئے فلجان و بال جان ہے ترجمہ)

احادیث جو معتصم سے مروی ہیں

مصلی کہتے ہیں کہ مجھ سے علانی نے اور ان سے عبدالملک بن فحاک اور اسے ہشام بن محمد اور اسے

۳۳۱ میں اس نے احمد بن منصور خراسانی کو جو اہل حدیث سے تھے

میں قتل کروایا اسکا قصہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ انھیں بخارا و جھنگل کو لے کر تھے وہیں گھاس تک آگ سے
 قرآن کے متعلق دریافت کیا انھوں نے کہا کہ قرآن شریف مخلوق نہیں بلکہ براہِ ربی ایمان نہو اسکا دل ایمان
 کی رویت کے متعلق پوچھا اپنے کہا کہ روایت ضرور رویت ثابت ہائی سند کیلئے کہا بعض عید بازوں نے
 واثق نے کہا تم جھوٹے ہو۔ انھوں نے کہا تم جھوٹے ہو۔ واثق نے کہا افسوس اگلی اور کہا واللہ کیا خوب کھیر
 اور ایک مکان میں مقید اور ایک دیکھنے والے کی آنکھ میں سما جائیو البتہ میں استعمال ہوا تھا۔ واثق
 محترمہ کی جو ایک جماعت واثق کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اس نے انکی عین سفار میں کوئی شخص واثق سے
 نے تلوار منگائی اور کہا جس وقت میں کھڑا ہوں تم میرے ساتھ ہرگز نہ کھڑے ہو۔ یہاں تک کہ ایسی صفات خدا کو پوسنے
 والے شخص کے قتل میں جو قدم اٹھاؤنگا اسکا مجھے ضرور ثواب ملیگا۔ احمد بن نصر ایک چمڑے کے فرش پر
 پاز بخر بٹھاوئے گئے اور واثق نے انکے پاس جا کر انکو شہید کروایا اور حکم دیا کہ انکا سر بچھا دو بھیجا جائے اور
 وہاں ٹکا دیا جائے اور انکا جسم سرمن ہائے میں صولی چڑھا دیا جائے چنانچہ انکا سر اور جسم اسی حالت میں
 رہا حتیٰ کہ جس وقت متوکل بادشاہ ہوا تو اسنے امر وافر فرما دیا جس وقت انھیں صولی پر چڑھایا گیا تھا تو انکے
 گان میں ایک پرچہ لکھ کر لٹکا دیا گیا تھا کہ یہ احمد بن نصر بن مالک ہے اسکو عبداللہ امام ہارون نے خلق متوکل
 اور نفی تشبیہ خداوند تعالیٰ کی طرف بلایا تھا مگر اسنے اسکا انکار کیا خداوند تعالیٰ نے اسکو روز کی طرف بلایا
 اس سر پر ایک چوکیدار مقرر تھا کہ اسکو نیرہ کیساتھ قبیلہ رخ نہ ہونے دے۔ چوکیدار نے ایک روز بیان کیا کہ
 ایک رات میں نے انکو قبیلہ رخ ہو کر پیلین پڑھے ہوئے دیکھا ہے یہ حکایت دوسرے طریقہ سے بھی آئی ہے۔
 اسی سال روم سے ایک ہزار چھ سو مسلمان قیدی چھوڑے گئے ابن وود نے کہا کہ جو شخص خلق قرآن کا قائل ہوگا
 ان قیدیوں میں سے رو دینا ردیکر چھوڑ دیا جائے اور جو شخص اسکا قائل نہو اسکو مقید رکھا جائے
 خطیب کہتے ہیں کہ ایک احمد بن داؤد ہی واثق پر قابو یافتہ ہو رہا تھا اور وہی اسکو تشدد پر مال کرتا تھا اور
 لوگوں کو خلق قرآن کی دعوت دیتا تھا کہتے ہیں کہ اسنے بھی اپنی موت سے پہلے خلق قرآن سے رجوع کر لیا تھا۔
 کہتے ہیں کہ ایک شخص واثق کے پاس قید کر کے لایا گیا جو مقید باہن تھا جب آیا تو اسوقت ابن ابی داؤد
 بھی موجود تھا اسنے ابن داؤد کو مخاطب کر کے کہا کہ میں نے کبھی تم لوگوں کو بلا سے اسکا علم رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کو بھی تھا یا نہیں۔ اگر انجناب کو اسکا علم تھا تو حضور نے اسکی طرف لوگوں کو کیوں بلایا۔ ابن ابی
 داؤد نے کہا کہ علم ضرور تھا۔ قیدی نے کہا کہ اچھا جب علم تھا تو جو کلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تم اسکو کیوں بلایا۔
 انجناب نے ناچاراً رکھا تم کس طرح جہانز سے تھے تو اسکو سنکر تمام لوگ متحیر گئے اور واثق ہنسکر اپنے منہ پر ہاتھ رکھے ہونے لگا۔

Marfat.com

مستقم نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجائز قرار دیا ہم اسکو حرام سمجھتے ہیں
انکے والد نے اور ان سے منظور کے واسطے خاموشی اختیار کی ہم اس میں تشدد کرتے ہیں اس کے بعد قیدی کیلئے تین سو
نے ایک شخص کو نبی فلاں دیکھا کہ اتر کر آیا اس کے بعد کسی امتحان نہیں لیا اور اسی روز سے ابن ابی داؤد سے نبی
کی والشجرة الملعونۃ فی القرآنی ابو عبد اللہ بن محمد زوی ابو داؤد اور نسائی کے مستند تھے۔ ابن ابی
تاکہ ہم اس کے علم پر ہیں اپنے فرطاً چٹا آدمی تھا جس میں ذرا زردی کی جھلک مارتی تھی ہاسکی ڈاڑھی نہایت
ظلم کی بنا پر انکو امانت دی جاسکتی تھی ایک نقطہ تھا۔ یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں کہ جتنی بھلائیاں آل علی کیسے تھے
وائق نے کی ہیں اتنی کسی کے ہاں نہیں جیسا کہ وہ مرا ہے تو علماء یوں میں کوئی شخص مفسس نہیں تھا۔ کہتے
ہیں کہ وائق نہایت ادیب اور اچھا بشار تھا ایک خادم جاسکے پاس مصر سے بطور ہدیہ کے آیا تھا اسکو نہایت
محبوب تھا۔ اتفاقاً ایک روز وائق اس پر غصہ ہو گیا وائق نے سنا کہ وہ خادم کسی دوسرے خادم کے کہہ رہا ہے
کہ وائق وائق ہی کو مجھ سے بولنا چاہیگا مگر میں اس سے کلام نہیں کرونگا وائق نے یہ سنا کہ (ترجمہ استشار)
اے وہ شخص کہ میری تکلیف پر فخر کرتا ہے تو ایک ظالم بادشاہ بنا آیا ہے۔ اگر محبت نہ ہوتی تو ہم قدر کے منتقلی
بات سمیٹ کرنے ہاں اگر کبھی محبت سے اتفاق ہوتا تو دیکھ ہی لینا۔ اسکا شمار بھی زبان زد عام ہیں۔ وہ کہتے
ہیں کہ وائق ماموں کو اپنے سے علم ادب اور فضیلت میں کم درجہ سمجھتا تھا اور ماموں کی تکظیم کرتا تھا
بڑے پر اسکو ترجیح دیتا تھا۔ وائق فی الواقع اپنے زمانہ کے لوگوں میں بہت بڑا عالم تھا اور نہایت اچھا ستارہ
یہ شخص راگ میں سب سے زیادہ خلفاء کے اندر ماسر ہوا ہے اسنے بہت سی باتیں اصوات و الحان سرین قریب
سور کے ایجاد کی ہیں۔ عود بجانے اور اشعار و اخبار میں وہ سب بڑا استاد مانا جاتا ہے۔ فصل
یزید کہتے ہیں کہ خلفاء بنی عباس میں وائق کے سب سے زیادہ اشعار یاد تھے کسی نے ان سے دریافت کیا کہ
کیا ماموں سے بھی زیادہ یاد تھے کہاں ہاں۔ اصل بات یہ ہے کہ ماموں علم ادب کے ساتھ ساتھ علم اولی
نجوم و طب و منطق کا بھی عالم تھا اور وائق محض علم ادب عربی میں ہی کامل تھا۔ یزید یہی کہتے ہیں کہ
وائق کی خوراک بہت زیادہ تھی اور وہ بڑا پر خور آدمی تھا۔ ابن فہم کہتے ہیں کہ وائق کا دسترخوان چاندی
کا بنا ہوا تھا جس کے چار ٹکڑے تھے ہر ایک ٹکڑا بیس آدمی اٹھایا کرتے تھے اور اس میں کٹورے گلاس وغیرے
تمام چاندی ہی کے تھے ابن داؤد نے کہا کہ چاندی کے ظروف میں کھانا منع ہے اسنے فوراً حکم دیا کہ انکو توڑ کر انکی
چاندی بیت المال میں داخل کر دیجائے۔ حسین بن یحییٰ کہتے ہیں کہ وائق نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ گویا وہ وفاق
جنت کی درخواست بنا ہوا اور کہنے والا کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ اس شخص کے سوا جسکا دل مرت (بیلیان خشک) جیسا
ہو کسی کو ہلاک نہ فرمادینگے صحیح کو وائق نے ہم جلسوں اسکی تعبیر لیا چاہی مگر کوئی نہ بتلا سکا آخر وائق نے

ابو محکم کو بلا کر اسکی تعبیر دریافت کی انھوں نے کہا کہ مرت اس بیابان اور جنگل کو کہتے ہیں جہیں گھاس تکٹاگ سکے
 اسکے معنی یہ ہیں کہ خداوند تعالیٰ اسی شخص کو بلا کر لے گیا جسکے دل میں ذمہ براہر بھی ایمان نہ ہو اسکا دل ایمان
 اسطرح خالی ہو جیسطرح مرت گھاس سے خالی ہوتا ہے واثق سے علماء اتر سبکی سند کیلئے کہا بعض عیالہ بازوں نے
 فوراً ایک شہر بنی اسد کا جس میں لفظ مرت تھا پڑھ دیا اس پر ابو محکم کو ہنسی آگئی اور کہا واللہ کیا خوب کام
 سو شہر اعراب کے سوا اشعار سند میں پیش کئے جن میں لفظ مرت انھیں معنی میں استعمال ہوا تھا۔ واثق
 نے انکو ایک کھ دینا عطا کئے۔ حمدون بن اسماعیل کہتے ہیں کہ خلفاء میں کوئی شخص واثق سے
 زیادہ حلیم اور تکلیفوں پر صبر کرنا والا نہیں ہوا۔ البتہ بعض وقت ان صفات کے بالکل برعکس بھی ہو جاتا تھا
 احمد بن حمدون کہتے ہیں کہ ایک روز اسکے پاس اسکے استاد ہارون بن زیاد تشریف لائے اسنے انکی
 نہایت تعظیم و تکریم کی کسی نے اور یا فتی کیا کہ یا امیر المؤمنین یہ کون شخص ہیں جنکی آپ استفادہ تعظیم کرتے ہیں واثق
 نے کہا کہ یہ وہ شخص ہیں کہ جنھوں نے سب سے پہلے میری زبان فرما کر خدا کے ساتھ کھولی اور مجھے خداوند تعالیٰ کی
 رحمت کے نزدیک کر دیا۔ واثق نے ۲ ذوالحجہ ۲۳۲ھ یوم چہار شنبہ کو مرنے سے پہلے انتقال کیا
 نزع کی وقت وہ بار بار اشعار پڑھتا تھا (ترجمہ اشعار) موت میں تمام خلقت شکرگاہ ہے۔ نہ اس بازار
 چھوٹے نہ بادشاہ۔ نہ فیروزوں کو دینا چھوڑنے میں فلاس منع کرتا ہے نہ بادشاہوں کو انکا لک کوئی
 فائدہ پہنچاتا ہے کہتے ہیں کہ جیوقت اسکا انتقال ہوا تو لوگ متوکل کی بیعت میں مشغول ہو گئے
 اور اسکی لاش تنہا رہ گئی ایک سو سہارا یا اور اسکی آنکھیں نکال کر کھا گیا۔ اسکے زمانہ میں حسب
 ذیل علماء نے انتقال کیا۔ مسدود۔ خلف بن ہشام۔ یزار مفری۔ اسماعیل بن سعید الشامی شیخ اہل
 بلستان۔ محمد بن سعد تباہ اقدی ابو تلم الطائی شاعر۔ محمد بن زیاد بن الاعرابی اللخوی بو بلی شاکرد
 حضرت امام شافعی انکا انتقال قید خانہ میں ہوا علی بن مغیرہ الاثرم اللخوی دیگر حضرت امام اللہ تعالیٰ۔

واثق کے مختصر حالات

صوفی کہتے ہیں کہ جعفر بن علی بن رشید سے مروی ہے کہ ہم ایک روز واثق کے پاس بیٹھے ہوئے تھے
 اور دو شراب بچل رہا تھا اسکے خادم بچ نے اس کو ایک صبیحی پانی اور کلاب نرگس کے پھول دئے اور
 واثق نے ایک نظم لکھی جیسا پہلا شعر یہ تھا (ترجمہ شعر) تیری جیا نرگس اور کلاب جیسی ہے۔ محتدل لغامت
 محتدل لغد ہے کہتے ہیں کہ جیسی واثق نے یہ نظم لکھی ہے خلفاء میں کسی نے ایسے اشعار نہیں لکھے ہیں۔
 صوفی کہتے ہیں جو سے قبل اللہ بن معمر نے بیان کیا کہ واثق کو اپنے دو غلاموں سے بیحد محبت تھی ایک روز
 ایک خدمتگاران میں سے اسکی خدمت کرتا تھا اور دوسرا دوسرے روز اسکے متعلق واثق کہتا

ہے (ترجمہ اشعار) میرا مثل دو شخصوں میں منقسم ہے۔ کسی نے آج تک بھلا ایک روح کو دو جسموں میں
 بھی دیکھا ہے اگر ایک جسم سے خوش ہوتا ہے تو دوسرا ناخوش ہوجاتا ہے۔ میرا دل دو مصیبتوں میں گرفتار ہے۔
 خربل کہتے ہیں کہ ایک روز واثق کی مجلس میں حنظل شاعر کا پیشتر آیا گیا (ترجمہ شعر) ایک آہو پر ہے جو کچھ
 شراب پلاتا ہے جس میں نہ وہ تنگدل اور کھیل ہوتا ہے نہ سوار (چھوٹا) چھوڑتا ہے۔ سوار کے معنی کسی دریافت
 کے کو سوار کے کیا معنی ہیں مگر کوئی نہ بتلا سکا واثق نے ابن ثری سے اس کے معنی دریافت کئے انھوں نے موسم سے
 اس کے معنی بیان کئے۔ واثق نے انکو بیس ہزار درہم انعام میں دئے۔ — میمون بن ابراہیم احمد بن حسین بن شام
 کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ ایک روز حسین بن ضحاک اور مخارق میں بحث ہو پڑی۔ ایک ابو نواس شاعر کو ترجیح
 دینا تھا اور دوسرا ابو العباس کو بہتر بتلاتا تھا۔ واثق نے کہا کچھ شرط کرو۔ چنانچہ انھوں نے دوسروں کی
 شرط کی واثق نے کہا کوئی اس جگہ علماء میں سے موجود کہا یاں۔ ابو محلم موجود ہیں۔ چنانچہ انھیں بلا کر اسے
 دریافت کیا گیا انھوں نے کہا ابو نواس بہت بڑا شاعر ہے اور تمام اصناف سخن پر قادر ہے یہ فیصلہ تسلیم کیا گیا اور
 اس فیصلہ پر دوسروں نے حسین بن ضحاک کو دئے گئے۔

(۱۵) المتوکل علی اللہ جعفر

المتوکل علی اللہ جعفر ابو الفضل بن معتمد بن رشید ۲۰۵ھ یا ۲۰۶ھ میں ام ولد شجاع غامی کے
 بطن سے پیدا ہوا اور واثق کے بعد زوالچ ۲۳۲ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ اسے تخت پر بیٹھتے ہی
 سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف میلان شروع کیا اور اجدیت یعنی محدثین کی مدد کی اور انکی محنت اور
 جانفشانی پر غور کیا ۲۳۲ھ میں تمام حمالک کے محدثین مقام سامرہ میں جمع کئے اور انکو بہت التواء کرم
 عطا فرمایا اور حکم دیا کہ وہ صفات و رویت الہی کے متعلق اجماع دیت بیان کریں اسنے اس کام کیلئے ابو بکر بن ابی
 شیبہ کو جامع رصافہ میں اور انکے بھائی عثمان کو جامع منصور میں مقرر کیا جنکے وعظ میں روزانہ تقریباً تیس ہزار
 ہزار آدمی جمع ہوجاتے تھے اس کام سے لوگ متوکل سے بہت خوش ہوئے اس کیلئے دعائیں کی گئیں اسکی
 ثنا اور تعظیم میں بچید مبالغہ کیا گیا حتیٰ کہ بعضوں نے کہا کہ خلفائے تین ہی ہوئے ہیں حضرت ابو بکر صدیق جنھوں نے
 مرتین کو قتل کرایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز جنھوں نے دنیا کے ظلم سے بچایا تیسرے متوکل جسے مردہ سنت
 کو پھر زندہ کر دیا اور فرقہ بھیمیہ کو نسبت دنا بدو کر دیا۔ ابو بکر بن چنازہ اسکی شان میں کہتا ہے (ترجمہ شعر)
 آج سنت ایسی محرز ہوئی ہے کہ اسکے بعد کبھی پھر ذلیل نہ ہوگی اسکا منارہ بہت اچھا قائم ہو گیا اور
 جھوٹا و مکر کا منارہ گر گیا۔ یعنی دوزخ کی طرف اس طرح بھانگے ہیں کہ پھر اس طرف رخ نہ کریں گے۔ ان لوگوں
 سے خداوند تعالیٰ نے متوکل خلیفہ کی وجہ سے شفا بخشی گویا کارے رب کا خلیفہ ہے اور اپنے نبی کے چچا

Marfat.com

کی اولاد سے اور نبی عباس میں عتقہ خلیفہ ہوئے یہ سب میں بہتر ہے اسنے دین کے شیرازہ کو بکھرنے کے بعد
 حج کر دیا۔ اسنے دین سے علیحدگی اختیار کر لیا اور اسنے تین سے جدا کر دیا۔ ہمارا مسجد اسکی عمر میں ترقی کرے
 اور دنیا کی کمزوریات سے امن میں رکھے۔ اسی سال ابن وافر پر ایسا فوج پڑا کہ گویا وہ پتھر کا ہو گیا
 غلامند تقالی نے اسکے افعال کا براہ سنا کر بگھلا دیا۔ اس سال کی عجیب باتوں میں یہ ہے کہ عراق میں نہایت زور سے
 باوسوم جی جھکی وجہ کو فوج بھروسہ۔ بغداد کی تمام کھیتیاں جل گئیں اور مسافر ہلاک ہو گئے یہ نقشہ پچاس روز تک
 اس طرح رہا حتیٰ کہ اسکے ساتھ پھلان میں بھی آگ پھیل گئی اور وہاں کی کھیتیاں بھی جل گئیں اور مویشی مر گئے موصل
 اور شہار میں بھی یہی حال ہوا لوگ بازاروں میں نکلنے بند ہو گئے راستوں کی آمدورفت ٹرگ گئی اور ایک خلقت
 عظیم اس قیامت کی نظر ہو گئی اسکے بعد دمشق میں زلزلہ آیا کہ ہزاروں مکان گر گئے اور انکے نیچے صد ہا شیطان
 و بکر گئے پھر یہی حال انطاکیہ جزیرہ اور موصل میں بھی ہوا کہتے ہیں کہ اس خوفناک حادثہ میں پچاس ہزار آدمی
 ہلاک ہوئے۔ ۵۲۳۵ء میں منوکل نے تمام نصاریٰ کو گلوں بند پانڈنے کا حکم دیا۔ ۵۲۳۶ء میں اسنے
 حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کے ارد گرد واقع بقیع کھودوایئے تاکہ حکم دیکر
 وہاں کشتکاری کر سکے کہا اور لوگوں کو اسکی زیارت منع کر دیا۔ ہینڈ و نوں تک یہ خرابا اور مشکل بنا رہا تاکہ اس حرکت
 کی وجہ سے لوگوں کو اس بہت قدر پر پہنچا اور اسکو نا صبی (خارجی) کا لقب دیا اور اہل بغداد نے اسکو دلوایئے
 اور مسجد و شہر کا لیاں لکھ کر چھپا دیں شہر اسے آگ لگی جو میں نظریں لکھیں چپا پڑ بچھانے کے ایک نظم یہ کہی گئی (ترجمہ) تو اللہ ہی
 امیر پیدا ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ کو ظلم سے قتل کر دیا۔ اس اسکے مثل ایک اور نبی امیر پیدا ہوئے ہیں
 قبر اکھڑ و اچھیتی اسے بچ اور افسوس تھا کہ وہ اسکے قتل میں کیوں شریک نہیں بنے۔ اسنے انکی ہڈیاں کھڑ و ادیں۔
 ۵۲۳۶ء میں نائب مصر کے نام حکم جاری کیا کہ وہ ابو بکر محمد بن ابواللیث قاضی القضاة کی دائرہ مندر و اکراؤ
 گئے پر چڑھا کر انکی تشہیر کرے اور اسکے تازیانے اسکے اور دراصل تھا ہی وہ اسی قابل لوگ اسکے ظلم و ستم
 اسکے تھے اور عقیدہ چھپے رکھتا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اسکو محسول کر کے شہر میں تشہیر کرائی گئی اور روزانہ
 بیس کورے لگوائے گئے اور اسکے بجائے ہار شہر میں بیس کورے لگوائے گئے۔ اسی سال عسکری نے
 آگ لگائی تین روز میں تمام گھر اور شہر جلا کر ڈھیر کر دئے۔ اسی سال اس نے حضرت امام احمد بن حنبل
 کو ہلا کر بھیجا لیکن آپ اسکے سامنے نہ پہنچ سکے بلکہ اسکے بٹے معتز کی وقت میں گئے۔ ۵۲۳۸ء میں بادشاہ
 روم نے دمیا طیر حملہ کر دیا۔ رومیوں نے خوب لوٹا آگ لگادی اور پھر سو آدمی گرفتار کر کے دریا کے
 راستے سے لوٹ گئے۔ ۵۲۳۹ء میں اہل عداط نے آسمان سے ایک چیخ کی آواز سنی جس سے
 ہزاروں آدمی گئے عراق میں مرغی کے انڈے کے برابر اولے پڑے اور مشرب میں تیرہ گاؤں زمین

Marfat.com

میں دھنس گئے۔ ۲۲۱ء میں ستارے بہت زیادہ ٹوٹے دکھائی دئے اور بہت رات کے تک لوگوں کی طرح ستارے آسمان میں اڑتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ۲۲۲ء میں نزمین تونس سے خراسان تیشاپور۔ طبرستان۔ اصفہان میں بڑا سخت زلزلہ آیا جس سے پیاروں کے گھر ڈھے اڑ گئے زمین بے قدر قد و شمع ہو گئی۔ مصر کے علاقہ میں بمقام سویدا آسمان سے پتھر برسے جنکا وزن دس دس مطلق تھا۔ کین میں پہاڑوں کی اتنی حرکت کی کہ لوگوں کی کھیت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو گئے حلب میں ایک سفید جانور رمضان شریف میں ظاہر ہوا لوگوں نے سنا وہ کہتا تھا لوگوں کو بخیر سے ڈرو و خدا سے ڈرو۔ اسی طرح پچاس سالہ ازبکستان اور اڑ گیا دوسرے روز بھی آیا اور ایسا ہی کہا۔ لوگوں نے صدر میں اس کی خبر کی اور صدر کی تحقیق پر پانچ سو آدمیوں کی شہادت دی۔ اسی سال ابراہیم بن مطہر کا تب نے بصرہ سے کھلی بازار تانگہ میں بیچ کر چل گیا جس میں اونٹ بیچے ہوئے تھے یہ نئی گاڑی دیکھ کر لوگوں نے سخت تعجب کیا۔ ۲۲۳ء میں متوکل دمشق پہنچا اور اسکو بہت پسند کیا یہاں ایک قصر بنوایا اور رہنے کا ارادہ کر دیا مگر زید بن محمد المہلبی اسکے سامنے اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) مجھے خیال ہے کہ شام عراق پر خوشیاں منا بیگا جبکہ امام نہیں رہنے لگیگا۔ اگر آپ نے عراق اور اسکے اہل کو چھوڑ دیا تو گویا اپنے ماتحت کو طلاق دیدی پس گروہ سمجھ گیا اور ارادہ فرسخ کر کے دو تین مہینہ کے بعد لوٹ گیا۔ ۲۲۴ء میں متوکل نے یعقوب بن سکیت نامہ برہ کو جو اسکے بیٹوں کا استاد تھا روادیا۔ خطا یہ تھی کہ ایک روز متوکل نے اپنے لڑکوں محتر اور مؤید کو دیکھا کہ ابن سکیت در باقت کیا کہ تمہارے لڑکے دو نوں اچھے اور محبوب ہیں یا حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) یعقوب بن سکیت جواب دیا کہ محتر اور مؤید سے تو قبضہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا غلام ہی بہتر ہے چہ جائیکہ حضرت امام حسن حسین سے مقابلہ کیا جائے پس گروہ نے چند لڑکوں کو محمد یا کہ اسے چت لٹا کر اسکے پیٹ پر جینٹک کو دو جینٹک یہ لڑکے سے بعض کہتے ہیں کہ اسنے ان زبان تانوس سے کچھوائی اور یر گئے انکی اولاد کو دینا ہی خون بہا۔ کچھ دیا اور متوکل اب دراصل ناصبی (خارجی) ہو گیا۔ ۲۲۵ء میں دنیا میں ایک عام زلزلہ آیا جسکی وجہ سے شہر قلعے اور پل مسما رہ گئے اٹھاکہ میں ایک پہاڑ سمندر میں جاگرا۔ آسمان سے ایک ہولناک آواز سنائی دی۔ مصر میں بہت ہی بڑا زلزلہ آیا اور اہل بلطیس نے ایک واز سخت مصر کی طرف سے سنی جسکی وجہ ہزاروں جاہلیں ضائع ہو گئیں مگر شریف کے چٹھے خشک ہو گئے متوکل نے عرفات تک شریف کی طرف بانی منگوائے میں ایک لاکھ دینار خرچ کئے۔ متوکل نہایت سخی آدمی تھا کہتے ہیں کہ جتنا مال شہرا کو متوکل نے دیا اتنا کسی خلیفہ نے نہیں دیا اسکے متعلق مردان بن ابی الجوز کہتے ہیں (ترجمہ اشعار) مجھ سے اپنا ماتھو روکے اور مجھے زیادہ نہ دے۔ مجھے خوف ہے کہ میں ہلاک نہ ہو جاؤں یا کوئی سخی نہ اپڑے۔ متوکل نے پندرہ لاکھ میں جینٹک لاکھ نہ روٹگا جینٹک

Marfat.com

میرا جو چھوٹا غرق نہ کرے اسنے ایک قصیدے کے علم میں سکر ایک لاکھ موشیں ہر روز دہم اور پچاس کپڑے انعام میں دئے تھے۔ اتفاقاً ایک روز متوکل دو چابک لئے ہوئے تھا کہ علی بن جہم آنکلا اور اسنے ایک قصیدہ پڑھا متوکل نے اسکی طرف ایک چابک بطور انعام کے پھینک دیا اسنے اٹھا کر اسکو اٹھا پلٹ کر دیکھنا شروع کیا متوکل نے کہا کیا اس انعام کو تم سمجھتے ہو واللہ یہ ایک لاکھ کی حیثیت سے زیادہ کا ہے اس کہا نہیں یہ نہیں دیکھتا بلکہ کچا اور اشعار سوچتا ہوں تاکہ اسکے صلہ میں دوسرا چابک بھی لیلوں جیٹا پڑاسنے اور اشعار سنا کر دوسرا چابک بھی لے لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جب متوکل کو خلافت تفویض ہوئی تو اسوقت آٹھ آدمی ایسے زندہ تھے جنکے باپ خلیفہ روچکے تھے منصور بن مہدی۔ عباس بن ہادی۔ ابو احمد بن رشید۔ عبداللہ بن ابی موسیٰ بن ماموں۔ احمد بن معقلم۔ محمد بن واثق۔ متوکل بن متوکل۔ مسعودی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک جو کوئی شخص بھی متوکل کے پاس بھلا یا برا پہنچ گیا تو وہ مالا مال ضرور ہو گیا جہ یہ بادشاہ لذات اور شراب میں بہت منہمک تھا اسکے چار ہزار باندیاں تھیں جیسے یہ فائدہ اٹھا چکا تھا۔ علی بن جہم کہتے ہیں کہ متوکل ام و امیر مصر سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا اور اسکے بدوں ^{اسے} چہ نہ آتا تھا۔ سلمیٰ کی کتاب المحن میں مرقوم ہے کہ جب شریع شریع میں حضرت ذوالنون مصری نے احوال مقامات اہل ولایت کو ظاہر کیا تو عبداللہ بن عبداللہ حکم شاگرد حضرت امام مالک جو اسوقت رئیس مصر تھا اسکا انکار کیا اور کہا کہ انھوں نے ایک نئے علم کی ایجاد کی ہے جو سلف صالحین سے بالکل مروی نہیں ہے اور انھیں زنا بیق کا خطاب دیا امیر مصر نے سیکر انکو بلایا اور اعتقاد دریافت کیا انھوں نے جواب با جواب یا جس سے امیر مصر کو تسلی ہو گئی اور اسنے متوکل کو انکا حال کچھ بھیجا متوکل نے انکی حاضری کے احکام جاری کر دئے جسوقت یہ ڈاک کی سواری پر پہنچے اور انکا سلام سنا تو بہت خوش ہوا اور انکی تعظیم و تکریم کی حتی کہ جسوقت صالحین کا ذکر آتا تو کہا کرتا تھا کہ اس میں حضرت ذوالنون کو بھی شامل کرو۔ متوکل نے لوگوں سے اول اپنے بیٹے منتصر کیلئے اور اسکے بعد محتر پھر میر کیلئے ولید مہدی پر بیعت لی تھی لیکن چونکہ محتر کی والدہ سے بہت زیادہ محبت تھی اسوجہ سے اسنے ارادہ کیا کہ محتر کو اول ولید مہدی مقرر کر دوں اسکے متعلق اس نے منتصر سے استفسار کیا مگر اسنے انکار کر دیا متوکل نے منتصر کی مرضی کے بغیر برسر مجلس محتر کو ولید مہدی اول بنانا چاہا جس سے منتصر کی بے عزتی اور اسکے ساتھ ہمد شکنی ہوئی اور ہر ترکوں نے چند امور کیوجہ سے متوکل سے انحراف کر دیا اور منتصر کیساتھ متوکل کے قتل کی سازش میں شریک ہو گئے ایک روز آدھی رات جبکہ متوکل اپنی لہو و لعیب کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا انہیں سے پانچ آدمی اندر گھس گئے اور متوکل کو موہا سکر وزیر فتح بن خاقان کے سوال ^{۲۳} کے لئے متوکل کو قتل کر دیا۔ کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ خداوند تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا

معاملہ کیا سنتے کہا کہ جو میں سے کچھ دنوں تک قوری سی احیاء سنت کی تھی اسکے صلہ میں خداوند تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ اس قتل پر شہزادہ میں خوب مرثیہ پڑھائی ہوئی۔ چنانچہ یزید مہلبی کہتا ہے (ترجمہ اشعار اسکے موت آگئی اور آنکھ سوئی ہے۔ خبر دار اسپر بہت سی بوئیں آئیں یہ وہ کہ درد جو اسے پہنچا ہے کسی خلیفہ کو نہیں پہنچا تھا اور نہ اسکی مثل کوئی روح اور جسم ضائع ہوا تھا۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ متوکل اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھے فتح بن خاقان بجز محبت سے نہیں اسکے بغیر نہیں کر سکتا اگر یہ مجھ سے جدا ہو گیا تو میرا عیش منغنہ ہو جائیگا چنانچہ بصری شاعر سے اس نے اسی مضمون کو نظم بھی کرایا تھا خدا کی قدرت ہے کہ دونوں بیک ہی جگہ ایک ہی وقت قتل کر دئے گئے۔

اختیار متوکل

ابن عساکر کہتے ہیں کہ متوکل نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شکر پارہ مجھ پر آسمان سے گرا ہے جس پر حنفیہ المتوکل علی اللہ لکھا ہوا ہے۔ جب یہ تخت خلافت پر بیٹھا تو اسکے خطاب پر لوگوں نے غور و خوض شروع کیا کسی نے طنز اور کسی نے کچھ بتلایا آخر اسے خود احمد بن ابی داؤد سے اپنا خواب بیان کیا اور اسی خواب متوکل کو لوگوں نے پسند کیا اور یہی خطاب سرکاری کاغذات میں درج ہونے لگا۔ ہشام بن عمار سے مرثیہ ہے کہ ایک روز متوکل کو سینے کہتے ہوئے سنا کہ کاش میں یزید بن اور یس کے زمانے میں ہوتا انھیں دیکھتا اور کچھ ان سے پڑھتا کیونکہ میں نے جناب ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں۔ لوگو! محمد اور یسین اعلیٰ رحمت حق ہے اور اپنے پیچھے ایک نیک علم چھوڑ گیا ہے اسکی اتباع کرو کہ ہدایت پاؤ گے۔ متوکل نے بیان کیا کہ خداوند تعالیٰ محمد بن اور یس پر رحمت واسعہ فرمائیں اور ہم لوگوں پر اسکے مذہب کی حفاظت آسان کر دیں اس سے نفع اٹھانے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ میرے نزدیک اس عبارت مستفاد ہوتا ہے کہ متوکل مذہب شافعی رکھتا تھا اور وہ خلفاء میں پہلا شخص تھا جس نے شافعی مذہب اختیار کیا۔ احمد بن علی بصری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ متوکل نے تمام علماء کو اپنے یہاں جمع کیا اور جب تمام آگے تو پھر مجلس میں خود آیا۔ احمد بن محمد کے سوا تمام علماء اسکی تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے متوکل نے عبد اللہ سے دریافت کیا کہ کیا اس شخص نے ہماری بیعت نہیں کی انھوں نے جواب دیا کہ یا ایہ المؤمنین اکی بیعتی میں کچھ فرق ہے بیعت انھوں نے ضرور کی ہے پس نکرا احمد بن محمد نے کہا کہ میری بیعتی میں کچھ فرق نہیں ہے میں اچھی طرح دیکھتا ہوں مگر اے ایہ المؤمنین میں تمکو عذاب خدا سے بچانا چاہتا ہوں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص لوگوں سے ابید رکھے کہ وہ اسکی تعظیم کیلئے کھڑے ہوں وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ یہ متوکل انھیں کے برابر میں آکر بیٹھ گیا۔ یزید مہلبی روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے متوکل نے کہا کہ مہلبی خلفاء سابقین عابا پر محض اسنے سختی کرتے تھے تاکہ انکار عرب و انقام ہے مگر میں نے اسنے نرمی کرتا ہوں

کہ وہ خندہ پیشانی سے مجھے قبول کرے میری اطاعت کرے۔ عبداللہ علی بن سہار الترمسی کہتے ہیں کہ میں ایک روز متوکل کے پاس گیا وہ کہنے لگا چونکہ تم ہمارے پاس تین دن سے نہیں آئے تھے اسلئے جو چیزیں تمہارے واسطے رکھی تھیں وہ چھوڑ دی گئی۔ یہ سزا کو دیدی رہنے عرض کیا۔ یا امیرالمومنین! خداوند تعالیٰ آپ کو جو چاہے عطا فرمائے میں اس مضمون کی ایک دو روایت سنانا چاہتا ہوں اسے کہا پھر حضور چنانچہ بیٹے یہ لہیات پڑھنا شروع کیں (ترجمہ اشعار) جس نیک کامی سے متعلق اپنے ارادہ کیا ہے اسکا شکر یہ چھپو واجباً، اور آپکا نیک کرتا تو مشہور و معروف ہے۔ اگر وہ چیز مجھ کو نہیں پہنچی تو میں شکایت نہیں کرتا کیونکہ نق یہ مقدمہ جو وہ کسی دوسرے کے پاس نہیں جاتا متوکل نے پسند کر کے ایک ہزار دینار عطا کئے۔ جعفر بن عبد الوہاب شامی روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن متوکل کے پاس گیا کیونکہ اسکی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا متوکل کہنے لگا اے جعفر بعض عرصہ ایسا ہو جاتا ہے کہ میں ایک شجر کہہ لیتا ہوں اور دوسرا نہیں بنتا چنانچہ آج میں یہ شجر کہا تھا مگر اس کے کچھ پھل نہیں بنے (ترجمہ اشعار) جس کے ہرے زمانہ سے زہرا کر دیا میں اسکو یاد کیا تو میں نے خود اپنے ہی نفس کی تعزیت کی اسپر حضرت مجلس میں سے کسی شخص سے پچھا کہ وہ کیا (ترجمہ اشعار) میں نے اس سے کہا کہ موت ہمارا راستہ ہے جو آج نہ ہر اکل ضرور مرے گا۔ فتح بن حافان سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے متوکل کو سرنگوں اور متفکر پایا تو میں نے عرض کیا امیرالمومنین! کیا تم ہے والدہ روتے زمین پر آپسے زیادہ کسی شخص کو عیش و آرام نہیں دیتے، متوکل نے کہا فتح مجھ سے بھی زیادہ وہ شخص آرام میں جو بیچ مکان اور ایک نیکیجت اور صالح بیوی رکھتا ہو اور اسکے ساتھ اسباب معیشت بھی اسکو میرا ہو ایسے شخص کو مجال نہیں کہ اواز بھی دے سکیں اور نہ وہ ہمارا محتاج ہے کہ ہم اسے ذلیل سمجھ سکیں۔ ابوالولہا کہتے ہیں کہ کسی شخص نے متوکل کے پاس ایک کینزک فضل نامی ہارنہ بھیجی چونکہ وہ شاعر بھی تھا اسلئے متوکل نے اسے دریافت کیا کہ کیا تو شاعر ہے اسنے کہا کہ جیسے مجھے فروخت کیا اور جس نے خرید کیا انکا ایسا ہی خیال ہے کہا اچھا کچھ اپنا کلام سناؤ اسنے پڑھنا شروع کیا کہ (ترجمہ اشعار) ملک امام الہدیٰ میں تخت خلافت پر بیٹھا اسوقت اسی عمر ستائیس سال کی تھی امام الہدیٰ نے مجھے یقین سے کہ اسی سال حکمرانی کرے گا۔ خداوند تعالیٰ اس شخص سے فقہ نہ پڑے کریں جو میری اس دعا پر آمین نہ کہے۔ علی بن جہم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے متوکل کو ایک کینزک بھیجی نامی ہدیہ میں دی تھی جسے طائف میں پرورش پائی تھی اور وہیں علم ادب حاصل کیا تھا اور اشعار بھی کہا کرتی تھی متوکل اس سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا اتفاق سے کسی امر پر اس سے رنجیدہ ہو گیا اور محل کی تمام عورتوں کو حکم دیا کہ اس کلام نہ کریں۔ ایک روز متوکل کے پاس جو گیا تو مجھ سے کہنے لگا کہ میں نے آج مجھ کو خواب میں دیکھا تھا گویا میری اسکی صلہ ہو گئی ہے میں نے کہا امیرالمومنین بتا چھا ہوا جو صلہ ہو گئی رہنمائی کے کہا اور چلیں دیکھیں مجھ کو یہ کیا کراہی ہے جب ہم اسے کمرہ میں پہنچے تو وہ غور و جاکر بجا گاری تھی (ترجمہ اشعار)

میں ساڑھے محل ہیں پھرتی ہوں مگر کسی کو نہیں دیکھتی کہ میں اپنی شکایت اس سے کروں اور نہ مجھے کوئی کلام کرتے ہوئے گویا اپنے ایسا گناہ کیا ہے کہ اسکی توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ کیا کوئی شخص ہے جو بادشاہ سے میری سفارش کرے کہ کیونکہ اس نے مجھ سے خواب میں صلح کر لی ہے کہ کوئی ایسی نہیں ہوتی کہ کوئی شخص مجھے اسکے پھر میں قتل کرے۔ یہ سنکر متوکل نے اسے آواز دی اسنے باہر نکل کر اسکے پیر حوہ لے اور کہا حضور! میں رات خواب دیکھا تھا کہ اپنے مجھ سے صلح کر لی ہے متوکل نے کہا کہ واللہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے پھر اسکو اسکے مرتبہ بحال کر دیا جب متوکل قتل کر دیا گیا تو یہ کینزک اکثر یہی اشعار پڑھا کرتی تھی۔ حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ مجھے بد خوابی کے بعد ایک روز جو کچھ نیند آئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے کوئی شخص آسمان کی طرف اٹھائے اور اسکے لئے جہاز بنا رہا ہے اور کہنے والا یہ کہتا ہے کہ (ترجمہ شعر) ایک بادشاہ ایک دن بادشاہ کی طرف اٹھا جہاز بنا رہا ہے جو عقور میں مشہور ہے اور ظالم نہیں ہے صلح ہی میں ہائے سے بغداد میں یہ خبر پہنچی کہ متوکل قتل کر دیا گیا۔ عمر بن شیبان اہلبیت کہتے ہیں کہ جس رات متوکل قتل ہوا اسی روز میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص بادشاہ پر ٹھٹھا ہے (ترجمہ اشعار) اسے وہ شخص جسکی آنکھیں حیم میں سموتی ہیں اسے عمر بن شیبان اپنے آنسو بہا رہے کیونکہ انہیں دیکھا کہ چند پلید جوانوں نے۔ ہاشمی اور فتح بن عاتون کیساتھ کیا سلوک کیا وہ دونوں اس ظلم کی فریاد خدا سے کر رہے ہیں۔ نیز ایک ایک اہل سموات کیساتھ بھی۔ عنقریب انکا انجام بھی برا ہو گا۔ انکو بری بات کی توقع بری بات سے ہی کرنا چاہئے۔ جعفر پروردگار اور اپنے خلیفہ کا مرثیہ کہو۔ کیونکہ اس بہرین اور انسان دونوں روتے ہیں۔ پھر وہ مینے کے بعد میں نے متوکل کو خواب میں دیکھا میں نے دریافت کیا کہ خداوند نے مجھ سے آپسے کیا سلوک کیا اسنے جواب دیا کہ کچھ دنوں میں اسے احیاء سنت کیا تھا اسکی وجہ مجھے خداوند تعالیٰ نے بخش دیا میں نے دریافت کیا کہ آپسے قاتلوں کیساتھ کیا معاملہ ہو گا اسنے جواب دیا کہ میں اپنے بیٹے محمد کا انتظار کر رہا ہوں جب وہ بیان آجائے گا تب میں خدا کے سامنے فریاد کروں گا۔

وہ احادیث جو متوکل سے مروی ہیں

شعیبہ کہتے ہیں کہ محمد بن شجاع الاقرنی بیان کیا کہ متوکل نے بروایت جریر بن عبداللہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے نرمی کو حرام کیا اس پر جلالی حرام ہو گئی (طبرانی نے جزیرہ سے اسکی طریقہ پر روایت کیا ہے) ابن عساکر کہتے ہیں کہ نصر بن احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن جہم کہتے ہیں کہ میں ایک روز متوکل کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ جمال کا ذکر آ گیا متوکل نے کہا کہ اچھے بال بھی جمال میں داخل ہیں پھر کہا مجھ سے معتصم نے اور معتصم نے ہاموں سے بروایت رشید ہمدی منہور عن ابیہ عن جدار روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان کی لڑکی نے ایک مسہ تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مرنے والا ہے اور اسے آپ تمام آدمیوں

زیادہ خوبصورت تھے آپ کا گندمی رنگ میانہ قد نہ بہت چھوٹا نہ بہت لمبا تھا۔ عبدالمطلب کے کان کی لو
 پیچھے بھی مسہ تھا اور ہاتھ کے کان کی لو کے پیچھے بھی تھا۔ علی بن جبم کہتے ہیں کہ متوکل نے مسہ سے بیان کیا کہ
 ہم۔ ماموں۔ رشید۔ مہدی۔ منہ اور اسکے باپ محمد اور اسکے دادا علی اور علی کے والد عبد اللہ بن عباس کے کان
 کے نیچے بھی یہ مسہ تھا۔ متوکل کے زمانہ میں ان حضرات علمائے اہل بیت نے انتقال فرمایا۔ ابو ثور۔ امام احمد بن حنبل
 یحییٰ بن مفضل الخزازی۔ اسحاق بن راہویہ۔ اسحاق النذیم۔ شرح المقرئ۔ زہیر بن حرب۔ یحییٰ بن یحییٰ بن
 مازکونی۔ ابو جعفر نقیعی۔ ابو بکر بن شیبہ اور ان کے بھائی۔ دیکھا الحسن شاعر عبد الملک بن حبیب
 المذکورہ عبد العزیز بن یحییٰ الخول بن شاکر و امام شافعی۔ عبد اللہ بن عمر قواریر علی بن مدائنی محمد بن عبد اللہ بن
 یحییٰ بن معین۔ یحییٰ بن یحییٰ۔ یوسف الانزلی المقرئ۔ بشر بن ولید الکندی المالکی۔ ابن ابی داؤد
 ترمذی خراسانی۔ ابو بکر البہذلی العلاف (شیخ مستزاد کراچی کا سردار) جعفر بن حرب ازاکا
 مترکہ۔ ابن کلاب المتکلم۔ قاضی یحییٰ بن اکتھار۔ حارث الجاسسی۔ حرابہ شاکر و امام شافعی۔ ابن السکیت۔ احمد بن
 ح۔ ذوالنون مصری زاہد۔ ابو تراب نخشی۔ ابو عمر الدوری المقرئ۔ یحییٰ بن شاعر۔ ابو عثمان المازنی بخاری

بزرگوار حضرت جعفر علیہ السلام (۱۱)

المنتصر بالله محمد بن جعفر (یا ابو عبد اللہ) بن متوکل بن معتمد بن ہارون رشید اسکی ایک ام ولد مدینہ
 کی جسکا نام جیشہ تھا۔ شخص خوبصورت گندم گون۔ فراخ چشم۔ سنس مکہ میانہ قد جسم کھلان شکم ریح
 پیس اور نہایت عقلمندگی کی طرف رغبت کرینوالا۔ ظلم اٹھانے پر مائل اور علویوں کا محسن تھا۔ اسنے جو
 علویوں پر خوف طاری ہو گیا تھا زائل کر دیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر شریف کی زیارت
 کی اجازت دیدی اور حضرت امام حسین کی اولاد کو باغ فدک عطا کر دیا۔ منتصر اپنے باپ کے قتل
 کے بعد شرال سلطہ میں تخت خلافت پر بیٹھا اور سب سے اول اپنے بھائیوں معتمد اور مؤید کو بیجہدی
 سے معزول کر دیا جن کو متوکل نے ولیعهد مقرر کیا تھا۔ رعیت میں عدل انصاف پھیلایا جسکی وجہ سے
 لوگ باوجود اسکی ہدیت کے اسکی طرف مائل ہو گئے۔ شخص حلیم اور کریم بھی اعلیٰ درجہ کا تھا اسکے اقوال میں
 سے ہے کہ لذت عقد لذت سزا سے زیادہ شیریں، صاحب قدرت کیلئے انتقام لینا ایک شرمناک فعل ہے۔
 جب یہ تخت خلافت پر متمکن ہوا تو ترکوں کو برا بھلا کہنے لگا اور خلیفہ متوکل کے قتل کا الزام اہل بیت
 پر لگایا انکے سیرابین میں حتیٰ کہ ترک اس سے عاجز آگئے کیونکہ شخص باوجود ہدیت و شجاعت ہونیکے عقلمند بھی پورا تھا
 اس بنا پر ترکوں نے خلیفہ طور پر اسکے طبیب ابن طیفور کے پاس تیس ہزار دینار رشوت کے کیے اس نے
 اسکی میں ایک مسموم شتر سے قصہ کھولدی جسکی وجہ سے منتصر کا انتقال ہو گیا بعض کہتے ہیں کہ

باطیب اس نشتر کہ مجھو لگیا تھا اور خود بھی مرلیں ہو گیا تھا اپنے غلام کہ حکمد یا اور اسے زہر ناک نشتر سے اس کا بھی قصہ کھولدی پھر یہ طیب خوردی مر گیا بعض کا قول ہے کہ اسے ایک امرود میں زہر دیا گیا بعض کہتے ہیں کہ خوانیق میں اسکا انتقال ہوا بہر حال جب اسپر نزع کی حالت ہوئی تو اسکی زبان پر جاری تھا کہ اے میری ماں مجھے دین دنیاد و نور دینے سے نہیں اپنے باپ کی موت کا باعث ہوا اور میں بھی چلتے میں جلدی کر رہا ہوں منقرہ سبج لاکر ۲۸ ۵۲ میں ہجر چھبیس سال یا کم و بیش چھ ماہ بھی کم خلافت کر کے انتقال کر گیا۔ کہتے ہیں ایک دن یہ کھیل کیلئے بیٹھا اور اپنے باپ کے خزانہ میں ایک فرش نکلو کر مجلس میں بچھایا اس فرش کے درمیان میں ایک ٹرہ بنا ہوا تھا جس میں ایک سوار کی صورت بنی ہوئی تھی اور اسکے سر تاج رکھا ہوا تھا اور اسکے کناروں پر گرد گرد کچھ فارسی میں لکھا ہوا تھا اسے ایک فارسی خواں کو دیا کہ اسکا مطلب دریافت کیا فارسی خواں اسے پڑھ کر کچھ ترش رہ ہو کر چکا ہو گیا۔ منقرہ پوچھا کیا لکھا ہے اسے جواب دیا کہ اسکے کچھ معنی نہیں ہیں۔ منقرہ نے اسکے دریافت پر اصرار کیا آخر اسے کہا کہ یہ لکھا ہے کہ میں شیروہ بن کسری ابن ہر ہر ہوں میں اپنے باپ کو قتل کیا تھا مگر مجھے چھ مہینے سے زیادہ سلطنت کرنا نصیب ہوا ہے شکر اسکا رنگ فرقی ہو گیا اور اسی وقت فرش کے جلا دینے کا حکم دیا جانے لگا کہ میں سو نیک بناؤں تھی۔ لطائف المحارف ثعالی میں لکھا ہے کہ منقرہ کی خلافت میں اگر خلفاء خالص ہو گئے کیونکہ وہ خود اور اسکے باپ دادا پانچ تک تمام خلفاء ہی اسی طریق اسکے بھائی مختار اور محمد بنی خالص ہوئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مستعصم بھی ایسا ہی خلیفہ ہوا ہے جسکو تاریخوں نے شہید کیا تھا کہ اسکے آبا و اجداد آٹھ پشت خلیفہ تھے۔ ثعالی کہتے ہیں کہ زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ خاندان کسری میں جو بادشاہ خالص بادشاہ ہوا یعنی شیروہ اسنے اپنے باپ کو قتل کر دیا اور چھ ماہ سے زیادہ زندہ نہ رہا اسی طرح نبی عباس میں جو خالص خلیفہ یعنی منقرہ اسنے بھی اپنے باپ کو قتل کیا اور چھ مہینہ زیادہ زندہ رہا

(۱۲) المستعین بالله ابو العباس

المستعین بالله ابو العباس احمد بن محمد بن رشید متوکل کا بھائی۔ یہ ۲۳۲ھ میں ام ولد مخارق نامی پیدا ہوا۔ یہ شخص بلخ سفید رنگ تھا اسکے چہرہ پر چمک کے داغ تھے اور تو تولا تھا۔ جس وقت منقرہ کا انتقال ہوا تو اراکین سلطنت نے مشورہ کیا کہ متوکل کی اولاد کسکو خلیفہ منتخب کیا جائے بعضوں نے مشورہ دیا کہ احمد بن محمد میں کیا نقصان ہے، اسے کیوں منتخب کر لیا جائے۔ وہ ہمارے استاد کا بھی بیٹا ہے چنانچہ اسی نے پرتفاق ہوا اور اٹھائیس سال کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا دیا گیا اور ۲۵۱ھ تک خلیفہ رہا۔ لیکن جب اسے ترکوں کے دو شخصوں صیف اور بغال یہ نام بطور خدمتگار کے تھے زبان ترکی میں صیف اور بغاد و نو کے معنی خدمتگار کے ہیں، کو قتل کیا اور ان ترکوں کو جو متوکل کی قتل کی سازش میں شریک تھے

حزول کر دیا تو ترک اس سے بگڑ گئے اور بیان کے خوف کی وجہ سے سامرہ سے بفراد و حلال آیا اس وقت ترکوں نے
 مذمت چاہی اور اسکے پاس قاصر بھیجے اور یہ چاہا کہ پھر سامرہ والیں علیا کو جس وقت خلیفہ کے والیں نے سے
 تیار کیا تو ترکوں نے اسے قید کرنے کا ارادہ کر لیا اور معتز باللہ بیعت کر کے مستعین سے خلع بیعت کر لی اور معتز
 نے ایک کثیر لشکر لیکر مستعین پر حملہ کر دیا اہل بغداد کو مستعین کے قتل پر راغب کیا آخر وہ نہیں جنگ ہوئی
 اور کسی عہدہ تک لڑائی جاری رہی بہت لوگ قتل ہوئے لڑائی کے طول کھینچا اور لوگوں پر ایک سبلا کا سنا
 پیش آیا۔ آخر مستعین کا شوق تنگ گیا اور مستعین کا خلع پر صلح کی کوشش کی رقا فی اسحاق عیسیٰ نے اس پر مستعین
 کی خلع کے معاملہ پر بہت سخت شرطیں لگیں اور مستعین نے ۲۵۲ھ میں خلافت کا رکنی اختیار کی اور قضاۃ نے
 اسپر عمر کر دی مستعین واسطہ کی طرف چلا گیا اور وہاں نو عہدہ تک ایک امیر کی حراست میں قید رہا پھر اس امیر نے
 سامرہ کی طرف بھجوا دیا معتز باللہ نے احمد بن طولون کو لکھا کہ تم مستعین کے پاس جا کر اسکو فوراً قتل کر دو واپس
 کیا واللہ میں اولاد خلفا کو بھی قتل نہیں کر سکتا پھر اس کام کیلئے سعید صاحب نامور ہوا اور اسے مستعین کو قتل
 ۲۵۲ھ کو جبکہ مستعین کی عمر اکتیس برس کی تھی قتل کر ڈالا۔ شخص نیک فاضل اور بیباک اور بیخ تھا یہی سب پہلا
 شخص جسے تین بالشت چوڑی استغینہ کی تقیر اور پہلے جو نہیں ٹوپی اورھی جاتی تھی اسکی خلائیں حسب ذیل علمائے
 انتقال کیا عمید بن حمید ابو طاہر بن السرح عارث بن مسکین بزی اللقرنی۔ ابو عامر سمیتانی بخاریہ زید بن حمرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۳) المعتز باللہ محمد

المعتز باللہ محمد اور بقول بعض زبیر ابو عبد اللہ بن متوکل بن معتمد بن رشید ۲۳۲ھ میں ام ولد رومیہ
 قبیلہ نامی سے پیدا ہوا اور مستعین کی خلع کے بعد ۲۵۲ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اسکی عمر تخت نشینی کی وقت اسی سال
 کی تھی اس سے پہلے کسی شخص کو اس حقوڑی عمر میں خلافت نہیں پہنچی یہ نہایت خریصہ ت جوان تھا۔ علی بن حرب جو
 معتز کے اعاذ بہت کے استادوں میں سے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے اس سے زیادہ کوئی خلیفہ خوبصورت نہیں
 دیکھا یہ پہلا خلیفہ ہے جس نے گھوڑوں کو سو نیکاز یورینا یا ورنہ اس سے پہلے خلفاء اپنے گھوڑوں کو حقوڑا
 سا چاندی کا زیور پہنایا کرتے تھے۔ جس سال یہ تخت خلافت پر متمکن ہوا اسی سال انشاں کو
 واثق نے نائب سلطنت بنایا تھا مگر اس کے ترکہ میں پچاس ہزار دینار چھوڑے مگر معتز نے قید کر لیا
 اور اسکی بجائے نیا بت سلطنت کا خلعت محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو عتایست کیا اسکے دو تلواریں باندھیں
 کچھ دنوں کے بعد اسکو معزول کر کے انکی جگہ اپنے بھائی ابو احمد کو نائب سلطنت بنایا اسکے سر پر سونے
 کا تاج رکھا اور دو جو اسرات کے طرے لگائے دو تلواریں باندھیں پھر اسکو بھی معزول کر کے واسطہ
 کی طرف بھجوا دیا اور یہ عہدہ بغاشرانی کو دیدیا اور اسکو تاج شاہی پہنایا اس نے معتز پر بیسی سال

بعد نجات کی مگر یہ قتل کر دیا گیا اور اسکا سر معتر کے پاس حاضر کیا گیا۔ اسی سال کے ماہ رجب میں معتر نے اپنے بھائی مؤید باللہ کو وہی جہد کی سے معزول کر دیا اور اسکے درے لگوا کے اور قید کر دیا وہ بیچارہ چند روز کے بعد مر گیا۔ اس فعل سے معتر گھبرایا کہ کہیں آیا اس پر بھائی کے قتل یا قتل کرنے کا الزام نہ لگائیں اسوجہ سے قاضیوں کو جمع کر کے انکے سامنے شہادتیں پیش کیں لہذا کچھ اثر نہ ہوا معتر باللہ ترکوں سے بہت ڈرتا تھا۔ ایک مرتبہ ان لوگوں نے جمع ہو کر اس سے کہا یا امیر المؤمنین ہمیں کچھ عنایت کیجئے تاکہ ہم صالح بن و صیف کو قتل کر ڈالیں اور اس شخص صالح بن و صیف سے معتر بہت ہی ڈرتا تھا اسلئے اسنے اپنی ماں سے کچھ مال ترکوں کے ہتھے کے لئے مانگا مگر اسنے انکار کر دیا اور اسوقت خزانہ بھی بھاری تھا دینے سے تنہا دل دیکھ کر ترک فوراً اسکے خلع پر آمادہ ہو گئے اور صالح بن و صیف اور محمد بن بجا کو بھی اس سازش میں شریک کر لیا ہتھیار لگا کر دار الخلافہ میں گھس آئے اور معتر کو بلا بھیجا کہ فوراً باہر آئے معتر نے کہا بھئی کہ میں نے دعائی ہے اور کمزور ہو رہا ہوں اصلے باہر نہیں آسکتا۔ انھوں نے معتر پر هجوم کر دیا اور اسکی ٹانگ پر گھسیٹتے ہوئے باہر لے آئے اور بچد مارا چونکہ گرمی کا موسم تھا دھوپ میں کھڑا کر دیا۔ اول گرزوں سے مارا پھر طمانچہ مارا کر منہ لال کر دیا اور کہا کہ خلع کر کچھ قاضی بن ابی القدر ارب کو بلا لائے اور انکے سامنے خلع کرا لیا پھر بعد اسے دار الخلافہ سامرہ میں پہنچے اور محمد بن واثق کو ساتھ لیتے گئے جسکو معتر نے بعد از بیچ رکھا تھا معتر نے خلافت محمد بن واثق کے سپرد کر دی اور خود اس سے بیعت کر لی۔ اس واقعہ کے پانچ روز کے بعد ایک جماعت اسے حمام میں لگی غسل کرنے کے بعد سے پیاس لگی تو اسے پانی نہ دیا اور حمام سے جسوقت نکلا تو برف کا پانی پلا دیا جسکے پیتے ہی معتر فرما کر گیا۔ یہ پہلا خلیفہ ہے جو پیاسا مارا۔ یہ واقعہ ۸ شعبان ۲۵۵ھ میں واقع ہوا معتر کی ماں قلیچہ پہلے توڑ کے مائے جمع پگنی پھر رمضان شریف میں کی اور صالح بن و صیف کو بیت سا مال یعنی ایک کروڑ تین لاکھ دینار اور ایک جامہ زانی جس میں بیش قیمت زمر و بڑے ہونے تھے اور دوسری جامہ زانی جس میں بڑے بڑے موتی اور یا قوت لگے ہوئے تھے دئے۔ جامہ زانیوں کی قیمت یا تخمینہ دینار دینار کے قریب تھا ابن و صیف نے اتنا مال دیکھ کر کہا کہ اس کی بخت ثورت اپنا لڑکا پیاس ہزار دینار کے عوض میں قتل کر دیا حالانکہ اس کے پاس ستقد مال موجود تھا ابن و صیف نے یہ مال لیکر اسکو مکہ شریف بھیجا جو معتر کی خلافت تک رہی پھر سامرہ واپس آیا اور ۲۵۵ھ میں انتقال کر گئی۔ معتر کے زمانہ میں ان حضرات علماء نے انتقال فرمایا سری سقطی ہارون بن سعید الثمالی دارمی صاحب مسند غنی صنف مسائل العقوبہ بڑے ہب امام مالک ہیں دو دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ اسے

(۱۲) المہدی باللہ

المہدی باللہ خلیفۃ الصالح محمد ابواسحاق اور بقول بعض ابو عبد اللہ بن واثق بن معتمد بن ہارون شہید الم وورد
 نامی کے بطن سے ۵۲۱ میں اپنے والد کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا۔ ۲۹ رجب المرجب ۲۵۵ھ میں تخت خلافت
 پر بیٹھا اور سب سے اول محترم نے اسکی بیعت کی جبکہ اسے اپنی خلافت تفویض کی تھی محترم اسکے سامنے بیٹھ گیا پھر ترک
 فاضی کو لے آئے اور گواہ پیش کر کے انھوں نے فاضی کیسے تھے تو اسی ذریعہ کہ محترم خلافت سے عاجز ہے محترم نے
 اس کا اقرار کیا۔ مہدی نے بجز کوسنگر اپنا ہاتھ بیعت واسطے بڑھایا مگر اول بیعت کر لی اور مہدی صدر مجلس میں
 آ بیٹھا۔ مہدی گندم گوں بلا پتلا اور بصورت نابہ و زاہر عاقل خداوند تعالیٰ کے احکام کے اجراء میں سخت قوی تھا
 آدمی شجاع تھا لیکن اسکو کوئی میں سردگار نہ ملا۔ خلیفہ کہتے ہیں کہ مہدی خلیفہ ہونیکے وقت قتل سے نہ تک
 ہمیشہ روزہ رکھتا رہا۔ شہم بن قاسم کا قول ہے کہ میں بیکر روزہ رمضان شریف میں مہدی کے پاس بیٹھا ہوا تھا
 میں نے چنے کا ارادہ کیا تو مجھ سے مہدی نے کہا اچھی اور بیٹھے رہو میں بیٹھی گیا روزہ افطار کرتے کے بعد میں
 نماز پڑھائی پھر کھانا انکا ایک ہیر کی ڈلیا میں کھانا آیا جس میں میدہ کی روٹیاں تھیں اور ایک تین میں کچھ نمک
 سرکہ اور زیتون کا تیل تھا مجھ سے کھانے کے کہا میں نے کھانا شروع کر دیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ کھانا اور آگ
 ہوگا۔ مہدی نے میری طرف دیکھ کر کہا کیا تم روزہ سے نہیں تھے میں نے کہا کہ تھا اصفیٰ کہا کیا کل نہ رکھو گے
 میں نے کہا رمضان شریف کا ہینہ ہے کیوں رکھو انکا کہا تو اچھی طرح کھاؤ اور یہ سمجھو کہ وہ کھانا آئیگا ہمارے
 ہاں اس کھانے کے علاوہ اور کھانا موجود نہیں ہے میں نے تعجب کیا اور کہا کہ امیر المؤمنین یہ کیا خداوند تعالیٰ
 نے آپکو تمام نعمتیں عطا کر رکھی ہیں کہا یہ تو تمھیں کتے ہو مگر میں نے بتوایا میں حضرت عمر بن عبد العزیز
 پر جو غور کیا تو انھیں کم کھانے اور رعایا کے فکر کیوجہ سے بہت لاغر پایا جیسا تمہیں معلوم ہوگا پھر میں نے
 اپنے خاندان پر نظر دوڑائی تو مجھے بڑی شہرت معلوم ہوئی کہ ہم لوگ نبی شہم کہا کر ان جیسے ہی نہور انھوں
 میں سے اختیار کر لیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ جعفر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ مہدی کی اور شہری ایک سالہ میں
 ہوئی میں نے کہا کہ امام احمد بن حنبل بھی یہی کہتے تھے اور اس سلسلے میں وہ اپنے آباؤ اجداد کے خلاف تھے مگر
 مہدی کہا کہ خداوند تعالیٰ احمد بن حنبل پر رحم فرما دیں واللہ اگر میرے لئے جائز ہوتا کہ میرا اپنے باپ سے قطع تعلق
 کروں تو میں فوراً گر لیتا پھر مجھ سے کہا تم ہمیشہ حق بات کہا کرو جو شخص حق بات کہتا ہے وہ میری آنکھوں
 میں بہت زیادہ عزیز ہے۔ لفظوں یہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بعض ائمہ بیان کیا کہ مہدی کے
 پاس ایک جامہ ولانی دیکھی تھی جس میں کیسا صوف کا اور جوڑا کپڑوں کا کھا کر تھا اور رات کے

Marfat.com

وقت اسی جوڑے کو پہنکر مہندی نماز پڑھا کرتا تھا۔ مہندی نے لوگوں کو لہو و لعاب سے منع کر دیا تھا لہذا
بچانے کو حرام ٹھہرایا تھا اور عالموں کو ظلم سے روک دیا تھا یہ دشمن کے معاملات میں سمجھتی سے کام لیتا تھا
خود اجلاس کیا کرتا تھا۔ مشنریوں کو اپنے سامنے بٹھلاتا تھا اور ان سے حساب کتاب خود لیتا تھا وہ شنبہ
اور پنجشنبہ کو تعطیل کرتا تھا روسا کی ایک جماعت کے دو بڑے گلوانے تھے جن میں محمود کو اغزا د بھجید یا تھا۔
جیسو وقت ان خبر پہنچی کہ وہ رافضی ہے اس سخت نفرت کرتے لگا تھا۔ موسیٰ بن بنائے سے ایسی
نیکو دارانہ تہ سمن رائے میں صالح ابن و عیفت کے قتل کیلئے آیا تاکہ معشر کے خون کا بدلہ لے لے اس کا
کے اغزال کی قبضگی کا تدارک ہو جائے۔ عوام الناس نے یہ سنکر زور سے ایک آواز صالح ابن عیفت پر کسی
قزاقوں تیرے لئے بھی ایک موسیٰ آپہرچا۔ موسیٰ ابن بغا نے یہاں پہنچ کر خلیفہ مہندی سے باریابی اذن
چاہا اس نے انکار کر دیا خلیفہ اس وقت دار الحدیث میں بیٹھا ہوا تھا۔ موسیٰ بن بغا نے اسپر فرغ کر دیا اور
اسکی فرج خلیفہ کو اٹھا کر ایک مریل ٹیڈ پر سوار کر دیا قصر کو لوٹ لیا اور مہندی کی گودارنا جرد میں لے گئے راستے
کہا اے موسیٰ خداوند تعالیٰ سے ڈرنا خرنیری کیا نیت اسے کہا واللہ میری نیت بخیر ہے آپ سے ہر کچھ کہ
آپ صالح ابن و عیفت کی طرف ذاری نہ کریں گے۔ مہندی نے حلف اٹھایا اور موسیٰ بن بغا نے مع لشکر کے خلیفہ کی سمجھت
کر لی یہ فرج صالح ابن و عیفت کو طلب کیا تاکہ اسکو اسکے لئے کی سزا دی جائے مگر صالح ابن عیفت گیا اور مہندی نے
صالح کی کوشش شرم کی سا سپر لوگوں کو تہمت لگانے کا موقع مل گیا کہ خلیفہ کو معلوم ہوا جہاں صالح چھپا ہوا ہے
اس میں بات بڑھ لی اور ایبالمینین سے تعلق کر دینے کے متعلق آپس میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں مہندی
تلوار لگا کر اکل آیا اور کہنے لگا مجھے تمہارا منسوبہ پوری شرح معلوم ہو گیا مجھے مستحجن اور محشرہ جانا واللہ
میں سوقت غفیناک ہو کر نکلا ہوں اور اپنی جان سے یایوس ہو کر چلتی تھی کہ آیا میں یہ میری تلوار ہے
اور جتنا اسکا قیضہ میرے ہاتھ میں ہو گا میں بہت سے کو مار دوں گا۔ آخر دین اور حیا اور تقویٰ بھی کوئی
چیز نہیں ہیں۔ منافق کیسا تو دشمنی اور خداوند تعالیٰ کے خلاف جرات کرنی سمجھت باعث وبال ہے اسکے
بعد مجھے صالح کا کوئی علم نہیں۔ سنکر لوگ چلے گئے اور راضی ہو گئے۔ موسیٰ بن بغا نے منادی کرادی
کہ جو کوئی شخص صالح کو حاضر کریگا اسکو دس ہزار دینار انعام میں ملیں گے مگر باوجود تلاش اور جہد و جد
کے کوئی شخص اسکے سراغ پر قابو نہ پاسکا۔ اتفاقاً موسم گرما میں چند ایک غلام و عیوب کیوجہ ایمکان میں
جسکا دروازہ کھلا ہوا تھا چلے گئے وہاں صالح کو سوتا ہوا دیکھ کر پہچان لیا۔ اسوقت صالح کے پاس کوئی
دوسرا شخص موجود نہ تھا انھوں نے اگر موسیٰ کو خبر کر دی اسے معذرت سے آدمیوں کو بھیجا اسکا کہ گواہ لگایا
اور شہر میں تشہیر کر دی۔ مہندی کو اس واقعہ سے بہت رنج ہوا مگر دل میں رکھا اور جسوقت موسیٰ

باکیاں کیساتھ سورہ کبیر کی تلاش میں گیا تو ہندی نے باکیاں کو لکنا کہ موسیٰ کو قتل کر دیا جائے اور اسکے ساتھ مفلح نامی سفیر اتراک کو بھی تلوار کے گھاٹا مار دیا جائے یا ان دونوں کو تید کر لیا جائے باکیاں نے وہ حکم نامہ موسیٰ کے سامنے پیش کر دیا وہ دیکھتے ہی آگے بگولا ہو گیا اور ہندی کے قتل کا ارادہ کر کے وہیں سے لاپٹا پڑا ہندی کی طرف سے موسیٰ کا مقابلہ اپنا مغرب اہل فرغانہ اور اسو سینہ نے کیا اور ایک دن میں چار ہزار ترک قتل کر دیے لڑائی نے طویل کھینچا اور آخر حلیفہ کے لشکر نے ہر محبت کھائی خلیفہ گرفتار ہوئے حرلیوں نے اسکے خیمتین دبا کر اسکو مار ڈالا۔ یہ واقعہ رجب المرجب ۵۲۵ھ میں واقع ہوا اور ہندی نے اس حساب پذیرہ روز کم ایک سال خلافت کی۔ جب ترکوں نے ہندی پر خروج کیا تو عوام الناس نے مسیروں میں پلکے کر ڈال دیے یا معاشرہ مسلمین اپنے نادر خلیفہ قتل عمر بن عبد العزیز کو واسطے نصر منجی دعا کر کے خداوند سے اسکو دشمن پر فتح دئے۔

(۱۵) المعتز علی اللہ

المعتز علی اللہ ابو العباس (ابو جعفر) احمد بن منوکل بن معتمد بن رشید ۲۲۹ھ میں رومیہ ام ولد قتیان نامی کے بطن سے پیدا ہوا۔ جہدی کے قتل کے وقت یہ جو سق میں قید تھا اسے نکال کر لوگوں سے اسے رحمت کر لی آئے اپنے بھائی مویق طلحہ کو مشرق کا عامل مقرر کر دیا اور اپنے بیٹے جعفر کو ویجہد بنا کر مصر و مغرب کا حاکم بنا دیا اور اس کا لقب مفوظ ابی القدر رکھ کر خود عیش و عشرت اور ہوا میں مشغول ہو گیا رعیت سے بظلمت اختیار کی یہ دیکھ کر لوگ اس سے ناخوش ہو گئے اور اسکے بھائی طلحہ کی طرف میلان کرنے لگے۔ اس کے دوران خلافت میں بصرہ اور اسکے قریب جوار میں رنگین نے لوٹ مار شروع کر دی اور تمام شہر کو تباہ و برباد کر دیا لگا دسی سیاہ کاریاں کیں لشکر نے اسکا مقابلہ کیا اور اکثر جنگوں میں محمد کے بھائی مویق نے اپنے کارناموں کو کھلائے اسکے بعد عراق میں ایک عام وبا پھیل گئی جو جنگ کی برادری سے کسی طرح کم نہ تھی اس میں بھی ہزار ہا خلق مر گئی۔ وبا کے بعد زلزے آئے شروع ہو گئے اور اسمیں ہزاروں جانوں کا نقصان ہوا اور ہزار رنگیوں کے ساتھ ہزار جنگ رہی حتیٰ کہ ۲۵۰ھ تک لڑائی نے طویل کھینچا۔ آخر اس سال رنگیوں کا سردار جسکا نام بہبود تھا خداوند تعالیٰ پر لعنت کریں قتل ہوا شخص سالت کا مدعی تھا اسکا مدعی تھا کہ میں عالم الغیب ہوں یہ لہجہ میرے پر کھڑا ہو کر حضرت عثمان حضرت علی حضرت معاویہ حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں دیا کرتا تھا ایک ایک کی پاس میں اس علیہ عورتیں بطور کنیز کے تھیں جب وقت یہ خیریت قتل ہوا اسکا سر شہرہ پر رکھ کر بغداد میں تشہیر کرائی گئی لوگوں نے بڑی خوشیاں منائیں اور مویق کو دعائیں دیا اور شہرہ کے مدد سے قصائد کے لئے لڑتے جہاں گزرتا گیا تھا وہیں لڑتے جیسے راستہ راہبر زونیرہ۔ صولی کہتے ہیں اس جنگ میں ایک کربور آویسوں کے قریب کام

اسے ۲۶۰ میں عراق اور حجاز میں سخت قحط پڑا اور ایک بوری گیہوں کی قیمت ڈیڑھ سو روپیہ تک پہنچ گئی
 اسی سال روم والوں نے شہر لڑ لڑ پر قبضہ کر لیا۔ ۲۶۱ء میں معتز علی اللہ نے اپنے بیٹے مفوف علی اللہ
 جعفر کو ولیعهد بنایا اور اسکے بعد اپنے بیٹائی موفق طلحہ کو ولیعهد کیا اپنے بیٹے مفوف کو مغرب شام جریرہ امینیہ
 کا حاکم مقرر کیا اور موفق کو مشرق عراق۔ بغداد۔ حجاز۔ یمن۔ فارس۔ اصفہان۔ رے۔ خراسان۔ طبرستان
 سجستان اور سندھ کا والی بنایا اور ان دونوں کے واسطے دو سفید اور سیاہ جھنڈے بنوائے اور یہ شرط کی
 کہ اگر نیا عادتہ وقوع میں آئے اور جعفر موجود نہ ہو تو موفق کی کرائے کے موافق امداد لیا جائے یہ عہد نامہ
 لکھ کر خاقانی انقضائے عہد میں ابی شوارب کی معرفت خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا گیا۔ ۲۶۲ء میں رومیوں
 نے کشت و خون کے بعد دیار بکر پر قبضہ کر لیا اور اہل جزیرہ اور اہل موصل وہاں سے نکل بھاگے۔ اسی سال
 اعراب خانہ کعبہ کے پروردہ ٹوٹنے لگے۔ ۲۶۳ء میں احمد بن عبدالملک الحجابی خراسان۔ کرمان۔ سجستان پر
 قابض ہو گیا اور عراق پر قبضہ کر لیا اور وہ کیا سکون پر ایک طرف اپنا دار و دوسری طرف معتز کا نام مسکوک کر لیا آخر
 اسکے غلاموں نے اسکو آخر ستم میں قتل کر ڈالا اور خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو اسکے شر سے محفوظ رکھا۔
 موفق نے معتز پر چونکہ ۲۶۴ء میں فوج کشی کی تھی اسلئے معتز کو موفق سے کچھ رجسٹری تھی یہ بدگمانی پڑھتی گئی آخر
 ۲۶۵ء میں ابن طولون نائب حکومت مصر و معتز کی آپس میں کتابت ہوئی اور ایک رائے قرار پا گئی، ابن طولون
 ایک فوج بکر دمشق کی طرف چلا اور معتز بھی سامرا سے بغیر کسی خیال کے دمشق کا قصد کر کے چل پڑا جب بخیر
 حدائق کو پہنچی تو اس نے اسحاق بن کنانہ کو لکھا کہ تم معتز کو کسی ترکیب سے واپس کر دو۔ چنانچہ اسحاق بن کنانہ
 نصیبین سے معتز کی طرف چلا اور موصل اور حدیثہ کے درمیان دونوں کی ملاقات ہو گئی اسنے کہا یا امیر المؤمنین
 آپ کا بھائی آپکا دشمن بن رہا ہے اور آپ دار الخلافہ اور اپنے مستقر کو چھوڑنے سے ہونے چاہئے ہیں اگر سامرا کے
 دشمن کو خبر ہوئے تو وہ یقیناً آپکے آبادیہ دار کے ملک پر قابض ہو جائیگا اور ایسی صورت میں آپ کا چہرہ بگاڑ
 سکیں گے پھر کچھ آدمی معتز کی نقل حرکت دیکھنے کی غرض سے اس پر مقرر کر دئے اور معتز سے کہا بھیجا کہ یہ مقام آپکے
 ٹھہرنے کا نہیں ہے آپ فوراً لوٹ جاویں۔ معتز نے کہا کہ تم اس بات کا مجھے حلف دو کہ تم مجھ پر سختی نہ کر دے مجھے
 دشمن کے حوالے نہ کر دے ابن کنانہ نے حلف بیان کیا کہ میں آپکو کوئی ایذا نہ پہنچاؤنگا۔ حلف کے بعد معتز سامرا
 کی طرف واپس چلا ولستہ میں سامع بن مغلہ کا متب موفق سے ملاقات ہوئی ابن کنانہ نے معتز کو اسکے سپرد کیا
 اور خود علیحدہ ہو گیا سامع بن مغلہ نے دار الخلافہ جانے سے روک دیا اور احمد بن خصیب کے مکان میں اتار لیا اور
 پانچ سو سو اس پر مسلط کر دئے کہ اسکو دار الخلافہ میں نہ جانے دیا جائے جب بخیر موفق کو یونانی نو استی
 اسحاق کو تھلوت اور جاگیر عطا کی اور دو انسدین خطاب دیا اور ساعد کو زوالوزائین کا لقب بخشا۔

صاعد براہر معتمد کے ساتھ رہا اور معتمد باہل اسکے قبضہ میں تھا۔ معتمد نے اپنی اس حالت اور مجبوری کے متعلق چند اشعار بھی لکھے تھے جن کا لب باب محض اتنا ہے، تعجب ہے کہ میں بادشاہوں اور وزیر کے اختیار میں کوئی شے نہیں۔ بہت کم محسوس آرمی ہو گئے جو شاہ شطرنج جیسے ہوں۔ یہ پہلا خلیفہ ہے جو مقہور ہوا اور اس پر آدمی ^{شاہ} چڑھا۔

یوں کے حسب معتمد واسطہ کی طرف چلا گیا جب یہ خیر ابن طولون کے سپرد ہوئی تو اس نے قاضیوں اور اعیان سلطنت کو جمع کر کے کہا کہ موفقی نے چونکہ امیر المومنین کو قید کر رکھا ہے اس لئے اسکو ریجہدی سے محزول کر دیا جائے تو قاضی بکار بن قتیبہ کے علاوہ تمام آدمیوں نے اسکی تائید کی مگر قاضی بکار نے کہا کہ تم نے اول میرے سامنے معتمد کا فرمان دیا ہے وہی جسکے ذریعے سے وہ لیجہد بنایا گیا تھا پیش کیا تھا اب جنگ تم غرور معتمد کی طرف سے ہی اسکی محزول لاکھنا میرے پیش کر کے میں حکم بھی نہیں دے سکتا۔ اس کے جواب میں بن طولون نے کہا کہ معتمد اس وقت اسکی قید میں ہے اور مقہور ہے اس لئے وہ فرمان نہیں کر سکتا قاضی بکار نے کہا تو اچھا میں ایسی صورت میں فی حکم نہیں کر سکتا ابن طولون نے کہا کہ دنیا میں جو شہر ہو گیا ہے کہ قاضی بکار ایک عظیم الشان قاضی ہے اس لئے تم کو توڑا ہو گیا ہے تم دراصل سٹھیا گئے ہو اور بڑھاپے نے تمہاری عقل اٹل کر دی ہے یہ کہہ کر ابن طولون نے قاضی بکار کو قید کر لیا اور جو کچھ انھیں عطیات سنن ماضیہ میں لگی تھیں وہ سب ضبط کر لیں جو نقد دس ہزار دینار کے تھیں۔

کہتے ہیں کہ قاضی بکار نے انکے اپنے گھر میں بگاڑ کر رکھ چھوڑی تھیں اسی طرح بدستور مل گئیں۔ موفقی کو جب اس کی خبر پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ ابن طولون پر برس منبر لعنت کجائے۔ شعبان ۲۶۴ھ میں مغرب سامرا کی طرف چلا گیا اور بغداد میں گیا اس وقت محمد بن طاہر ایک شکر لے ہوئے اسکے ساتھ تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا خلیفہ آزاد ہے اسی سال ابن طولون کا انتقال ہو گیا موفقی نے اسکی جگہ اپنے بیٹے ابو العباس کو حاکم مصر وغیرہ بنایا اور اسکو اپنی فوج کے ہمراہ وہاں بھیجا یہاں حمار و یابن احمد بن طولون اپنے باپ کی جاگ مسلط ہو چکا تھا ان دونوں کے درمیان ایک جنگ عظیم واقع ہوئی جس میں خون کے دریا بہ گئے آخر میں مصر میں کس فتح ہوئی۔ اسی سال بغداد میں نہر علیسی بنی (دجلہ) کا بند ٹوٹ گیا اور بغداد کے محلہ کرخ تک پانی چڑھ آیا جسکی وجہ سے سات ہزار مکان تہدم ہو گئے۔ اسی سال طولون پر رمیوں نے حملہ کر دیا مگر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور بے انتہا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ بیخ عظیم عظیم المنشا بھی اور شمار ہوتی ہے۔ اسی سال عبداللہ بن علی نے جو خلفاء مصر اور قضیان میں صورت اعلیٰ لگا جاتا ہے ہدیت کا دعویٰ کیا اور اسی عقیدہ پر قائم رہا حتیٰ کہ ۲۶۵ھ میں اسنے حج کیا اور قبیلہ کنانہ نے اسکو دیکھ کر سخت تعجب کیا اور اسکے ساتھ ہوئے اور مصر چلے گئے اور ایک جماعت اس کے ساتھ منتر تک لگی اور یہیں سے ہندی کو ترقی ہوتی شروع ہوئی۔

ہارن بن ابراہیم الباشمی نے بغداد میں اپنے نام کا سکہ چیلانیکا حکم دیا اور چند روزوں تک اس پر عملدرآمد ہوا اور بعد میں
موقوف ہو گیا۔ ۲۴۸ھ میں دریائے نیل کا پانی سوکھ گیا اور کہیں تری کا نام و نشان باقی نہ رہا اسکی وجہ سے
مصر میں قحط پڑ گیا۔ اسی سال موفق کا انتقال ہو گیا اور محمد کو امام سے سانس لینا نصیب ہوا۔ اسی
فرقہ فرما سطر کہ وہ میں ظاہر ہوا۔ بیدارگ، طحیروں کی ایک قسم میں انھوں نے غسل جنابت کو ناجائز اور شراب کو
جائز قرار دیا اپنی اولاد میں اتنا لفظ اور زیادہ کیا کہ شیخ محمد بن الحنفیہ رَسُوْلُ اللّٰہِ روزے ہر سال میں دو
دن کے یعنی نیریز اور مہر جان کے فرض رکھے بیت المقدس کا حج کیا اور اسی کو اپنا قبلہ قرار دیا اور بہت چیزیں
زائد و کم کیں اپنے ان خیانات و عقائد کو عالم جہاں سے پیش کیا اور لوگوں کو نہایت تکالیف پہنچائیں۔
۵۲۴۹ھ میں محمد کی خلافت کو ابو العباس بن موفق کے شکنجے سے اور فوج کے اسکی تابعداری کرنے
سے اور بھی زیادہ سخت پہنچا یہ دیکھ کر ہارن کا محمد نے ایک مجلس عامہ منعقد کر کے اپنے بیٹے کو ولیعهدی سے
محروم کر دیا اور اسکی بجائے ابو العباس کو ولیعهد بنایا اور لوگوں سے بیعت لی اور اسکا لقب معتضد تجویز کیا۔
اکی سال معتضد نے احکام جاری کئے کہ راستہ میں کوئی منجم یا افسانہ گو نہ بیچنے پائے اور کتب فروشوں
سے ہفت لپاکہ کوئی شخص فلسفہ اور مناظرہ کی کتابیں نہ فرخت کرے۔ اسکے چند دن بعد معتضد کا چنانکہ
شب دو شنبہ ۱۹ رجب المرجب ۲۴۹ھ میں ۲۳ سال سلطنت کر کے انتقال ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے
زہر دیدیا گیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ نالت کو اسکا گلا گھونٹ دیا گیا۔ موفق کا چونکہ امور پر ہر
چیز غلبہ تھا اسلئے یہ اسکے سامنے مقبرہ ہی رہا اور بعض وجہ سے معتضد کے سامنے بھی اسکی زندگی سخت
سختی سے گزری۔ معتضد کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ
حضرت امام مسلم۔ حضرت ابو داؤد۔ حضرت ترمذی۔ حضرت ابن ماجہ۔ ربیع الخیري، ربیع المرادی۔ مرنی
یونس بن عبدالاعلیٰ، یزید بن یکار۔ ابو الفضل الریاشی، محمد بن یحییٰ تہلی۔ حجاج بن شاعر۔ عجل الحانظہ۔ تاضی
القضاة ابن ابی شوارب سوسی المقری۔ عمر بن شیبہ۔ ابو زرہ المرازی۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم۔ قاضی
بکار۔ داؤد ظاہری ابن دارہ۔ یحییٰ بن مخلد۔ ابن قتیبہ۔ ابو ہاتم المرازی۔ دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔
عبداللہ بن معتزلہ نے معتضد کی تعریف میں چند اشعار بھی لکھے ہیں جسکا ایک شعر یہ ہے (ترجمہ شعر)
اے وہ شخص کہ تیرے پاس بسبب بے مسافرت کے لوگ آتے ہیں اس سبب سے کہ تو تمام انسانی
عالم میں ایسا شخص ہے جو تیرے پاس آتا ہے وہ فائز المرام ہوتا ہے۔

(۱۹) المعتضد باللہ احمد

۲۴۲

المعتضد باللہ احمد ابوالعباس بن ولید موفق طلحہ بن سترکل بن معتصم بن ہارون رشید بیف

میں پیدا ہوا اور صوبی کہتے ہیں کہ ربیع الاول ۳۴۱ھ میں ام ولد صواب نامی اور بقول بعض حر زمامی کے شک سے پیدا ہوا بعض اسکی ماں کا نام صواب بھی لکھتے ہیں۔ معتضد اپنے چچا معتز کے بعد جب ۳۵۱ھ میں تخت خلافت پر نشمن ہوا۔ خانان خاقان بنو عباس میں معتضد خور بصورت شیخ طیب صاب جروت، عقلمند تخت گیر تھا۔ شیر بر اپنی شجاعت کی وجہ سے تنہا حملہ کیا کرتا تھا جب کسی پر غصہ ہوتا تھا تو بہت کم رحم کرتا تھا۔ مجرم کو زندہ گھڑا دیا کرتا تھا بہت بڑی سیاست کا آدمی تھا۔ عبداللہ بن حمدون کہتے ہیں کہ معتضد ایک روز شکار کے لئے چلا میں اس کے ساتھ تھا جب ہم ایک ککریوں کے کھیت کے پاس سے گزرے تو رکھوالے نے فریاد یوں کے طور پر آواز دی کہ معتضد نے دریا فت کیا کہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں غلاموں نے اگر کھیت خراب کر دیا تھا۔ معتضد نے ان غلاموں کو پکڑ بلایا اور اگلے روز اسی کھیت کے کنارے ان کو قتل کر دیا پھر کچھ مدت کے بعد ایک روز مجھ سے کہنے لگا کہ سچ کہنا لوگ پوری طرح مجھ سے خوش کیوں نہیں ہیں میں نے کہا محض اسلئے کہ آپ خوریز ہیں معتضد نے کہا واللہ جب میں تخت خلافت پر بیٹھا ہوں کبھی میں نے ناحق خون نہیں کیا میں نے کہا احمد بن طیب کو اپنے کس لئے قتل کرایا تھا معتضد نے کہا کہ وہ مجھے الحاد کی طرف بلانا چاہتا تھا میں نے کہا اچھا ان تینوں غلاموں آپ کھیت کے اوپر بیگناہ قتل کر دیا تھا معتضد نے کہا واللہ میں نے تحقیقات کے بعد انھیں قتل کر دیا ہے وہ قاتل اور خود چور بھی تھے۔ قاضی اسماعیل کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ معتضد کے پاس گیا تو دیکھا کہ اسلئے مجھے چیز رومی شخص نہایت خور بصورت نہ جان کہے ہوئے ہیں۔ میں نے انکی طرف دیکھا کہ خاموشی اختیار کر لی۔ جب میں چلنے لگا تو معتضد نے مجھ سے کہا قاضی جی! بدگمان نہ ہونا واللہ میں نے آپ تک نہی حرام پر اپنا ازار بند نہیں کھولا، میں پھر ایک مرتبہ گیا تو معتضد نے میری طرف ایک کاغذ پھینکا بائیں اسے کھونکر پڑھا تو اس میں علماء کی لغزش کی کہی نے ایک جگہ جمع کر کے دکھایا تھا جس میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام ہونے کا فتویٰ دیا گیا تھا میں نے کہا کہ اسکا کہنے والا زندقہ ہے۔ معتضد نے دریافت کیا زندقہ کیا ہے؟ جموٹا میں نے کہا کہ جس شخص نے شراب کے مباح کہا کیا متعہ مباح نہیں کہا اور جس کے متعہ کو مباح کہا مباح کو مباح نہیں سمجھا کون البیہ عالم ہوگا جس سے لغزش نہ ہوئی ہو اور جس شخص نے علیہ کی لغزشوں کو گھڑا اس کا دین قائم نہیں ہو سکتا پسند معتضد نے اس کاغذ کے جلا دینے کا حکم دیا۔ معتضد نہایت چابک تیز فہم اور عصب و داب کا آدمی تھا ہر ایک کام دانائی سے کرتا تھا جو رانی لڑا اس میں فتویاں ہوا معاملات اور امور خیرش اسمعیلی سے سمجھاتا اور سلجھا اتنا بادشاہت خوب کی۔ لوگ اسکی بہت سے ذرے سے کسی کو فائدہ پر ناز کی دریافت نہ ہوتی تھی بلکہ بہت سے قتلے دبا گئے تھے اسکی بادشاہت

کا زمانہ نہایت چین و امن سے گزرا اس نے خراج میں کمی کر دی تھی، ما عدل پھیلایا تھا رعیت سے ظلم اٹھایا تھا۔ چرتک خلافت بنو عباس کی بنیاد رکھو کھلی اور بوسیدہ ہو چکی تھی اسنے عمارت خلافت بنو عباس کو گرانے سے بچالیا تھا اس لئے اسکا نام سفلح ثانی مشہور تھا۔ وہ اصل خلافت بنو عباس متوکل کے قتل کے وقت سے ہی منزلزل ہو چکی تھی۔ معتقد کہ جب سے اسکا اندیشہ جاتا رہا تھا۔ ابن رومی نے اسکی تعریف میں لکھا ہے (ترجمہ اشعار) تمہیں مبارک ہو کہ بنو عباس کہ تمہارا بادشاہ امام اہدیٰ صاحب خود دوسرا احمد ہے جس طرح ابو العباس سے تمہاری بادشاہت شروع ہوئی اسی طرح ابو العباس سے اسکی تجدید ہو گئی۔ ابن معتز نے بھی اسی طرح لکھا ہے (ترجمہ اشعار) کیا تو نہیں دیکھتا کہ نبی ہاشم کا ملک، ذلت کے بعد غالب ہو گیا۔ اے طالب ملک تو معتقد جیسا ہو جاتا کہ ملک تجھ پر واجب ہو جائے ورنہ نہیں۔ تحت خلافت کے شروع سال میں ہی معتقد نے کتب قریش کو کتب فلاسفہ اور اسی قسم کی کتابوں کے فروخت کرنے سے منع کر دیا۔ قصہ گوا اور منجوں کو راستہ میں بیٹھنے سے روک دیا۔ عید الفصح کی لوگوں کو خورد نماز پڑھانی اور رکعت میں چھ تکبیریں اور دوسری میں ایک تکبیر کی اور خود کوئی خطہ نہیں پڑھا۔ ۲۸۰ھ میں داعی ہدیٰ قہر دان چلا گیا اور ہاکم افریقہ سے جدال و قتال ہوا لیکن اسکے گروہ کی زیادتی ہونے لگی۔ اسی سال ذیہل سے اطلاع آئی کہ ماہ شوال میں چاند گرہن ہوا اور عصر کے وقت تک نہایت اندھیر رہا پھر اسکے بعد کالی آندھی آئی جو تین دن تک متواتر رہی اس کے جاتے پراتنا زلزلہ آیا کہ شہر دھس گئے اور قریب ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کے مکانات کے نیچے سے نکالے گئے۔

۲۸۱ھ میں رومیوں کا شہر مکر یا فتح ہوا اسی سال سائے طرستان میں پانی کی کمی آگئی حتیٰ کہ تین بھل پانی ایک درم میں ملنے لگا لوگوں نے قحط کے سبب مردار کھانا شروع کر دیا اسی سال معتقد نے مکہ معظمہ میں دارالندوہ منہدم کر کے مسجد حرام کے پاس ایک اور مسجد تعمیر کرا دی۔ ۲۸۲ھ میں معتقد نے رسومات فہیمہ کا انسداد کیا اور تیر روز کے دن آگ جلانے اور لوگوں پر پانی چھڑکنے سے منع کیا کیونکہ یہ سنت مجوسیوں کی ہے اسی سال قطر الندی بنت خمار و یمن احمد بن طولون سے معتقد نے نکاح کیا۔ بیچ الاول میں رخصتی ہوئی اور قطر الندی چہیز میں اپنے ساتھ چار ہزار ازار بند جو ہر اور دس صندوق جواہرات کے لائی۔ ۲۸۳ھ میں معتقد نے اپنی قلمرد میں یہ احکام جاری کئے کہ ذوی الارحام کو بھی میراث دیجائے اور دفتر میراث از سر نو قائم کئے جائیں یہ احکام سن کر لوگوں نے معتقد کو بہت دعائیں دیں۔ ۲۸۴ھ میں مہر میں ایک عجیب قسم کی گہری سرخی ظاہر ہوئی حتیٰ کہ لوگوں کے چہرے اور دیواریں سرخ نظر آتی تھیں لوگوں نے نہایت خشوع و خضوع سے اسکے زائل ہونیکے لئے دعائیں مانگیں یہ سرخی

عصر سے رات تک رہتی تھی — ابن جریر کہتے ہیں کہ اسی سال معتقد نے ارادہ کیا کہ حضرت معاویہ پر برسر منبر (معاذ اللہ منہ - مترجم) لعنت کی جائے اسکو ایسکے وزیر عبد اللہ نے اس فعل سے منع کیا اور کہا کہ اس کام سے لوگوں میں ایک شورش پیدا ہو جائیگی مگر معتقد نے ایک سنی اور احکام جاری کر کے حکم نامہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معائب بیان کئے گئے تھے یہ دیکھ کر قاضی یوسف نے کہا کہ امیر المؤمنین! مجھے آپکے اس فعل سے فتنوں کا بہت زیادہ اندیشہ ہے آپ ایسا نہ کیجئے معتقد نے کہا کہ اسکا علاج میرے پاس میری تلوار ہے۔ قاضی یوسف نے جواب دیا کہ غلو لوگوں کا کیا علاج کیجئے گا جو کام اکناف عالم میں پھیلے ہوئے ہیں جس وقت وہ اپنے استقدر حقوق سنکر ان کے حصول میں آپکے خلاف ہتھیار اٹھا دیں گے اور لوگ انکے تساقب سن کر انکا ساتھ دینگے معتقد نے سنکر اس خیال سے باز آگیا — ۲۸۵ء میں بصرہ میں ایک زرد رنگ کی آندھی آئی پھر سبز ہو گئی اسکے بعد سیاہ ٹرگی اور تمام اطراف میں پھیل گئی پھر آسمان سے ایک چادر گری جس کا وزن تقریباً ڈیڑھ سو درہم تھا اس ہوانے پانچ سو درخت اکھیر دئے پھر آسمان سے سیاہ و سفید پتھر برسے — ۲۸۶ء میں بحرین میں ابو سعید انصاری ظاہر ہوا اور اسکی غنوکت کو ترقی ہوئی اور یہ وہی ابوابی ظاہر سلیمان ہے جس نے حجر اسود کے اکھیرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اسکے اور افواج شامی کے درمیان جنگ ہوئی غلبہ کی فوج نے چند مرتبہ شکست کھائی اور یہ بصرہ اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا۔

اختیار معتقد

خطیب اور ابن عساکر نے ابو الحسن بن علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ معتقد نے ایک مرتبہ قاضی ابو ہازم سے کہا بھیجا کہ فلاں شخص کے اوپر میرا تناقض ہے اور مجھے خبر ملی ہے کہ آپکی عدالت میں اس شخص پر بہت سوں نے دعویٰ کیا ہے آپنے اس پر ڈگری دیدی اور لوگوں کا مال دلوادیا لہذا آپ مجھے بھی اسی مقدمہ میں مدعی سمجھئے اور میرا مال بھی مجھے دلا دیجئے قاضی ابو ہازم نے کہا بھیجا کہ امیر المؤمنین خداوند تعالیٰ آپکی حکم دراز فرمادیں آپکو یاد ہوگا کہ جب اپنے میری گردن میں قضیات کا بوجھ ڈالا تھا تو فرمایا تھا کہ اپنے امیر عدالت اپنی گردن سے نکال کر میری گردن میں ڈال دیا ہے لہذا مجھے جائز نہیں کہ میں بغیر گواہوں کے کسی کے دعوے کو صحیح مان لوں آپ گواہ پیش کیجئے۔ اس کے جواب میں معتقد نے لکھا کہ میرے گواہ فلاں اور فلاں دو معزز شخص ہیں۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ان گواہوں کو آپ میرے سامنے عدالت میں بھیجئے تاکہ میں ان سے جرح و قدح کر لوں۔ معزز وہ آپ ہی کے نزدیک ہو سکتے ہیں اگر وہ دونوں بوجہ شرع شریف قابل گواہی ہو سکتے ہوں تو آپ کا دعویٰ صحیح ہو سکتا ہے ورنہ جو کچھ میرے نزدیک ثابت ہو وہ بحال

سیگا۔ معتقد کے گواہوں نے قاضی صاحب کے سامنے اسیے ڈر کر انکار کر دیا اور قاضی صاحب نے معتقد کے
دعوے کو خارج کر دیا۔ ابن حمدون نے یہ کہتے ہیں کہ معتقد نے بقصد کیا کہ بچہ میں ایک عمارت ساٹھ ہزار
و بیار لگا کر بنوائی جائے اور اپنی کینز کوں خصوصاً اپنی خیر بہ دیر بہ کو لیا کر وہیں رہا کرے ابن بسام شاعر نے
اس پر یا اشعار کہے (ترجمہ اشعار) لوگوں نے بچہ چھوڑ دیا اور تو نے بچہ میں قدرت گزینی کی۔ لوگ
بھیفکر طبل بجاتے ہیں بوجہ دیرہ کی تاریکی کے۔ یہ اشعار معتقد نے بھی سنے مگر سستی ان سستی کر گیا اور گان پہ
کوٹا ل گیا پھر کچھ دل میں آئی اور اس عمارت کے انہدام کے احکام جاری کر دئے۔ چند روز کے بعد دیر
کا انتقال ہو گیا معتقد نے اس کی موت پر بڑا ماتم کیا چنانچہ مرثیہ میں کہتا ہے (ترجمہ) اے حبیب میرا
حبیب مجھ سے دور نہیں۔ تو اگر چہ میری آنکھ سے دور ہے مگر دل کے قریب ہے تیرے بعد مجھے کسی بات
میں لطف نہیں آیا۔ گو میرے سینہ سے تو جدا ہو گیا ہے مگر دل میں تو ہی تو بسا ہوا ہے میرا خیال تجھے
کبھی علیحدہ نہیں ہوتا مجھے میرے حال کی خبر نہیں کہ تیرے بعد میری گریہ دزاری کیسی ہے۔ معتقد ربیع
الآخر ۲۸۶ھ میں بسنت بیمار ہوا۔ اصل میں اس کا مزاج کثرت جماع سے بہت متخیر ہو گیا تھا بیماری
سے پھر افاقہ بنا اگر پھر پٹ گیا اور دو شنبہ ۲۸۶ھ ربیع الآخر کو انتقال کر گیا۔ مسعودی بیان کرتے
ہیں کہ معتقد کو چونکہ بہت مریضوں نے آدیا یا تھا حالت نزع میں ایک طبیب آیا اور اس نے نبض
پرانگلی رکھی ادھر معتقد نے آنکھ کھولی اور طبیب صہ حبیب کے ایک ایسی بات ماری کہ گرتے ہی دم نکل
گیا ادھر معتقد کی بھی جان نکل گئی۔ معتقد بہت اچھے اشعار کہا کرتا تھا اس کے اکثر اشعار
مشہور ہیں (جن کا ترجمہ ترک کر دیا گیا ہے اردو خواں صحاب ان سے بہرہ اندوز نہیں
ہو سکتے۔ مترجم)۔ ابن معنزلہ نے اس کے مرثیے لکھے ہیں۔ اس نے چار لڑکے اور
گیارہ لڑکیاں چھوڑیں۔ حسب ذیل علماء نے اس کے وقت میں انتقال فرمایا۔ ابن المرادی
الملکی۔ ابان ابن الدینیا قاضی اسماعیل۔ حارث بن ابی اسامہ۔ ابوالعینار۔ مبرور۔ ابوسعید
الحر ازہ صوفیوں کے شیخ۔ تخری شاعر و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۷) الملکفی باللہ ابو محمد

الملکفی یا ابومحمد علی بن معتقد ربیع الآخر ۲۸۶ھ کی چاندرات کو ایک ترکیب نامی اور جیک نامی
کے شکم سے پیدا ہوا۔ یہ شخص اپنے حسن میں ضرب المثل تھا چنانچہ بعض شاعروں نے کہا ہے۔

(ترجمہ شجر) میں نے اس کے جمال اور حسن سیرت پر قیاس کہ ملاحظت اور خیانت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ واللہ
 میں کبھی اس سے بات نہ کروں گا خواہ وہ حسن میں آفتاب ہو یا ہتھاب یا کتفی — اسے اس کے باپ محقق
 نے اپنی حیات میں ولیہد بنایا تھا۔ باپ کی بیماری میں ہی لوگوں نے اسے بروز جمعہ بعد از نماز عصر ۱۹ ریح
 الاخر ۲۹۰ میں بیعت لی — صولی کہتے ہیں کہ خلفاء میں اسکا نام سولے اسکے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 کے تیسرے کوئی شخص نہیں ہوا۔ اور سولے حضرت امام حسن بن علی اور مادی اور کتفی کے کسی کی کیفیت ابو محمد
 نہیں ہوئی — جس وقت معتضد کا انتقال ہوا تو کتفی رقبہ میں تھا اسکی غیبت میں وزیر ابو الحسن قاسم بن
 عبید اللہ نے اسکی طرف سے بیعت لی اور اسکو اسکی اطلاع کر دی۔ پھر حجابی آتا کر بغداد پہنچا اور وہاں
 کی کشتی میں سوار ہو کر آیا اس روز اہل بغداد نے بڑا جشن منایا قاضی ابو عمر بل پر سے نیچے گڑے مگر صبح و مسلم
 اٹھائے گئے جس وقت کتفی دار الخلافہ میں داخل ہوا تو شعرا نے مدح خوانی کی وزیر قاسم کو دربار خلافت سے
 سات خلعتیں عطا ہوئیں اسنے تخت نشینی کے بعد ان نعمت خانوں کو جو اسکے باپ کے لوگوں کے گھر لیکر بنوائے تھے
 مسمار کر دئے اور ان کی جگہ مسجد بنواریں۔ جو دوکانیں معتقد نے اپنا قصر بنوانے کیواسطے لوگوں سے لی تھیں
 اس نے انھیں لگوں کو واپس کر دیں۔ خوش خلقی اختیار کی جس کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں میں محبوب معلوم
 ہوئے لگا اور لوگوں نے دعائیں مانگنا شروع کیں — اسی سال بصرہ میں سخت آندھی آئی جس کی وجہ
 سے بہت درخت گر گئے جسکی مثال تاریخ ماسدق میں نہیں ملتی۔ اسی سال یحییٰ بن زکریا قمر مطلی نے خروج
 کیا اور شکر شاہی میں اور اسکے درمیان ایک بہت بڑا محرکہ ہوا۔ لڑائی نے طویل کھینچا اور بالآخر ۲۹۰ھ میں
 مارا گیا اس کے بستر کا بھائی حسین اس کی جگہ کھڑا ہوا اس نے اپنا لقب امیر المؤمنین مہدی رکھا اس کے
 چہرے پر ایک داغ تھا جس کی تاویل اس نے اس طرح کی کہ یہ اسکے آنکلی نشانی ہے اسکے چچا کا بیٹا عبید بن
 مہر وہ نے اپنا لقب بدتر رکھا اور یہ کہا کہ سورہ مدثر میں اسی کا نام مذکور ہے اپنے غلام کا نام مطوقی بالنور رکھا
 اور تینوں نے شام میں بھڑکیوں کی طرح ایک اور دم چادی آخر تینوں ۲۹۱ھ میں قتل کر دئے گئے۔
 اسی ۲۹۱ھ میں انطاکیہ رہا ملام ادراسی روم میں فتح ہوا اور اتعداد مال غنیمت ہاتھ آیا۔
 ۲۹۳ھ میں دھلہ میں اسقدر طخیانی آئی کہ اس سے پہلے کبھی اتنی طخیانی نہ آئی تھی جس کی وجہ سے
 بغداد کا اکثر حصہ تباہ ہو گیا کہتے ہیں کہ اکیس ہاتھ پانی اوپر چڑھ آیا تھا — صولی کتفی کی مدح اور قمر مطلی
 کا ذکر اس طرح کرتے ہیں (ترجمہ اشعار) ہمیں خلیفہ کتفی کافی ہے اے آل عباس تم انسانوں کے سردار
 ہو ہمیں خداوند تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم انسانوں پر حکومت کرو۔ تمہیں میں سے اولیا ہیں اور بادشاہ
 جس شخص نے تمہاری اطاعت کی وہ مومن ہے اور جس نے نافرمانی کی وہ کافر ہے۔

سولی کہتے ہیں کہ میں نے مکتفی سے سنا ہے وہ اپنی بیماری کی حالت میں کہتا تھا کہ واللہ مجھے ان سات سو دیناروں کا بہت ہی بڑا خوف ہے جو میں نے اپنے خرچ میں لگائے تھے حالانکہ میں جاننا تھا کہ یہ مسلمان کا مال ہے اور مجھے چنداں ان کی احتیاج بھی نہیں تھی مجھے خوف ہے کہ کل قیامت میں خداوند تعالیٰ انکے متعلق سوال نہ کر لیں میں اس غلطی پر خداوند تعالیٰ سے حضرت مانگتا ہوں۔ مکتفی نے جوابی میں ہی شب یکشنبہ تاریخ ۲۲ ذیقعدہ ۲۹۵ھ میں انتقال کیا اور آٹھ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں چھوڑیں۔

اس کے وقت میں حسب ذیل علماء نے وفات پائی۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل "تعلیبات امام العربیہ قبل مقرر"، ابو عبد اللہ بوسنی فقیہ، بزاز صاحب منہ، ابومسراہکی، قاضی ابو عازم، صالح حوزہ، محمد بن نصر المروری، حسین ثوری، شیخ صوفیہ، ابو جعفر ترمذی، شیخ شافعیہ عراق کے دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔ میں نے تاریخ نیشاپور مصنفہ عبدالخافریں بروایت ابن ابی الدنیا لکھا دیکھا ہے کہ جس وقت مکتفی تخت خلافت پر بیٹھا تو میں نے یہ دو اشعار لکھ کر اس کے پاس بھیجے (ترجمہ اشعار) مردت والوں کے نزدیک استاد کا حق باپ کے برابر ہوتا ہے سب سے بہتر وہی ہیں جو اس کی رعایت کریں اور اہلبیت نبوت اس کی بہت رعایت کرتے ہیں یہ پڑھ کر میرے پاس دس ہزار درہم بھجوائے۔ اس قصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن ابی الدنیا المکتفی کے زمانہ تک زندہ رہے۔

(۱۸) المقدر باللہ الباقی لفضل

المقدر باللہ الباقی لفضل جعفر بن مقدر رمضان المبارک ۲۸۴ھ میں ام ولد رومیہ یا ترکیہ غریب نامی کے بطن سے پیدا ہوا۔ بعضوں نے اس کی ماں کا نام شعب بھی لکھا ہے۔ مکتفی جب بہت زیادہ بیمار ہوا تو لوگوں نے اس سے اسکی جائزینی کے متعلق دریافت کیا اور جب وقت اسے یقین دلا دیا گیا کہ مقدر بالغ ہو گیا ہے تو مکتفی نے اسکو ولیعهد مقرر کر دیا۔ شخص تیرہ برس کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا گیا اس سے پہلے اتنی کم عمر کا کوئی خلیفہ تخت خلافت پر نہیں بیٹھا تھا۔ وزیر عیاس بن حسن نے اسے بچے سمجھ کر لوگوں سے اس کے متعلق استفسار کیا اور خود اسکے خلع کی رائے دی لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ مقدر کا خلع کر کے اسکی بجائے عبداللہ بن معتز کو خلیفہ مقرر کیا جائے عبداللہ بن معتز نے کہا کہ میں خلافت اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ جو نریزی نہ ہو یہ خیر مقدر کو بھی پہنچی تو اس نے بہت سامان عبداللہ بن معتز کو کے پاس بھیج کر اسے اپنے سے راضی کر لیا اور اس نے خلافت سے انکار کر دیا مگر لوگ اس پر راضی نہ ہوئے آخر ۲۰ ربيع الاول ۲۹۲ھ میں جبکہ وہ گیتد سے کھیل رہا تھا اس پر جرطہ آئے، مقدر یہ دیکھ کر گھر میں گھس گیا اور دروازہ بند کر لیا اس میں دو وزیر ایک جماعت کام آئی۔ لوگوں نے

عبداللہ بن معنزلہ کو بلالیاتاً فہیوں اور اعبیان سلطنت اور ^{بلا} شہر نے ابن معنزلہ سے بیعت کر لی اور اس کا لقب غالب باللہ مقرر کر دیا۔ محمد بن داؤد بن جراح کو وزیر اور ابوالمثنیٰ احمد بن یحیٰ قلوب کو اسکا قاضی مقرر کر دیا اور نئے خلیفہ کے نام سے احکام جاری ہونے لگے۔ — معافی بن زکریا جریری کہتے ہیں کہ جس وقت مقتدر کا خلع اور ابن المعنزلہ سے بیعت ہو گئی تو لوگ محمد بن جریر طبری کے پاس آئے اور اس خبر کی اطلاع کی انھوں نے دریافت کیا کہ وزیر اور قاضی کون کون مقرر ہوئے ہیں پھر محمد بن داؤد اور ابوالمثنیٰ کا نام سن کر فرماتے لگے کہ یہ امر پورا ہوا معلوم نہیں ہوتا کسی نے دریافت کیا کہ کیوں کیا کوئی ان میں قابل نظر نہیں آتا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ — ابن معنزلہ نے مقتدر باللہ کو کہلا دیا کہ تم محمد بن طاہر کے مکان پر چلے جاؤ تاکہ میں دار الخلافہ میں چلا جاؤں اس کا جواب مقتدر نے اثبات میں دیا اور جو کچھ اس کے پاس تقویٰ کی سی جمعیت باقی رہی تھی اور جس نے وفاداری کا منہم بند کر لیا تھا اسکو بیکر چلا ابن معنزلہ نے جب اس چھوٹی سی جماعت کو اس نشان و شوکت کیساتھ دیکھا تو کچھ مرغوب ہو گیا اور خداوند تعالیٰ نے اسکے دل میں کچھ ایسا عیب ڈالا کہ وہ بھاگنے کا ارادہ کرتے لگا۔ آخر ابن معنزلہ اور اس کا وزیر اور قاضی بھاگ پڑے اور بغداد میں قتل عام شروع ہو گیا مقتدر نے ان فقہاء اور اُمراء کو جنھوں نے اسکی خلع کی تھی پھر کے یونس خزاہی کے سپرد کر دیا۔ قتال و جدال کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ سوائے چار آدمیوں کے جس میں قاضی ابو عمر بھی تھے سب قتل ہو گئے ابن معنزلہ گرفتار کر کے تیار خانہ بھیجا گیا جس کی چیز روز کے بعد قید خانہ سے نکل ہی نکلی۔ اس وقت جا کر مقتدر باللہ کا تسلط پہنچا۔

ابراہیم بن محمد فرات کے وزارت سپرد ہوئی اُس نے مظالم کی بجائے اور عدل کی اشاعت کی اور مقتدر کو بھی عدل کرنیکی ترغیب دلائی مگر مقتدر اپنے صخر سے کیوجہ سے امور سلطنت ابوالحسن کو سپرد کر کے خود لہو لعب میں مشغول ہو گیا اور تمام خزانہ ^{کوٹھا} ^{ڈالیا} اسی سال مقتدر نے یہود و نصاریٰ سے خدمت نہ لینے کے متعلق احکام جاری کئے اور یہ بھی حکم دیا کہ وہ بجائے زین کے محض پالان پر سوار ہوا کریں۔ اسی سال مغرب میں ہمدی غالب ہو گیا اور امامت اسی کے قبضہ میں آئی خلافت کا بھی دعویٰ کیا چونکہ یہ لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کیا تھا لوگ اسی کی طرف دور دور سے بھاگ کر آئے شروع ہو گئے۔ ملک مغرب اس کے قبضہ میں آکر ترقی کرنے لگا۔ مملکت بڑھ گئی اور ہمدی کی بیوہ گئی، امیر افریقہ زیادۃ اللہ بن اعلیٰ تارہ پیمانہ لاکر مصر کی طرف بھاگا پھر عراق چلا آیا، ملک مغرب کی حکومت بنو عباس سے نکل کر ہمدی کے قبضہ میں آ گئی۔ ہوزہ بن کے نزدیک زوال خلافت بنو عباس اسی تاریخ سے شمار ہوتا ہے گویا اس حساب سے بنو عباس کی سلطنت جمع مالک اسلام پر ایک سو ساٹھ سال سے پہلے اور یہی اور اس

کے بعد زوال شروع ہو گیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ مقتدر کی صخر سنی کیرجہ سے اسکے وقت میں نظام سلطنت میں بہت سخت خلل واقع ہوا۔ سن ۳۱۹ھ میں دینور کے اندر ایک پہاڑ زمین کے اندر دھس گیا اور اسکے نیچے سے اتنا پانی نکلا کہ اس میں کئی گاؤں ڈوب گئے۔ اسی سال ایک خجری (مادہ پختہ) نے پھر ایدیا اللہ تعالیٰ بہ چیز پر قادر ہیں جو چاہیں کریں۔ سن ۳۲۰ھ میں علی بن عیسیٰ کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا اسے نہایت ایمانداری عدل اور تقویٰ سے کام کیا شراب فریوشی اور شراب نوشی کے سخت احکام جاری کئے ایک سال میں رعایا سے پانچ لاکھ دینار خرچ کے معاف کر دئے۔ اسی سال قاضی ابو عمر دوبارہ قاضی بنائے گئے اور مقتدر اسی سال سب سے ازل سوار ہو کر اپنے مکان سے شام سید گیا اور خود کو عوام میں ظاہر کیا۔ اسی سال حسین حلاج معروف بہ منصور اونٹ پر سو اہر بغداد آیا اور اس نے اناحق کا دعویٰ کیا یہ چرچا بغداد میں پھیلا اس شخص کا اعتقاد تھا کہ خداوند تعالیٰ انسان میں حلول کر سکتے ہیں اس کے متعلق تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ نہ یہ قرآن شریف جانتا ہے نہ علم حدیث نہ فقہ سے واقف ہے۔ اس عقیدہ کی وجہ سے تیار کر لیا گیا اور آخر سن ۳۲۹ھ میں قاضی ابو عمر زنجیرہ کے فتوے کے موافق سولی پر چڑھا دیا گیا عوام الناس کو بڑی بے متادی کے اول باطالع دیدی گئی تھی کہ حسین حلاج قرامطی ہے اس کی سزایافتگی کے وقت ہر شخص کو میدان میں موجود ہونا چاہئے۔ اسی سال یعنی سن ۳۲۹ھ میں مہدی فاطمی چالیس ہزار بربری لیکر مصر پر چڑھنے کے ارادے سے چلا مگر راستہ میں دریائے نیل چونکہ حائل تھا اس لئے اسکندریہ کی طرف واپس چلا گیا اور وہاں پہو چکر فتنہ و فساد پیدا کر دیا مقابلہ کے واسطے فوج شاہی روانہ کی گئی جس کا مقابلہ برفہ میں ہوا لیکن فرج شاہی کو شکست ہوئی اور مہدی اسکندریہ اور قیوم پر قابض ہو گیا۔ سن ۳۳۰ھ میں مقتدر بالہڑنے اپنے پانچ لڑکوں کے ہتھکرائے اور اس پر چھ لاکھ دینار خرچ کر دئے اپنے لڑکوں کے ہمراہ بہت سے یتیم بچوں کے کچی ختنہ کرائے اور ان پر احسانات کئے۔ اسی سال مقتدر نے سربیا اور جارجیا میں نماز پڑھائی۔ علی بن ابی شیبہ نے ایک کاغذ پر دیکھ کر خطبہ پڑھا اور باوجود لکھنے کے ایسا ایسی فاش غلطی کھائی کہ لوگ اس پر ہنسے یعنی آیت اتقوا اللہ خلق تقوا لله ولا تموتن الا وانتم مسلمون ہ کی بجائے وانتم مشرکون ہ پڑ گیا جس کے معنی ہیں کہ خداوند تعالیٰ سے ڈرو جتنا ڈرتے کا حق ہے اور جب مرؤ تو بجائے مسلمان مرو کے یہ کہہ گیا کہ (مشرک مرو۔ اسی سال قوم بلیم جو مجوسی تھے حسن بن علی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ سن ۳۳۰ھ میں ایک نوز بغداد کے اندر جسے لوگ زیزب کہتے تھے ظاہر ہوا یہ رات کی وقت بھونکو اٹھا جاتا تھا اور غور توں کی چھائیاں کاٹ کر اٹھاتا تھا لوگ اس سے اپنی حفاظت کرتے تھے اور طشت

دسینیاں بجا کر اسکو ڈراتے تھے بچوں کو ٹوکروں کے اندر رات کو رکھتے تھے۔ یہی قصہ بہت دنوں تک رہا۔ ۳۰۵ء میں مالک بن عمیر نے مقتدر کی طرف دمشق کا ہاتھ بڑھایا اور کچھ تھکے مخالف دیکر اپنے آرمیوں کو لے کر واپس بھیجا۔ مقتدر نے ان لوگوں کیلئے بڑی تیاریاں کیں اور سب سے آگے ایک لاکھ سائٹھ ہزار فوج باہر نکالی۔ اس سے دار الخلافہ تک مسلح کھڑی کی انکے پیچھے سات ہزار خدو شکار بھروسا بنا سو حاجیوں کے دار الخلافہ کی دیواروں پر اڑنا بیس ہزار دیباچ کے پرے زینت کی واسطے ڈولوائے۔ یا بیس ہزار قسم کے فرش بچھوائے شکاری زندے زنجیروں میں بند ہو کر قریب ایک سو کے اپنے سامنے کھڑے کرائے۔ اسی سال بادشاہان نے مقتدر کے پاس مخالف روانہ کیے جنہیں ایک سیاہ رنگ کا پرنا بھی تھا جو طوطی سے بھی زیادہ فارسی اور ہندی میں فصاحت سے کلام کرتا تھا۔ ۳۰۲ء میں مقتدر کی والدہ نے ایک رستان کا افتتاح کیا جس کا سالانہ خرچ چار ہزار دینار تھا۔ اسی سال مقتدر کی غفلت اور لاپرواہی سے سلطنت کا تمام نظم و نسق حرم شاہی کے ہاتھ میں آ گیا حتیٰ کہ مقتدر کی ماں ہر جہہ کو اجلاس کرنے لگی اور قاضیوں اعیان سلطنت کی حاضری میں فرامین جاری کرنے لگی اس خدمت کی عوض میں بیت المال سے تنخواہ لیتی تھی۔ اسی سال القائم محمد بن مہدی فاطمی مصر پر چڑھ آیا اور اکثر صحید پر قابض ہو گیا۔ ۳۰۵ء میں بغداد کے اندر غلہ کی سخت گرانی ہو گئی جسکی وجہ سے رعایا گرسنگی میں مبتلا ہو گئی، کہتے ہیں کہ اسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ حامد بن عباس سواد جو بغداد کا حاکم تھا اسے بغداد پر ظلم ڈرا تھا جسکی وجہ سے رعایا میں بچپنی ہو کر غنیمت اور غارتگری شروع ہو گئی، رعایا منتشر ہو گئی، کئی روز تک گرائی جاری رہی قید خانہ میں آگ لگا دی گئی قیدی بھاگ گئے وزیر سلطنت کو بھرتی مار مار کر قتل کر ڈالا اور دولت عباسیہ کا بدتر حال ہو گیا ان اسباب کی بنا پر بغداد تک غلہ نہ پہنچا اور گرانی ہو گئی۔ اسی سال القائم جزیرہ قسطنطنیہ پر قابض ہو گیا جس کی وجہ سے وہاں کے باشندوں کو بڑا قلق ہوا اور وہ خود گرائی کیلئے کھڑے ہو گئے جدانہ قتال شروع ہو گیا جس کی تفصیل بہت طویل ہے۔ ۳۰۹ء میں حسین حاج معروف بنصور قاضی ابو عمر اور فقہاء و علماء کے فتوؤں کے بموجب سواد پر چڑھا دیا گیا اسکے متعلق لوگوں نے بہت تعریف کی ہیں اگر مفصل حالات دیکھنا ہوں تو ان میں لکھ لیں۔ ۳۱۱ء میں مقتدر نے حکم جاری کیا کہ معتضد کے فرماں کے بموجب بی بی الارحام کو وراثت میں ضرر نہ پہنچائے۔ ۳۱۳ء میں والی خراسان کے ہاتھ سے فرغانہ فتح ہو گیا۔ ۳۱۴ء میں نی طیبہ پر ضرور شمشیر قابض ہو گئے اور اسی سال موصل میں جلیکانی اتنا بچی ہو گیا کہ انور اس پر چلے گئے جو کئی پہلے ایسا نہیں ہوا تھا۔ ۳۱۵ء میں دیباچ میں رومی کھسکے شہر کو لوٹا اور عباسی سبیر میں ناقوس بجایا۔

سری سال دہیم نے لے اور جبال پر حملہ کیا۔ خلقت کو قتل کر ڈالا اور بچوں کو ذبح کر دیا۔ ۳۱۷ھ میں
 قرسی نے ایک مکان بنوایا جس کا نام اس کے دارا الہجرت رکھا اس کی وجہ سے فساد اٹھ کھڑا ہوا اس نے بہت سے
 شہزادے پر قبضہ کر لیا مسلمانوں پر اچھا ناک چھاپا مارا اور انھیں ازبیتیں پہنچائیں اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں
 اس کی ہیبت بہت ہو گئی اس کے مرید بہت بڑھ گئے خلافت کی جڑیں ہل گئیں۔ مقتدر نے چھ ماہ تک مقابلہ کیلئے
 فوجیں روانہ کیں مگر شکستیں کھا کھا کر واپس آگئیں بہت یہاں تک پہنچی کہ حج بند ہو گیا مکہ والے مکہ شریف کو چھوڑ کر ادر
 ادھر بھاگ گئے۔ اہل روم نے حطاط پر حملہ کر دیا اور وہاں کی جامع مسجد سے منبر نکال کر اس کی جگہ علیہ قائم
 کر دی۔ ۳۱۷ھ میں مونس غادم الملقب بہ منظر کو معلوم ہوا کہ مقتدر میرے بجائے ہارون بن زبیر
 کو امراۃ الامراء (عرض پگی) بنانا چاہتا ہے اسلئے اسے خرزج کر دیا اور عشاء کے بعد محرم کی چودھویں
 رات کو کام فوج اور امراء کو ساتھ لیکر دار الخلفاء پر چڑھ آیا یہ دیکھ کر مقتدر خواہش بھاگ گئے اور یہ خود بھی
 اسی وقت اپنی ماں اور خالہ اور بیوی کو لیکر مح چھ لاکھ دینار کے گھر سے نکل کھڑا ہوا لوگوں نے مونس کی
 اشتعالک سے اس کی خلع پر شہادت دے دی اور محمد بن حنفیہ سے مونس اور دیگر امراء نے بیعت کر لی۔ القاہر
 باللہ کا اسکو خطاب دیا قلمدان وزارت ابی بن علی بن مقلہ کو سپرد کر دیا گیا یہ ہفتہ (بار) کا دن تھا اگلے روز
 کو القاہر باللہ نے اجلاس کیا وزیر نے اسکی خبر تمام مالک محروسہ میں پہنچا دی دو شنبہ کے روز افواج نے بیعت کے
 انعام وغیرہ کا مطالبہ کیا چونکہ مونس اسوقت موجود نہیں تھا۔ اسلئے کچھ تامل ہوا مگر فوج نے شور و شغب
 برپا کر دیا اور بان کو قتل کر ڈالا مونس کے گھر پر چڑھ گئے اور مقتدر کا مطالبہ کیا۔ آخر اپنے کندھوں پر بھاگ کر
 مقتدر کو دار الخلفاء میں لائے اور القاہر باللہ کو پیکر مقتدر کے سامنے پیش کر دیا۔ القاہر روتا تھا اور پوچھنے
 دل میں اللہ اللہ کرتا تھا مقتدر نے کہا بھائی ڈرو مت تمہارا کچھ قصور نہیں تھے کبھی میری بھرتی کی بابت
 میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا اس شان میں لوگوں میں بھی سکون پیدا ہو گیا اور پہلا وزیر پھر کمال کر دیا گیا مالک
 محروسہ میں از سر نو پھر اسکی اطلاع کی گئی کہ مقتدری بدرستہ خلیفہ قائم ہے مقتدر نے فوج کو بہت انعام و اکرام
 تقسیم کیا۔ اسی سال حاجیوں کے قافلہ کیساتھ مقتدر نے منصور و علی کو روانہ کیا جو مکہ معظمہ میں بحریہ
 تمام پہنچا مگر رڈ والچہ کو ابو طاہر قرظی دشمن خدا بنی وہاں پہنچ گیا جس نے وہاں پہنچ کر مسجد حرام میں حاجیوں
 کو قتل کیا اور انکی نعشیں چاہ زمزم میں پھینکوا دیں باجر اسود کو گز مار مار کر توڑ ڈالا اور اس کو دیوار خانہ
 کعبہ سے جدا کر دیا گیا رہ روز تک یوں ہی پڑا رہنے دیا اور پھر اسکو لیکر علیہ یا چنانچہ بیس سال سے زیادہ
 دنوں تک انھیں کے قبضہ میں رہا پچاس ہزار دینار اسکے معاوضہ میں پیش کئے گئے مگر اسنے دینے سے انکار
 کر دیا آخر مطیع کے زمانہ خلافت میں واپس آیا۔ کہتے ہیں کہ جب حجر اسود کو مکہ معظمہ سے دارالہجرت

لیکے تو اس کے نیچے چالیس اونٹ وہاں تک مر گئے اور جب اسکے والد اس کے لڑاکیا اور تڑکے مٹنے پر لبتا لپسٹا آیا
نورین بیچ بن سلیمان کہتے ہیں کہ ستم قرامطیوں میں خود کہ شرافت ہی میں موجود تھا ایک شخص نے اس کے پاس گئے کہ
انگیز نے پڑھا جس سے دیکھ کر صبر نہ ہو سکا اور یہی نے درگاہ خداوندی میں عرض کیا: اے ظلم مجھ سے کیا ہے؟
نہیں ہونا فوراً ہی یہ شخص اپنے سر کے بل گرا اور گرتے ہی مر گیا۔ قرامطی نے اباب کعبہ پر چڑھ کر یہ شعر پڑھا
(ترجمہ شعر) میں خدا کے ساتھ ہوں اور قسم خدا کی۔ میں ہی شہادت کو پسیرا کرتا اور فنا کرتا ہوں۔ ابوظہر
قرمطی نے اس کے بعد کچھ زیادہ دنوں تک فلاح نہ پائی اور تھکی میں مر گیا۔ اسی سال بغداد میں ایک فتنہ
کبریٰ اور کٹر اہو گیا جس کا سبب یہ آیت عسی ان یشکک ذبک ففانما نچو ورا قرمطیہ کہ پتھرا سے تیرا
رب تجھ وہام محمود میں امیر اسپہا مختلف پیدا ہو گیا ہوا بلکہ کہتے تھے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ خداوند تعالیٰ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹھلا دینگے اور دوسرا قرین کہتا تھا کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ اس سے شفاعت
مراد ہے، یہ فساد مڑھا اور اسپہا ایک جماعت کثیرہ قتل ہو گئی۔ ۳۱۹ھ میں قرامطی کو قہ میں آدھار
اہل بغداد کو خوف لاحق ہوا کہ وہ کہیں بغداد پر چڑھائی نہ کر دے لوگوں نے بہت قہر میں ہوتے تھے
میں قرآن شریف بند کر کے اور مقتدر کو گالیاں دیں۔ اسی سال ولیم وینور پر چڑھ آئے اور لوگوں کو
قید اور قتل کر دیا۔ ۳۲۰ھ میں مونس پور مقتدر پر چڑھ آیا اور ایک بہت بڑا لشکر بربروں کا ساتھ لایا
اور عہد خود مقتدر بنفس نفیس میدان میں آیا جب دونوں لشکر ملے اور ہنگامہ آرائی ہوئی تو ایک بربر نے
مقتدر کے ایک تیر مارا جسکی وجہ سے مقتدر زمین سے زمین پر گرا اسی بربری اسکو تلوار سے قتل کر ڈالا اور اسکا سر کاٹ
کر نیزے پر رکھا کپڑے اتارنے اور اسکی نعش کو ننگا کر کے پھینک دیا لوگوں نے اسکا سر عورت خنس و فحاشا سے
چھپا دیا اور گڑھا کھود کر وہیں دبا دیا۔ یہ ۲۷ شوال ۳۲۰ھ یوم چہار شنبہ تھا۔ کہتے ہیں کہ مقتدر کے
وزیر نے اس روز اسکا زانچہ دیکھا تھا قتل کے فتنوری ہی وزیر پیدہ مقتدر نے وزیر سے دریافت کیا تھا
کہ اس وقت کیا وقت ہوگا اسنے کہا تھا کہ زوال کا وقت ہوگا مقتدر نے لفظ زوال سے لشکر کو بیا اور
پھر بچا ارادہ کیا تھا مگر فوراً ہی مونس کی فوج آگئی اور بڑا لشکر ہو گئی۔ ۳۲۱ھ میں مقتدر کو
قتل کیا تھا لوگ اسکے نیچے ہوئے اور یہ دارالخلافہ کی طرف قاسم کے نکال لائے تھے پھر پیدہ راسخہ میں
اسکو ایک شخص کا نثر کا گھٹرا بچائے ہوئے ملا اس شخص نے اسکو رحم کر کے ایک نقسائی کی دوکان تک پہنچا
وہاں اسکے پکانا فصالی اپنی دوکان میں گوشت لٹکانے کے واسطے لٹکائے تھے کہیں لٹکایا اسکو لٹکا دیا اور گھڑا
اسکے آسن کی کی وجہ سے اسکے نیچے سے نکل دھا گایا زمین پر گرا اور لوگوں نے اسکو پکڑ کر اسکی دوکان پر لٹکا دیا
ویا۔ مقتدر عقل مند و عاقل الہی شخص تھا مگر شہرہ است اور شراب سے مجبور تھا اور اسی کے ساتھ قتل ہوا

بھی پورا تھا عورتیں اس پر حادی اگلی تھیں چنانچہ اسے انکو تمام خلافت کے جواہرات دیدئے تھے بعض کو وہ درختم
 جس کا وزن تین مثقال تھا دیدیا تھا ازیدان کے تہران کو ایسا بیچ جواہرات کی ہوا جی مثل آپ ہی تھی دیدیالی تھی
 غن بے انتہا مال ضائع کر دیا تھا اس کے پاس رومی اور مقابلہ اور حبشی غلاموں کے علاوہ گیارہ ہزار حبشی غلام تھے
 تھے۔ اس نے بارہ ارٹھ کے چھوٹے بیٹے تین یعنی رضی متقی۔ سلیم خلیفہ ہوا۔ اس کا بیٹا متوکل اور رشیدی اولاد
 خلیفہ ہوئی۔ عبدالملک البتہ چار بیٹے خلیفہ ہوئے جسکی فطرت سے بادشاہوں کے ہفتا ہزار میں نہیں ملتی۔ یہ وہی لاکھوں
 مگر میں کہتا ہوں کہ میرے اپنے زمانہ تک اولاد متوکل میں سے پانچ آدمی خلیفہ ہوئے المستعین عباس۔ المستنصر
 داؤد۔ مشکین سلیمان۔ القائم حمزہ۔ المستنصر یوسف اور اسکی بیٹی تھیں ملتی۔ لطائف المعارف ثعالبی میں ہونے
 متوکل اور مقتدر کے علاوہ کوئی شخص جعفر ناجی نہیں ہوا اور یہ دونوں نقل ہوئے متوکل شیب چہار شنبہ کو اور
 مقتدر روز چہار شنبہ کو۔ مقتدر کی خوبیوں اور محاسن میں ابن شاہین سے یہ حکایت مرزی ہے کہ ایک
 وزیر علی بن ^{علی} نے ارا دیکھا کہ ابو محمد بن ^{علی} صمد ہوا ابو بکر بن ابی داؤد سجستانی کی آپس میں صلح کرادیں چہار وزیر
 بن علی نے ابو بکر سے کہا کہ ابو محمد جو جو حکم سے فرمے میں اسے تم اٹھکر لے سوائے مانگو۔ ابو بکر بن ابی داؤد نے
 جواب دیا کہ یہ مجھ کی نہیں ہو سکتا وزیر نے یہ جواب سنکر کہا کہ کیا تم سچیا گئے ہو یہ سنکر ابو بکر کھڑا ہو گیا اور کہا
 شاید تم مجھ اسے نہیں قبول کرتے ہو کہ مجھے تمہاری معرفت چونکہ تنخواہ ملتی ہے واللہ میں کہی اب تک تمہارے ہاتھ سے
 کوئی چیز نہ لوں گا اور محض تنخواہ کی وجہ سے نہیں نہ ہوں گا یہ خبر مقتدر کو پہنچی اور ابو بکر کی تنخواہ خرد ہے ہاتھ
 شمار کر کے اپنے غلاموں کے ہاتھ بالا بالا اس کے پاس بھجوانے لگا۔ مقتدر کے زمانہ میں حسب ذیل علمائے
 انتقال کیا۔ محمد بن ابی داؤد ظاہری۔ یوسف بن یعقوب قاضی۔ ابن شریح شیخ شافعیہ۔ جنید شیخ صدیقیہ۔
 ابو عثمان جیری زاہد۔ ابو بکر رزکی۔ جعفر قرطبی۔ ابن بسام شاعر۔ نسائی صاحب سنن حسن بن سفیان
 صاحب سنن۔ جیبائی شیخ المقرئ۔ یمرت بن مرزبان نحوی۔ ابن جلاء شیخ الصدوقیہ ابو یعلیٰ المرزلی صاحب
 حسد۔ اشنانی المقرئ۔ ابن سعید بڑے جلیل القدر قاری مصر۔ ابو بکر دیانی صاحب حسد۔ ابن منذر ^{الامام}
 ابن جریر الطبری۔ زجاج نحوی۔ ابن خزیمہ۔ ابن زکریا طبیب۔ اخفش صغیر۔ شان الجمال۔ ابو بکر بن
 ابی داؤد سجستانی۔ ابن سراج نحوی۔ ابو عوانہ صاحب ^{الصیح} ابو القاسم بغوی صاحب مسند ماہی بن عبید بن
 حریدہ کہی شیخ مشہور۔ ابو عمر قاضی۔ قدامہ کاتب و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۹) القاسم بالله ابو منصور

القاسم بالله ابو منصور۔ محمد بن ^{عبد} محمد بن طلحہ بن متوکل ابی امام دارقوتی نامی کو سلم سے پیدا ہوا۔

جس وقت مقتدر قتل ہو گیا تو لوگوں نے اپنی طرف سے اسکو اور محمد بن مکتفی کو نامزد کیا جس وقت لوگوں نے ابن مکتفی سے خلافت کیلئے کہا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا مجھکو خلافت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرا چچا القاسم زیادہ مستحق خلافت ہے۔ قاسم نے خلافت کو منظور کر لیا اور بیعت ہو گئی اور جیسا کہ ۳۱۶ھ میں القاسم اسکا لقب ہوا عقلمندی لقب بدستور رہا۔ اس نے تخت خلافت پر بیٹھنے ہی سے پہلے کام یہ کیا کہ مقتدر کی اولاد پر تاوان مقرر کر دیا اور انکو خوب زور دیا کہ جتنی کہ مقتدر کی والدہ کا توڑنے سے انتقل ہو گیا۔ ۳۲۱ھ میں فوج نے شہر و شعبہ بچا دیا اور بکری گئی۔ مونس اور ابن مقلہ اور چند دیگر اشخاص کے متفق ہو کر القاسم کو تخت علیحدہ لکھنوی تجویز کر لی اور اسکی بجائے ابن مکتفی سے بیعت کرنے پر راضی ہو گئے مگر قاسم ایک حیلہ سے غدر کر دیا اور جتنے سرکردگان غدر تھے سب کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ ابن مکتفی کو دیوار میں چنوا دیا۔ ابن مقلہ روپوش ہو گیا۔ روپوشی پر اس کے گھر کو آگ لگا دی۔ دوسرے مخالفین گھر لٹا دیئے۔ اس کا بیٹا پھر القاسم فوج کی طرف متوجہ ہوا اور اسکو الحاکم و اکرام و بکر اپنے سے راضی کر لیا۔ معاملہ اس طرح سے رفع دفع ہو گیا اور سٹایا کے ولیمیں اپنا رعب عظمت قائم ہو گیا۔ اس نے اپنے لقب میں المنتقم من اعداء دین اللہ کا اضافہ کیا اور سکوں پر اسکو مسکوک کرادیا۔ اسی سال اس نے کانپوالی باندیوں کو رکھنے سے منع کر دیا شراب کی بندش کر دی۔ گویوں کو قید کر لیا مخلصوں کو شہر بدر کر دیا اور لوہے کے آستانے کو توڑ ڈالا، کانپوالی لڑکیوں کو جو سادہ گانے تھیں اور سرد گویاں نہیں تھیں بیچ ڈالنے کا حکم دیا اور بلوچوں کو ہاتھوں کے خود اس قدر شراب پیتا تھا کہ کسی وقت نشہ نہیں اترتا تھا۔ اور گانا اس قدر ہشتا تھا کہ کبھی بس نہیں کرتا تھا۔ ۳۲۲ھ میں بلیم جو مروان بن الحکم کے بیٹے تھے اصفہان پر چڑھ آئے ان کے مددگار و معاونین میں علی بن ابویہ بھی تھا۔ جس سے بہت مال جمع کر کے اپنے مخدوم سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور محمد بن یاقوت کے نائب خلیفہ سے ملکر محمد کو شکست دیدی تھی اور خود ابن ابویہ فارس پر مسلط ہو گیا تھا۔ اسکے والدین مجلس اور تلاش تھے اپنا گزارہ پھلیاں پکڑ پکڑ کر کیا کرتے تھے ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ میں نے پیشاب کیا ہے اور میری پیشاب گاہ سے آگ کا ایک شعلہ نکلا ہے جس نے پھیل کر دنیا کو روشن کر دیا اس نے خود اس کی تعبیر کی کہ میری اولاد بادشاہ ہوگی اور اس کی سلطنت کے حدود و جہات تک پہنچے۔ پہنچا ہے وہیں تک ہوئے۔ شدہ شدہ نقد سے زمانہ کے بعد مروان بن زیاد ویلی کا مذہم ہو گیا اور ویلی نے اسکو کرخ سے مال لانے کے لئے بھیجا یہاں سے پانچ لاکھ درہم لیکر چلا اور باہر میں ہمارے قبضہ کرنا چاہا مگر اہل ہجران نے شہر کے دروازے بند کر کے اس کی وجہ سے اس نے لڑائی شروع کر دی اور آخر بروز شمشیر اس کو فتح کر لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ہجران

والوں سے سزا دینی اور عمل کے ذریعہ ہر ان میں داخل ہوا تھا غرض فتح کے بعد یہ شیراز پہنچا اور یہاں
 خرچ کیوجہ سے مال میں کمی آئی اتفاقاً ایک روز جو ایک مکان میں یہ چپتا لیٹا تو چپٹ میں سے ایک سائب نکل
 آیا اسے حکم دیا کہ چپٹ گرا دی جائے اس کے گرانے پر چپٹ میں سے چند صندوق سوتے کے بھرے ہوئے برآمد
 ہوئے اس سب کو اپنے لشکر میں تقسیم کر دیا اور ایک درندہ کی طرح اپنے بے پروا ہونے سے پہلے چپٹا اسے
 خیال کیا کہ کسی نے میری چھوری گزوی ہے خود بخود ہتھیار لگاوا لٹیر کے پاس سوائے بارہ صندوقوں کے
 اور زیادہ کچھ نہیں آئے اور وہ چپٹے پتھر سے کہ ان صندوقوں میں کیا ہے صندوق منگوانے کے لئے اور ان میں سے انتہا مال نکالنا
 ایک روز گھوڑے پر چلا جا رہا تھا گھوڑے کے پیر زمین میں گھس گئے گھسوا کر دیکھا تو وہاں خزانہ برآمد ہوا
 غرض اس طرح بہت مال لاپن ہو یہ سب کے پاس جمع ہو گیا اور اکثر شہروں پر قابض ہو گیا۔ خراسان اور فارس
 خلافت سے نکل کر اسکے قبضہ میں گئے۔ اسی سال القاسم باللہ نے اسحاق بن اسماعیل نو بختی کو کنویں میں الٹا
 لٹکا کر کنوس کی بیوا دیا جس کا تصور حقیقت تھا تھا کہ اسے قتل از خلافت قاہرہ ایک کنیز کے قہر سے ڈھک
 قیمت میں خرید لیا تھا۔ اسی سال ابن مقلہ مصر و جزیرہ میں پلوش تھا اگر فواج شامی کسور غلان دیا
 اور کہا کہ قاہرہ چنڈہ خانے بتوائے ہیں عقرب وہ تم سب کو گسی گسی زندان میں قید کر دینگا اسی طرح کی اور
 چند باتیں بیان کیں وہ قہر سے غدر کر دیا اور تمام آدمی متفقہ تلواریں لیکر اسپر چڑھائے قاہرہ
 بھاگ گیا اور ۶ جمادی الآخر ۳۲۲ھ میں بلوایوں کے ہاتھ میں قید ہو گیا۔ لوگوں نے عباس بن محمد
 سے بیعت کر لی اور اراضی باللہ کا خطاب بیکر تخت خلافت تفویض کر دیا اسکے بعد لوگوں نے وزیر اور قضاہ
 ابو الحسن بن قاضی ابوشراہ حسن بن عبداللہ بن ابی الشوارب اور ابوطالب بن بطلول کو قاہرہ
 کے پاس بھیجا اور دریافت کیا کہ اب ہمارا کیا ارادہ ہے اس نے کہا کہ میں اب منصور محمد بن معتضد میں میری
 تم نے بیعت کی تھی میں تم سے کسی طرح ہیزا نہیں تم سب پر میری اطاعت فرض ہے۔ خود کھڑے ہو اور دوسرے
 لوگوں کو میری اطاعت کی ترغیب دو۔ وزیر نے اسکے چاہیے میں قاہرہ کو خلع کی رائے دی اور اٹھ کر چلے آئے۔
 قاضی ابوالحسن کہتے ہیں کہ میں راضی کے پاس گیا اور اس سے تمام باتوں کا اعادہ کیا اور کہا کہ میرے نزدیک
 اسکی امامت فرض ہے پھر میں چلا آیا میرے چلے آنے کے بعد قاہرہ کی آنکھوں میں گرم سلاخیوں پھر وادیں جس کے
 سبب وہ اندھا ہو گیا۔ اور اصحابی کہتے ہیں کہ قاہرہ کے خلع کا سبب دراصل اسکی بد خلقی اور وزیر
 قاضی نے خلع کر نیسے انکار کیا تو اسکی آنکھیں نکلوا ڈالی گئیں جو اس کے رخسار پر پڑیں۔
 صولی کہتے ہیں کہ قاہرہ نہایت جلد باز و خونریز بد خلق۔ متلون المزاج۔ دائم الخمر تھا۔ اگر
 اس کا حاجب نیکہ نیت اور سلاخی پشتہ ہوتا تو یہ شخص نسلوں کی نسلوں کو قتل کر ڈالتا جب

کبھی نیزہ ہاتھ میں لے لیتا تھا تو بغیر کسی انسان کے قتل کے ہاتھ سے رکھتا ہی نہ تھا سب علی بن محمد خراسانی
 کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ قاسم نیزہ لے ہوئے میرے پاس چلا آیا اور کہتے لگا کہ خلفا بنی عباس کے لئے خصائل اور عادات مجھے
 بیان کریں کہ اس سفاح خونریزی میں بہت جلدیاز تھا اسکے دیکھو دیکھو اسکے عمال بھی اسی کی اتباع کیا کرتے تھے باوجود اسکے سفاح
 بہادر شخص اور مال جمع کرنا لاکھوں تھا۔ کہا منصور کی کیا حالت تھی میں نے کہا کہ وہ پہلا شخص ہے جسے آل عباس اور آل ابی
 طالب کے آپس میں تفرقہ ڈالا اور وہ آپس میں پہلے کی طرح متحد نہیں ہے اسے ہی سب سے اول شخص کو مترب بنا یا اسی کے
 واسطے سب سے پہلے کتب سر بانیہ اور عجیبہ جیسے کلیلا و منہ کتاب اقلیدس۔ کتب یونان ترجمہ ہوئیں۔ جنہیں لوگوں نے
 کبھی اور وہ ان کے گرد یہ سرگئے اپنے علوم کو چھوڑ دیا، جسوقت یہ غفلت محمد بن اسحاق نے نہی تو معاذی
 اور سیر میں کتابیں منسوری سب پہا اورہ خلیفہ جسے عرب پر سب سے اول حکام کو مقرر کیا۔
 کہا اچھا مہدی کا عمل بیان کر میں نے کہا کہ وہ نہایت سخی عادل اور منصف تھا جو کچھ اسکے باپ نے
 لوگوں کا غصب کیا تھا اسے سب واپس کر دیا۔ زندیقیوں کے قتل میں بے انتہا کوشش کی۔ مسجد حرام مسجد
 اور مسجد اقصیٰ بنوائیں۔ ہادی کے متعلق دریافت کر کے یہ میں نے کہا کہ وہ جاہل متکبر تھا اسی کے مسلک پر
 اسکے عمال بھی چلتے تھے۔ رشید کے حالات دریافت کرنے پر میں نے کہا کہ اسے ہمیشہ غزوں اور حج کرنے پر
 مواظبت کی ہے اس کے راستہ میں مکانات اور حوضیں بنوائیں۔ اذنہ۔ طردس۔ مصیجہ۔ عرش۔ وغیرہ بنا
 گئے۔ عام لوگوں پر احسانات فرمائے خاندان برامکہ نے اسی کے زمانہ میں عرج کیا شدید سب پہلا خلیفہ ہے
 جس نے خلفا بنی عباس میں چوگاں کھیلنا نشانہ بازیاں کیں اور شطرنج کھیلی۔ امین کے استفسار پر
 میں نے کہا کہ وہ بہت بڑا سخی تھا مگر لذات میں منہمک ہو گیا اور منادات بڑھ گئے۔ ماموں کے وریافت
 حال پر میں نے جو ابریا کہ وہ بخوم فلسفہ سے مغلوب ہو گیا تھا نہایت حلیم اور سخی شخص تھا۔
 معتقم کے متعلق میں نے کہا کہ وہ بھی ماموں کے قدم بقدم چلا مگر اسکو شاہسواری اور عجمی بادشاہوں
 کی تشبیہ کا شوق بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ غزوے اور فتوحات اس نے بہت سی کیں۔
 واقعہ نے اپنے باپ کے طریقہ پر کام بند رہا۔ مندرجہ ماموں اور معتقم کے بالکل عکس واقعہ ہوا تھا
 حتی کہ ان کے اعتقادات سے بھی مختلف تھا مناظر وغیرہ کو روک دیا اور اس کے مرتب کے لئے
 سزا مقرر کر دی۔ قرأت۔ حدیث اور سماعت حدیث کا حکم دیا خلق قرآن کی نجات کی لوگ اس سے
 بہت خوش ہوئے۔ پھر باقی خلفاء کا حال دریافت کیا اور میں نے قاطر خواہ جواب دیا
 پھر کہنے لگا کہ تم نے مجھ سے اس خوبصورتی سے بیان کیا کہ گوان سب کو میرے سامنے لا بھایا یہ
 کہہ چلا گیا۔ مسعودی کہتے ہیں کہ قاسم نے مونس اور اس کے دوستوں سے بہت سا حال

تجین لیا تھا جسوقت خلافت سے خلع کیا اور اندھا ہو گیا تو سب شخص نے اپنے اپنے مال کا مطالبہ کیا اس نے دینے سے انکار کیا اس پر لوگوں نے اسے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں مگر اسے کسی طرح مقررہ کیا آخر راضی باللہ لے لے ہلا کر کہا کہ دیکھو لوگ تم سے اپنے اپنے مالوں کا مطالبہ کر رہے ہیں اور میرے پاس اسوقت کچھ نہیں ورنہ تمہاری طرف سے ادا کر دیتا جو کچھ تمہارے پاس ہے، اور وہ تمہارے کسی مصرف کو نہیں ہتھی رہے کہ تم اقرار کرو اور بتلا دو کہ وہ مال کہاں کھسا ہے تاکہ لوگوں کو ادا کر دیا جائے قاہر نے کہا کہ وہ تمام مال میں نے باغ میں دفن کر دیا تھا (قاہر نے ایک باغ لگایا تھا جس میں اس نے دور دور سے پودے لگا کر لگوائے تھے اور نہایت شوق سے اس میں بارہ دریاں اور مکان بنوائے تھے) وہاں ہی ہو گا کھنڈا۔

الراشی باللہ بھی اس باغ اور مکان کا عاشق تھا اسے کھدوانا نہیں چاہتا تھا کہا کہ کوئی معین جگہ بتلا دو جہاں سے کھود لیا جائے۔ قاہر نے کہا میں خود اندھا ہوں دیکھ نہیں سکتا جو خاص جگہ بتلا دوں چند مختلف مقامات سے کھود کر دیکھ لو۔ راضی نے مجبوراً باغ کو کھدوانا شروع کیا مکانوں کی نیت تک کھود ڈالی۔ درخت کٹا ڈرے مگر مال کا کہیں نشان نہ ملا قاہر سے پھر کہا کہ اب بتلاؤ مال کہاں ہے آخر تم نے کہاں رکھا تھا۔ قاہر نے جواب دیا کیسا مال میرے پاس مال کہاں بات صرف یہ تھی کہ کچھ سے یہ نہیں دیکھا گیا کہ تو اس باغ میں عیش و آرام کرے لہذا میں نے یہ یہاں کوسے باغ اجڑا دیا۔

راضی ہستکر شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا اور قاہر کو قہر کر دیا ۳۳۳ھ تک تیر کھنڈا پھر چھوڑ دیا۔

جسوقت مستغنی کا زمانہ شروع ہوا تو ایک روز قاہر جامع مسجد منصور میں سفید کپڑے پہنے ہوئے صفا کے اندر کھڑا ہوا نمازیوں سے باواز بند کہہ رہا تھا کہ اللہ مجھے کچھ دو مجھے تم جانتے ہو میں کون ہوں اس کی قرض اور منشا سوال سے محض یہ تھی کہ لوگ خلیفہ وقت پر طعن و تشنیع کریں وہ نہ سوال کو نیگا اسے کوئی حاجت نہیں تھی اس سوال کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے گھر سے باہر نکلنے سے روک دیا گیا اور مرنے دم تک گھر ہی میں رہا۔ آخر جمادی الاول ۳۴۹ھ میں بعمر ۵۳ سال انتقال کر گیا اور اپنے بعد میں چار بیٹے عبد الصمد - ابو القاسم - ابو الفضل - عبد العزیز چھوٹے۔ ان کے زمانہ میں ان علماء نے انتقال فرمایا۔ امام سخاوی شیخ حنفیہ - ابن درید - ابوباشم بن جبان و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

الراشی باللہ ابو العباس

الراشی باللہ ابو العباس محمد بن مقدر بن معتضد بن طلحہ ابن متوکل ۲۹۷ھ میں ایک ام ولد رومیہ سے جس کا نام طلحہ تھا پیدا ہوا اور قاہر کی خلع کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا تخت نشینی کے بعد اسے

این مقلد کو حکم دیا کہ وہ قاہرہ کے عیوب ایک جگہ کتاب کی صورت میں جمع کر کے لوگوں کو سنائے۔
 اسی سال یعنی ۳۲۲ھ میں مزکینا دینج مقدم ولیم کا اصفہان میں انتقال ہو گیا اسکی سلطنت بہت
 بڑھ گئی تھی لوگوں میں چرچا رہا کرتا تھا کہ ولیم کا ارادہ ہے کہ وہ بغداد پر حملہ کرے یہ کہا کرتا تھا کہ
 میرا ارادہ ہے کہ میں ترکی کی سلطنت برباد کر کے اہل عجم کی سلطنت پھر از سر نو قائم کرونگا۔
 اسی سال علی بن یزید نے رافضی سے کہلا بھیجا کہ جن شہروں پر میں قابض ہو چکا ہوں وہ شہر
 مجھے بالعوض ایک کروڑ اسی لاکھ درہم سالانہ کی جباگیر میں دیر کے جائیں۔ رافضی نے فوراً اس کو ایک
 پیچہم اور خلعت بھیجی یا ابن یزید نے اسی روز سے مال کے حصول میں سختی چھوڑ دی تھی۔
 اسی سال ہمدی والی مغرب پچیس سال سلطنت کرنے کے بعد مر گیا۔ یہی شخص خلیفہ مصر کا بھتیجی
 جنہاں قاطین کہتے ہیں مورث اعلیٰ تھا۔ ہمدی کا دعویٰ تھا کہ وہ علوی ہے حالانکہ اس کا دادا
 مجوسی تھا۔ چنانچہ قاضی ابو بکر باقلانی کہتے ہیں کہ عبید اللہ الملقب بہ ہمدی کا دادا مجوسی تھا عبید اللہ
 جس وقت مغرب میں داخل ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ میں علوی ہوں لیکن علماء نسب میں
 سے کسی نے اس کے دعوے کو تسلیم نہیں کیا کہ یہ علوی ہے اصل میں وہ باطنی خبیث تھا۔ ملت
 اسلام کے مٹانے میں پورا حریص تھا علماء وقت اور اسلام کو عداوت کرنا چاہتا تھا تاکہ خلقت میں
 آشوب مکرنا آسان ہو جائے۔ اس کی اولاد بھی اسی کے قدم بقدم چلی جس نے شراب اور زنا کو
 مباح کر دیا۔ رواقص کو ترقی دی۔ عبید اللہ ہمدی کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا اسام بن ہمدی
 ابو القاسم محمد اس کی جگہ تخت پر بیٹھا۔ اسی سال محمد بن علی شہلغانی المعروف بہ ابن ابی العزقر
 کا ظہور ہوا اس کا دعویٰ تھا کہ میں خدا ہوں مردہ کو زندہ کرتا ہوں لیکن اسے کو قتل کر دیا گیا
 اور اس کی نعش کو رسول پر چڑھا دیا گیا اسی کے ساتھ اس کے تمام ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا گیا
 اسی سال ابو جعفر شجری حاجب قوت ہو گیا کہتے ہیں کہ اس وقت اس کی عمر ایک سو پانچ سال
 کی تھی اور اس کے حواس پوری طرح قائم تھے۔ اسی سال اہل بغداد کا حج منقطع ہوا
 اور ۳۲۲ھ تک رہا۔ ۳۲۲ھ میں رافضی باللہ پوری طرح قابض ہو گیا اور اس کو
 اٹمانیان ہو گیا اس کے دونوں بیٹے ابو الفضل اور ابو جعفر مشرق اور مغرب پر قابض ہو کر
 اسی سال ابن شہرود کا مشہور واقعہ گذرا۔ قرأت شاذہ سے توبہ کرائی گئی۔ وزیر رومی
 بن مقلد کے سامنے محض نامہ پر دستخط کرائے گئے۔
 اسی سال جمادی الاول کے مہینے میں آنرشی آئی دنیا سیاہ ہو گئی غصہ سے مغرب

نشست اندھیرا ہمارا ذوالفقار ہیں تمام بلاد پر اسے بڑے بڑے ستارے ٹوٹتے رہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں
 ٹوٹے تھے۔ ۳۲۲ھ میں محمد بن امیر راتی واسط اور اس کے قریب وجرار پر مسلط ہو گیا۔
 شہرزور پر اس کی حکمرانی ہو گئی وزارت و دفاتر باطل کرنے اور تخت ان پر اس طرح قابض ہو گیا
 کہ عام اموال آٹھ کی طرف آئے گئے بیت المال حرف غلط اور راعی شاہ شطرنج بنگلیا اور اس کے نام کے
 یا کل خلائفہ کے ہاتھوں کھلی گئی۔ ۳۲۵ھ میں امور سلطنت باکل منتقل ہو گئے۔ شہروں پر
 اول تو باغی قابض ہو گئے اور جن پر کہیں کہیں عامل قابض تھے وہاں سے بھی خراج بند ہو گیا۔
 طرف ملوکت الملوک کی بھیل گئی راضی کے ہاتھ میں سوائے بغداد اور اطراف بغداد کے کچھ نہ رہا اور اس
 پمطرہ یہ کہ انکا نظم و نسق بھی راضی کے ہاتھ میں نہ تھا بلکہ ابن رائق کے قبضہ میں تھا۔ چونکہ سب
 خلافت برانے نام رہ گئی تھی اس میں ضعف آ گیا تھا ارکان دولت عباسیہ کا نام ہی نام باقی رہ گیا تھا
 قرامطہ اور معتزہ اقبالیم پر قابض ہو گئے تھے تو امیر عبدالرحمن بن محمد اموی مروانی پادشاہ اسپین
 کی سمت بڑھی اور اس کے کہا کہ سب سے زیادہ خلافت کا میں حقدار ہوں اور اس نے اپنا لقب امیر المومنین
 انعام اللہ مقرر کر لیا یہ شخص اکثر حصہ اندلس پر قابض تھا نہایت صاحب ہمت جہاد
 کر بیولا خردوں کا شوقین اور خوش سیرت و افصح سپاہ تھا اس نے بہت سے متغلبین کی
 جزیہ اکھڑیں تختیں اور ستر قلعے فتح کئے تھے۔ یہ ایک عجیب زمانہ تھا کہ دنیا اسلام میں تین
 شخصوں نے دعویٰ خلافت کر کے اپنا لقب امیر المومنین کر رکھا تھا۔ راضی باللہ عباسی نے بغداد
 میں۔ امیر عبدالرحمن نے اندلس میں۔ سہدی نے قیردان میں۔ ۳۲۶ھ میں حکم نے علی بن رائق
 پر خروج کیا اسکی دہشت سے ابن رائق گھبیں چھپ گیا۔ حکم بغداد میں داخل ہو گیا راضی نے اس کی
 بڑی عظمت و تکریم کی اس کا درجہ بلند کیا اور اسکو امیر الامرا کا خطاب دیکر بغداد اور خراسان کا
 امیر مقرر کر دیا۔ ۳۲۷ھ میں ابو علی بن یحییٰ العلوی نے اپنے دوست ترمطی کو لکھا کہ حاجیوں
 کا راستہ کھول دے اور ہر حاجی سے تین شتر پانچ دینار محصول بیکرنج کی اجازت دیدے چنانچہ
 اس نے اجازت دکی اور لوگوں نے حج ادا کیا یہ پہلا سال ہے جس میں حاجیوں سے ٹکس
 وصول کیا گیا۔ ۳۲۸ھ میں دجلہ میں اتنا پانی چڑھا کہ انہیں گز چڑھ آیا جس کی وجہ
 سے بغداد غرق ہو گیا اور پورے ڈوب گئے مکانات منہدم ہو گئے۔ ۳۲۹ھ میں راضی
 یار ہوا اور ماہ ربیع الاول میں بمراکتیسیل سال پذیرہ رولہ انتقال کر گیا۔
 راضی باللہ نہایت سخی عقلمند اسیب شاعر فصیح علمدار کو دوست رکھنے والا تھا اس کے بہت شعرا

مدون ہیں حدیث شریف کی سماعت بخوشی وغیرہ سے کی گئی ہے۔ خطیب کہتے ہیں کہ راضی کے بہت زیادہ فضائل ہیں لہذا ان کے یہ کہ وہ آخری خلیفہ ہے جس کے اشعار مدون ہوئے۔ وہ آخری خلیفہ تھا جس نے فوج کی تختیاں سروس کے متعلق قوانین مرتب کئے۔ وہ آخری خلیفہ گزرا ہے جس نے جمعہ میں خطبہ پڑھا وہ آخری خلیفہ ہوا ہے جس نے نماز کے ساتھ ہم جلیسی اختیار کی اور وہ آخری خلیفہ ہے جس نے خلفاء منفقین کی رسوم کے مطابق انعام تقسیم کئے وہ آخری خلیفہ ہے جس کے قدامت کے مطابق اپنی بہت سی اور لباس مفر کیا گیا۔ اس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں (ترجمہ اشعار) ہر ایک صفائی کا انجام کو درشا ہے اور کلام میں اندیشہ لگا ہوا ہے۔ شباب جمع کرتا ہے موت پا بڑھاپے کی طرف۔ سب اچھا و اعظا پڑھایا ہے جو انسان کو ڈراتا ہے اسے وہ شخص جو فریب کاری میں متجسس اور سرگرداں رہتا ہے۔ کہاں ہیں جویم سے پہلے تھے نہ خود نہ انکا کوئی نشان۔ الہی میری خطاؤں کو بخش دیجئے آپ سب سے بہتر بخشے والے ہیں۔

ابو الحسن ابن زرقویہ ذکر کرتے ہیں کہ اسماعیل خطیبی شب عید کو راضی کے پاس گئے راضی نے ان سے کہا کہ اے اسماعیل میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کل لوگوں کو عید کی نماز پڑھاؤں سو عید کی نماز پڑھانے کے بعد میں کیا دعا مانگوں۔ انھوں نے کہا کہ امیر المؤمنین قرآن شریف کی یہ آیت بطور دعا کے پڑھنا۔ رَبِّهِ اَوْزَعْنِي اِنْ اَشْكُرْتَ لِحَمْدِكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ اِلَّا راضی نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا میرے لئے یہ دعا بہت بہتر ہے اس کے بعد چار سو و نیاں ایک غلام کو دیکر انکے ساتھ کر دیا۔

راضی کے زمانہ خلافت میں ان حضرات علماء نے انتقال فرمایا۔ لفظویہ۔ ابن جابر المقرنی ابن کاس حنفی۔ ابن ابی حاتم۔ میران۔ ابن عیبر۔ رب صاحب العقول۔ اصطخری شیخ شافعیہ۔ ابن شبنوذا ابو بکر انباری و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۷۱) المتقی لئذ ابو اسحاق

المتقی لئذ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن معتقد بن موفق طلحہ بن متوکل اپنے بھائی راضی کے مرید کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا اس کی عمر تخت نشینی کے وقت چونتیس سال کی تھی اس کی ماں بھی ایک ام ولد تھی جس کا نام خلوہ بنت بلال بن بقر بن بعض زہرہ تھا۔ اس نے کسی بات میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا نہ اپنی کنیزوں سے بھی فائدہ حاصل کیا بہت زیادہ روزے رکھنے والا اور عبادت کرنا والا۔ اس نے کبھی نیند تک نہیں لی۔ کہا کرتا تھا کہ مجھے قرآن شریف کے سوا کسی مصاحب و غیبرہ کی ضرورت نہیں، چونکہ سلطنت کا نظم و نسق پہلے ہی بگڑ چکا تھا اس لئے تمام

امور سلطنت ابو عبد اللہ احمد بن علی اکبری کا لقب حکم کے ہاتھ میں تھا اور مستحق سوائے نام اور تمبر کے کسی بات کا مختار نہیں تھا۔ اسکی تخت نشینی کے پہلے ہی سلال میں گنبد خضراء (سبز گنبد) جو مدینۃ المنصور میں تھا رات کو بارش اور عذیب میں گر پڑا یہ گنبد بغداد کا تاج سمجھا جاتا تھا اور چونکہ یہ منیصور نے تعمیر کرایا تھا اسلئے خلفاء نبی عباس میں تبرک مانا جاتا تھا۔ اسکی اونچائی اسی گز کی تھی اسکے نیچے ایک ایوان تھا جو طول میں بیس گز مربع تھا اسکے اوپر ایک سو اکر تصویر بنی ہوئی تھی جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اسکی حدیث تھی کہ جس طرف دشمن آئے اور اسی طرف اسکا بھی منہ پھر جاتا تھا۔ اسی سال حکم نے قتل ہو گیا اسکی بجائے امراہ الامراء کو رنگین و بیی کو مقرر کیا گیا تھی نے حکم کا تمام مال جو بغداد میں تھا ضبط کر لیا جس کا تخمینہ ایک کروڑ دینار سے زیادہ تھا۔ اسی سال ابن رائق نے حملہ کر دیا کو رنگین اسکے مقابلہ کو نکلا مگر کو رنگین کو ہزیمت ہوئی اور شرمندگی کے مارے کہیں چھوٹ گیا ابن رائق اسکی جگہ امیر الامراء ہو گیا۔ ۳۲۰ھ میں بغداد میں اسفند قحط ہوا کہ ایک بوری گہیوں کی قیمت تین سو روپے دینار ہو گئی اور سخت قحط ہوا کہ لوگوں نے مردار چریں تک کھائیں اس کے پہلے بغداد میں اتنا سخت قحط کبھی نہیں پڑا تھا۔ اسی سال ابو الحسن علی بن محمد یزیدی نے خروج کیا خلیفہ متقی اور ابن رائق دونوں مقابلہ کیلئے نکلے مگر دونوں نے شکست کھائی اور مدینہ کی طرف بھاگ گئے بغداد اور دار الخلافہ میں لڑائی مارچ گئی خلیفہ جس وقت تکریبت میں پہنچا تو اس جگہ سیف الدولہ ابو الحسن علی بن عبداللہ بن حمدان اور اسکا بھائی حسن ملا ابن رائق قتل کر دیا اور اسکی بجائے خلیفہ نے حسن بن حمدان کو مقرر کر کے اسکا لقب ناصر الدولہ رکھا اور ان دونوں سیف الدولہ اور ناصر الدولہ کو ہمراہ لیکر بغداد کی طرف رخ کیا جسوقت یہ خبر یزیدی نے سنی تو وہ واسط کی طرف بھاگ گیا۔ ماہ ذوالقعدہ میں پھر خبر پہنچی کہ یزیدی بغداد پر پھر حملہ کرنا چاہتا ہے اسے لوگوں میں سخت اضطراب پھیلا اور بغداد کے محرز لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے۔ خلیفہ ناصر الدولہ کو لیکر باہر نکلا۔ سین الدولہ نے بڑھ کر مدینہ کے قریب یزیدی سے مقابلہ کیا زور سے لڑائی ہوئی آخر یزیدی ہزیمت کھا کر بھاگا اور واسط میں جا کر دم لیا مگر سیف الدولہ نے بڑھ کر اسکو وہاں سے بھی نکال دیا اور اسکو چار روز چار لہر جا کر رہنا پڑا۔ ۳۳۰ھ میں رومیوں نے ازن پر تھمیبین وغیرہ کی طرف حملہ کر دیا لوگوں کو قتل کیا مارا پٹیا وہاں کے گرجا میں ایک مال رکھا ہوا تھا جس کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا روئے مبارک اس سے پونچھا تھا اور آپ کی صورت پاک اس میں نقش ہو گئی تھی اسکو طلب کیا وہ اس شرط پر دینا بخیر کر دیا گیا کہ اسکے عوض تمام پیروں

Marfat.com

دو چھڑے پیرا جاتے چنانچہ انھوں نے قیدی رہا کر دئے اور وہ روم والی تھیں پیرا گیا۔ اسی سال
 سیف الدولہ پر واسطہ میں امراء چڑھ گئے سیف الدولہ برہمپس بھاگ کر چلا گیا وہاں سے بغداد
 ہانپکا ارادہ رکھتا تھا ناصر الدولہ اپنے بھائی سیف الدولہ کے بھاگ جانے سے خوفزدہ ہو کر موصل
 چلا گیا۔ توزون واسطہ سے بغداد کی طرف چلا۔ سیف الدولہ جو بغداد پہنچ چکا تھا اسکے خوف سے
 موصل چلا گیا توزون یکماہ رمضان بغداد میں داخل ہو گیا متقی نے اس کی بڑی خاطر مدارات کی اور
 اسکو امیر الامراء کا خطاب دیا کچھ دنوں کے بعد خلیفہ اور توزون میں ان بن ہو گئی۔ توزون ابو جعفر
 شیرازی کو واسطہ سے بغداد کی طرف روانہ کر دیا اسنے یہاں پہنچ کر بغداد کو اپنے تصرف اور قبضہ میں
 کر لیا متقی نے ابن حمدان کو اپنی مدد کیلئے لکھا وہ ایک لشکر عظیم لیکر خلیفہ کی مدد کو آ پہنچا ابن شہر زاد
 اس کے خوف سے کہیں چھپ گیا۔ متقی مع اپنے اہل کے تلویت چلا گیا۔ ناصر الدولہ ایک لشکر کشمیر لے کر
 اور کردوں کا لیکر توزون کے مقابلہ کیلئے نکلا۔ حکیمار کے مقام پر مہر کہ آرائی ہوئی ابن حمدان تلویت
 مقابلہ نہ لاسکا اور متقی کو ہمراہ لیکر موصل چلا گیا مگر توزون نے پھر راستہ میں آدبایا اور ابن حمدان
 اور متقی کو تعیبیں کے قریب شکست دی خلیفہ نے جیوہر لیکر اشدیہ والی مہر کہ اپنی مدد کیلئے لکھی مگر
 خلیفہ کی اس حرکت سے بنو حمدان بگڑ گئے اب خلیفہ نے توزون کو صلح کیلئے لکھا اپنے مان لیا اور
 امیر ریحان کے بعد صلح ہو گئی۔ یہاں یہ صلح کا وقتہ در پیش تھا اور پھر اشدیہ والی مصر سے
 خلیفہ نے بلایا تھا مصر سے چلا راستہ میں معلوم ہوا کہ توزون سے صلح ہو چکی ہے آخر رقم میں خلیفہ سے
 ملاقات ہوئی والی مصر نے عرض کیا یا امیر المومنین! میں پکا غلام بلکہ غلام زامعہ ہوں آپ پر ترک
 اور انکی شرارت اور غداری مباح ہو ہی چکی ہے بہتر ہو کہ آپ میرے ساتھ مصر شریف لے چلیں مصر
 پر آپ حکومت کریں اور اطمینان سکتے ہیں لیکن متقی نے ایک رخصتی۔ اشدیہ پھر مصر واپس چلا گیا۔
 متقی رقم سے لم محرم ۳۳۳ھ کو بغداد کی طرف چلا۔ توزون اسنقبال کیلئے نکلا انبارہ
 ہیت کے درمیان دونوں کی ملاقات ہوئی توزون گھوڑے سے کود کر زمین چرم کے رگڑا پڑ
 کر ساتھ ہولیا متقی نے بار بار سوار ہو نیکو کہا مگر توزون نے نہ مانا اور اسی طرح سے ان خیموں
 تک جو خلیفہ کے لئے نصب کرائے گئے تھے ساتھ آیا متقی یہاں آ کر آرام بلچھ گیا مگر توزون
 نے خود خلیفہ اور ابن مقلہ کو جبران کے ساتھ نچے گرفتار کر لیا، خلیفہ کی آنکھیں نکلوا ڈالیں
 اور اس کو بغداد پہنچا دیا یہاں اس سے انگلی چادر اور چھتری چھین لی گئی۔ تلویت
 توزون نے بغداد پہنچ کر عید النہین ملکتی سے خلافت پر معیت کر لی اور لقب کی

Marfat.com

مقرر کر دیا متقی نے بھی چار و ناچار خلع کر کے اس سے بیعت کر لی۔ یہ واقعہ ۲۰ محرم ۳۲۲ھ اور بعد
 بعض صفر میں واقع ہوا۔ جب قاہرہ کو اسکی اطلسا پہنچی تو اسنے خودی میں یہ اشعار لکھے
 (مترجمہ اشعار) میں اور ابراہیم دونوں بڑھے اور اندھے ہو گئے۔ دونوں پر شیعہوں کے کلمے لکھے
 تہائی بہرے۔ تو زون کی امارت ہمیشہ قائم رہی اور گرم اگر سالانی ہمیشہ اسکی اطاعت کرتی ہے
 یہ بھی کہا کہ ہم دو ہی اندھے ہوئے ہیں تیسرے کی بھی ضرورت ہے۔ یہ ایسا کبھت اور نحوس تھا کہ کچھ دنوں
 کے بعد متقی بھی انھیں شامل ہوا۔ تو انوں پر پورا ایک سال نہیں گزرا تھا کہ ہو گیا پیمار متقی ایک
 جزیرہ میں جو سدیہ کے قریب تھا قید کر دیا گیا اور پچیس برس قید رہ کر شعبان ۳۵۵ھ میں اس قید
 ہستی سے رہا ہو گیا۔ اس کے زمانہ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حمزی ایک چور تھا جس وقت ان
 شہزادوں نے بغداد پر اپنا قبضہ کیا تو اس پر پچیس ہزار دیار ماہانہ بطور ڈنڈے کے مقرر کرتے یہ شخص لوگوں
 کے گھروں میں مشعل اور چراغ لیکر جایا کرتا تھا چہ دلا درست دزدے کہ کیف چراغ دار رہ پوری شرح
 اس پر صاف ہی آتا تھا چاندنی میں مال لٹایا کرتا تھا اسکورج ویلی اسوقت بغداد کا کو تو
 تھا اس نے اسکو ۳۳۲ھ میں پکڑ لیا اور کوڑے مار دئے۔ متقی کے زمانہ میں حسب ذیل علیار نے
 وفات پائی۔ ابو یعقوب نهر جزی خلیفہ جنید بغدادی۔ قاضی ابو عبد اللہ محالی۔ ابو بکر فرغانی۔
 حافظ ابو العباس بن عتہ۔ امین ولاد نحوی۔ دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۲۲) المستفی بالله ابو القاسم

المستفی بالله ابو القاسم عبد اللہ بن متقی بن معتمد اسکی ماں ایک ام ولد تھی جس کا نام الخ
 الناس تھا۔ متقی کے خلع کے بعد صفر ۳۳۲ھ میں ہجرت کیا جس سال اس سے بیعت کی گئی۔
 تو زون اسی کے زمانہ میں لڑ گیا تو زون کیساتھ جو ابو جعفر بن شیراز تھا۔ اس کو
 سلطنت کی خواہش پیدا ہوئی اور فرج بھدو پیمان بلیا خلیفہ نے اس کو خلعت عطا کی اس
 کے بعد حمز بن بویہ بغدادی پوپنچا ابن شیراز کہیں چھپ گیا ابن بویہ بامارو کے ک دارالخدا
 میں چلا آیا اور خلیفہ کے سامنے بیٹھ گیا خلیفہ نے اس کو خلعت عطا کیا اور معز الدولہ کا خطاب
 دیدیا اسی کے ساتھ اس کے بھائی علی کو عمار الدولہ کا اور تیسرے بھائی جس کو رکن الدولہ کا
 خطاب دیدیا ان خطابات کو سکوں پر مسکوک کرادیا گیا۔ مستفی نے اس دوران میں اپنا
 لقب امام الحق رکھ لیا اور اس کو بھی سکوں پر ضرب کرادیا۔ معز الدولہ چند روز کے

بعد امر سلطنت پر بہت عادی ہو گیا اور مستغنی کے پانچزار درہم روزانہ وظیفہ مقرر کر کے اسے
 گوگوشہ تہانی میں بٹھا دیا۔ ولیمیوں میں یہ سب سے پہلا نائب السلطنت عاقی ہوا ہے اسی نے
 سب سے اول محصل خراج مقرر کیے اسی نے گشتی گیری اور پیرا کی (تیراکی) کا شوق لوگوں میں پیدا
 کیا انکو انعامات دئے تھے کہ تو جوانان بغداد آئیں اس قدر ہنر مند ہوئے اور کمالی حاصل کیا کہ پیرا کی ایک
 ہاتھ پر انگلی سے اور اس پر پچی رکھے ہوئے پیرا جاتا تھا اور گوشت بھونتا جاتا تھا۔

چند روز کے بعد معز الدولہ مستغنی سے کچھ بدگمان ہو گیا اور ایک روز جمادی الاخر ۳۳۳ھ میں
 جب وہ دربار میں بٹھا ہوا تھا اور اہلیان سلطنت اپنے اپنے مرتبوں پر کھڑے ہوئے تھے تو تم کے دو
 شخص خلیفہ کی طرف بڑھے خلیفہ نے یہ دیکھ کر خیال کیا کہ یہ دونوں دست بوسی کیا چاہتے ہیں
 اس طرف سے انکی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا دونوں نے خلیفہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت سے زمین پر گر گئے
 اور انھی کے علم سے پانچ ولیمیوں نے دار الخلافہ پر هجوم کیا اور حرم خلافت کو اس قدر
 لٹاکا کہ باہر کی عاصمت گردیا معز الدولہ اپنے گھر چلا گیا مستغنی کو پیدل اس کے گھر تک لے گئے اور
 خلع کر نیو کہہ دو روز نگھیں نکلا ڈالیں سو وقت اسکی خلافت کو ایکسارہ چار مہینے ہوئے تھے
 فضل بن قنڈر کو لاکر اس سے لوگوں نے بیعت کر لی۔ مستغنی نے چاروںنا چار خلافت کا چار مہینے
 اس کے سیر کر دیا پھر مستغنی قید کر دیا گیا اور ۳۳۸ھ میں بحر چھپا لیس سال جیل خانہ ہی میں مر گیا
 مستغنی کے متعلق مشہور تھا کہ وہ شہید ہے۔

(۲۳) المطیع لئہ ابوالقاسم

المطیع لئہ ابوالقاسم لفضل بن مقتدر بن محمد بن ابی ام ولد مشغلہ نامی کے بطن سے ۳۰۲ھ میں
 پیدا ہوا اور مستغنی کی خلع کے بعد جمادی الاخر ۳۳۲ھ میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ مشہور ہے کہ
 اسکی خرچ کیلئے سو وینار روزانہ اسکا وظیفہ مقرر کیا۔ اسکی خلافت کے سال اول میں
 اس قدر بغداد میں گرانی ہوئی کہ لوگ مردار تک اور لید تک کھا گئے بہت سے راستوں پر
 بھوک کے مارے مر گئے بہت سوں نے کتے کانٹ کانٹ کر کھا لئے اباغ اور زمیں بڑھیں
 کے عوض میں بیج ڈالے۔ سکینوں کے پاس چھوٹے چھوٹے بھونے ہوئے بچے چھپائے گئے کہ لوگ
 بچوں کو بھون بھون کر کھا گئے۔ معز الدولہ کے واسطے ایک بوری آٹے کی بیس ہزار درہم
 میں خریدی گئی۔ دمشق میں ایک یورپی کا نرخ انیس قنطار تھا اسی سال معز الدولہ اور دارالند

کی آپس میں چھڑ گئی۔ معز الدولہ میدان میں نکلا تو اس کے ساتھ مطیع بھی تھا اور جب میدان سے
 لوٹا جب بھی مطیع بطور تیزی کے ہمراہ تھا۔ اسی سال خشید والی مصر انتقال کر گیا اس کا اہل
 نام محمد بن طغ فرغانی تھا۔ خشید کے معنی شہنشاہ کے ہیں تمام بادشاہان فرغان کا یہ لقب جیسا
 کہ بادشاہان طبرستان کا اصہندرجان کا حصول ترکوں کا خاقان۔ اشروسنہ کا افشین۔ سمرقند کا
 سامان لقب ہوتا ہے۔ خشید نہایت شجاع اور مہیب تھا قاسم کے زمانہ سے پہلے مصر کا حاکم مقرر ہوا
 تھا اس کے آٹھ ہزار غلام تھے ملک کا قدر کا یہی یہ آقا تھا۔ اسی سال قائم عبیدی جو والی مغرب
 تھا وہ بھی مر گیا اس کے بجائے اسکا بیٹا اور ولیعهد منصور یا لٹرا سماعیل مقرر ہوا قائم اپنے باپ
 سے زیادہ زہد بیق اور ملحد تھا۔ انبیاء علیہم السلام کی نشان میں اسے گالیاں دلوانی تھیں۔
 علماء کو قتل کروایا تھا۔ ۳۳۵ھ میں معز الدولہ نے مطیع سے ان سرو عہد زیمان لیا اور اس
 پر سے پہرہ غلط کر کے دار الخلافہ میں اسکی اجازت دی۔ ۳۳۵ھ میں معز الدولہ نے دربار
 خلافت میں در خواست کی کہ کاروبار سلطنت میں اس کے بھائی علی بن بوریہ الملقب بجماد
 الدولہ کو اس کے ساتھ مشاغل کر دیا جائے اور اس کے سر نیکی اسکی جگہ عماد الدولہ ہی مقرر کیا جائے
 مطیع نے اسکی درخواست منظور کر لی مگر عماد الدولہ کی عمر نے وفات کی اور وہ اسی سال میں انتقال
 کر گیا مطیع نے اس کے بھائی رکن الدولہ کو معز الدولہ کا عدد کار بنا دیا۔ ۳۳۹ھ میں حجر اسود
 پھر اپنی جگہ رکھا گیا اور اس کے گرد ایک چاندی کا حلقہ بنا دیا گیا جس کا وزن سات سو ستر درہم
 اور نصف درہم تھا۔ محمد بن تافع خزاعی کہتے ہیں کہ حجر اسود کو لقب کر نیسے قبل میں نے بڑے
 غور سے دیکھا اسکے سر پر ایک سیاہ گینچ تھی باقی تمام سفید تھا اسکا طول بقدر ایک گز کے تھا۔
 ۳۴۱ھ میں ایک قوم ظاہر ہوئی جو تناسخ کی قائل تھی چنانچہ انہیں ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میرے ہاں
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روح حلول کرئی ہے اس کی بیوی نے دعویٰ کیا تھا کہ میرے ہاں حضرت ظہیر
 کی روح نے حلول کیا ہے ایک دوسرے شخص کا دعویٰ تھا کہ میرے ہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی روح ہے لوگو
 نے اول تو انہیں بہت مارا پیٹا مگر پھر بعد میں انکو اس نزع سے چھوڑ دیا کہ وہ اپنے کو اہل بیت سے
 منسوب کرتے تھے۔ معز الدولہ چونکہ اہل بیت کا بہت زیادہ عقیدہ مند تھا اس لئے لوگوں کو
 ان کے چھوڑ دینے کے متعلق کہنے لگا اور اسے تخاص نہ کیا اور اصل معز الدولہ کا یہ فعل ملعونانہ تھا۔
 اسی سال منصور عبیدی والی مغرب شہر منصور یہ میں جو خوراسن سے آیا گیا تھا انتقال کر گیا
 اسکی جگہ اسکا بیٹا اور ولیعهد سعد جس کا لقب معز الدین تھا بادشاہ ہوا اور اس نے قاہرہ آباد کیا

منصور نیک طبیعت شخص تھا اس کے باپ کے وقت میں جو مظالم ہوئے تھے اسکی تلافی کیا کرتا تھا لوگوں کو روست رکھتے تھے اس کے بیٹے سعد کی بھی نیک طبیعت واقع ہوئی تھی ملک مغرب اسکے تصرف اور قبضہ میں پوری طرح آگیا تھا۔ ۳۴۳ھ میں واپس خراسان نے اپنے یہاں سبب اول مطیع کے نام کا خطیہ پڑھوایا جو آج تک کہی وہاں پہلے پڑھا گیا تھا مطیع نے یہ خیر ستر ایک پرچم اور خلعت اس کو عطا فرمایا تھا۔ ۳۴۵ھ میں مصر میں ایک سخت زلزلہ آیا جسکی وجہ سے بہت سے مکانات منہدم ہو گئے تین ساعت برابر زلزلہ رہا لوگوں نے جناب باری میں تہایت تضرع و زاری سے دعائیں مانگیں۔ ۳۴۶ھ میں سمندر اسی گز اتر گیا ہمیں پہاڑ اور جزیرہ اسی نام سے مشہور نظر آنے لگیں جو کبھی پہلے نہیں دیکھی تھیں۔ اس کے اطراف میں سخت زلزلہ آیا شہر طالقان زمین میں دھنس گیا اسکے باشندوں میں سے کل تیس آدمی بچے باقی سب مر گئے۔ مضافات کے سب بڑے بڑے گاؤں زمین میں اتر گئے حلوان کا اکثر حصہ خسف ہو گیا مردوں کی ہڈیاں زمین سے باہر نکل پڑیں چشمے جاری ہو گئے رے میں ایک پہاڑ ٹوٹ گیا ایک گاؤں ہوا میں معلق ٹک گیا پھر گر کر دھنس گیا جگہ جگہ سے زمین پھوٹ گئی شکاف پڑ گئے انہیں سے بڑھ کر پانی نکلا بعض میں سے شخص و عورتوں نکل پڑا (ابن جوزی نے اسی طرح اسکو بیان کیا ہے) ۳۴۷ھ میں بقم۔ حلوان اور پہاڑوں میں پھر زلزلہ آیا جس کی وجہ سے بہت سی خلعت مر گئی اس کے بعد طبر (طبری) آئی اور دنیا میں پھیل گئی غلوں اور درختوں کو صاف کر گئی۔ ۳۵۰ھ میں شہر بغداد کے اندر معز الدولہ ایک چھوٹا مکان بناوایا اس کی بنیادیں چھتیس گز نیچی رکھوائیں۔ اسی سال ابوالعباس بن علی بن حسن بن شوارب کو عہد قضا سپرد کیا گیا جس وقت یہ معز الدولہ کے مکان سے خلعت لیکر رخصت ہوئے تو ان کے آگے یا جا بجاتا تھا۔ ایک فوج اردلی میں تھی انہوں نے وہ فوج لیا تھا کہ دو لاکھ درہم سالانہ معز الدولہ کے خزانہ میں داخل کیا کرونگا مطیع نے انکو قاضی بنا دیا اور یہ شرط لکھانے سے منع کیا تھا مگر اسکی کون سننا تھا اسکا ایسے فقط اتنا تھا کہ ابوالعباس کو اپنے سامنے کبھی نہیں آنے دیا۔ اسی سال رومیوں نے جزیرہ افریقہ میں فتح کی ۳۴۳ھ سے مسلمانوں کے قبضہ میں چلا آتا تھا۔ اسی سال واپس احکام کرتے والے کیلئے نے انتقال کیا اور جس کی جگہ تخت پر اسکا بیٹا حاکم بیٹھا۔ ۳۵۱ھ میں جو فرمان تفری اس موقع پر لکھا کہ (خذوا باللہ من ہذا الکفر مترجم) معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے اسکو شریک کے بموجب نے فالج دیکھا (اللہ تعالیٰ عنہا) کا حق باغ و برگ غصب کر اسلام۔ مدینۃ المنصور۔ مدینۃ الشرقیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ مدفون ہوئے وہاں سپر لعنت ہو۔ جس نے ابو ذر کو نکالا اس پر لعنت ہو۔ رات کو کسی نے اٹکھڑا دیا یا صاحب معزز الدولہ نے پھر لکھو لے کا ارادہ کیا مگر وزیر علی نے کہا کہ اس کی جگہ یہ لکھو انا چاہتے کہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظالموں پر خدا لعنت کرے اور حضرت معاویہ پر صاف لعنت لکھنے کو کہا چنانچہ لکھو اذیا گیا۔ ۳۵۲ھ میں عاشوراء کے روز معزز الدولہ نے بازار بند کر کے طباشیریں (یا زرخیریں) کو کھانا پکانے سے منع کر آیا بازار میں ایک کھسار لکڑی نصیب کر کر اس پر ایک موٹا کپڑا ڈلوایا اور عورتیں بال کھولے اور اپنے منہ پر طھانچے لہتی ہوئی حسین کا ماتم کرتیں شارع عام پر نکلیں۔ یہ بعد از میں پہلا دن تھا جس میں یہ بدعت کی گئی اس کے بعد کئی برس تک جاری رہی۔ اسی سال ۳۵۲ھ کو عید غدیر خم ایک دھوم دھام سے منائی گئی اور یا جے بجائے گئے۔ اسی سال ایک بطریق (سر دار) نے ملکہ آرمینیہ سے دو لاکھ چھ سو روپے میں جرٹے ہوئے تھے ناصر الدولہ ابن محمد ان کے پاس بھیجے انکی عمر چھبیس سال کی تھی ان کا پہلو جڑا ہوا تھا گویا گر ایک تھی۔ پیٹ ناف معدہ دو دو تھے بھوک پیاس اور پیشاب کا وقت الگ الگ تھا دونوں کے لئے دو دو ہاتھ ران پر اور اچیل تھے انہیں سے ایک میدان عورتوں کی طرف اور دوسرے کامروں کی طرف تھا۔ ایک ان میں سے مر گیا دوسرا زندہ رہا۔ مزے میں سے بد بو آئے گی تو ناصر الدولہ نے المیاء کو جمع کر کے مرنے کو زودہ سے علیحدہ کرنا چاہا مگر نہ ہو سکا مرنے کی بدبو کی وجہ سے دوسرا بھی مریض ہوا اور مر گیا۔ ۳۵۳ھ میں سیف الدولہ کے لئے ایک اتنا اور نچا خیمہ بنا لیا جسکی چوبیس چپاس گز لمبی تھیں۔ ۳۵۴ھ میں معزز الدولہ کی ہمیشہ کا انتقال ہو گیا مطیع تفریت اور جنازہ میں شرکت ہونے کے لئے معزز الدولہ کے مکان پر گیا ناصر الدولہ یہ خبر سکر مکان سے باہر آیا اور تین مرتبہ زمین چوم کر جنازہ میں شریک ہو گیا تکلیف سے منع کیا خلیفہ اپنے مکان پر لوٹ آیا۔ اسی سال ملک بادشاہ روم نے شہر قساریہ بلاد المسلمین کے قریب آباد کیا۔ ۳۵۶ھ میں معزز الدولہ کا انتقال ہو گیا اس کے بجائے کے اذن سے تختہ مقرر کیا گیا اور اسکو معزز الدولہ کا خطاب دیا گیا۔ ۳۵۷ھ میں دمشق مشہور کرنے کے لئے معزز الدولہ کو مصر اور شام سے حج کے واسطے جانے سے روک دیا پھر مصر پر اٹکے چھوڑ دینے کے متعلق کہنے لگا اور ان سے پہلے قابض ہو گئے اب شیعوں کی سلطنت اقلیم مصر پر اسی سال منصور عبیدی والی اس کا فوراً خشیدی کے مرنے کے بعد بد انتظامی پھیل گئی تھی۔ اسکی جگہ اسکا بیٹا اور ولیعہد سعد جس کا لقب لوگوں نے معزز کو لکھا کہ تم آ جاؤ۔ اس نے اپنے قلام

دوسرے کو ایک لاکھ فوج دیکر روانہ کر دیا وہ اس پر جا کر قابض ہو گیا اور جس جگہ آج کل قاہرہ ہے وہاں جا کر
 اترا، مصر کے لئے ایک دار الامارات بنوایا جو اس وقت قسطنطنیہ کے نام سے مشہور ہے نبی عباس کا نام
 خطوں میں سے نکال دیا۔ سیاہ کپڑے کا پتلا بند ہو گیا۔ خطیبوں کو سفید کپڑے پہننے کے متعلق حکم ہوا
 خطبوں میں ان الفاظ کے پڑھنے کا حکم دیا گیا **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى وَعَلَىٰ آلِهِ الطَّيِّبِينَ** **وَعَلَىٰ فاطمة البتول وَعَلَىٰ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَصَلِّ عَلَىٰ الرَّسُولِ وَصَلِّ عَلَىٰ آلِهِ يَا أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ الْمُحِبِّينَ يَا اللَّهُ**
 یہ کل واقعات شعبان ۳۵۸ھ میں وقوع پذیر ہوئے۔۔۔ ربیع الآخر ۳۵۹ھ میں اذان کے اندر مصر میں
 شیخ علی شہید القائل کا اضافہ کیا گیا اور جامع ازہر کی تیار شدہ ہوئی جو رمضان ۳۶۱ھ میں پوری ہوئی
 اسی سال یعنی ۳۵۹ھ میں عراق میں ایک ستارہ اتنا بڑا ہوا کہ جس کی روشنی دنیا میں پھیل گئی تھی
 کہ شجاع آفتاب کے مثل ہوئی ستارہ ٹوٹنے کے بعد ایک گھنٹہ گرج کی آواز آئی۔۔۔ ۳۶۱ھ میں اذان کے
 اندر شیخ علی شہید القائل دمشق میں بھی جعفر بن فلاح نائب دمشق کے حکم سے زیادہ کیا گیا اور کسی کو اس
 کی مخالفت کی جرأت نہ ہوئی۔۔۔ ۳۶۲ھ ہجری میں سلطان بختیار (عزالدولہ) اور مطیع کی آپس میں جنگ
 مطیع نے کہا کہ میری بخیر خطبہ کے کوئی بھی حیثیت قائم نہیں رہتی اگر تم بھی چاہتے ہو تو میں گورنر شہر بختیار
 کے لیتا ہوں۔ عزالدولہ نے مطیع کی تنخواہ بند کر دی۔ مطیع نے تنگدستی کی وجہ سے اپنا اثاثہ البیت
 چار لاکھ درہم میں فروخت کر دیا۔ لوگوں کی زبان پر مشہور ہو گیا کہ خلیفہ اور عزالدولہ کے آپس میں کچھ جھگڑا
 ہو گیا ہے۔۔۔ اسی سال بغداد میں عزالدولہ کا ایک غلام قتل ہو گیا وزیر ابو الفضل شیرازی نے اس کے
 بدلہ میں تمام شہر میں ایک طرف سے آگ لگوا دی نہایت زور سے آگ لگی بہت سے گھر اور مال اور آدمی آگ کی
 نظر ہو گئے حتیٰ کہ یہ وزیر بھی نہ بچا اور جل مرا (خدا اس پر رحم نہ فرماویں) ایسی آگ بغداد میں کبھی نہیں لگتی
 اسی سال رمضان شریف میں المعز بالشمس اپنے آباء و اجداد کے تابوت لیکر مصر پہنچ گیا۔۔۔
 ۳۶۳ھ میں ابو الحسن محمد بن ام شیبان ہاشمی کو مطیع نے عہدہ قضا سپرد کیا حالانکہ انھوں نے
 انکار بھی کیا مطیع نے ان سے بہت سی شرطیں لکھوائیں منجملہ ان کے یہ کہ عہدہ قضا کی تنخواہ نہ لیں گے۔
 کسی کی خلعت نہ قبول کریں گے۔ خلاف شرع کسی کی سفارش نہ سنیں گے۔ ان کے کاتب کے لئے تین
 سو درہم ماہانہ اور صاحب کیلئے ۱۰۰۰ درہم ماہانہ تنخواہ مقرر ہوئی تعمیل احکام کرتے والے کیلئے
 سو درہم اور خزانچی اور سردنتر کے سات سو درہم ماہانہ مقرر ہوئے۔ جو فرمان تفرسی اس موقع
 پر لکھا گیا وہ حسب ذیل ہے :- **عبداللہ الفضل المطیع الشہامیر المؤمنین** اس تحریر کے بموجب
 محمد بن صالح ہاشمی کو تفرز عہدہ قضا کے وقت اہل مدینۃ السلام۔ مدینۃ المنصور۔ مدینۃ الشرف

Marfat.com

اس کا لقب شیخ الفاضل ہو گیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ مطیع اور اسکا بیٹا بنی بویہ کے ہاتھ میں ایک
 پتلی یا شاہ شطرنج تھے مقتدی لشکر کے صفوں کی بی حالت رہی مقتضی لشکر کے چھوڑتی کی برخلاف اسکے مصر
 بنی عبید را فضیوں کی سلطنت خراب مضبوط ہوتی رہی بلکہ کئی سلطنت کی وہی حالت ہو گئی جیسی کبھی
 تو عباس کی تھی۔ مطیع اپنے بیٹے کو سناٹو لیکر واسط کی طرف چلا گیا اور محمد بن مسلمہ عرب میں انتقال کر گیا۔
 ابن نشاہین کا قول ہے کہ جہانگیر نے مطیع کے بیٹے کو اپنی مرضی سے ہی خلع بیعت کیا تھا۔
 تلمیح کہتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل کے خوب فرمایا ہے کہ جب سو وقت تک مر جائے ہیں تو ان
 ان اولاد ذلیل ہوتی ہے۔ مطیع کے زمانہ میں حسب ذیل علمائے انتقال فرمایا۔ خرقی شیخ حنابلہ۔
 ابو بکر شبلی صوفی۔ ابن قاضی امام شافعیہ۔ ابو جہار اسوانی۔ ابو بکر صولی۔ بشیم بن کلبیب الشاشی۔ ابو لطیف
 لصلو کی ابو جعفر الخاس نخوی۔ ابو نصر فارابی۔ ابو اسحاق المزوری امام شافعیہ۔ ابو القاسم الزجاجی انجلی
 رقی شیخ حنفیہ۔ وینوری صاحب الجبالہ۔ ابو بکر صنیعی۔ قاضی ابو القاسم التبوخی۔ ابن عداد صاحب الفروع
 ابو علی بن ابو ہریرہ ازکبائر شافعیہ۔ ابو عمر زاہدی۔ مسوری صاحب مریج الذهب بن ویرمہ بن مسعود بن
 لری۔ فاکھی صاحب تاریخ مکہ۔ متینی شاعر۔ ابن حبان صاحب الصحیح۔ ابن شعبان امام مالکیہ۔ ابو علی القانی۔

ابو الفرج صاحب الاغانی۔

(۷۴) الطالع لہ ابو بکر

الطالع لہ ابو بکر عبد الکریم بن اسطیح اسکی ماں ایک ام ورنہ زانیہ تھی۔ جس وقت یہ اپنے باپ کی جاگ
 تخت خلافت پر بیٹھا اس وقت اسکی عمر تینتالیس سال کی تھی خلافت سپرد ہونے کے دو مہرے روز چادر خلافت
 اور ڈھکر سوار ہو کر نکلا لشکر جلو میں تھا۔ سبکتگین کو ایک روز پہلے خلعت اور پرچم اور نضر الدولہ کا خطاب عنایت
 ہو چکا تھا وہ اس وقت سلطنت چلتا تھا کچھ دنوں کے بعد عزالدولہ اور سبکتگین میں ان بن کی
 نے ترکوں کو اپنے ساتھ لایا اور عزالدولہ سے شرب دل کھو کر رہا۔ اسی سال یعنی ۳۲۳ھ میں
 مزین شریفین کے ہندرا محضر العبیدی کے نام کا خط پڑھا جانے لگا۔ ۳۲۳ھ میں سبکتگین کے ہند
 میں عضد الدولہ عزالدولہ کی مدد کو بغداد آیا مگر بغداد میں اگر مشورہ عضد الدولہ کو یوں اور ایسا پڑا یا
 کہ خود یہاں اپنی وجاہت قائم کرنے لگا قریح و لشکر کو انعام و اکرام دیکر اپنا کر لیا تمام لشکر عزالدولہ پر چڑھ
 آیا وہ بیچارہ دروازہ بند کر کے گھر میں گھس گیا۔ عضد الدولہ نے طاریج کی طرف سے فوج کے ساتھ شہر پر
 میں فرما دیں لکھو بیٹھے کہ عضد الدولہ نے اسکا لشکر تفرق کر گیا۔ اس وقت طالع اور نضر الدولہ
 میں پہلی گئی چونکہ عضد الدولہ قابو یافت تھا اس سے طالع کا نام تلمیح بن امیر شافعیہ کے ہند

۲۰ جمادی الآخر ۳۶۲ھ سے لیکر ارجب تک خطبوں میں طالع کا نام کسی جگہ نہیں پڑھا گیا۔ اسی سال اور اسکے بعد کے سالوں میں رواقص کا بہت زور و شور ہو گیا۔ مصر۔ شام۔ مشرق مغرب میں اتنا زور بندھا کہ لارا و سنج کی بندش عبیدی کی خاطر سے ہو گئی کہ نماز تراویح کہیں پڑھی جائے۔ ۳۶۵ھ میں رکن الدولہ بن یوسف نے اپنے ملاک مقبوضہ اپنی اولاد میں تقسیم کرنے چنانچہ عضد الدولہ کے حصہ میں فارس۔ کرمان اور عراق کے حصے میں آئے۔ اصفہان اور فخر الدولہ کے حصہ میں ہمدان و نیور آئے۔ اسی سال رجب المرحوم میں مجلس حکم غم عز الدولہ کے مکان میں اجلاس کیا قاضی القضاة بن معروف بھی جلس میں تھے انھوں نے حکم دیا کہ عز الدولہ سے التماس کی جاوے کہ وہ اس مجلس حکم کو اگر اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ کس طرح قبضہ کیا جاتا ہے۔ اسی سال عز الدولہ اور عضد الدولہ کی آپس میں لڑائی ہو گئی۔ عز الدولہ کا ایک ترک غلام اس لڑائی میں قید ہو گیا جسکی وجہ سے عز الدولہ کو سخت صدمہ پہنچا اسکی یاد میں اسنے کھانا پینا چھوڑ دیا شوقیہ اشعار پڑھتا تھا باہر نکلتا چھوڑ دیا رونے کے سوا دوسرا کام نہ تھا حتیٰ کہ اجلاس کرنے بھی چھوڑ دیا اور عضد الدولہ کو لکھا کہ وہ قدامت واپس کر دیا جائے اور بہت تشریح اور زاری لکھی لوگوں نے اسپر مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ عضد الدولہ نے کچھ پرواہ نہ کی اور صاف انکار کر دیا آخر عز الدولہ نے اس غلام کے عوض دو کینز میں جنہیں سے ایک کینز کا ایک لاکھ دینار میں خریدی گئی تھی بھجی اور قاعد سے کہہ دیا کہ تو مختار ہے جو کچھ عضد الدولہ اس غلام کے بدلہ میں مانگے تو ادا کر دینا مجھے منظور ہے خود مجھے دنیا بھر کو ہی چھوڑنا پڑے۔ آخر خدا خدا کر کے عضد الدولہ نے وہ غلام واپس کر دیا۔ اسی سال کو وہ سید بجائے عز الدولہ کے عضد الدولہ کا نام پڑھا جانے لگا۔ اسی سال المعز لدین اللہ عبیدی والی مصر مر گیا اسکے بجائے اسکا بیٹا تراز ملقب بہ عزیز بادشاہ ہوا۔ قائدان عبیدین میں یہ پہلا بادشاہ تھا جو بطور میراث مصر پر بادشاہ ہوا تھا۔ ۳۶۶ھ میں المستنصر باللہ الحکم بن ناصر لدین ابوبکر اموی شاہ اندلس (اسپین) کا انتقال ہو گیا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا المویذ باللہ شام تحت سلطنت پر بٹھا۔ ۳۶۹ھ میں عز الدولہ اور عضد الدولہ کی پھر جنگ ہو گئی اس لڑائی میں عضد الدولہ فتح پا ہو گیا اور عز الدولہ گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا۔ طالع باللہ نے عضد الدولہ کو خلافت عطا فرمایا اور ایک تاج مکمل بچا اور کنگن مرحمت فرمائے خود اپنے ہاتھ سے اسکے گلے میں تلوار جمائل کی دو جھنڈے دئے جنہیں ایک چاندی کا تھا چوہا امرا کو بطور اعزاز کے دیا جایا کرتا تھا ووسرا سونے کا تھا جو بیچروں کے واسطے مخصوص تھا اور آج تک سوائے عضد الدولہ کے کسی کو نہیں دیا گیا تھا۔ ایک شعر نامہ و بیجری اس کیلئے مرتب کیا گیا اور وہ تمام حاضرین مجلس کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا جس کو سن کر حاضرین مجلس

نہ نہایت تعجب کیا کیونکہ آج تک یہ دستور چلا آتا تھا کہ ولیعهد خلیفہ وقت کا بیٹا یا تربی شدہ وارثی
 اور گزرتا تھا۔ وہ خود نامہ عقد الدولہ کے سپرد کرتے وقت طالع نے کہا کہ یہ میرا ٹھکانہ ہے اسی کے موافق
 ۳۶۵ء میں طالع کی طرف سے فرمان جاری ہوا کہ عبدالح اور مغربہ اور عثمان کے وقت
 عقد الدولہ کے مکان پر نوبت بجا کرے اور مشروں پر خطیب خطبوں میں عقد الدولہ کا نام پڑھا کریں۔
 ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہ وہ باتیں ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں نوبت کی اجازت
 کبھی ولیعهدوں کو بھی نہیں ملی تھی۔ ایک مرتبہ معز الدولہ نے چاہا تھا کہ مدینۃ السلام میں نوبت بجائے
 اس کی مطیع سے اجازت چاہی تھی مگر مطیع نے فوراً انکار کر دیا تھا اور اجازت نہیں دی تھی جتنا کچھ
 عقد الدولہ کو دیا گیا اور اس کے ساتھ بارگاہ خلافت سے مراعات ہوئیں اور خلافت کمزور اور ضعیف
 ہوتا چلا گیا۔ ۳۶۹ء میں عزیز زالی مصر کا اچھی بغداد آیا اور اس نے طالع سے عقد الدولہ کے
 متعلق سفارش کی کہ وہ اس کو اپنے القاب میں تلج الملت کا لقب اور زیادہ کرنے اور تاج پہننے
 کی اجازت دیدے اور خلعت کی آبی میڈ کر دے۔ ان تمام سفارشوں کی منظوری ہو گئی۔ طالع ایک تخت
 پر بیٹھا سو ادھی تلواریں لیکر اس کے گرد اردلی میں کھڑے ہوئے۔ پھر وہی زمینت کی گئی سانسے خود
 حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن شریف رکھا چادر شریف منڈھے
 پر ڈالی نصیباتھ میں لیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار مبارک حائل کی گئی عقد الدولہ
 کے بیچے ہوئے پردے ڈالی دئے گئے تاکہ کوئی لشکر کا آدمی عقد الدولہ سے قبل طالع کو نہ دیکھ سکے
 ترک اور وہی خالی ہاتھ بغیر ہتھیار لگائے داخل ہوئے دونوں طرف رؤسار اور اعیان سلطنت
 کھڑے ہوئے اس کے بعد عقد الدولہ کی طلبی ہوئی جس وقت وہ آیا پردے اٹھائے گئے عقد الدولہ
 نے زمین خدمت چومی اور سرداران لشکر اور زیادتی افواج کو دیکھ کر ڈر گیا یہ دیکھ کر طالع نے کہا
 کیوں بھگتے کچھوں ہو کیا خدا کی نشان نظر نہیں آتی۔ عقد الدولہ نے کہا واقعہ آپ خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں
 پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور سات مرتبہ زمین کو بوسہ دیا طالع نے کہا آگے آؤ عقد الدولہ اور آگے
 بڑھا اور دو مرتبہ زمین چومی۔ پھر طالع نے کہا اور زیادہ قریب آؤ عقد الدولہ آگے بڑھا اور طالع
 کی پابوسی ادا کی طالع نے کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا مگر عقد الدولہ کی ہمت نہ ہوئی کہ کرسی پر بیٹھ جائے
 طالع نے باہر کہا اور عقد الدولہ انکار کرتا رہا آخر طالع نے قسم دی اور عقد الدولہ کو جرت
 ہوئی اول اس نے کرسی کو بوسہ دیا اور پھر اس پر بیٹھ گیا اس کے بعد خلیفہ نے اس سے کہتا
 خداوند تعالیٰ نبل جبرئیل سے جو کچھ مجھے امور رعیت بخشتے ہیں اور جو کچھ شرق سے غرب تک میرے

مذکورہ سب میں سے ہیں اسکا نہیں مختار کل کرتا ہوں اور سوائے اپنی دولت خاص اور اسباب خاصہ کے کسی اختیار کا امتیاز دیتا ہوں کیا تم اسکو قبول کرتے ہو۔ عضد الدولہ نے کہا کچھ لینے والا امیر المؤمنین کی اطاعت کی خدانور تعالیٰ توفیق بخشیں اور اس میں میری اعانت فرمائیں میں اسے قبول کرتا ہوں۔

اسکے بعد عضد الدولہ کو خلعت پہنا یا گیا اور وہ بار بار خواست ہو گیا۔ میں کہتا ہوں کہ ذرا اس خلیفہ کو دیکھو کہ کس طرح اور خلافت کو ضعف پہنچایا ہے جتنی اس خلیفہ کے وقت میں خلافت ضعیف ہوئی اتنی کبھی کسی خلیفہ کے زمانہ میں ضعیف اور کمزور نہیں ہوئی تھی اور جتنی تقویت نائب السلطنت عقدا الدولہ کو اس وقت ہوئی کبھی کسی نائب السلطنت کو نہیں ہوئی تھی اور میرے زمانہ میں تو اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ نائب السلطنت کو خود خلیفہ اگر شروع ماہ میں مبارکباد اور تہنیت پیش کرتا ہے اکثر ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ نائب السلطنت ہی صدر اجلاس میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے اور اسکے ساتھ دو آدمی خاص از مرتبہ بھی بیٹھ جاتے ہیں پھر خلیفہ آتا ہے اور جموں لوگوں کی طرح اڑھ کر چل پڑتا ہے اور نائب سلطان برابر صدر اجلاس میں بیٹھا رہتا ہے کسی کو مطلق پرواہ نہیں ہوتی۔ مجھ سے کچھ مرتبہ ایک شخص نے بیان کیا تھا کہ جب وقت نائب السلطنت اسٹوف برسبانی آمد کیرف اپنے دشمنوں کے مقابلے کے چلا ہے تو خلیفہ بطور حاجیوں کے اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ ہیبت اور عظمت جتنی کچھ تھی وہ سب نائب السلطنت کی تھی۔ خلیفہ کی حیثیت محض ایک رئیس کی سی تھی جو نائب سلطان کی خدمت کے لئے ساتھ ہو لیا ہو۔

۳۳۸ھ میں عضد الدولہ ہمدان سے بغداد آیا طالع نے اس کا استقبال کیا حالانکہ یہ کبھی آج تک نہیں ہوا تھا کہ خلیفہ کسی کے استقبال کیے نکلا ہو۔ البتہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مطیع معز الدولہ کی لڑائی کی تعزیت کیے فرور گیا تھا۔ معز الدولہ نے اسکی عزت کی تھی اور زمین خدمت چومی تھی۔ طالع کے زمانہ میں یہ ہوا کہ عضد الدولہ نے طالع کے پاس قاصد بلانے کو بھیجا۔ طالع فوراً کھڑا ہو گیا تاخیر کر نیکی جرت نہ ہوئی۔

۳۴۲ھ میں عضد الدولہ کا انتقال ہو گیا خلیفہ نے اسکے بجائے اسکے بیٹے صمصام الدولہ کو شمس الملک کا خطاب دیکر مقرر کر دیا اور سات خلیفہ میں اور ایک تاج اور دو تھڑے عطا کئے۔

۳۴۳ھ میں معز الدولہ عضد الدولہ کا بیٹا ہو گیا۔

۳۴۵ھ میں صمصام الدولہ کا ارادہ ہو گیا کہ بیٹی اور سوتی کپڑے پر جو بغداد اور اس کے اطراف میں سے جاتے تھے ٹیکس لگا دے جس میں قریب ایک کروڑ درہم سالانہ کی آمدنی کی توقع تھی۔ یہ لشکر لوگ جامع مسجد منصور میں جمع ہو گئے اور ارادہ کر لیا کہ ہجرت کی نماز نہیں پڑھیں گے اور ایک دن تہہ برپا کر دیا صمصام الدولہ کو مجبوراً اس ارادہ سے باز رہنا پڑا۔

۳۳۷ء میں مصمام الدولہ پر اس کا بھائی شرف الدولہ چڑھ آیا مصمام الدولہ کو ہزیمت ہوئی۔ شرف الدولہ نے مصمام الدولہ کی آنکھیں نکلوا ڈالیں۔ تمام فوج کا سلطان شرف الدولہ کی طرف ہو گیا جس وقت سے بغداد میں داخل ہوا تو طالع نے شہر سے باہر نکل کر مبارکبادی ا۔ اس کو نائب السلطنت بنا کر ایک تاج عنایت لیا اور عہد نامہ لکھ کر خود شرف الدولہ سے پڑھوایا اور آپ سنا رہا۔ ۳۳۸ء میں شرف الدولہ نے ماموں کی طرح کا ایک رسد گاہ (جس میں سیاروں کی چال معلوم کیا کرتے ہیں۔ مترجم) بنوایا۔ اسی سال بغداد میں قحط پڑ گیا جس کی وجہ سے بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے۔ بصرہ میں سخت گرمی پڑی اور لوہی پھر آ رہی آئی۔ وجہ کا پان اور مقدر سو کہ گیا کہ زمین نظر آنے لگی جو کشتیاں پہلے کبھی ڈوب گئیں تھیں وہ نظر آنے لگیں۔ ۳۳۹ء میں شرف الدولہ مر گیا اور ابونصر اپنے بھائی کو اپنا قائم مقام کر گیا۔ طالع اس کے مکان پر نتریت کے لئے گیا ابونصر نے چند مرتبہ زمین خدمت چومی پھر ابونصر طالع کے پاس آیا اور طالع نے اعیان سلطنت کی موجودگی میں اسے سہت خلعت جس میں سب اعلیٰ درجہ کی سیاہ خبا اور سیاہ عمامہ تھا عطا کیں گلے میں گلو بند اور ہاتھ میں کنگن پہنائے حاجیہ ظہیر ابیہ کے ہونے سانس چلے اور ابونصر نے زمین خدمت چومی اور کرسی پر بیٹھ گیا عہد نامہ پڑھا گیا طالع نے اس کا خطاب بہار الدولہ ضیاء الملت مقرر کیا۔ ۳۴۰ء میں طالع کو بہار الدولہ کے گرفتار کر لیا اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے بہار الدولہ کے ایک خواص کو گرفتار کر لیا تھا۔ خلیفہ سنان بیان میں تلوار حائل کئے ہوئے بیٹھا تھا کہ بہار الدولہ آیا اور زمین خدمت چوم کر کرسی پر بیٹھ گیا اتنے میں بہار الدولہ کے آدمی آئے اور طالع کو تخت سے گھسیٹ کر نیچے گرا دیا وہ لگی جو کثرت سے آگے تھے انھوں نے خود اسکو امی کے کپڑوں سے بانڈھ کر دیار السلطنت میں پہنچا دیا۔ اس واقعہ سے تمام شہر کانپ اٹھا۔ بہار الدولہ نے طالع کو لکھا کہ خود کو خلع کر کے اپنے بیٹے قادر باللہ کو سلطنت سپرد کر دے۔ اس تحریر پر تمام اکابر اور اشراف سلطنت کے دستخط تھے۔ یہ واقعہ ۱۹ شعبان ۳۴۱ء کو ہوا۔ قادر باللہ اس وقت بلخ میں تھا اسکو بلا بھیجا اور اس سے بیعت کر لی۔ طالع قادر باللہ کے یہاں اچھے طرح نہایت تعظیم و تکریم سے رہتا رہا ایک مرتبہ اس کے پاس ایک معمولی روشنی کا چراغ بھجوا دیا تھا جس کا اس نے انکار کیا پھر اس وقت سے اس کے پاس پوری رسمائی کا چراغ پہنچتا رہا۔ آخر شب عید الفطر ۳۴۱ء میں اس دنیا سے واپس کو چھوڑ کر دفن فرما دیا گیا۔ قادر باللہ نے جانے کی کاز پر طعناں اس کے دوست خدام و اکابر اس کے ساتھ ہو کر سزا مقدسہ تک پہنچائے تھے۔ شرف الدولہ نے اس کے مرثیہ میں ایک قصیدہ لکھا۔ طالع آل ابی طالب سے بہت زیادہ متخرف

یہاں اس کے زمانہ میں لوگوں کے دلوں سے بائبل ہیبت اٹھ گئی تھی حتیٰ کہ شعراء نے اسکی بیخ کنی تھی اس کے بعد میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ حافظ ابن سنی۔ ابن عدی۔ فضال کبیر۔ بصرانی۔ سحرکی ابو سہل صلحوی۔ ابوبکر رازی حلفی۔ ابن خالویہ۔ انوری امام اللغات۔ ابوالہمام فارابی صاحب دیوان الادب و فاضل شاعر۔ ابو زبیر المرزبی شافعی۔ وارکی۔ ابوبکر ابهری شیخ المالکیہ۔ ابواللیث سمرقندی۔ امام الحنفیہ۔ ابوعلی الفارسی نحوی۔ ابن علاب مالکی۔

(۲۵) القادر بالله ابو العباس

القادر بالله ابو العباس احمد بن اسحاق بن مقتدر یہ بادشاہ ایک ام ولد موسومہ ہنسی یاد منہ کے پلین سے ۳۳۶ھ میں تولد ہوا اور طالع کی خلع کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ الطالع لنگ کی خلع کے وقت چونکہ یہ موجود نہیں تھا۔ ۱۰۰ رمضان المبارک کے بعد در بالیا ہوا آیا اور ۱۱ رمضان کو مجلس عام کے سامنے تخت پر بیٹھا شعراء نے اس کے سامنے قصائد ہتھیت پڑھے شریف رضی شاعر لکھا ہے (ترجمہ شعر) اے نبی عباس خلافت کی شرافت کو آج پھر ابو العباس نے زندہ کر دیا ہے اس صاحب قوت کو زماہ ایک اتفاق کے ساتھ قائم رکھے۔ خطیب کہتے ہیں کہ قادر بالله نہایت دیانتدار اور صاحب سیاست تھا۔ ہمیشہ تہجد ادا کیا کرنا تھا صدقہ اور خیرات بہت کرتا تھا حسن طریقت میں بہت مشہور تھا۔ فقہ میں علامہ ابی بشر ہرزی شافعی سے زیادہ قابل تھا ایک کتاب فضائل صحابہ تکمیر معزہ قائلین خلق قرآن میں لکھی تھی جو ہر جمعہ کو محدثین کے سامنے جامع مسجد مہدی میں پڑھی جایا کرتی تھی (ترجمہ ابن الصالح فی طبقات الشافعیہ)۔ ذہبی کہتے ہیں کہ شوالی سنہ اول تخت نشینی میں ایک مجلس عظیم منعقد کی گئی جس میں قادر بالله اور یار الزولہ دونوں نے آپس میں وفاداری کی قسمیں کھائیں اور قادر نے سوائے اپنے گھر کے تمام سلطنت اس کے سپرد کر دی۔ اسی سال والی مکہ ابو الفتوح الحسن بن جعفر علوی نے لوگوں سے اپنی بیعت لیلی اور اسٹڈ بالله اپنا لقب اختیار کر لیا۔ خلافت اس کے سپرد ہو گئی اور مکہ معظمہ سے بادشاہ مصر کی سلطنت اٹھ گئی مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد ابو الفتوح میں ضعف آگیا اور عزیز عبیدی کی اطاعت پھر قبول کر لی۔ ۳۸۲ھ میں وزیر ابو نصر ساہوراروشیر نے کرخ میں ایک مکان بنوا کر اس کو آباد کیا دارالعلم اس کا نام رکھا اس میں ایک کتب خانہ قائم کیا گیا جس میں خرید کر اس میں رکھیں اور ان سب کو علماء کے لئے وقف کر دیا۔ ۳۸۴ھ میں عراقی جو جگہ کو گئے

تھے وہ راستے میں سے ہی واپس آئے کیونکہ صیقل الاعرابی نے بلاٹکیس کے ان کو جانسیے روک دیا تھا۔ اسی طرح اہل شام اور اہل یمن بھی واپس ہو گئے تھے البتہ اہل مصر کے حج کیا تھا۔

۳۸۶ء میں سلطان فخر الدولہ مرگیا اور اسکے قائم مقام اس کا بیٹا دستم جسکی عمر کل ۴ برس کی تھی رہے وغیرہ کا حاکم مقرر ہوا اسکا لقب قادر نے مجدد الدولہ تجویز کیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ بات نہایت تعجب کی ہے کہ ۳۸۷ء اور ۳۸۸ء میں نوبادشاہ فوت ہو گئے منجملہ ان کے منصور بن نوح بادشاہ ماوراء النہر۔ فخر الدولہ والی رے و جبال۔ عزیز بلیدی صاحب مصر بھی تھے۔ ابو منصور عبد الملک شاعر نے ان نو بادشاہوں کے متعلق مثنوی بھی لکھی ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ عزیز صاحب مصر ۳۸۶ء میں انتقال کر گیا اس نے اپنے والد کی فتوحات میں حصہ۔ حجاز۔ حلب کا اضافہ کیا تھا۔ موصل اور یمن میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور ان ملک میں اس کے نام کا صک بھی مضروب ہوا۔ جھنڈے پر اسکا نام لکھا گیا اس کے انتقال کے بعد اسکی جگہ اس کا بیٹا منصور بیٹھا اور اپنا لقب الحاکم ہامرا اللہ مقرر کیا۔

۳۹۱ء میں سجستان میں ایک سونے کی کان برآمد ہوئی لوگ اس کی مٹی کو صاف کر کے سونا نکالتے تھے۔ ۳۹۳ء میں نائب مشق اسود الحاکمی نے مغربی کو پکڑا کر ایک گدھے پر سوار کر کے تشہیر کرایا ایک سادی آگے آگے نہا کر تاج تاقا کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو (حضرت) ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) و (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے نسبت رکھے تشہیر کے بعد انکو قتل کر دیا گیا۔ خداوند تعالیٰ ان پر رحم فرما اور انکے قاتل اور اسکے بادشاہ حاکم کو قیامت میں سزا دے۔ ۳۹۲ء میں شریف ابو احمد حبیب بن موسیٰ موسیٰ کو بیمار الدولہ نے قاضی القضاة بنایا اور اسکا کے ساتھ امیر الحاج مشصف حج وغیرہ کا عہدہ بھی تفویض کیا اور انکی ماتحتی میں شیراز تک علاقہ کر دیا مگر چونکہ انقادرب اللہ نے ان کو منظور نہ کیا اسواسطے انھوں نے اپنے نہدہ کے متعلق کام نہیں کیا۔ ۳۹۵ء میں حاکم نے مصر میں ایک علماء کبار کی جماعت کو قتل کرا ڈالا۔ مسجدوں کے دروازوں اور عام راستوں پر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو گالیاں لکھوائیں عمال کو حکم دیا کہ صحابہ کو گالیاں دلوائی جا سں کتے پالنے والوں کو قتل کا حکم دیا ققاع (ایک قسم کا شربت یا شراب غیر نشہ آور ہے) اور طرخیا (ایک دوا ہے جس کو جباری بستانی اور بقول بعض سفید مرز بولتے ہیں) کو باطل قرار دیا اور اس پھلی کو جس پر چھلکانہ ہو کھانے سے منع کر دیا اور منع کرنے کے بعد جس شخص نے اسے فروخت کیا اسکو قتل کرا ڈالا۔ ۳۹۶ء میں حاکم نے مصر اور حرین شریفین میں حکم دیا کہ جس جگہ میرا نام لیا جائے بازار ہو یا عوامی عام سننے والا ادب اور تعظیم کے لئے کھڑا ہو جائے یا کمرے اور مسجدیں کیا کرے۔

۳۹۸ء میں بغداد کے اندر شیعہ سنیوں میں فساد ہو گیا فساد نے اتنا دل کھینچا کہ قریب تھا کہ شیخ ابو حامد اسفرائینی مقتول ہو جائیں۔ رافضیوں نے بغداد میں یا حاکم یا منصور کہہ کر چیخا شروع کیا تاہم باللہ نے اس فساد کو رنج کیا اور جوہل فارس قادر کے دروازہ پر موجود تھے انکو اہل سنت کی مدد کے لئے روانہ کیا جنھوں نے شیعہوں کی سرکوبی کر دی۔ اسی سال حاکم نے قمامہ کے گرجا کو جو بیت المقدس میں تھا گروا دیا۔ مہر کے تمام گرجاؤں کو اسکے ساتھ گرا دینے کا حکم دیا نصاریٰ کے متعلق احکام جاری کئے کہ وہ اپنی گردنوں میں ایک گز لمبی اور پانچ رطل معری وزنی صلیب لٹکائے رکھیں۔ یہودیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی گردنوں میں قرآنی لٹکائے رکھیں سیاہ عمامے باندھیں یہ دیکھ کر بہت سے یہودی اور عیسائی مسلمان ہو گئے کچھ دنوں بعد پھر ان احکام کو منسوخ کر دیا اور جو لوگ باگراہ مسلمان ہو گئے تھے انکو نئے دین میں جانیکا حکم دیا۔ ۳۹۹ء میں ابو عمر قاضی بصرہ معزول کر دئے گئے اور انکی جگہ قاضی ابو الحسن بن ابی شوارب مقرر کئے گئے۔ اسی سال سلطان بنی امیہ کی اندلس میں سلطنت ضعیف ہو گئی اور انکا نظام جاتا رہا۔ ۴۰۰ء میں دہلیہ چڑھ آیا جس سے سخت نقصان ہوا۔ ۴۰۲ء میں حاکم نے کھجور اور انگور کی فروخت بند کر دی۔ ۴۰۳ء میں رات یا دن میں عورتوں کو راستوں میں نکالنے سے ممانعت کر دی اور یہ حکم اس کے مرنے تک بجا رہا۔ ۴۱۱ء میں حاکم مصر کے علاقہ میں موضع حلوان کے اندر قتل کر دیا گیا خداوند تعالیٰ اس پر لعنت کریں اس کے بعد اس کی جگہ اسکا بیٹا علی بیٹھا اور اپنا لقب اس کے الظاہر الرازوی بن اللہ مقرر کیا انھیں ایام سے اس کی سلطنت ضعیف ہو گئی اور حدود سلطنت سے طلب اندر اکثر شام نکل گیا۔ ۴۲۲ء میں القادر باللہ شب ووشنبہ الارزوالحجہ کو بحر ستاسی سال اکتا بیس برس تین ماہ سلطنت کر کے انتقال کر گیا۔ اس کے زمانہ میں حسب ذیل علمائے اہل نقل کیا۔ ابو اسگری ادیب۔ رمانی نحوی۔ ابو الحسن مابریجی شیخ شافعیہ۔ ابو عبد اللہ المرزبانی۔ صاحبین عباد وزیر مؤید الدولہ رہی ہے جس نے دو وزراء میں سے پہلے صاحب کالقب حاصل کیا تھا۔ دارقطنی الحافظ۔ ابن شاہین۔ ابو بکر اودی امام الشافعیہ۔ یوسف بن سیرانی۔ ابن رطلق المصری۔ ابن ابی زبیر المالکی۔ شیخ المالکیہ۔ ابو طالب المالکی صاحب قوت العلون۔ ابن بطنہ الجنبلی۔ ابن شمیمون واعظ۔ خطابی۔ فاتمی۔ اللغوسی۔ ادفوسی ابو بکر۔ زاسر خسی شیخ الشافعیہ۔ ابن علیون المقرنی۔ کشمینی راوی اتحیح۔ معامی بن زکریا السردانی۔ ابن خیر منباز۔ ابن جینی۔ جوہری صاحب الصحاح۔ ابن فارس صاحب الجمل۔ ابن مندرة الحافظ۔ ابن بیل شیخ الشافعیہ۔ اصنع بن مفرج شیخ المالکیہ۔

بدیع الزماں رحیم نے سب سے پہلے نقایات مرتب کئے (ابن لال - ابن ابی زینب - ابو حیان التوحیدی
 الواو شاعر - ابو موسیٰ صاحب المغزیبین - ابو اریح السبی شاعر - جلیبی شیخ الشافعیہ - ابن لغار ص - ابوالحسن
 القاسمی - قاضی ابوبکر یاقلانی - ابوطیب صعلوکی - ابن اکفانی - ابن ہناتہ صاحب الخطیب - صمیری
 شیخ الشافعیہ - حاکم صاحب مستدرک - ابن کج - شیخ ابو حامد الاسفرائینی - ابن فورکد شریف الرشی -
 ابوبکر الرازی صاحب الاقاب - حافظ عبدالغنی بن سعید ابن مروزیہ - ہمدانی الشربین سلانہ القریب
 المفسر - ابو عبد الرحمن بن علی بن شیخ الصوفیہ - ابن البواب صاحب الخطیب عبد الجبار المعتزلی - محمد علی امام الخافعیہ
 ابوبکر القفال شیخ الشافعیہ - انسداد ابواسحاق الاسفرائینی - اللالکائی ابن القجار عالم اندلس - علی بن
 عیسیٰ ربیع نحوی و دیگر اشخاص — ذہبی کہتے ہیں کہ اس کے زمانہ میں حسب ذیل حضرات بھی تھے -
 سراج اشعری ابواسحاق الاسفرائینی ، سراج معتزلہ قاضی عبد الجبار - سراج رافضی شیخ المفید سراج
 کرامیہ محمد بن البصیم - سراج القزاز ابو الحسن حامی - سراج المحدثین حافظ عبدالغنی بن سعید - سراج الصوفیہ
 ابو عبد الرحمن سلمی - سراج الشعراء ابو عمر بن دجاج - سراج الجورین ابن بونہبیت - سراج الملوک سلطان محمود
 بن بکتکیب - اور میرے نزدیک اس فہرست میں یہ لوگ بھی زیادہ کر کے چاہئیں - سراج الزنادقہ
 حاکم باہر اللہ - سراج اللغویین جوہری سراج نوریان ابن جنی - سراج بلخارید یح - سراج خطباء
 ابن ہناتہ - سراج المسرین ابو القاسم بن حبیب نیشاپوری اسراج الخلفاء قادر باللہ - اسواسطے کہ وہ بھی
 بہت بڑا فقیہ اور صاحب تعریف تھا اس کی نسبت یہ کہہ سکتا کافی ہے کہ شیخ تقی الدین بن عسار نے اسکو
 فقہار شافعی سے شمار کیا ہے اور طبقہ فقہاء ہی میں ذکر کیا ہے - ملا وہابیہ کہ اسکی سلطنت بہت زیادہ
 رہی ہے -

(۲۶) قائم باہر اللہ ابو جعفر

قائم باہر اللہ ابو جعفر عبداللہ بن القادر باللہ نصف ذیقعدہ ۳۹۱ھ کے اندر ایک اور مینی ام دار
 موسومہ بدرالرحی (واقول جعفر نظر اللہی) کے شکم سے پیدا ہوا یہ اپنے والد ہی کی حیات میں ولید تھا
 اس کے والد نے ہی اسے قائم باہر اللہ کا خطاب دیا تھا - اس کے باپ کے مرتیکے بعد ۳۲۲ھ میں خلافت
 اس کے سپرد کی گئی - ابن اثیر کہتے ہیں کہ قائم باہر اللہ نہایت خوبصورت - بلج - متقی - عابد
 زاہد - عالم - خدا پر پورا بھروسہ رکھنے والا - بہت خیرات کر نیوالا - صابر - اعلیٰ درجہ کا ادیب - جز
 عادل - محسن حاجتیں پوری کر نیوالا تھا - جس شخص نے جو کچھ مانگا کبھی کسی کو محروم نہیں رکھا -
 و طیب کہتے ہیں کہ ۳۵۵ھ کے نزدیک جو اسپر سیاہ بخت قائم رہا - نزعہ کا سبب یہ ہوا کہ اسکا

ترکی بسا سیر میں کی عظیم شد اور وقت بہت زیادہ ہو گئی تھی اور اسکا مد مقابل نہ ہو سکا کوئی شخص نہیں تھا اس لئے اسکی نشان اور ولعت اور بھی زیادہ ترقی کر گئی تھی اسکا ذکر ہر شخص کی زبان پر جاری تھا عربی اور عجمی سب اس سے ڈرتے تھے مغربوں پر اسکیو اسلئے دعائیں مانگی جاتی تھیں لوگوں کا مال لوٹا تھا۔ گاؤں خراب کر دئے تھے قائم چونکہ وہاں ہوا تھا اسلئے کوئی چارہ کار نہیں تھا اول تو وہ قائم سے اپنی طرح رہا مگر بعد میں کچھ سہو وطن ہو گیا اس سبب دار الخلافت کے لوٹنے اور خلیفہ کو گرفتار کر لینے کا ارادہ کر لیا یہ دیکھ کر خلیفہ نے ابو طالب محمد بن علیا ل سلطان غزا المعروف بطغر لیک سے مدد چاہی جو رہے یہ حاکم تھا اسکے آنے تک بسا سیری کے گھر میں آگ لگا دی طغر لیک ۳۴۷ھ میں مدد کے لئے آ پہنچا بسا سیری رحبہ کی طرف بھاگ گیا وہاں اس سے بہت ترک آئے پھر اس نے والی مصر کو لکھا اسلئے مال سے اسکی امداد کی پھر تپال طغر لیک کے بھائی کو اس نے اپنی مدد کو لکھا اور اسکو اس بات کا لالچ دیا کہ اگر میری فتح ہو گئی تو میں تجھے طغر لیک کی بجائے منصب عطا کر دوں گا۔ تپال نے اس لالچ میں آ کر اپنے بھائی طغر لیک پر خروج کر دیا بسا سیری اب یا لمینان تمام ۳۵۰ھ میں بغداد چلا آیا اس کے ساتھ رايات مصر یہ بھی تھے خلیفہ نے باہر نکل کر اسکا مقابلہ کیا جامع مسجد منصور میں والی مصر المستنصر کا خطبہ پڑھا جانے لگا اذان میں حی علی خیر العمل زیادہ ہو گیا اس کے بعد خلیفہ کے علاوہ تمام جگہ اس کے نام کا خطبہ شروع ہو گیا۔ لڑائی نے ایک مہینے طول کھینچا۔ آخر ذوالحجہ میں بسا سیری نے خلیفہ کو گرفتار کر کے غانہ لیجا کر اس کو وہاں قید کر دیا۔ ادھر طغر لیک نے اپنے بھائی ہمیش فتح پائی اور اسے قتل کر دیا پھر غانہ کے منولی کو لکھا کہ خلیفہ کو رہا کر کے بعزت تمام دار الخلافت میں پہنچا دے چنانچہ اس نے خلیفہ کو رہا کر دیا اور خلیفہ ۵ ذیقعدہ ۳۵۱ھ میں اپنے مکان پر پہنچ گیا۔ جسوقت خلیفہ دار الخلافت میں داخل ہوا ہے تو نہایت بزرگی اور احتشام کے ساتھ تھا۔ امداد اور حاسبین اس کے جلو میں تھے طغر لیک نے ایک لشکر تیار کر کے بسا سیری پر فوج کشی کر دی اور اس پر فتح تیار قتل کر دیا اور سر کاٹ کر لہندا بھجیر دیا۔

جسوقت خلیفہ لوٹ کر دار الخلافت میں آیا ہے اس نے معلیٰ پر سوتا اختیار کر لیا دن کو روزہ رکھتا اور رات کو نمازیں پڑھتا رہتا تھا جس نے اسکو تکلیف پہنچائی تھی اس کو معاف کر دیا جس حسین اس کے مکان سے کچھ لوٹا تھا وہ بغیر قیمت کے واپس نہیں لیا اور یہ کہا کہ ان سب چیزوں کا حساب مجھے خداوند تعالیٰ کو دینا ہے۔ تکیہ پر پھیر کبھی سر نہ رکھا۔ کہتے ہیں کہ جب اس کا گھر لوٹا گیا تھا تو کوئی چیز ہر دو لوب کی اس کے مکان سے برآمد نہیں ہوئی تھی

جو اس کی دینداری کی ایک اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ جسوقت اسکو بساہیری نے قید کر دیا تو اس نے یہ دعا لکھ کر مکہ معظمہ میں بھیج کر کعبہ شریف کے دروازہ پر آویزاں کرادی تھی۔

بندہ مسکین کی طرف سے اللہ العظیم کی بارگاہ میں۔ اہا العالمین! آپ بھیدوں کے جاننے والے ہیں دلوں کا حال

آپ پر خوب روشن ہے۔ الہی آپ تو علم میں نعمی ہیں اور اپنی خلقت کا حال پوری طرح جانتے ہیں۔

الہی اس بندے نے آپ کی نعمتوں کا کفران کیا تھا شکر نعمت نہیں بجا لایا تھا۔ عواقب سے نا اید ہو گیا تھا

موت کو بھول گیا تھا آپکے حکم کی تعمیل سے قاصر رہا حتیٰ کہ ہم پر ایک پانچی مسلط ہو گیا، ہمارے ساتھ اس

نے شتمی کی۔ الہی انصرت اور مدد کم ہو گئی۔ ظلم غالب ہو گیا۔ الہی! آپ ہر چیز پر مطلع ہیں آپ عالم

اور منصف ہیں حاکم ہیں آپ ہی ہم فریاد کرتے ہیں۔ آپ ہی کی طرف بھاگتے ہیں۔ آپ ہی سے پناہ مانگتے

ہیں۔ الہی آپ کی مخلوق نے مجھ پر غلبہ کیا ہے میں آپ ہی سے فریاد کرتا ہوں۔ آپ ہی کو انصاف

سوچتا ہوں آپ ہم سے ظلمات کے پر سے اٹھا دیجئے اور اپنے فضل و کرم کے دروازے کھول دیجئے۔

ہم میں انصاف کیجئے آپ ہی خیرالحا کہیں ہیں۔ ۲۲۸ھ میں الظاہر عبیدی والی مصر مر گیا

اس کی جگہ اسکا بیٹا المستنصر بہت سالہ قائم ہوا اس نے ساٹھ برس اور چار مہینہ سلطنت کی۔

ذہبی کہتے ہیں کہ اتنی مدت کسی خلیفہ یا بادشاہ نے حکومت نہیں کی اسکی دوران سلطنت میں

مصر کے اندر البیاطی پڑا جسکی نظیر سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے اور کسی زمانہ میں

نہیں ملتی یہ قحط سات سال تک رہا بعض آدمیوں نے دوسرے آدمیوں کو کاٹ کاٹ کر کھالیا ایک ایک

روٹی پچاس پچاس دینار میں فروخت ہو گئی۔ ۲۲۳ھ میں معز بن نادیس نے خطبوں سے

عبیدیوں کا نام ملک مشرق میں نکھوادیا اور وہاں ابو عباس کا نام پڑھا جانے لگا۔ ۲۲۷ھ میں

سلطان ابراہیم بن سعود بن محمود بن سبکتگین بادشاہ غزنہ اور سلطان جعفری بک بن سلجوقا طغر بک

کے بھائی والی خراسان کے درمیان ایک بہت بھاری لڑائی کے بعد عہد نامہ صلح مرتب ہوا اور

اسکے ایک سال بعد ہی جعفری بک کا انتقال ہو گیا اسکی جگہ اس کا بیٹا البارسلان تخت نشین ہوا۔

۲۲۵ھ میں خلیفہ نے بیت درو اور ہر امکانی گوشش مراجعت کے بعد اپنی بیٹی کی شادی طغر بک

بک سے کر دی یہ ایک ایسی بات تھی جو آج تک کہی نہیں ہوئی کہ کسی عباسی نے کسی عباسیہ کی شادی غیر

سے کی ہوئی کہ نبی بویہ کو بھی باوجود انکی حکومت اور قہر پر جو خلفاء پر تھا کبھی لڑکی نہیں دی تھی میں

کہتا ہوں کہ بویہ کے زمانہ میں یہ حال ہے کہ کسی نے خلیفہ نے اپنی بیٹی کو نائب السلطنت کے ایک

غلام سے بیاہی چہ جائیکہ خود نائب السلطنت ہو۔ لَیَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

۳۵۵ء میں خلیفہ کی بیٹی کو لیکر طغرل ایک بغداد آیا مواریت اور خراج کو واپس کر دیا پھر بغداد
 پر ڈیر لگا گویا لاکھوں لگا کر کے کو چلا گیا وہاں پہونچ کر رمضان شریف میں انتقال کر گیا خداوند تعالیٰ اس
 کے گناہوں کو معاف نہ کرے اس کے بعد اس کا قائم مقام اس کا بھتیجا الب ارسلان والی خراسان ہوا حکمرانی
 قائم نے خلعت روانہ کیا۔۔۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ سب پہلا بادشاہ ہے جو بغداد کے منبروں پر سلطان
 کے لقب سے پکارا گیا جتنی قوت اسے حاصل ہوئی کسی سلطان کو حاصل نہیں ہوئی اس نے نصاریٰ کے اکثر
 شہروں کو فتح کیا نظام الملک کو اپنا وزیر بنایا اس نے وزیر سابق عمید الملک کی برائیوں مثلاً اشعریوں
 کو برا بھلا کہنا ترک کرنا یا شافعیہ کی مدد کی امام الحرمین اور ابوالقاسم نقشیری کی تعظیم و تکریم کی مدرسہ
 نظامیہ کی بنیاد رکھی۔ بیان کرتے ہیں کہ سب سے اول فقہاء کیلئے یہی مدرسہ بنایا گیا تھا۔۔۔
 ۳۵۸ء میں باب ارجح میں ایک ایسی لڑکی پیدا ہوئی جس کے ایک بدن پر دوسرا دروچہ چہرے
 اور دو گردنیں تھیں۔۔۔ اسی سال ایک ستارہ چاند کے برابر نمودار ہوا جس کی بہت بڑی شمع
 پڑتی تھی لوگ اسے دیکھ کر خوف کھاتے تھے۔ دس رات تک اسی آفتاب کے ساتھ نکلا پھر ریشی کم
 ہوتی گئی حتیٰ کہ بالکل غائب ہو گیا۔۔۔ ۳۵۹ء میں بغداد میں مدرسہ نظامیہ باکمال کھل گیا اس
 کے مدرس شیخ ابو اسحاق شیرازی مقرر ہوئے طالب علم ہر چار طرف سے آئے مگر شیخ ابو اسحاق کہیں تعجب
 کئے ان کے بجائے ابن حبیب صاحب شامل نے درس دینا شروع کر دیا اس کے بعد لوگوں نے شیخ ابو اسحاق
 شیرازی کو بھی خوش کر لیا اور انھوں نے درس و تدریس کا کام شروع کر دیا۔۔۔ ۳۶۰ء میں
 رملہ میں اس قدر زور کا زلزلہ آیا کہ رملہ کو بالکل خواب و تشہہ کر دیا کنوؤں سے پانی اچھل کر گرنے
 لگا بچیس ہزار آدمی ہلاک ہوئے سمندر اپنی جگہ سے بقدر ایک مسافت کے دور ہٹ گیا مچھلیاں جو
 وہاں رہ گئی تھیں لوگ انکو پکڑنے لگے کہ یکا یک پھر پانی ٹوٹ کر آیا اور کام آدمی وہیں رہ گئے اور
 ہلاک ہو گئے۔۔۔ ۳۶۱ء میں جارج مسیور دمشق میں آگ لگ گئی اسکے نقش و نگار پر پانی پھیر گیا اسکی
 خوبصورتی جاتی رہی اسکی چوت میں جو جائزی سودنا لگا ہوا تھا سب جاتا رہا۔۔۔ ۳۶۲ء میں
 سلطان الب ارسلان کو امیرک کے پہنچنے سے آکر اطلاع دی کہ معظم میں مستنصر کے نام خطبہ موقوف ہو کر
 پھر عینا سیوں کا خطبہ شروع ہو گیا ہے۔ اذان میں حی علی خیر العمل پڑھنا چھوڑ دیا گیا ہے۔ سلطنت نے
 اس خوجہری کو سن کر اٹھی کو طیس ہزار دینار اور خلعت عطا فرمایا اس خطبہ کے تغیر وغیرہ کا سبب وہی
 قحط تھا جنکی وجہ سے سلطنت مصر کے نظام میں سخت خلل اور ضعف آگیا تھا کیونکہ یہ قحط براہست
 سال تک رہا تھا حتیٰ کہ آدمیوں نے آدھوں کو کھایا تھا ایک بیاناہ غلہ کی قیمت سو دینار ہو گئی

تھی ایک کتا پانچ دینار اور ایک بلی تین دینار میں فروخت ہو گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک عورت قاہرہ کے ایک پیمانہ میں جواہر بھر کر نکلی اور اس نے آواز دی کہ کوئی شخص ہے جو ابرات کے بدلہ میں اس پیمانہ کو غلہ سے بھر دے مگر اس کی طرف کسی نے التفات نہیں کیا۔ ۳۶۳ھ میں حلب والوں نے حبیبیوں اور سلطان ابی اسلمان کی قوت اور مستنصر کی زوال سلطنت دیکھی تو اپنے یہاں عباسیوں کے نام کا خطبہ شروع کر دیا۔ اسی سال مسلمانوں اور اہل روم میں سخت معرکہ آرائی ہوئی اور الحمد للہ کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اس جنگ میں سلطان ابی اسلمان کے خورج بنفس نفیس بحیثیت سپہ سالار کے کام کیا تھا اور بادشاہ روم کو گرفتار کر لیا تھا مگر بعد میں ایک بہت بڑی رقم لیکر اس کو چھوڑ دیا تھا اور پچاس سال کے لئے راجہ ہندوستان میں لکھوائی تھی۔ بادشاہ روم کی رہائی کے بعد سلطان ابی اسلمان نے دریافت کیا کہ جہت خلیفہ کدھریے لوگوں کے بتلانے کے بعد سلطان کسرتکا کو کے بجا آوری خدمت خلیفہ کا بیٹا رہ گیا۔ ۳۶۴ھ میں بکریوں میں ایک عام وبا آئی کہ ریورٹ کے ریورٹ صاف ہو گئے۔ ۳۶۵ھ میں سلطان ابی اسلمان قتل ہو گیا اور اسکے بجائے اسکا بیٹا ملک شاہ قائم ہوا۔ اسکا لقب جلال الدولہ مقرر ہوا اس نے بھی قلمدان وزارت نظام الملک کے سپرد کیا اور اس کو اتا بک جسکے معنی امیر الدولہ کے ہیں خطاب دیا یہ پہلا شخص ہے جس کو یہ اول خطاب دیا گیا۔ اس سال مصر میں بدستور قحط موجود رہا حتیٰ کہ ایک عورت نے ایک خمیر کی روٹی تیار دینار کو خرید کر کھائی۔ وہ بھی زیادہ رہی۔ ۳۶۶ھ میں بغداد میں سیلاب چڑھا آیا وہ جہل میں تھیں گز سے بھی زیادہ پانی آگیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ جان و مال کا نقصان ہوا چوپائے مرگے لوگ کشتیوں میں پناہ گزین ہوئے حتیٰ کہ دیو مرتبہ جمعہ کی نماز کشتیوں میں ہوا۔ خلیفہ نے نہایت تفرع و زاری کیسیا اور گاہ خداوندی میں دعائیں مانگیں۔ ایک لاکھ بلکہ زیادہ مکان شمار ہونے کی وجہ سے بغداد ایک چٹیل میدان بن گیا۔ ۳۶۷ھ میں ہمارے شہان جہرات کی رات کو قائم بامر اللہ کا انتقال ہو گیا جسکی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے عہد کھلوائی تھی رات کو آرام سے سو یا مگر سوتے ہوئے کہیں غم میں رگڑ لگی اور منہ کھل گیا رات بھر خون چلا گیا صبح آنکھ کھلی تو نہایت اس درجہ تھی کہ ہلا نہیں جاتا تھا یہ دیکھ کر اس نے اپنے پوتے عبداللہ بن محمد کو جوڑو بچھڑا دیا اور ہسکو و حینیس کرنے کے بعد انتقال کر گیا قائم بامر اللہ نے پینتالیس سال خلافت کی۔ اسکے زمانہ میں حسبِ میل علمائے انتقال فرمایا۔ ابو بکر برقانی۔ ابو الفضل ثعلبی مفسر۔ قیویری شیخ حنیفہ۔ ابن سینا شیخ الفلاسفہ۔ ہیار شاہ۔ ابو نعیم صاحب حلیۃ۔ ابو زید یوسی۔ بردعی مالکی صاحب ہندیب

ابو الحسن بصری معتزلی۔ مکی صاحب الاموال۔ شیخ ابو محمد جوینی۔ ہمدانی صاحب تفسیر۔ اقبلی۔ ثنائینی۔ ابو عمر مروان۔ خلیل صاحب ارشاد سلیم رازی۔ ابو العلاء مرقی۔ ابو عثمان جالونی۔ ابن بطال شجاع بخاری۔ قاضی ابو الطیف طبری۔ ابن شیطی مرقی۔ ماوردی شافعی۔ ابن باب شاذ۔ قضائی صاحب شہاب۔ ابن برہان نخوی۔ ابن حزم ظاہری۔ بیہقی۔ ابن سیدہ صاحب حکم۔ ابو یعلیٰ بن قراہ شیخ حنابلہ۔ حضرت شافعی۔ ہذلی صاحب الکامل فی القراءت خورانی رخصیب بغدادی۔ ابن شیبہ صاحب عمدہ۔

(۲۷) المقتدی بامر اللہ ابو القاسم

المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبداللہ بن محمد بن قاسم بامر اللہ۔ یہ ابھی محل ہی میں تھا کہ اسکا باپ مر گیا باپ کے مرنے کے چھ ماہ بعد ایک ام ولد اور جوان نامی کے بطن سے تولد ہوا۔ اپنے دادا کے انتقال کے بعد انیس سال تین ماہ کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا اسکی تاج پوشی کے وقت شیخ ابو اسحاق شیرازی اور ابن صباح اور وامغانی موجود تھے۔ اس کے زمانہ خلافت میں شہروں کے اندر بیت سی نکلیاں اور آثار حسنة ظاہر ہوئے اسکے ایام خلافت میں قواعد خلافت خلیفہ بکر کے حرمت خلافت پڑھ گئی بخلاف گذشتہ ایام کے کہ وہاں اس کے بالکل برعکس تھا اسکے عہد میں سے یہ ہے کہ بغداد میں گانے بجانے کی عادت گروہی گئی۔ حمام میں بغیر تنگی باندھے ہر شخص کے جائیکی بالکل بندش ہو گئی۔ لوگوں کے مکانوں کی تاکہ بے پردگی نہ ہو اس لئے حماموں کے برج گراوئے۔ نجیاء بھی عہد میں یہ خلیفہ نہایت دیندار۔ غیر قوی النفس عالی ہمت تھا۔ اسکی خلافت کے سال اول میں مکہ معظمہ میں عبیدیوں کا پھر خطب پڑھا جانے لگا۔ اسی سال نظام الملک نے غجوں کو جمع کر کے اول نقطہ برج محل سے نور و نفا شروع کرایا اس سے قبل نور و نصف برج حوت میں آفتاب کے آجانے کے روز سے شروع کیا جاتا تھا۔ اب تقویم نظامی ہی سیدہ التقادیم ہو گیا جو اتیک چلا آ رہا ہے۔ ۴۶۸ھ میں دمشق میں مقتدی کے نام کا خطبہ شروع کیا۔ اذان میں سے حی علی غیر العمل نکال دیا گیا پس کر لوگوں کو بہت خوشی ہوئی ۴۶۹ھ میں بغداد میں ابو نصر بن استاد ابو القاسم قشیری اشعری آئے اور مدرسہ نظامیہ میں خطبہ کیا وہ خطبہ میں چونکہ تمام دلائل اشعریہ بیان کئے تھے لہذا حنابلہ کو غصہ آیا اور ایک فتنہ کبیر کھڑا ہو گیا لوگ مخالف اور موافق بڑھ گئے جس کی وجہ سے بہت ہی فتنہ نے ترقی کی اور ایک جماعت اس فساد میں مقتول ہو گئی۔ اسی سال نحر الدولہ بن جبر وزارت مقتدی معزول ہو گیا کیونکہ وہ سخت جانبی تھا۔ ۴۷۵ھ میں مقتدی نے سلطان کی طرف شیخ ابو اسحاق شیرازی کو روانہ کر کے لکھ دیا

کی شکایتیں کیں۔ ۳۶۲ھ میں قحط جاتا رہا اور ارزانی شروع ہو گئی۔ اسی سال خلیفہ مقتدی نے ابو شجراہ محمد بن حسن کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور اسکا لقب کبیر الدین رکھا میرے خیال میں یہ پہلا ہے جس میں دین کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ ۳۶۳ھ میں سلیمان بن قلمش سنجرئی والی تونیس و اقصر اپنے لشکر کو لیکر شام کی طرف گیا اور انطاکیہ پر جو ۳۵۸ھ سے بادشاہ روم کے قبضہ میں تھا قابض ہو گیا سلطان ملک شاہ نے اس پر مبارکباد دی۔ ذہبی کہتے ہیں کہ روم کے شہروں کے بادشاہ آل سلجوقی سے تھے انکی سلطنت ایک مدت تک رہی۔ انکی اولاد زمانہ ملک الظاہر بلبر میں تک بادشاہ رہی۔ ۳۶۴ھ میں بغداد میں کالی آندی آئی۔ بجلی اور کراک بے انتہائی۔ ریشمی آسمان سے بارش کی طرح برس گئی۔ کئی جگہ بجلی گری لوگوں نے خیال کر لیا کہ قیامت آگئی مگر تین ساعت کے بعد عصر کے پیچھے یہ حالت عادی رہی۔ اس حالت کو انہم ابو بکر طروش نے بحشم خود ملاحظہ فرمایا اور اپنی کتاب الیاس لکھا ہے۔ ۳۶۵ھ میں یوسف بن تاشفین والی سبیتہ مراکش نے مقتدی کے حضور میں درخواست کی کہ جو مالک اسکے قبضہ میں ہیں اس کو وہ عنایت کر کے سلطان کا لقب مرحمت فرمایا جائے اسکی یہ درخواست منظور ہو گئی اور اسکو خلعت اور علم بھیج کر امیر المسلمین کا خطاب عطا کر دیا گیا ان عطیات سے اس کے علاوہ فقہاء مغرب بھی بہت خوش ہوئے اسی طرح یوسف بن تاشفین کے شہر مراکش کی بنیاد رکھی ہے۔ اسی سال سلطان ملک شاہ بغداد میں پہلی مرتبہ داخل ہوا۔ دارالملکت میں قیام کیا خلیفہ کے ساتھ جوگان کھیلے اور پھر اصفہان واپس چلا گیا۔ اسی سال حرین شریفین میں مقتدی کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور عبیدی کا موقوف ہو گیا۔ ۳۶۸ھ میں المؤید ابرہیم بن مسعود بن محمود سسکتین والی غزنہ کا انتقال ہو گیا اور اسکی جگہ اس کا بیٹا جلال الدین مسعود تخت نشین ہوا۔ ۳۶۹ھ میں تاج الملک مستوفی الدولہ نے بغداد کے باب الابزر میں مدرسہ بنایا اور ابو بکر شاشی نے اس میں درس دینا شروع کیا۔ ۳۷۰ھ میں فرنگیوں نے تمام جزیرہ سقلیہ پر قبضہ کر لیا اس جزیرہ کو مسلمانوں نے ۳۷۰ھ میں فتح کیا تھا اور اس پر آل اغلب بہت دن تک خلیفہ کی طرف سے حکمراں رہے تھے اسکے بعد اسپر عبیدی مہدی نے قبضہ کر لیا تھا ان سے فرنگیوں نے چھین لیا۔ اسی سال ملک شاہ پھر بغداد آیا اور ایک بہت بڑی جامع مسجد بنوائی اور ان کے چاروں طرف اپنے مکانات بنوائے پھر ملک شاہ اصفہان چلا گیا۔ ۳۷۵ھ میں پھر بغداد آیا اور خلیفہ مقتدی کو کھلا بھیجا کہ فوراً بغداد خالی کر کے جہاں سینک سواویں چلا جائے یہ سن کر خلیفہ بہت گھبرایا اور کچھ مہلت مانگی خزاہ مہلت ایک ہی ماہ کی ہو مگر ایک ساعت کی مہلت دینے سے بھی انکار کر دیا خلیفہ نے بادشاہ کے وزیر سے مہلت مانگی آخر اس نے ہزار وقت دس روز کی مہلت دی ابھی دس روز گزرنے بھی نہ پائے تھے کہ سلطان ملک شاہ بغداد چلا گیا۔

بیمار ہو کر مر گیا لوگوں نے اس اتفاق کو خلیفہ کی کرامت پر محمول کیا۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ مقتدی نے ایام ہجرت میں روزے رکھتے شروع کر دیئے تھے اور افطار کے وقت راکھ پر بیٹھ کر خداوندوجل کو جہ سے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ ملک شاہ کے متعلق دعا مانگا کرتا تھا خداوند تعالیٰ نے اسکی دعا قبول کر لی۔۔۔ حسب وقت سلطان ملک شاہ کا انتقال ہو گیا تو اس کی بیوی نے اسکی موت کو چھپانا اور خفیہ طور پر امراء سے اپنے بیٹے محمود کے لئے جسکی عمر پانچ سال کی تھی ویسجدی کا عہد لیلیا انھوں نے اس کا حلفنا اٹھا لیا۔ پھر مقتدی سے درخواست کی کہ اس کو سلطان بنا دیا جائے مقتدی نے یہ درخواست منظور کر لی اور اس کو ناصر الدینیا والدین کا خطاب دیدیا۔ چند دن کے بعد محمود کے بھائی بربکباروز بن ملک شاہ نے توج کر دیا خلیفہ نے اسکو بھی سلطان بنا کر رکن الدولہ کا خطاب عنایت کیا اور مالک محروسہ میں اس کی اطلاع بھیج دی۔ یہ واقعہ محرم ۳۸۵ھ میں واقع ہوا۔۔۔ اس کے اگلے روز اچانک خلیفہ کا انتقال ہو گیا کہتے ہیں کہ خلیفہ کو اسکی جباریہ شمس النہار نے زہر دیدیا تھا اسکے بعد اس کے بیٹے المستظہر سے بیعت ہو گئی۔۔۔ مقتدی کے زمانہ میں حسین ذیل علمائے انتقال کیا۔۔۔ عبدالقادر جرجانی۔ ابوالولید یاجی۔ شیخ ابواسحاق شہیرازی۔ اعلم النحوی۔ ابن صباغ صاحب شامل۔ المنولی۔ امام الحرمین۔ الدرامغانی حنفی۔ ابن فضل مجاشعی۔ برودی شیخ حنفیہ رحمہم اللہ تھا

(۲۸) المستظہر باللہ ابو العباس

المستظہر باللہ ابو العباس احمد بن المقتدی باللہ شوال ۳۸۵ھ میں پیدا ہوا اپنے باپ کی موت کے وقت بچہ سولہ سال تحت خلافت پر بیٹھا۔۔۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ مستظہر باللہ نہایت نرم طبیعت، کریم الاخلاق، نیک کاموں کی طرف بہت جلد و رغبت کرنیوالا۔ خوشخط۔ الشائیر دانہ تھا ان فنون میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا جو اس کے علم عزیز پر ایک عجیب دلیل ہے۔ علم وسیع رکھتا تھا سخی۔ علماء کو دوست رکھنے والا صلحاء کا جان نثار تھا۔۔۔ اس خلیفہ کو بد قسمتی سے خلافت میں چین نہ ملا بلکہ اس کے ایام خلافت جنگوں کی وجہ سے ہمیشہ مضطرب رہے۔۔۔ سال اول خلافت میں مستنصر عبیدی والی مصر گیا اس کی بجائے اس کا بیٹا المستعلی احمد تحت پر بیٹھا۔۔۔ اسی سال بلنسیہ پر رومیوں کا قبضہ ہو گیا۔۔۔ ۳۸۸ھ میں احمد خاں بادشاہ سمرقند مقتول ہو گیا کیونکہ وہ پورا زہریق تھا اس کو امراء نے گرفتار کر لیا تھا اور فقہا نے اس کے قتل کا فتویٰ دیدیا تھا (خداوند تعالیٰ اس پر رحم فرمائیں) اسکی جگہ اس کے چچے بھائی کو امراء نے تخت نشین کر دیا۔۔۔ ۳۸۹ھ میں سولہ ستارہ زہن کے تمام ہفت

ستارے برج حوت میں جمع ہو گئے اس پر منجموں نے متفقہ حکم لگایا کہ عنقریب حضرت یحییٰؑ جیسا طوفان
 بیگا۔ مگر اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوا کہ حجاج جس وقت دارالمناقب میں جمع ہوئے تو ایک سیلاب
 یا اور اکثر حجاج کو بہا لیگیا۔ ۹۰ھ میں سلطان ارغون بن اب اسلان سلجوقی
 الی خراسان قتل ہو گیا اور سلطان برکیاروق نے اس کے تمام ممالک پر قبضہ کر لیا اور تمام شہر اور آدمی
 اس سے آئے۔ اسی سال حلب اور انطاکیہ۔ معرہ۔ شیز میں ایک مہینہ تک عبیدیوں کا خطبہ پڑھا
 گیا اور پھر عباسیوں کا پڑھا جانے لگا۔ اسی سال فرنگی آئے اور تیقیہ پر قبضہ کر لیا یہ سب پہلا
 شہر ہے جو ان کے قبضہ میں آیا اور اپنی مرضی کے موافق اس میں کھرباری کیا۔ اس کے قریب وجوار میں خوب
 لوٹ مار کی یہ اہل فرنگ کی شام پر پہلی پیشقدمی تھی کہ دریائے قسطنطنیہ کے راستے سے ایک بڑی فوج
 کیساتھ کی تھی۔ بادشاہ اور رعیت کے درمیان اس سے ایک سخت اضطراب پھیل گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ مصر نے جب سلجوقیوں کی قوت اور قلبہ شام پر دیکھا تو اہل فرنگ کو لکھو بھیجا کہ تم آکر
 شام پر قبضہ کر لو لیکن ہر طرف سے لوگ فرنگیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ۹۲ھ میں باطنیوں
 کا اصفہان میں پوری طرح زور ہو گیا۔ اسی سال اہل فرنگ نے ڈیرہ ماہ کی قلع بندی کے بعد المقدس
 کو فتح کر لیا اور اسی کیساتھ علماء عباد اور زہاد کی ایک جماعت کو جنگی تعداد ستر ہزار سے بھی زائد تھی قتل
 کر ڈالا۔ مشاہد کو ڈھایا۔ پھولوں کو ایک کنیسہ میں جمع کر کے اس میں آگ دیدی۔ باقی ماندہ لوگ بھاگ
 کر بغداد آئے اور انھوں نے وہاں کے مظالم ایسے ایسے بیان کئے کہ جن کو سگر بے اختیار آنسو نکل
 آئے ان اندوہناک مظالم کو سن کر شاعروں نے ایسے بزرگ قصیدے لکھے کہ بادشاہوں نے فیرت زدہ
 ہو کر باتفاق حملہ کر دیا اور بیت المقدس فرنگیوں سے چھین لیا۔ اسی سال محمد بن ملک شاہ نے
 اپنے بھائی برکیاروق پر خروج کر دیا جس میں یہ فتیاب ہو گیا خلیفہ نے محمد بن ملک شاہ کو خلعت
 اور غیاث الدین والدین کا لقب عنایت کیا بغداد کے خطبوں میں اس کا نام بھی داخل ہو گیا مگر کچھ
 دنوں کے بعد ان دونوں میں کچھ کشمکش ہو گئی۔ اسی سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن شریف طبرہ سے کسی خوف کے سبب دمشق میں لایا گیا لوگ دور دور
 سے اس کی زیارت کرنے آئے اور آخر اس مصحف شریف کو مقصورہ کی جامع مسجد کے ایک حجرہ میں
 رکھ دیا۔ ۹۲ھ میں باطنیوں کا عراق میں زور پھیل گیا انھوں نے بیت سے لوگوں کو قتل
 کر ڈالا انھیں مقتولوں میں رویانی صاحب الجری بھی تھے لوگ ان سے سخت خوفزدہ ہو گئے امرائے
 وسعت کے مارے کپڑوں کے پیچے زرہیں پہنی شروع کر دیں۔ اسی سال اہل فرنگ نے شہر

سوز و حیفاء از سو ف۔ قیساریہ پر قبضہ کر لیا۔ ۴۹۵ء میں المستعلی والی مصر فوت ہو گیا اور اس کی بجائے اس کا بیٹا سالہ بیٹا الامر با حکام الہند منصور تخت پر بیٹھا۔ ۴۹۵ء میں سلطان کے خلاف بہت سے فتنے اٹھے اسکا نام خطبوں سے نکال دیا گیا اور محض خلیفہ کا نام خطبوں میں باقی رہ گیا۔

۴۹۶ء میں دوزخ سلطانون یعنی محمد اور برکیاروق کی آپس میں صلح ہو گئی جبکا سبب یہ ہوا کہ جب وقت ان دونوں میں لڑائی اور عداوت ہو گئی تو ایک عام فساد پیدا ہو گیا کھلے خزانے غارت گری اور خوزیر ہونے لگی۔ شہر کے شہر تباہ ہو گئے سلطنت پر لوگوں نے دست تپاؤل دراز کرنا شروع کر دیا جو بادشاہ مقہور تھے قابہ نظر آنے لگے یہ حالت دیکھ کر عقلمار نے بیچ میں پر کر صلح کرادی صلحناموں کو تقسیم اور عہدوں کے ساتھ مضبوط اور مرتب کرا دیا خلیفہ نے خلعت سلطنت برکیاروق کے پاس بھیج دیا اور خطبوں میں بھی اس کا نام داخل کرا دیا۔ ۴۹۸ء میں سلطان برکیاروق کا انتقال ہو گیا اس کے بعد امرار نے اسکے بیٹے جلال الدولہ ملک شاہ کو جس کی عمر پانچ سال کی تھی قائم مقام کر دیا مگر اس کے اوپر اسکے چچا محمد نے خروج کرا دیا۔ اور اکثر آدمی اس کے ساتھ ہو گئے خلیفہ نے بھی محمد کو خلعت دیدیا اور وہ بحیثیت سلطان کے اصفہان کی طرف چلا گیا۔ یہ سلطان نہایت ہیبت ناک متمکن اور بہت سی فوج والا تھا۔ اسی سال بغداد میں مرض چھک کا اتنا زور ہوا جس میں لاتعداد بچے ضائع ہو گئے اسکے بعد سخت وبا پھیل گئی۔ ۴۹۹ء میں ایک شخص نے نواحی ہاوند میں نبوت کا دعویٰ کیا بہت سے آدمی اسکے ساتھ ہو گئے آخر قتل کرا دیا گیا۔ ۵۰۰ء میں قلعہ اصفہان جو باطینوں کے قبضہ میں تھا چھین کر ڈھا دیا گیا جس میں بہت سے آدمی باطینوں کے قتل ہوئے ان کے پیشرو کی کھال کھنچوا کر اس میں بھروسہ دیا گیا اور اس کا میاں کا سپہ ایک سخت محاصرہ کے بعد سلطان محمد کے سر پر قابض کرا گیا۔ ۵۰۱ء میں سلطان محمد نے سرانے کا حصول اور بغداد کا کس موافق کرا دیا جسکی وجہ سے لوگوں نے بہت دعائیں دیں اسی کیساتھ عدل اور حسن اخلاق سے لوگوں کے ساتھ پیش آنے لگا۔ ۵۰۲ء میں باطینوں نے پھر زور پکڑا اور اہل شیراز کی عقلت دیکھ کر شیراز میں گھس آئے قلعہ پر قابض ہو گئے لوگوں نے اپنے اپنے دروازے بند کر کے اکثر بھاگ گئے مگر باطینوں نے بگڑ بگڑ کر سب کو ہلاک کرا دیا اس وار و گیر میں شیخ شافعیہ روایتی صاحب الجہ بھی بغداد میں قتل ہو گئے جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔ ۵۰۳ء میں دوسال کے حصار کے بعد اہل فرنگ نے طرابلس فتح کرا لیا۔ ۵۰۴ء میں اہل فرنگ نے مسلمانوں کو بھرتا کالیف پھرنچائیں۔ لوگوں نے شام کے اکثر حصہ یران کے قابض ہونیکا یقین کرا کر مسلمانوں نے ان سے

صلح کرنی چاہی مگر انھوں نے فوراً انکار کر دیا آخر لاکھوں دینار لیکر صلح کی اور باوجود صلح کے پھر غدر کر کے
 وہی حالت بچادی خداوند تعالیٰ ان پر لعنت کریں۔ اسی سال مصر میں کالی آمدنی آئی اور کچھ اس
 قسم کی کٹی کہ مارے اندھیرے کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں دکھائی ویتنا تھا آسمان سے ریت برس رہا
 تھا لوگوں نے یہ حالت دیکھ کر ہلاکت کا یقین کر لیا پھر کچھ رشتی نمودار ہوئی اور اس کے بعد پھر
 زردی چھا گئی یہی حالت عصر سے مغرب تک باقی رہی۔ اسی سال اہل فرنگ اور ابن ہاشمیین
 بادشاہ اندلس (اسپین) میں لڑائی ہو گئی مگر مسلمانوں کی خدا کے فضل سے فتح ہوئی بہت سے فرنگی
 قتل اور قیدی ہوئے بہت زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا بڑے بڑے شجاعان فرنگ مارے گئے۔
 ۵۰۵ء میں مورور بادشاہ موصل ایک لشکر لیکر فرنگیوں کے بادشاہ سے بیعت المقدس
 میں لڑنے کے لئے پہنچا ایک سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ پھر مورور دشمنی گیا اور جمعہ کی نماز
 پڑھ کر جامع مسجد سے نکل رہا تھا کہ اچانک ایک باطنی نے حملہ کیا بادشاہ زخمی ہو گیا اور اسی کے صدر
 سے اسی روز انتقال کر گیا بادشاہ فرنگ نے والی دمشق کے نام خط لکھا کہ کیا تمہارے ایک بزرگ
 نے تمہاری عید کے دن خدا کے گھر میں تمہارے بادشاہ کو مار ڈالا تھا بیت شرم کی بات ہے۔
 ۵۰۶ء میں ایک سیل آیا اور نہایت بارش ہوئی جس کی وجہ سے بخارا اور اس کے گہرے
 نواح کے اکثر گاؤں ڈوب گئے بہت آدمی ہلاک ہوئے حتیٰ کہ شہر کے دروازہ تک پانی پہنچ گیا
 دروازہ کو چند فرسخ تک پانی بنا کر لے گیا اور مٹی کے اندر چھپ گیا دو سال کے بعد پھر نظر آیا
 خدا کی نشان دہی سیل ایک لڑکے کی چار پائی جس پر بچہ لیٹا ہوا تھا بہا لیکیا مگر غبار میں ایک
 زیتون کے درخت میں اچھو گئی اور بچہ بچ گیا اور بڑا بوڑھا ہو کر اس نے انتقال کیا۔
 اسی سال سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا محمود جس کی عمر اس وقت چودہ
 سال کی تھی سلطان بنایا گیا۔ ۵۱۲ء میں خلیفہ المستنصر باللہ بروز چہار شنبہ تیرہ ربیع الاول
 کو بچپن میں سال خلافت کر کے اس دن سے چل بسے۔ ابن عقیل شیخ حنابلہ نے اسے غسل
 دیا اور اس کے بیٹے المسترشد نے نماز جنازہ پڑھائی پھر کچھ فقوڑی مدت کے بعد اس کی دادی
 اور جوان نامی جو مقتدی کی والدہ تھی مر گئی زہبی کہتے ہیں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے کسی خلیفہ کی
 وادی اپنے پوتے کے زمانہ خلافت تک سوائے مقتدی کی وادی کے کوئی زندہ نہیں رہی اس
 کے اپنے پوتے اور پڑ پوتے کو تخت خلافت پر دیکھا ہے۔ مستنصر اشعار بھی کہا کرتا تھا اور
 اس کے اشعار مشہور ہیں۔ سلفی کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو الخطاب بن جراح نے بیان کیا کہ میں

نے مستنظر کو رمضان شریف میں ایک روز نماز پڑھانی اور کسان کی روایت کے مطابق جو اس نے کچھ سے روایت کی تھی سورہ یوسف میں اِنَّ اَبْنٰکَ سَرِقٌ (تحقیق تیرا بیٹا چوری کیا گیا ہے) پر صاحب میں نے سلام پھیرا تو مستنظر نے کہا کہ یہ قرأت بہت درست ہے کیونکہ اس کی رو سے اولاد انبیاء علیہم السلام کی کذب سے تنزیہ ہوتی ہے۔ اس کے زمانہ میں ان حضرات علماء نے انتقال فرمایا ابوالمظفر سمعانی۔ نصر المقدسی۔ ابو الفرج الرازی بشیرو۔ ردیانی خطیب تبریزی۔ کیاہ۔ حنفی۔ امام غزالی۔ شاشی جسے مستنظر کے لئے کتاب الحلیہ لکھی اور اس کا نام مستنظری رکھا۔ ایبوردی اللغوی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۲۹) المسترشد باللہ ابو منصور

المسترشد باللہ ابو منصور الفضل بن المستنظر باللہ ربیع الاول ۴۸۵ھ میں پیدا ہوا اور اپنے والد کی وفات کے وقت ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں تحت خلافت پر بیٹھا۔ نہایت ہامت عالی جرت باہمیت صاحب الرائے شخص تھا امور خلافت اچھی طرح قبضہ میں لایا اور ایک خوبصورتی کے ساتھ ان کو ترتیب دیا۔ رسم خلافت کو تیز کیا اور از سر نو قوت دی۔ ارکان شریعت کو لچتہ اور ضبط کیا اسکی باتوں کو آراستہ کیا خود یہ نفس نفیس جنگوں میں شریک ہوا چند مرتبہ حملہ۔ موصل۔ خراسان کی طرف گیا حتیٰ کہ ایک مرتبہ ہمدان کے قریب اس کی فوج نے شکست کھائی اور یہ قید کر کے آذربائیجان بھیجا گیا۔ ابو القاسم بن بیان۔ عبد الوہاب بن ہبہ اللہ السبئی سے حدیث سماعت کی اور اس سے محمد بن عمر بن علی الایہوازی اور اس کے وزیر علی بن طراد اور اسماعیل بن طاہر الموصلی نے روایت کی ہے (اس کو ابن سمعانی نے بیان کیا ہے) اس کے علم و فضل کے متعلق اتنا کہدینا کافی ہے کہ ابن صلاح نے اسکو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ وہ خلیفہ ہے کہ جس کے لئے ابو بکر الشاشی نے فقہ میں ایک کتاب لکھی کہ اس کو اس کے نام سے مشہور کیا ہے اور اس کے صلہ میں عمدة الدین دالین کا خطاب پایا ہے نیز ابن سبکی نے بھی اسکو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے۔

مسترشد باللہ ادامل میں بہت عابد و زاہد تھا صرف کالیاس پہنا کرتا تھا اپنے مکان میں علیحدہ ایک جگہ عبادت کے لئے بنوا رکھی تھی۔ اس کو اس کے باپ نے ہی اپنے زمانہ میں معبود مقرر کر کے اس کا نام سکون پر مشروب کرا دیا تھا یہ نہایت خوشنما تھا خاندان بنی عباس کے

تمام خلفاء پر اس فن میں سبقت رکھنا تھا۔ اکثر کاتب اس سے اصلاحیں لیا کرتے تھے۔ اسکی شہادت بہت
 ہیبت۔ شجاعت۔ پیشقدمی۔ اقدام جنگ اطہر من الشمس ہیں۔ مگر اس کے زمانہ میں تشویش بہت رہی اور
 مخالفین نے اسکے مطلع کو مکر رکھا اس حالت اور تشویش کو دور کرنے کے لئے خود نکلا کرتا تھا حتیٰ کہ آخر
 مرتبہ جس وقت وہ عراق کی طرف گیا ہے تو شکست کھا کر گرفتار ہوا اور جام شہادت نوش کر دیا۔
 یہی کہتے ہیں کہ ۵۲۵ء میں جب سلطان محمود بن ملک شاہ مر گیا تو اسکی بجائے اسکی جگہ اسکا بیٹا داؤد
 سلطان مقرر ہوا کچھ دنوں کے بعد داؤد پر اس کے چچے بھائی مسعود بن محمد نے خروج کر دیا اور
 میں خوب لڑائی ہوئی۔ آخر صلح ہو گئی بغداد میں سلطنت کے نام کا خطبہ مسعود کے نام کا شروع ہو گیا اور
 اسکے بعد داؤد کا نام بھی لیا جاتا تھا۔ چند دنوں کے بعد خلیفہ اور مسعود میں ان بن ہو گئی خلیفہ خروج
 کی کان کرنے کیلئے باہر نکلا مگر خلیفہ کے لشکر نے نمک حرامی کی اور اکثر فوج نے خلیفہ کا ساتھ چھوڑ دیا
 نتیجہ یہ ہوا کہ مسعود کو فتح اور خلیفہ کو شکست ہوئی اور خلیفہ مع خواص کے اس قلعہ میں جو ہران
 کے قریب، قید کر دیا گیا اہل بغداد نے جس وقت اسکی اطلاع سنی تو لوگ اپنے سرور میں خاک ڈالنے
 رو تے شور کرتے ہوئے بازاروں میں نکلے اور عورتیں خلیفہ کے لئے سر کے بال کھولے لیا کرتی ہوئی گھروں
 سے نکل پڑیں اس روز کاز اور خطبہ سب بند رہا۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس روز بغداد میں بہت
 زلزلے آئے اور پانچ روز تک برابر پانچ پانچ چھ مرتبہ زلزلے آئے رہے لوگ اس سے ڈر ڈر
 کر دعائیں کرتے تھے۔ سلطان سنجر نے اپنے بھتیجے مسعود کے پاس قاصد بھیجا کہ تم فوراً خود خلیفہ کے
 پاس جاؤ اور زمین خدمت چوم کر خود کو گنہگار ثابت کر کے معافی چاہو کیونکہ اندھی بجلی زلزلے اور کوا
 دن اور کواکب ہنسنا لشکر میں تشویش شہروں میں انقلاب عظیم کا پیدا ہو جانا ایسی آسمانی اور زمینی مثل
 ہیں کہ جن کے دیکھنے کی ہم نہیں طاقت نہیں ہے مجھے خداوند تعالیٰ کی جانب سے اپنی جان کا خوف ہے نیز جامع
 مسجدوں میں نماز اور خطیوں کا نہ ہونا کتنی بڑی غضب کی بات ہے کہ جس کے بارے کے اٹھانے کی ہمیں
 طاقت نہیں ہے۔ اللہ اللہ تم فوراً امیر المومنین سے اسکی تلافی کرو اور انکو نہایت احترام کیساتھ وارخطا
 میں پونچا دو جیسے ہمارے آباؤ اجداد کی عادت رہی ہے اس کے مطابق ان کا فاشیہ اٹھاؤ اور مسعود
 نے سلطان سنجر کے تمام احکام کی پوری طرح تعمیل کی زمین خدمت چوم کر معافی مانگی اس اثنائیں سلطان
 سنجر نے ایک اور قاصد مع ایک لشکر کے مسعود کے پاس بھیجا تاکہ خلیفہ کو باعزت دارالخلافت تک
 لاویں مگر اس فوج میں ستر باطنی چھپرے ساتھ سولے جنگی نہ سلطان سنجر کو خبر ہوئی نہ مسعود کو۔ بعض
 کہتے ہیں کہ خود مسعود ہی نے ان کو متعین کیا تھا بالآخر یہ تمام باطنی خلیفہ کے خیمہ پر لوٹ پڑے اور

معہ خلیفہ کے خواص کے اس کو قتل کر ڈالا اور لشکر کو اس واقعہ کی اس وقت خبر ہوئی جس وقت
 وہ کھلتی اپنا کام تمام کر چکا تھے۔ آخر سب گرفتار کر کے قتل کر دئے گئے۔ خداوند ان پر رحمت کریں۔
 سلطان غارازوں کی طرح بیٹھا اور بہت سوگ کیا لوگوں کے شور و خروغ سے ایک قیامت برپا ہوگی
 جس وقت اس واقعہ ہانکہ کی خبر بغداد پہنچی تو اور بھی حشر برپا ہو گیا۔ لوگ برسہہ پا پیرے بھاڑتے
 ہوئے دوڑے غوریں برسہہ سر بال کھولے لو لٹی تھیں اور مرتبہ پڑھتی تھیں کیونکہ مسٹر شدائی شجاعت
 اور عدل اور نرم مزاجی کی وجہ سے ہر شخص کے نزدیک محبوب تھا۔ مسٹر شدائی خداوند تعالیٰ اس پر
 رحم فرمائیں پنجشنبہ تاریخ ۱۶ ذیقعدہ ۵۲۹ھ میں شہید ہوا اس کے بعض اشعار یہ ہیں (ترجمہ اشعار)
 میں وہ گھوڑا ہوں جو جنگوں میں بلایا جاتا ہوں۔ میں دنیا کو بخر مزاحمت کے قیضہ میں لے آتا ہوں
 میرا گھوڑا بہت جلد ارض روم پر پہنچتا ہے اس پر قابض ہو جاویگا۔ قریب ہے کہ میری تلوار کی چمک اہل
 جہنم بھی دیکھ لیں۔ جس وقت یہ قید ہوا اس وقت کے اشعار یہ ہیں (ترجمہ اشعار) کچھ تعجب نہیں
 اگر شیر پر ایک کون کے کتے نے فتح پائی کیونکہ وحشی (قاتل حضرت حمزہؓ) کے ہتھیار نے حضرت حمزہؓ کو
 عام شہادت پلا یا کھا اور ابن طحیم (قاتل حضرت علیؓ) نے حضرت علیؓ کو شہید کر دیا تھا۔ جس وقت مسٹر شدائی
 کو شکست ہوئی تو لوگوں نے اسے بھاگ جانے کی رائے دی مگر اسے انکار کر دیا اور کہا (ترجمہ اشعار)
 لوگ کہتے ہیں کہ دشمنوں نے نزع کیا ہے اپنی جگہ قائم رہو جو نہ بھاگنے کی رائے دیتا ہے میں اسکا
 ہتھیار لیا۔ میں جس وقت پیدا ہوا ہوں مجھ سے خبر کبھی نہیں رد کی گئی اور زمانہ نے مجھے شریعہ صحابہ
 میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ ہی نفع پہنچاتے ہیں اور وہ ہی نقصان دیتے ہیں
 ذہبی کہتے ہیں کہ مسٹر شدائی نے عبید اللہ بن جراح میں ایک مرتبہ نہایت بلیغ خطبہ پڑھا تھا جو اپنی شان کا
 پہلی ہے۔ وزیر جلال الدین الحسن بن علی بن صدقہ مسٹر شدائی کی تعریف میں کہتا ہے (ترجمہ اشعار)
 تمام دنیا کو بمنزلہ پانی کے تسلیم کیا جائے تو امیر المؤمنین اسکا زلال ہیں۔ میں نے جس وقت کھل
 جسم تصویر کھجوائی تو بالکل امیر المؤمنین کی تصویر ہوئی۔ اگر دین شرع اور تقویٰ کا پاس و لحاظ نہ
 ہوتا تو میں امیر المؤمنین کی عظمت دیکھ کر جل جلالہ کہتا۔ ۵۲۲ھ میں مسٹر شدائی کے زمانہ خلافت
 اندر موصل میں بادلوں سے آگ برسی جس کی وجہ سے بہت مکانات اور دیہات جل گئے۔
 اسی سال الامام باحکام اللہ منصور والی مصر لاولد قتل ہو گیا اور اسکا بچا بھائی کا
 اجدید بن محمد بن منصور قائم ہوا۔ اسی سال بغداد میں پروار کچھ ظاہر ہوئے جن کے دوکانے بھی
 ان سے بہت خوف کرتے تھے بہت سے بچوں کی ان کی وجہ سے جان جاتی رہی۔

کو سولی پر چڑھا دیا۔ علمائے دارالحدیث نے اس کی مدد کی اور اس کا خاصہ کر لیا خوب لوٹ مار کی اور ہمیں سخت بیمار پڑ گیا آخر ۱۶ رمضان ۵۳۲ھ میں ہی اس کے جسمے میں آگھسے اور چھریوں سے اسے قتل کر ڈالا پھر اسکے باقی ماندہ مصاحبین کو بھی قتل کر دیا۔ یہ خبر بغداد پہنچی تو ایک روز اس کا ماتم کیا گیا۔ — عمار کاتب کہتے ہیں کہ راشد باللہ حسن یوسف اور سخاوت حاتم رکھتا تھا ابن جوزی کہتے ہیں کہ صولی کا بیان ہے کہ لوگوں کا قول ہے کہ ہر چھٹا خلیفہ جو مقرر ہوا وہ معزول ہوا میں نے جو اسپر غور و تامل کیا تو مجھے بہت ہی عجیب بات معلوم ہوئی اور مجھے اسپر تعجب ہوا۔ میں نے انکا تمام قول شروع کتاب میں نقل کر دیا ہے۔ — چادر اور چھتری مرتے دم تک راشد ہی کے پاس رہیں اور اس کے قتل کے بعد مقتدی کے پاس پہنچیں۔

(۳) المقتدی لامر اللہ ابو عبد اللہ

المقتدی لامر اللہ ابو عبد اللہ محمد بن المستنصر باللہ ۱۲ رجب الاول ۵۲۹ھ کو ایک حبیشہ ام ولد کے شکم سے پیدا ہوا اور راشد باللہ کے خلع کے بعد جبکہ اس کی عمر چالیس سال تھی تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ المقتدی لامر اللہ کے لقب اختیار کرنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس نے خلیفہ ہونے کے چورود پہلے حضور اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ عنقریب خلافت تجھ کو پہنچنے والی ہے تو اپنا لقب المقتدی لامر اللہ اختیار کرنا چنانچہ اس نے یہی لقب اختیار کیا۔ — جبوقت تخت خلافت پر متمکن ہو کر المقتدی عدل و انصاف کرنے لگا اور بغداد پر اچھی طرح قابض ہو گیا تو سلطان مسعود نے دارالخلافت کی تمام چیزیں جیسے جانور اثاث چاندی سونا چوہا کے پردے وغیرہ لیلے اور خلافت کے اصل میں سوائے چار گھوڑوں آٹھ خچروں کے اور کچھ بھی نہ چھوڑا کہتے ہیں کہ مقتدی سے مسعود نے بیعت کرتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ نہ گھوڑے چھوڑے جاویں گے نہ کوئی دوسرا سامان آلات سفر وغیرہ۔ پھر ۵۳۱ھ میں سلطان مسعود نے تمام وہ چیزیں جو بارگاہ خلافت سے تعلق رکھتی تھیں سوائے چند باغات وغیرہ کے تمام دلیلیں اس کے بعد پھر اپنے وزیر کو بھیجا کہ خلیفہ سے ایک لاکھ دینار وصول کرے مقتدی نے کہا سخت تعجب کی بات ہے۔ تم اس بات کو اچھی طرح سے جانتے ہو کہ مسترشد اپنا کل مال بیکر مسعود کے پاس چلا گیا تھا اس پر حالت گزری وہ دنیا جانتی ہے جو کچھ باقی بچا تھا اسکو خود مسعود لیک گیا تھا حتیٰ کہ گھر کا سامان بھی نہیں چھوڑا تھا۔ راشد جبوقت خلیفہ ہوا اسپر بھی جو کچھ گزرا ظہر الشمس

ہے مسعود نے انہیں ایام میں دارالضرب کی بھی تلاشی لے لی تھی اور جو کچھ ملا تھا لیکھا تھا اب میں تم کو ماں
 کہاں سے لاکر دوں البتہ ابھی اس بات کی کسر باقی ہے کہ میں اپنا گھر بار تمہارے سپرد کر کے کہیں نکل جاؤں
 میں نے خداوند تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے کہ میں مسلمانوں پر ظلم کر کے ایک حبیب بھی وصول نہ کروں گا۔ سلطان مسعود
 پسنکر اپنے امادے سے باز آگیا مگر لوگوں سے مال جمع کر لے میں بڑی سختی کرنا شروع کر دی اور لوگوں پر بہت
 سختی کرنا شروع کیا آخر جمادی الاول میں خلیفہ کے تمام شہر اور تمام معاملات اور نزکات خلیفہ کی طرف لوٹ آئے
 اسی سال ۲۹ رمضان شریف کو چاند نظر نہ آیا اہل بغداد نے تمام دن روزہ رکھا جس وقت شام ہوئی
 تو تاریخ کو بھی چاند نہ دکھلائی دیا حالانکہ مطلع بالکل صاف تھا یہ کیسی بات تھی جو کبھی نہیں ہوتی۔
 ۵۳۲ھ میں نجرہ میں دس فرسنگ تک سخت زلزلہ آیا جس میں بہت آدمی ہلاک ہو گئے حتیٰ کہ نجرہ زمین
 میں دھنس گیا اور اس کی جگہ زمین سے سیاہ پانی نکلا۔ اسی سال شہروں کی آمدنیوں پر امرار
 قابض ہو گئے۔ سلطان مسعود عاجز اور ایسا بے بس ہوا کہ اس کا نام ہی نام باقی رہ گیا سلطان سبخر کا بھی
 یہی حال ہوا کہ وہ مغلوب ہونا چلا گیا خداوند تعالیٰ عجیب بے نیاز نہیں جسے چاہیں ذلیل کر دیں ان
 دونوں کی ذلت پر خلیفہ مقتدی کی حرمت بڑھ گئی اور ممالک محروسہ پر پورا زور ہو گیا۔ دولت بنو عباس
 کی اصلاح کی ابتدا ہو گئی۔ الخلیفہ علیٰ ذلک ۵۴۱ھ میں سلطان مسعود بغداد آیا اور ایک دارالضرب
 کی بنیاد ڈالی خلیفہ نے جو شخص سکھ بنا تا تھا اسے گرفتار کر لیا اور سلطان مسعود نے خلیفہ کے صاحب کو
 پکڑ لیا خلیفہ کو اس پر بہت غصہ آیا مسجدوں کے دروازے تین دن تک بند رہے آخر دونوں فریق
 نے اپنا اپنا قبضہ چھوڑ دیا اور یہ فساد مٹ گیا۔ اسی سال ابن عبادی واعظ مجلس وعظ میں
 بیٹھے تھے سلطان مسعود بھی وعظ میں آیا واعظ صاحب نے سلطان سے لوگوں پر ظلم اور ان کی لاچارگی
 بیان کر کے یہ کہا کہ محصول لوگوں سے ظلم کیسا تھ وصول کیا جاتا ہے اور آپ اس مال محصول کو ایک ہی
 رات میں کسی مطرب کو دیدیتے ہیں۔ چاہئے تھا کہ آپ خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کرتے سلطان نے
 ان کی اس نصیحت کو قبول کر لیا اور شہر میں منادی کرادی کہ اب کوئی محصول نہیں لیا جائیگا یہی حکم
 تختیوں پر لکھ کر اول ان تختیوں کو شہر میں ایک شان و شوکت اور باجے گاجے کے ساتھ پھیرا یا پھر
 ان کو نصب کرا دیا۔ تختیاں انصار الدین اللہ کے وقت تک بغداد میں نصب رہیں مگر اس نے یہ
 کہہ کر اگھر وادیں کہ عجمیوں کی رسم کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ ۵۴۳ھ میں اہل قرنگ نے دمشق
 کا محاصرہ کر لیا۔ نور الدین محمود بن زنگی والی حلب اور اسکے بھائی نے انکا مقابلہ کیا الحمد للہ مسلمانوں

کو فتح ہوئی نور الدین فرنگیوں سے برابر لڑتا رہا اور آخر وہ تمام شہر جو فرنگیوں نے مسلمانوں سے چھینے تھے واپس لینے۔ ۵۲۲ء میں الحافظ لدرین اللہ والی مصر مر گیا اس کی جگہ اسکا بیٹا الظاہر اسماعیل سلطنت پر قابض ہوا۔ اسی سال بغداد میں سخت زلزلہ آیا اور دس مرتبہ بغداد پانی کی طرح ٹپک گیا جلوان کا ایک پہاڑ ٹوٹ کر ٹپک پڑا۔ ۵۲۵ء میں یمن میں خون کی بارش ہوئی۔ زمین کی روز تک سرسبز رہی لوگوں کے کپڑے بھی سرسبز ہو گئے۔ ۵۲۷ء میں سلطان مسعود انتقال کر گیا۔ ابن ہبیرہ وزیر مفتی کہتا ہے کہ میں وقت مسعود کے آدمیوں نے مفتی پر دست تطاول دراز کیا اور بے اپنی کی اور ہم چھینے خود میں طاقت خفا درست نہ دیکھی تو یہ رائے ہوئی کہ ایک ہینہ برابر مسعود کے لئے بد دعا کی جائے جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رعل اور ذکوان کے لئے ایک ہینہ تک کی تھی رعل اور ذکوان خرب ہیں دروغیے تھے۔ مترجم پچاس میں نے اور خلیفہ نے پوشیدہ طور پر اپنی اپنی جگہ ۲۹ جمادی الاول کی رات سے بدعا کرنی شروع کی پورا ایک ہینہ گزرے پایا تھا کہ مسعود اپنے تخت پر مر گیا نہ ایک دن ہینہ سے زیادہ ہوا نہ کم۔ مسعود کے انتقال کے بعد تمام لشکر ملک شاہ کی سلطنت پر متفق ہو گیا اور ملک شاہ سلطان ہو گیا مگر خاص بیگ نے اس پر خروج کر دیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔ پھر خاص بیگ نے اسکے بھائی محمد کو خوزستان سے بلا بھیجا اور سلطنت اس کے حوالے کر دی اس روز سے خلیفہ خود مختار خلیفہ ہو گیا اور تمام حکم اسکے احکام جاری ہو گئے۔ مدبر سے نظامیہ میں جتنے مدرس سلطان کی طرف سے تھے تمام محزول کر دیے۔ اب خلیفہ کو خبر ملی کہ نواحی واسط میں کچھ شور و شہس ہو رہی ہے خلیفہ خود لشکر لیکر پہنچا اور ان کی سرکوبی کے بعد عہد اور کوفہ پر قبضہ کرتا ہوا بغداد واپس آیا۔ اس روز بغداد میں عجیب زینت کی گئی تھی۔ ۵۲۸ء میں لوگوں نے سلطان سنجہ پر نرغہ بول دیا اس کو گرفتار کر کے خوبیل کیا اس کے مالک محروسہ پر قابض ہو گئے خطبہ البتہ اسی کے نام کا باقی رکھا گیا بے ملک نواب ہو گیا یہ اپنے نفس پر روتا تھا آخر برائے بیت اس کو سلطان کا لقب دیکر ایک سائیس کے برابر اس کا تنخواہ مقرر کر دی۔ ۵۲۹ء میں الظاہر باللہ عبیدی قتل ہو گیا اس کے قائم مقام اسکا بیٹا الفائز عباسی جسکی عمر بہت ہی کم تھی ہوا۔ اسکی صغریٰ کی وجہ سے سلطنت کے کاموں میں بہت زیادہ خرابی واقع ہو گئی مروج دیکھ کر مفتی نے نور الدین محمود بن زنگی کو لکھا کہ تم فوراً مصر پہنچ کر اس پر قابض ہو جاؤ نور الدین اس وقت فرنگیوں سے برس پکار تھا اسنے جنگ چھوڑنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ رقیق میں اسنے بہت قلعے اور شہر فتح کر لئے تھے جسکی وجہ سے اسکی حدود سلطنت بہت زیادہ وسیع ہو گئے تھے۔ اسی کیساتھ

بلا و روم پر بھی قابض ہو گیا تھا اسکی بیعت دور دور کے لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی تھی مگر مجبوراً مقتفی کے حکم کے مطابق نور الدین مصر گیا خلیفہ نے اسے ملک عادل کا خطاب بخشا۔ اسوقت مقتفی کی شان و شوکت بڑھ گئی مخالفین اس سے عیب ہو گئے دشمنوں نے جہات مختلفہ سے یکدم متفق ہو کر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں مگر باوجود ان تمام امور کے اسکی عظمت میں کوئی فرق نہیں آیا حتیٰ کہ شب یکشنبہ ۲ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں اسکا انتقال ہو گیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ مقتفی مترجم خلفاء عالم را دیبہ شجاع علیم خوش اخلاق۔ خلافت کی تمام خوبیاں رکھنے والا۔ امین شخص تھا انہ میں بھی اسکی کم مثال ملتی ہے اسکے خلافت کے زمانہ میں کوئی بات دیانت اور امانت کے خلاف نہیں ملتی۔ اس نے اپنے استاد ابوالبرکات ابن ابی الفرج بن اسنی سے حدیث سماعت کی تھی۔ ابن سمعانی کہتے ہیں کہ کچھ اس نے اپنے بھائی مسترشد کے ساتھ ابوالقاسم بن بیان سے بھی سنی تھیں اور اس سے اسکے اماں ابو منصور الجوابی لغوی اور اس کے وزیر ابن ہبیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔ مقتفی نے کعبہ شریف میں ایک نیا دروازہ بنوایا تھا اور اپنے دفن کے لئے عقیق کا ایک تابوت تیار کرایا تھا یہ شخص نیک سیرت۔ مشکور الدولت۔ دیندار۔ عقلمند فاضل۔ صاحب رائے سیاست فاں خلیفہ تھا اس نے معاملات خلافت کو از سر تو زندہ کیا۔ رسوم خلافت کو جاری فرمایا تمام کاروبار سلطنت خود کرتا تھا۔ غزوں میں نفس نفیس شامل ہوتا تھا اس کے ایام خلافت میں خداوند تعالیٰ نے برکت رکھی ہے۔ ابوطالب عبد الرحمن بن محمد بن عبد اسلم ہاشمی اپنی کتاب مناقب العباسیہ میں لکھتے ہیں کہ مقتفی کا زمانہ عدل و افعال حسنہ کی وجہ سے سرسبز و شاداب تھا یہ شخص خلیفہ ہونے سے قبل اکثر عبادت میں مصروف رہا کرتا تھا ادراہل میں شغل دین تلاوت قرآن شریف تحصیل علوم اس کا گذر اوقات تھا خلیفہ معتمد کے بعد ایسا نرم دل خوش اخلاق۔ بہادر۔ بیچ کوئی خلیفہ نہیں گذرا جیسا کہ مقتفی گذرا ہے باوجود اس بہادری اور شجاعت کے عبادت پر پیر کاری بھی اس کی خصوصیات میں داخل تھیں اسکی فوج نے جہاں کہیں جا نیزکا قصد کیا وہاں ہمیشہ فتح پائی رہی۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ مقتفی کے زمانہ خلافت میں بغداد اور عراق پھر خلفاء کے قبضہ میں آ گیا اسوقت کوئی شخص منازعت کر نہوا لائیں رہا تھا۔ مقتدر کے زمانہ خلافت کی وقت سے اسکے شروع زمانہ تک بغداد اور عراق پر خلفاء کا قبضہ برائے نام تھا نائب السلطنت دراصل بادشاہ ہوتے تھے مقتفی کے نائب سلطنت سنجروالی خراسان اور سلطان نور الدین مرحوم والی شام تھے مقتفی نے اپنی منہجی کریم حدیث شریف کو دوست رکھنے والا خود عالم اور عالموں کا قدردان تھا۔ ابن سمعانی نے بروایت ابو منصور جوابی ایک حدیث بھی نقل کی ہے لامر اللہ امیر المؤمنین اور حدیث شریف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ

کی روایت سے بیان کی ہے۔ جب مقتفی نے امام ابو منصور جو البقی لغزی کو پیش امام سنان کے لئے بلایا تو وہ حیوقت کے قائلوں نے حاضر ہو کر اس طرح سلام کیا السلام علی امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ علیہم وقت طیب ابن تلمیذ نصرانی بھی دربار میں موجود تھا اس نے امام ابو منصور سے مخاطب ہو کر کہا یا شیخ کیا امیر المؤمنین کو سلام کرنے کا یہی طریقہ ہے؟ امام ابو منصور نصرانی کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوئے اور مقتفی سے کہا کہ امیر المؤمنین میرا یہ سلام سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے پھر اپنی تائید میں ایک حدیث بھی سنائی پھر کہا کہ اگر کوئی شخص اس بات پر قسم کھائے کہ کوئی نصرانی یا یہودی کوئی بھی علم حاصل نہیں کر سکتا تو اس پر کبھی کفارہ نہیں آئیگا کیونکہ ان دونوں کے دلوں پر خداوند تعالیٰ نے مہر کر دی ہے جو پھر ایمان لائے کبھی نہیں لٹ سکتی (یعنی یہ لوگ کوئی بات نہیں سمجھ سکتے نہ کوئی علم حاصل کر سکتے ہیں۔ مترجم) مقتفی نے کہا واقعی آپ سچ فرماتے ہیں ابن تلمیذ بھی عالم شخص ہے مگر آخر انسان ہے جس سے غلطی ممکن ہے۔ مقتفی کے زمانہ میں حسب ذیل علمائوں نے انتقال کیا۔ ابن الاثیر

نحوی۔ یونس بن مخیث جمال الاسلام بن مسلم الشافعی۔ ابوالقاسم الاصفہانی صاحب الترغیب۔ ابن برحان۔ مارزی مالکی صاحب المعلم۔ زنجشیری۔ رشاطی صاحب الانصاب جو البقی امام خلیفہ مقتفی۔ ابن عطیہ صاحب التفسیر ابوالسعادات بن شجرمی۔ امام البرکیز بن طری۔ ناصح الدین ارجانی شاعر۔ عیاض۔ حافظ ابولید بن دبار۔ ابوالاسعد ہبہ الرحمن القشیری۔ ابن علام الفرس المقری۔ رفاع الشاعر۔ شہرستانی صاحب الملل والنحل۔ قیسرائی شاعر۔ محمد بن یحییٰ شاکر و امام غزالی۔ ابوالفضل بن ناصر الحافظ۔ ابوالکرام شہر دزی المقری الوائش۔ ابن الخلیل امام شافعیہ و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۳) المستنجد باللہ ابو المظفر

المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن مقتفی ۵۱۸ھ میں ایک گرجستانی ام زلر طاؤس نامی کے بطن سے پیدا ہوا ۵۲۶ھ میں اسکو مقتفی نے ولیعهد مقرر کیا اور مقتفی کی موت کیوقت اس سے بیعت کی گئی۔ مستنجد عدل و انصاف اور نرم طبیعت میں موصوف تھا لوگوں پر بہت سے ٹکیوں معاف کردئے تھے حتیٰ کہ عراق سے تمام ٹکیوں اٹھادئے تھے۔ مفسدین کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتا تھا۔ ایک آدمی گرفتار ہو کر آیا جو لوگوں کو بہت تنگ کیا کرتا تھا گرفتار گرنوالے شخص کو مستنجد نے دس ہزار دینار رحمت فرمائے اور یہ کہا کہ اگر اسکے ساتھی کو بھی گرفتار کر کے لاؤ گے تو دس ہزار دینار اور انعام میں دو ٹکائیے خلیفہ خدا ان کی مثر سے محفوظ رہے۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ مستنجد باللہ

عم ثاقب رائے صاحب ذکار غالب نقل یا ہر کھتا تھا۔ لفظ مدبر لاج اور نثر بیچ لکھتا تھا۔ علم نیت میں اتنا ماہر تھا کہ عمل آلات فلک اور اسطرلاب کی معرفت خوب رکھتا تھا۔ اسکے اشعار حسب ذیل ہیں (ترجمہ اشعار) مجھے پیری مجبور نے میرے سفید بالوں کی وجہ سے عار دلایا حالانکہ وہ وقار ہے۔ کاش کہ وہ مجھے عار کی باتوں سے عار دلانی۔ اگر میرے بال سفید ہو گئے تو کچھ حرج نہیں لیونکہ رات کی زینت چاند سے ہی ہوتی ہے بخیل کے متعلق کہتا ہے (ترجمہ اشعار) بخیل لوگوں نے گھروں میں جب شمع جلتی ہے اور وہ اس کے اجالے میں بیٹھے ہیں تو جسوقت شمع کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں تو انکے آنسو بھی نکل پڑتے ہیں۔ اپنے وزیر ابن ہبیرہ کی تدبیر مصالح المسلمین دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا (ترجمہ اشعار) دو نعمتیں جو تیرے لئے خاص و عام ہیں ہفتت کی کمی نہیں اتنا ذکر قیامت تک رہیگا اول تیری سخاوت کہ دنیا پر اس میں تیری فقیر ہے دوسرے تیرا وجود جو لوگوں پر احسان کرتا ہے۔ جسوقت بچی مر گیا تھا تو اس کی جگہ جعفر ہو گیا تھا۔ مگر تیرے بعد کوئی بچی اور جعفر ہو نہ سکا۔ لا نہیں ہے جو تیرے ساتھ برائی کی نیت کرتا ہے۔ میں اسے پاتا ہی نہیں بلکہ تجھے ہی تجھے مظفر پاتا ہوں۔ اسکے خلافت کے سال اول یعنی ۵۵۵ھ میں لغازہ عناق مصر کا انتقال ہو گیا اس کی جگہ اسکا بیٹا عاصد لدین اللہ جو عبیدین میں سبب آخری خلیفہ ہے تحت پر بیٹھا۔ ۵۶۲ھ میں امیر اسد الدین شیرکوہ کو سلطان نور الدین نے دوسرا سوار دیکر مصر کی طرف روانہ کیا اس نے جریرے میں تکرر مصر کا محاصرہ کر لیا دو ماہ برابر یہ محاصرہ رہا والی مصر نے اہل فرنگ سے مدد چاہی اور وہ دمیاط کی طرف سے اسکی مدد کو اپنےجے۔ اسد الدین سعید کی طرف چلا گیا یہاں پہنچ کر مصریوں کیسے تھو خوب جنگ ہوئی اور باوجود اپنے لشکر کی کمی اور دشمن کی کثرت کے فتح پائی جس میں ہزاروں فرنگی تہ تیغ ہو گئے اسد الدین نے لڑائی کے بعد صحیحہ کا خراج معاف کر دیا۔ اہل فرنگ نے اسکندریہ کا قصد کیا مگر ان سے پہلے صلاح الدین یوسف نے ایوب اسد الدین کا بھتیجا قابض ہو چکا تھا۔ اہل فرنگ نے یہاں پہنچ کر اسکندریہ کا چار ماہ برابر محاصرہ رکھا آخر اسد الدین اس طرف بڑھا یہ خبر سن کر اہل فرنگ بھاگ پڑے اور اسد الدین خالی میدان پا کر شام کی طرف چلا گیا۔ ۵۶۲ھ میں اہل فرنگ ایک بہت بڑا لشکر بیکر رہا۔ مصر کی طرف بڑھے اور حمہ کے بعد بلبیس پر قابض ہو گئے قاہرہ کا محاصرہ کر لیا والی مصر نے ان کے خرق سے قاہرہ میں آگ دیدی پھر سلطان نور الدین کو اپنی مدد کے لئے لکھا اسد الدین اپنے لشکر کے ساتھ اسکی مدد کو پہنچا جسوقت اہل فرنگ نے اسد الدین کی آمد کے متعلق سنا تو وہ قاہرہ

سے بھاگ نکلے اسد الدین یہاں پہنچا تو العاصد والی مصر نے اس کے ساتھ قلمدان وزارت پیش کیا اور خلعت عطا کی جس کو اس نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیا مگر اسکی عمر نے وفات کی اور یہی اس میں انتقال کر گیا۔ — اسد الدین کے بعد والی مصر العاصد نے اسکی جگہ اس کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن ایوب کو وزیر بنا یا اور اس کا لقب ملک الناصر مقرر کیا صلاح الدین آخر عمر تک اس کا وزیر رہا اور بہت دنوں تک وزارت کی۔ — ۸ رجب الثانی ۵۶۲ھ میں خلیفہ المستنجد باللہ نے انتقال کیا۔

بھی نہ مارتے ہیں کہ جس وقت سے مستنجد بیمار ہوا تھا اس کے مرنے تک آسمان پر سخت شفق رہی جس کی روشنی اور سرخی دیواروں پر نظر آتی تھی۔ — اس کے وقت میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔

ہرمی صاحب سند الفردوس۔ ثرانی صاحب البیان شافعیہ۔ ابن بزرگی شافعی۔ وزیر ابن مہرہ شیخ عبدالقادر جیلانی۔ امام ابو سعید سمعانی۔ ابن نجیب سہروردی۔ ابوالحسن بن ہزیر المرقی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ سے۔

المستنضی باہر اللہ الحسن (۳۳)

المستنضی باہر اللہ الحسن بن المستنجد باللہ ۵۳۶ھ میں ایک ام ولد اربیتیمہ غفہ نامی کے بطن سے پیدا ہوا اور اپنے باپ کے انتقال کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ — ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس نے تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد صادی کرا دی کہ آج سے تمام شکیس معاف ہیں اس کے بعد مظالم کی روک تھام کی اور ایسا عدل پھیلایا کہ ہم نے اپنی عمروں میں کبھی ایسا نہیں دیکھا تھا۔ ہاشمیوں۔ علویوں۔ علماء و مدرسین۔ سرائیل پر بے انتہا مال خرچ کیا۔ مال ہمیشہ خرچ کرتا رہتا تھا اس کے ہنر و کتب مال کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی۔ نہایت حلیم بامروت اور طبیعت کا بحد نرم تھا جس وقت تخت خلافت پر بیٹھا تمام ارباب دولت کو خلقیں عطا کیں چنانچہ محزن درزی کہتے ہیں کہ ایک ہزار تین سو قبا میں ابریشیم کی لوگوں پر تقسیم کیں۔ بغداد میں جس وقت اس کے نام کا خط پڑھا گیا تو اس نے حسب عادت قدیم بہت دینار صدقہ کئے۔ روح بن حدیثی کو قاضی القضاة مقرر کیا اور ان کے واسطے سترہ غلام عنایت کئے۔ — جیسا بیس شاعر مستنضی کی شان میں لکھتا ہے (ترجمہ اشعار) اے امام اہل تیری سخاوت ہارش پر بچی فوقیت لگی جو تو مال اور سونے چاندی کے ساتھ کرتا ہے۔ کن الفاظ کے ساتھ تیری تعریف کروں حالانکہ تیری سخاوت نے برسات پر بھی تجاوز کر لیا تو ایک مستقل معجزہ ہے جو عقول اور فکروں کا خارق ہے۔ تیرے نفس نے خوف اور شش کو آگ اور پانی کے درمیان جمع کر دیا۔ یعنی دھندوں کے لئے تو آگ ہے اور دھندوں کے لئے پانی ہے۔ (ترجمہ)

ابن جوزی کہتے ہیں کہ خلیفہ مستنصری بامر اللہ اکثر آدمیوں سے پرسنے میں رہا کرتا تھا بغیر خدام کے کبھی سوار نہیں ہوتا تھا اور خدمتگاروں کے سوا اس کے پاس کوئی جاسکتا تھا۔ اس کے زمانہ خلافت میں درنت نبی عبید کا خاتمہ ہو گیا مصر میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور سکوں پر بھی مصر میں اسی کا نام مضر و ب ہو گیا جب یہ خوشخبری لیکر ایک شخص بغداد آیا تو بازار میں چراغیاں کیا گیا۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام النصر علی مصر ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ مستنصری کے زمانہ خلافت یعنی ۵۶۷ھ میں بغداد کے اندر روافض کا زور بالکل گھٹ گیا لوگوں کو امن نصیب ہوا۔ سعادت عظیمہ حاصل ہوئی۔ یمن برقرار رہا۔ تہذیب مصر اور آسمان تک اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اکثر بادشاہ اس کے زیر فرمان ہو گئے۔ عیار کا تب کہتے ہیں کہ سلطان صلاح الدین بن ایوب نے ۵۶۷ھ میں جامع مسجد مصر کے اندر اطاعت و غیر مایہ زاری کا اجراء کیا اور جمعہ میں مصر کے اندر نبی عباس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ایاب بدعت کو نصیحت و نابو و کیا راہ شریعت کو صاف کیا اور جمعہ میں قاہرہ کے اندر نبی عباس کا خطبہ پڑھا اسکے بعد یوم یاسنوراء کو العاصد باللہ صاحب مصر مر گیا۔ صلاح الدین نے قصر اور اسکے تمام ذخائر اور نقائس پر قبضہ کر لیا جو جو چیزیں پسند کیں انکو رکھ لیا اور باقی کو فروخت کر دیا اس فروختی کا سلسلہ دس سال تک جاری رہا۔ سلطان نور الدین نے یہ خوشخبری دیکھ کر شہاب الدین المظفر بن العلامہ شرف الدین ابن ابی عمرو کو بغداد روانہ کیا اور مجھے (عباد کا تب) حکم دیا کہ ایک بشارت نامہ لکھو تاکہ وہ تمام ممالک اسلامی میں پڑھا جائے میں نے تعمیل حکم کر کے ایک بشارت نامہ لکھا جسکی ابتداء اس طرح تھی کہ خداوند تعالیٰ حق کے بلند کرنے والے اور اسکے ظاہر کرنے والے اور باطل کو نابود کرنے والے کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے۔ آگے چل کر میں نے لکھا تھا کہ ان شہروں میں کوئی مہاجر نہیں رہا جس پر مولانا امام مستنصری بامر اللہ امیر المؤمنین کا خطبہ نہ پڑھا گیا ہو تمام مسجدیں عباد اور زیاد کے لئے چھڑی گئیں بدعت کی تمام صوامع ڈھائی گئیں۔ اسکے بعد لکھا تھا جس جگہ قریب ڈھائی سو سال کے جھوٹے دعویٰ داروں اور شیطانوں کے تابعین کا دور دورہ تھا وہاں خداوند تبارک و تعالیٰ نے ہماری حکومت قائم کر دی ہمارے لئے زمین کو کشادہ کر دیا اور ہم کو ہمارے آرزوؤں کے موافق الحاد اور رقص کے مٹا دینے پر قدرت و یدہ اور ہم نے انکو مٹا دیا۔ ہمیں اس بات کی توفیق دی کہ ہم نے بنی عباس کی سلطنت حقہ کو قائم کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ اس میں عباد شاہ کا یہ قصیدہ بھی موجود تھا

(ترجمہ قصیدہ) ہم نے مصر میں مستنصری کے نام کا خطبہ قائم کر دیا جو نائب مصطفیٰ اور امام عصر سے ہم نے اس کی مدد کے ساتھ العاصد کو ذلیل کیا اور اسی کے ساتھ اس کے مددگاروں کو بھی ہم نے اسے پھینک دیا

جوں کی طرف بلا تا نقارہ اس وقت دلت کیساتھ پیچروں کے نیچے اور پورے کے اندر ہے۔ جب یہ تہنیت نامہ مستثنیٰ کے پاس پہنچا تو اسنے اسکے جواب میں سلطان نور الدین اور صلاح الدین کو خلعت اور تشریفات خطباء مصر کو علم اور پرچم اور عمارت کا خلعت اور ایک سو دینار روانہ کئے۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ جس وقت سلطان صلاح الدین مصر پر پوری طرح قابض و مسلط ہو گیا اور اسکے قابض ہونے کے ساتھ عاصد مقرر ہوتا چلا گیا تو سلطان نور الدین نے سلطان صلاح الدین کو لکھا کہ مصر میں خلفاء نبوی عباس کا خطبہ پڑھا جائے مگر سلطان صلاح الدین نے اسوجہ سے کہ کہیں مصری سرکشی نہ کر بیٹھیں اس حکم کی تعمیل میں پہنچی تھی کی سلطان نور الدین نے سلطان صلاح الدین کو اسکی پھر زیادہ تاکید لکھی اس عرصہ میں اتفاقاً عاصد بیمار ہو گیا۔ سلطان صلاح الدین نے اس امر کے متعلق امرام سے مشورہ کیا بعض نے اسکی تائید کی اور بعض نے مخالفت اتفاق سے مصر میں ایک شخص عجمی جسکا نام امیر العالم تھا آگیا جیسا سے یہ بیت بھل دیکھا تو اس نے کہا کہ اچھا سب سے اول میں اس کام کو شروع کرتا ہوں چنانچہ محرم کے سب سے پہلے جمعہ میں وہ امام سے پہلے منبر پر چڑھ گیا اور مستثنیٰ کی واسطے دعا کی کسی شخص نے اس کی مخالفت نہ کی جب دوسرا جمعہ آیا تو صلاح الدین نے خطیبوں کو عاصد کا خطبہ چھوڑ دیئے کے متعلق حکم دیا اور انھوں نے تعمیل حکم کی کسی شخص کو مجال انراں نے نہ سکی نہ ہوئی عاصد کا مرض روز بروز ترقی تھا آخر یوم عاشورا کو مر گیا۔

۹۔ میں سلطان نور الدین نے آستانہ خلافت میں بہت سے مخالف روانہ کئے جنہیں ایک گدھا بھی تھا جس کے بدن پر خطبے ہوتے تھے وہ گدھا بہت گودنے والا تھا خطبہ کی وجہ سے اسکو عتابی کہتے تھے (عتابی بضم عین وہ کپڑا ہے ریشمی جس پر خطوط موجوں کی طرح بنے رہتے ہیں۔ مترجم) لوگ جوق در جوق ان مخالف گود دیکھنے کے لئے آئے جنہیں ایک شخص عتابی نامی بھی تھا جو نہایت بلند انداز میں ناقص لفظیہ ڈینگ مارنے والا تھا لوگوں نے کہا اگر نور الدین نے ہمارے پاس حمار عتابی (حمار یعنی گدھا) روانہ کیا ہے تو ہمارے پاس عتابی حمار موجود تھا۔ اسی سال نارنگی کے برابر اولے پڑے جنگی وجہ سے گھر سے گئے مویشی مر گئے دہلہ اسقدر چڑھ آیا کہ بغداد ڈوب گیا اور جبہ خارج شہر لوگوں نے پڑھا فرات بھی چڑھ آیا جسکی وجہ سے گاؤں اور گھیتیاں خرق ہو گئیں لوگوں نے یہ حالت دیکھ کر خداوند تعالیٰ کیساتھ عجز و انکساری سے دعائیں مانگیں یہ بات تعجب کی ہے کہ یہ پانی اسقدر تھا مگر جبل کے باغات اور کھیتی بفر پانی کے سوکھ گئی۔ اسی سال سلطان نور الدین والی دمشق کا انتقال ہو گیا اسکی جگہ اسکا بیٹا ملک الصالح اسماعیل جو بہت خور و سال تھا تخت پر بیٹھا اہل فرنگ نے سوا حل کیطرف حرکت کی مگر بہت سا مال دیکھ کر کھینچ کر لی گئی اگرچہ وہ قریب ہی آئے تھے۔

Marfat.com

اسی سال عبید بن جریح کے خیر خواہوں نے سلطنت عبیدی کو بچھرقا تم کوڑنا چاہا۔ صلاح الدین کے امراء بھی اکثر ان کے ساتھ قتل کے مگر بروقت صلاح الدین کو اس سازش کی اطلاع ہوئی اور اس نے ان سب کو بکڑ کر قصرین کے درمیان سولی پر چڑھا دیا۔ ۵۴۲ھ میں سلطان صلاح الدین نے مصر اور قاہرہ کے گرد ایک فصیل بنوانے کا حکم دیا اور اس کا اہتمام امیر بہاؤ الدین قراقوس کے سپرد کیا گیا۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ اس فصیل کا دور اسی ہزار تین سو گز ہاشمی تھا۔ اسی سال سلطان صلاح الدین نے جبل مقطم میں قلعہ بنوانیکا حکم دیا اور یہیں دارالسلطنت مستقل کر لیا اور ارادہ کیا مگر ابھی یہ قلعہ پایہ تکمیل کو نہیں پہنچا تھا کہ سلطان صلاح الدین کا انتقال ہو گیا۔ اسی تکمیل سلطان ملک الکامل یعنی سلطان صلاح الدین کے بھتیجے کے زمانہ میں ہوئی اور یہی سب سے اول اس میں آباد ہوا۔ اسی سال سلطان صلاح الدین نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ہزار شریف بنوایا۔ ۵۴۲ھ میں بغداد کے اندر نہایت زور شور کی آدھی رات کے قریب آندھی آئی اور آسمان کے اطراف میں آگ کی مینا ریں کی ٹانگہ گئیں لوگوں نے یہ دیکھ کر حضور بارگاہ خداوندی میں تبصرع وزاری دعائیں کیں۔ صلح کو یہ بات جانی رہی۔ ۵۴۵ھ میں سلجوقی شوال کو خلیفہ مستنصر نے انتقال فرمایا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا احمد تخت نشین ہوا۔ اس کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ ابن خشاب نحوی۔ ملک الخاؤ ابو نزار الحسن بن صافی۔ حافظ ابو العلاء بہرانی۔ ناسخ الدین بن وہان نحوی۔ حافظ الکبیر ابو القاسم بن عساکر اولاد امام شافعی۔ جیسا کہ میں شاہ۔ حافظ ابو بکر بن خیر و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۳) الناصر لدین اللہ احمد

الناصر لدین اللہ احمد ابو العباس بن المستنصری بامر اللہ ۱۰ رجب ۵۵۳ھ کو ایک ترک ام واز مرد نامی کے بطن سے پیدا ہوا اور ذیقعدہ ۵۴۵ھ کی چاند رات کو تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اسکی حدیث کی روایت میں محدثین کی ایک جماعت نے اجازت دی تھی جنہیں ابو الحسن بن عبدالحق البیہقی اور ابو الحسن علی بن عساکر البیہقی بھی داخل ہیں اس نے بھی خود ایک جماعت کو اجازت حدیث دی تھی۔ لوگ اسکی حیات میں اس سے روایت کیا کرتے تھے مگر بطور اسناد کے نہیں بلکہ بطور فخر کے روایت کیا کرتے تھے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ کسی خلیفہ نے اتنی طویل مدت تک خلافت نہیں کی اس کی مدت خلافت سینتالیس سال ہے یہ شخص مدت العمر عزت و جلال کے ساتھ ہاتھ تمام دشمنوں کا اس نے قلع و قمع کر دیا تمام بادشاہوں نے اس کی اطاعت کا

انہار کیا کسی شخص نے اسکے ساتھ سرکشی کی جرأت نہیں کی نہ کسی نے اس پر خروج نہ کیا اگر کسی نے خروج کیا تو اس کی توراً سرکوبی ہو گئی کوئی مخالف اگر اس کا اٹھا تو فوراً دفع ہو گیا اگر کسی شخص نے اسکے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو فوراً اس کو خداوند تعالیٰ اجل مجید نے تباہ و برباد کر دیا۔ یہ اپنے دارا کی طرح مصلح ملک میں شدید الاہتمام تھا اسکا اقبال نہایت زبردست تھا۔ رعایا کے ہر ایک امور خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب سے خبردار تھا اسکے اخبار نویس یا پرچہ نگار تمام شہروں میں موجود تھے جو ریزانہ تمام بادشاہوں کی خفیہ اور ظاہر باتیں اسکو لکھ کر بھیجا کرتے تھے اس کو نہایت لطیف حیلے اور غیب کی چالیں یا رخصتیں سیاسی اور پولٹیکل چالیں ایسی بے ڈھب چلتا تھا کہ کسی کو گانوں کان خبر نہ ہوتی تھی نہ کوئی شخص سمجھ سکتا تھا۔ دو دشمن بادشاہوں میں دوستی کر دیتا تھا اور ان کو خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ دو دوست بادشاہوں میں عداوت ڈلوادیتا تھا اور انھیں پتہ بھی نہ چلتا تھا۔ جب بادشاہ مازندران کا اپنی بغداد میں آیا تو اسکا خفیہ نویس ابی شبینہ۔ افعال و اعمال کا پرچہ صبح کو خلیفہ کے حضور میں پہنچا دیتا تھا یہ دیکھ کر اپنی نے اپنے تمام کاروبار نہایت احتیاط سے پوشیدہ کرنے شروع کرے مگر جبنا اس نے زیادہ پوشیدگی میں اہتمام کیا اتنا ہی الناصر نے اور بھی زیادہ اس پر اظہار کیا۔ ایک دن رات کو اپنی نے چور دروازے سے ایک عورت کو بلوایا رات بھر اس کو اپنے پاس رکھا صبح کو اسکی بھی اطلاع پہنچی اور حسب محول یہ پرچہ چسپاں ہو گیا اس میں یہاں تک درج تھا کہ ان دونوں نے رات کو جو لحاف اوڑھ رکھا تھا اس پر ہاتھی کی تصویر بنی ہوئی تھی یہ دیکھ کر اپنی نہایت متحیر ہوا اور بغداد سے چلا گیا اسکو کامل یقین ہو گیا کہ خلیفہ علم غیب جانتا ہے کیونکہ فرقہ امامیہ کا اعتقاد ہے کہ امام محصوم حاملہ کے لطن کا حال کہ اس میں لڑکا ہے یا لڑکی اور دیوار کے پرلی طرف کی کیفیت ملک کا عالم ہوتا ہے خوارزم شاہ کا اپنی ایک خفیہ خط جو سر بہر تھا لیکر آیا الناصر نے فوراً کہہ دیا کہ خط کی ضرورت نہیں مجھے معلوم ہے جو خط کا مضمون ہے تم واپس چلے جاؤ وہیں جواب پہنچ جاویگا اسکا یقین ہو گیا کہ یہ عالم الغیب ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ لوگوں میں عام خیال تھا کہ الناصر کے جن تابع ہیں جس وقت خوارزم شاہ خراسان اور ماوراء النہر آیا اور اس نے وہاں لوگوں پر ظلم و تعدی کی اور بڑے بڑے بادشاہوں سے اطاعت کرائی لوگوں میں اوش مارو کی اپنے مقبوضہ ممالک سے بنی عباس کا خطبہ موقوف کر دیا بغداد کے ارادے سے نکلا اور ہمدان پہنچا تو بیس روز تک برابر اسکے اور بغیر موسم کے برف پڑتی رہی جس کی وجہ سے وہ آگے نہ بڑھ سکا اس کے بعض خواص اور ساتھیوں نے کہا کہ

چونکہ آپ خلیفہ پر حملہ کے قصد سے نکلے تھے اس لئے یہ غضب آئی آپ پر نازل ہوا ہے اسی اشارہ میں اسے
خبر پہنچی کہ ترک متفق ہو کر اسکے ممالک اور دارالسلطنت پر حملہ کرنا چاہتے ہیں پھر انکو یہ جرات محض اسوجہ سے
ہوتی کہ آپ دارالسلطنت سے بہت زیادہ دور ہیں۔ یہ سن کر شاہ خوارزم کو واپس لوٹنا پڑا اور الناصر
بغیر قتال و جدال کے اسکے اثر سے محفوظ رہا۔ الناصر اس طبیعت کا آدمی تھا کہ اگر کسی کو کچھ دیتا تھا
تو پیٹ بھر کر اور مارتا تھا تو نہایت پیروی کیسا تھے۔ اکثر تئادے بیٹھتا تھا کہ خود شاہی ہاتھ وہ جاتا
تھا۔ ایک شخص الناصر دین اللہ کے واسطے ہندوستان سے ایک طوطا لیکر ہلا جو قل کھو اللہ اعدہ
پڑھتا تھا۔ جب وہ بغداد پہنچ چکا تو رات کو طوطا مر ادا پایا صبح کو شخص نہایت حیران و پریشان ہوا اور
اس خلیفہ کا ایک خادم آیا اور اس نے اس سے وہ طوطا طلب کیا یہ رو پڑا اور کہا کہ وہ تو رات کو مر گیا
خادم نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے کہ وہ مر چکا لامر ہوا ہی ویدے اور یہ بتلا کہ مجھے خلیفہ سے کتنے نعام
کی توقع تھی اس نے کہا کہ پانچ سو دینار کی امید کر کے چلا تھا۔ خادم نے پانچ سو دینار کھو کر کھڑے
اور کہا یہ لے خلیفہ نے مجھے عنایت کئے ہیں۔ جسوقت سے تو ہندوستان سے اسے لیکر چلا تھا اسی وقت
سے خلیفہ کو تیری خبر تھی۔ جب صدر جہاں بغداد آئے تو انکے ہمراہ بہت فقہار بھی موجود تھے
ان میں سے ایک فقیہ کے پاس تہا بیت نفیس گھوڑا تھا جب وہ اپنے گھر یعنی سمرقند سے چلنے لگے
تو انکی بیوی نے اُسے یہ کہا کہ تم اس گھوڑے کو بیس چھوڑ جاؤ ایسا نہ ہو کہ کوئی بغداد میں اسے خوبصورت
دیکھ کر چھین لے اس فقیہ نے جواب دیا کہ اور تو اور مجھے خلیفہ تک بھی یہ گھوڑا لینے کی جرات نہیں
کر سکتا۔ الناصر کو اسکی اسکے گیسے پہلے ہی خبر پہنچ چکی تھی۔ اس نے اپنے ویرچی کو حکم دیا کہ جسوقت وہ
فقہ بغداد میں داخل ہو فوراً اسکو مار کر وہ گھوڑا چھین لیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جسوقت یہ
بغداد میں آیا گھوڑا چھین لیا گیا۔ بیچارہ نے بہتری بیچ پکارا اور پھر جاگے فریاد کی مگر کون سنتا تھا جب
صدر جہاں حج کر کے واپس جاتے لگے تو انکو نیز انکے ہمراہیوں کو بارگاہ خلافت سے خلعت و انعام
دیا گیا۔ ان حضرات فقیہ صاحب کو بھی خلعت ملا جس میں انکا وہی گھوڑا اور اسکے ساتھ ساز اور ظروف
طلائی بھی شامل تھا دیتے وقت ان سے کہا گیا کہ خلیفہ کو تو تمہارے گھوڑے کے لینے کی جرات نہیں تھی
مگر اس کے ایک ادنی غلام نے اسکو چھین لیا پھر فقیہ بہت سٹ پٹایا اور نقش کھا کر گر پڑا اور خلیفہ کی
کرامات کا قابل ہو گیا۔ الموفق عبداللطیف کہتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں الناصر کی ہیبت اور
خوف بڑھ گیا تھا اس سے اہل ہند اور اہل مصر اتنا ہی ڈرے تھے جتنے اہل بغداد۔ اس ہیبت خفا
کو جو محقق کے بعد مر چکی تھی دوبارہ زندہ کر دیا تھا اور پھر اس کی موت کے ساتھ وہ ہیبت مری کے

بڑے جلیل القدر بادشاہ جیسے بادشاہ مصر اور شام جو وقت الناصر کا ذکر کیا کرتے تھے تو اپنی خلوت گاہوں میں اسکی ہیبت اور جلال کی وجہ سے نہایت دھیمی اور پست آواز سے باتیں کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک سوگراہوں کے پاس دمیاط کی چادر میں تھیں اور حنیفر طائی کام تھا بعد ازیں آیا جنگی والوں نے اس سے محصول طلب کیا مگر اسنے انکار کر دیا کہ میرے پاس کوئی چیز ایسی نہیں جس پر محصول عائد ہوتا ہو جنگی والوں نے اس کے سامان کے اعداد اور انکی رنگتیں اور قسمیں بیان کرنا شروع کیں مگر وہ پھر بھی انکار کرتا رہا آخر اس سے بارگاہ خلافت کی ہدایت کے موافق کہا گیا کہ کیا لوگ اپنے فلاں ترکی غلام کو دمیاط میں فلاں قصور کی وجہ سے خفیہ قتل نہیں کیا تھا اور اس کو فلاں جگہ نہیں دفن کر رکھا اور اسکی آجتک کسی کو خبر نہیں ہوئی پسند کرو وہ حیران ہو گیا کیونکہ انکی سوائے اس کے کسی کو خبر نہیں تھی اور محصول ادا کر دیا۔ ابن نجار کہتے ہیں کہ الناصر کے پاس سلاطین آیا کرتے تھے اور اسکی اطاعت قبول کر لیا کرتے تھے جو شخص اسکا مخالف ہوا وہ بچہ ذلیل ہوا سرکش اور نافرمان شخصوں کو نہایت ذلت اٹھاتا پڑی۔ متکبروں اور سرکشوں کو اسکی تلوار نے سرنگوں کر دیا اسکے دشمنوں کا پیر لڑکھڑا گیا اسکی فتح اس قدر ہوئی کہ اسکا ملک تمام نبی عباس سے وسیع ہو گیا تھا حتیٰ کہ اسکے نام کا خطبہ پین اور اسپین کے بھی بہت شہروں میں پڑھا گیا یہ خلیفہ خلفا نبی عباس کے تمام خلفاء میں شدید تھا اسکی ہیبت سے پہاڑ بھی کانپتے تھے نہایت خوش خلق خوب صورت ہاتھ پیر کا مضبوط فصیح اللسان بلیغ البیان شخص تھا اسکے فرامین اور کلمات علم ادب کے بہت اچھے ذخیرے ہیں۔ اسکا زمانہ روشن جنس اور طرہ تاج فخر تھا۔ ابن واصل کہتے ہیں کہ الناصر نہایت ذہین چالاک شجاع۔ صاحب فکر صاحب ہوائے عقل رسا پور لٹیکل چالیں چلنے والا شخص تھا۔ اسکے عیاشیوں اور مخبر عواقبکہ تمام اکناف عالم میں چھوٹے ہوئے تھے جو اسے جزئیات تک کی اطلاع دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک شخص کا ذکر ہے کہ اس نے بغداد میں چند آدمیوں کی دعوت کر دی اور اتفاقاً غیاثیوں سے قبل اپنے ہاتھ دھو لئے اسکی خبر بھی مجھ نے القا فرما کر پہنچا دی الناصر نے اسکو تنبیہ کی کہ مہانوں سے پہلے اپنے ہاتھ دھونا سونا ادنیٰ ہے وہ یہ سن کر سخت حیران ہو گیا۔ ابن واصل کہتے ہیں کہ باوجود ان سب باتوں کے الناصر اپنی رعایا کے حق میں اچھا نہ تھا ظلم کی طرف بہت مائل تھا حتیٰ کہ اکثر آدمی اسکے مقبوقہ مالک سے ترک وطن کر گئے اور اسنے انکا مال اور ملک ضبط کر لیا اسکے افعال کچھ متضادہ تھے کبھی کبھی اور کبھی کبھی اپنے آباء و اجداد کے خلاف عقیدہ رکھتا تھا اور اسکا میدان مذہب امامیہ کی طرف تھا ایک روز ابن جوزی سے سوال کر بیٹھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون شخص افضل ہے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفریح کرتے

برتو قادر نہ ہو سکے اور گول مول جواب دیا کہ وہ کہ انکی بیٹی انکے نکاح میں تھی ایسا لفظ ذمہ معنی میں یہ بھی معنی میں کہ
 جسکی بیٹی حضرت کے نکاح میں تھی یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی انکا مقصود تھا اور یہ بھی معنی میں کہ حضرت کی بیٹی جتنا
 نکاح میں تھی یعنی حضرت علیؓ وہ ذمہ معنی الفاظ ابن جوزی کے یہ ہیں۔ من کانت تحتہ ابنتہ۔ اسکا اردو میں ترجمہ
 ذمہ معنی مجھے ان الفاظ سے جو میں نے کہا ہے بہتر نہیں ملا یعنی وہ کہ انکی بیٹی انکے نکاح میں تھی اگر اس ترجمہ سے بہتر
 کوئی ذمہ معنی ترجمہ مل سکے تو اصلاح کا ہر شخص مجاز ہے۔ مترجم)۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ الناصر کی سیرت بہت زیادہ خراب
 تھی اسکے رسوم اور شکیسوں کی وجہ سے عراق باکل تباہ ہو گیا تھا لوگوں کا مال اور انکی املاک خالصہ میں شامل کر لیا
 تھا اگر کوئی خود ہی قتل کرتا تھا تو اسکے برعکس بھی ضروری کرتا تھا۔ اسکی یہ مثال تھی کہ اول کو بوتر کے بندو
 مارتا تھا اور پھر تاراض ہوتا تھا کہ یہ کیوں مر گیا۔ الموفق عبد اللطیف کہتے ہیں کہ اسے وسط ایام خلافت
 میں تحصیل حدیث شریف کا شوق ہوا اور اس نے دودھ دور سے محدثین کو بلا بلا کر حدیث سنی اور اہل سنت کے اجازت
 حاصل کی پھر اپنی طرف سے اکثر بلاوٹا ہوں اور علماء کو اجازت دے دی۔ ایک کتاب میں ستر احادیث
 جمع کر کے حلب بھجوی جسکو وہاں لوگوں نے خوب سنا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ الناصر نے بہت اعیان علماء کو اجازت
 احادیث دی تھی جنہیں ابن سکینہ ابن اخضر ابن نجار ابن لارمعانی قابل ذکر ہیں۔ ابو الطغر کہتے
 ہیں کہ ابن جوزی وغیرہ نے لکھا ہے کہ آخر عمر میں الناصر کی نظر کم ہو گئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ باکل جاتی
 رہی تھی مگر عایا میں سے کسی کو بلکہ خود اسکے وزیر اور گھر والوں کو بھی مطلقاً اسکی خبر نہیں تھی اسنے اپنی ایک
 کنیز کو اپنے خط کی مشق کو رکھی تھی جو باکل الناصر کے خط کے موافق لکھتی تھی اس سے یہ حکم احکام لکھوایا
 کرتا تھا کسی کو یہ شناخت نہیں ہوتی تھی کہ یہ خلیفہ کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ شمس الدین جوزی کہتے ہیں کہ الناصر
 اپنے پینے کے پانی میں بہت زیادہ احتیاط کرتا تھا بغداد سے سات فرسخ کے فاصلہ سے اسکا پانی آیا کرتا
 تھا جسکو سات دن تک ایک ایک جوش دیا جاتا تھا پھر سات جوش کے بویسات دن تک برتنوں
 میں بھرا کر رکھ دیا جاتا تھا تب کہیں اسکو الناصر پیتا تھا ایک مرتبہ کوئی خواب آور دوا پانی میں ملا کر پی اسکے
 پیچھے کے بعد پیشاب کے راستہ سے ایک کنکری نکلی جس کی وجہ سے اسکا ذکر شفق ہو گیا اور اسکے صدر سے
 یکشنبہ ریح رمضان ۶۲۲ھ کو انتقال کر گیا۔ جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ سلطان صلاح الدین
 کا خطاب الملک الناصر تھا ۵۸۵ھ میں سکوا الناصر نے سخت تنبیہ کی کہ تم نے باوجود اسکے کہ تم جانتے ہو کہ
 ہمارا خطاب الناصر الدین اللہ ہے اپنا خطاب الملک الناصر کو لیا۔ ۵۸۵ھ میں الناصر الدین اللہ نے حکام
 جاری کئے کہ جو شخص مشہد امام موسیٰ کاظم میں پناہ لے وہ ماسوں سے باز پرس نہ کی جائے اکثر مجرم وہاں پہنچنے لگے
 جسکی وجہ سے سخت مفاہد پیدا ہو گئے۔ ۵۸۱ھ میں غلٹ کے اندر ایک ایسا لڑکا پیدا ہوا جسکی پیشانی

ایک بالشت چار انگلی کی تھی اور ایک کان تھا۔ اسی سال یہ اطلاع پہنچی کہ بلا و مغرب میں اللہ کا خلیفہ
 شرع ہو گیا۔ ۵۸۲ھ میں سالوں شمارے برج میزان میں جمع ہوئے اسپر منجوں کے حکم لگایا کہ جہاد کی
 لائز کی تو اس رات کو سخت اندھی آدھی گئی جس سے تمام شہر کے مسافر ہو نیکا اندیشہ ہے لوگوں نے پھاڑ کر دوسرے
 کھنڈ کھنڈ کر انہیں رہنے کا ارادہ کر لیا کھانا اور پانی بھی ان گڑھوں میں لگے اور تہا بیت تشویش کیسیات
 اس رات کا انتظار کرنے لگے جس کے متعلق کہا گیا تھا کہ قوم عمار کی تھی آندھی آئی لیکن اس رات اتنی
 بھی ہوا نہ چلی کہ چراغ ہی گل کر دے۔ اسپر شہر اور مرقعہ ملگیا اور انھوں نے انہوں کی اپنے اشعار میں خوب
 ہی مٹی پلیدی چنانچہ ابو العتہام محمد بن للعلم کہتے ہیں (ترجمہ اشعار) کوئی ابو الفضل سے ڈرا جا کر کہدے
 کہ جہاد ہی الاخر گزر کر جب بھی آگیا نہ کوئی ان کے قول کے مطابق آندھی آئی نہ زلزلہ نہ کوئی دھماکا
 سنا نہ نکلا نہ آفتاب بدھی چھپا نہ اسکے کان سے کوئی شعلہ نکلا۔ یہ مخلوق جہاد ہی پر ایسا حکم
 لگا کے ہیں جہاں پہر بھی کبھی نہ گورا ہو گا۔ بس منجوں کا جھوٹ ظاہر ہو گیا اور انھوں نے سچ ہی کہہ
 یولا تھا جواب بھی ہوتا ہے ۵۸۳ھ میں یہ بات تجلیات سے ہوئی کہ اس سال کی پہلی تاریخ ہجرت کے
 پہلے دن (یعنی شنبہ) واقع ہوئی اسی روز سال شمسی کی پہلی تاریخ اور سال قاری کی بھی پہلی تاریخ
 تھی اور شمس و قمر دونوں پہلے برج میں تھے۔ اس سال مسلمانوں کو پھر فتوحات ہوئیں سلطان صلاح
 الدین نے شام کے اکثر شہر جو اہل فرنگ کے قبضہ میں تھے فتح کئے اور سب بڑی فتح ہوئی کہ بیت المقدس
 جو فرنگیوں کے قبضہ میں کیا نوے برس چلا آ رہا تھا صلاح الدین نے فتح کر لیا فرنگیوں نے جو دیگر آثار
 قبضہ کر رکھے تھے انکو بھی فتح کیا اور بیت المقدس میں کئی محفلوں کے لئے تھے انکو گرا کر ایک درم
 شافعیہ قائم کر دیا خداوند تعالیٰ اسکو اسلام کی طرف سے جزا و نیر نہایت کریں۔ قیامہ کو سلطان صلاح
 الدین نے بدستور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتباع کے موافق قائم رکھا کیونکہ آنجناب نے بھی فتح
 بیت المقدس کے بعد اسکو بدستور رکھا تھا۔ محمد بن اسد شاعر نے فتح بیت المقدس کے متعلق
 ایک قصیدہ لکھا۔ ابن برجان نے الم غلبت الروم کی تفسیر میں بحساب آیت یہ بیان کیا ہے
 کہ بیت المقدس ۵۸۳ھ تک روم والوں کے قبضہ میں رہی پھر وہ مغلوب ہوئے اور مسلمان انپر غلبہ
 پانے لگے اور بیت المقدس فتح کر لیا جو پھر الشاہ عبدالعزیز ابد تک دارالاسلام رہی گا چنانچہ ایسا
 ہی ہوا۔ ابو شامہ کہتے ہیں کہ ابن برجان نے یہ جو کچھ تفسیر بیان کی ہے نہایت ہی عجیب ہے۔ ابن
 برجان فتح بیت المقدس سے پہلے انتقال کر چکے تھے ۵۸۹ھ میں سلطان صلاح الدین رحمۃ
 اللہ تعالیٰ کا انتقال ہو گیا ایک ایسی ہی ان کی زرہ جو ان کے ساتھ رہتی تھی ایک گھوڑا ایک دینار

پتیس درہم بیکر بغداد آیا بھنوں نے ان چیزوں کے علاوہ کوئی چیز ترک نہیں چھوڑی تھی اس کے انتقال کے بعد ایکابٹیا عماد الدین عثمان الملک العزیز مصر کا دوسرا بیٹا الملک الافضل نور الدین علی و شوق کا اور نیرا بیٹا الملک الظاہر عیاش الدین غازی حلب کا بادشاہ مقرر ہوا۔ ۵۹۰ء میں سلطان طغرل بیگ شاہ ابن رسولان بن طغرل بیگ بن محمد بن ملک جو خاندان سلجوقیہ کا سب سے آخری بادشاہ تھا مرنے لگا۔ وہی کہتے ہیں کہ اس خاندان میں کچھ اور پرنس شاہ گزرے ہیں جن میں سب سے پہلا بادشاہ طغرل بیگ جو خلیفہ القائم بامر اللہ کا پھر تھا۔ ان سب کی مدت سلطنت ایک سو ساٹھ سال ہیں۔ ۵۹۲ء میں مکہ معظمہ میں کالی اندھی آئی جسکی وجہ سے دنیا میں اندھیرا ہو گیا لوگوں پر سرخ ریت برسنا۔ رکن یحییٰ سے ایک قطع کر گیا۔ اسی سال جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے خوارزم شاہ نے خلیفہ پر لشکر کشی کی تھی اور پچاس ہزار فوج کے ساتھ دریائے جیحون پر آگیا تھا اور خلیفہ کو لکھا تھا کہ مجھے سلطان کا خطاب دیر یا جائے میں بغداد آیا چاہتا ہوں خلیفہ کو ملوک سلجوقیہ کی شرح میرا ماتحت ہو کر رہنا چاہیے خلیفہ نے خوارزم شاہ کے اچھی گو بغیر کسی جیاب کے واپس کر دیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں خداوند تعالیٰ جل مجدہ نے ناصر کو اسکے شر سے محفوظ رکھ لیا تھا۔ ۵۹۳ء میں ایک بہت بڑا ستارہ ٹوٹا اور اسکے ٹوٹنے کیساتھ اس قدر سخت دھماکہ ہوا کہ جسکی وجہ سے مکان اور دیواریں ہل گئیں۔ لوگوں نے دعائیں مانگنی شروع کیئیں اور خیال کر لیا کہ قیامت آگئی۔ ۵۹۵ء میں ملک العزیز مصر میں گیا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا صفیہ تخت پر بیٹھا مگر ملک العادل سیف الدین ابوبکر بن ایوب نے اس پر حملہ کر کے اسکا تاج و تخت سب چھین لیا اور خود قابض ہو گیا ملک العادل کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا ملک الکامل بادشاہ ہوا۔ ۵۹۶ء میں دریائے نیل کا پانی اتر گیا اور تیرہ گز تک پانی اندر کی طرف ہو گیا اسی کی وجہ سے اسنا سخت قحط پڑا کہ لوگوں نے مردار اور چمڑے کھانے شروع کر دیے اور کھلم کھلا کھانے لگے اس قحط کے متعلق عجیب عجیب روایات ہیں لوگوں نے بھوک کے مارے پہانٹک کیا کہ مردوں کو قبروں سے اکھاڑا اکھاڑ کر کھائے مصر بالکل تباہ ہو گیا۔ بھوک کے مارے اتنے آدمی مر گئے کہ جس طرف قدم یا آنکھ پڑتی تھی تو مردوں ہی پر پڑتی تھی یا کوئی شخص جان کنری کی حالت میں دکھائی دیتا تھا اور پس گاؤں والے تو تمام کے تمام ہی مر گئے تھے اگر مسافر کسی گاؤں میں کو گذرتا تھا تو کہیں آگ جلتی نظر نہیں آتی تھی۔ گھروں کے دروازہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے اور انہیں مردے پڑے ہوئے نظر آتے تھے ذہبی نے اس قحط کے متعلق عجیب عجیب واقعات قلم بند کئے ہیں جنکے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مردوں سے سڑک پٹی پڑی رہتی تھی انکا گوشت پر دنیا جو پائے کھاتے ہوئے دکھائی دیتے تھے لوگوں نے اپنی اولاد بہت کھوڑے دیا اور

میں بیچڑالی تھی۔ یہ حالت ۵۹۲ء تک بدستور قائم رہی۔ ۵۹۴ء میں مصر شام جزیرہ میں
 نہایت سخت زلزلہ آیا چینکی وجہ سے ملکان اور قلعے منہدم ہو گئے اور بصرہ کے قریب گاؤں دھنس گئے
 ۵۹۹ء میں حرم کی چاند رات کو صبح تک استقر تارے ٹوٹے کہ ٹیڑھیوں کی طرح اڑتے ہوئے معلوم
 ہونے لگے لوگ سخت پریشان ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں تفرع و زاری شروع کی جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرائش کے بعد پھر ایسا واقعہ کبھی نہیں گذرا تھا۔ آپ کے ظہور کے وقت اللہ
 ایسا ہوا تھا۔ ۶۰۰ء میں اہل فرنگ نے دریائے نیل کے راستے سے رشید پر حملہ کیا شہر قبضہ
 کر کے اس کو خوب لوٹا اور قتل عام کر کے چلتے بنے ۶۰۰ء میں اہل فرنگ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا
 رومیوں کو وہاں سے نکال دیا اور خود قابض ہو گئے قبل از اسلام یہ شہر رومیوں کے قبضہ میں تھا
 ۶۰۱ء تک یہ شہر فرنگیوں کے قبضہ میں رہا اسکے بعد اس کو پھر رومیوں نے چھوٹا لیا۔ اسی سال
 ایک عورت کے قہقہے میں ایک عجیب طرح کا لڑکا پیدا ہوا جس کے دوسرے ہاتھ اور چار پیر تھے مگر وہ زندہ نہیں
 رہا۔ ۶۰۶ء میں اہل تاتار کا زور شروع ہوا جس کی تفصیل ہم آئندہ لکھیں گے۔ ۶۱۵ء میں
 اہل فرنگ نے دمیاط کے برج سلسلہ پر قبضہ کر لیا ابوشامہ کہتے ہیں کہ یہ برج دیار مصر کی کچی تھی وسط
 نیل میں یہ ایک بہت بڑا برج تھا اسکے شرقی پہلو پر دمیاط اور غربی پہلو پر جزیرہ واقع تھا اسکے سامنے
 دو سلسلے تھے ایک سلسلہ نیل سے لیکر دمیاط تک اور دوسرا نیل سے جزیرہ تک چلا جاتا تھا ان
 دونوں سلسلوں کی وجہ سے جہاز بحر شہر سے نہیں آسکتے تھے۔ ۶۱۶ء میں اہل فرنگ نے دمیاط
 پر بہت سی لڑائیوں اور محاصرہوں کے بعد قبضہ کر لیا۔ ملک رکابل ان کے مقابلہ سے عاجز ہو گیا تھا
 تاب و متانہ اسکا اہل فرنگ نے جامع مسجد کو گر جا بنا لیا ملک رکابل نے نیل کے ڈیلٹا پر یعنی جہاں
 دو دریا جدا ہوتے ہیں ایک شہر آباد کیا جسکا نام اسنے منصور ڈیکھا اسکی فصیل بنوائی اور اپنے لشکر
 سمیت وہیں قیام کر لیا۔ اسی سال قاضی القضاة رکن الدین طاہر کو ملک معظم والی دمشق نے
 ایک بچہ بھیجا جس میں ایک زہر آلود تبا تھی اور حکم دیا کہ اسکو پہن کر اجلاس کرے قاضی القضاة تاب
 انکار نہ لاسکے اور اسکو پہن لیا وہاں سے اٹھ کر گھر چلے گئے اور پھر مر کر ہی باہر قدم نکالا کہتے ہیں
 کہ اس تبا کی وجہ سے قاضی صاحب کا جگر کٹ کر گر گیا تھا لوگوں نے سخت افسوس کیا اسکے بعد ہی
 ملک معظم نے شرف بن عین زاہد کے پاس شراب بھیجی اور حکم دیا کہ اس صبوحی کی تعریف میں کوئی
 قصیدہ لکھے چنانچہ انھوں نے یہ قصیدہ لکھ کر روانہ کیا (ترجمہ) اے ملک معظم یہ تیری سنت ہمیشہ ہمیشہ
 ابد تک باقی رہے گی۔ تیرے بعد بادشاہ قاضیوں کو خلعت داد زاہدوں کو تحفہ میں شراب بھیجا کرینے

۴۱۸ھ میں اہل فرنگ سے پھر دمیاط چھین لیا گیا فلانیہ الحمد — ۶۲۱ھ میں وارا الحدیث
 الکاملہ قاہرہ میں قصر بن کے پاس بنایا گیا۔ جس کے صدر مدرس ابو الخطاب بن وحیہ مقرر ہوئے۔
 ماموں کے زمانہ سے لیکر اب تک کعبہ شریف پر سفید ریشمی پردے ڈالے جاتے تھے۔ اب الناصر لدین اللہ
 نے سبز ریشمی پردے ڈالنے شروع کئے اسکے بعد سیاہ ڈالے جو اب تک مروج ہیں۔ الناصر لدین اللہ کے
 زمانہ خلافت میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا:۔ حافظ ابو طاہر سلفی۔ ابو الحسن بن القصار اللخوی
 کمال ابو البرکات بن الانباری۔ شیخ احمد بن رفاعی زاہد۔ ابن شکوان۔ یونس۔ رمی۔ یونس
 شافعی۔ ابو بکر بن طاہر الاحد اب نخوی۔ ابو الفضل والد الراجعی۔ ابن ملکون نخوی۔ عبد الحق اشبیلی صاحب
 الکلام۔ ابو یزید السہیلی صاحب روض الائف۔ حافظ ابو موسیٰ الحدیمی۔ ابن بری اللخوی۔ حافظ
 ابو بکر حازمی۔ شرف بن ابی عمرو۔ ابو القاسم البخاری العثماني صاحب جامع البکیر از کبار حنفیہ۔ نجم
 الجبوشانی المشہور بابن صالح۔ ابو القاسم بن قیرہ الشاطبی صاحب القعیدہ فخر الدین ابو شامہ محمد
 بن علی بن شعیب بن الدیمان القرظی جس نے سب سے اول جدول فرائض منبر کی شکل پر تیار کئے۔
 برہان۔ مرغنیانی صاحب الہدایہ حنفی قاضی خان صاحب الفتاویٰ۔ عبدالرحمن بن حجون زاہد۔
 ابو الولید بن رشید صاحب علوم فلسفیہ۔ ابو بکر بن زہر طبیب۔ جمال بن فضلان شافعی۔
 قاضی فاضل صاحب النشار والرسائل۔ شہاب طوسی۔ ابو لفرج بن جوزی۔ عماد کاتب۔ ابن
 عظیم مقرر۔ حافظ عبدالغنی المقدسی صاحب العمرة بیری الطاوسی صاحب الخلفاء شمیم حل۔ ابو ذر شتی
 نخوی۔ امام فخر الدین رازی۔ ابو السعادات ابن اثیر صاحب جامع الاصول و نہایتہ الغریب۔
 عماد بن یونس صاحب شرح ابو جمیز شرف صاحب التنبیہ۔ حافظ ابو الحسن المفصل۔ ابو محمد بن
 حرط اللہ اور ان کے بھائی ابوسلیمان۔ حافظ عبدالقادر ربادی۔ زاہد ابو الحسن بن صبار بقنی۔
 وجیہ بن دیمان نخوی۔ تقی الدین بن مقرر۔ ابوالیمین کنز النخوی۔ محین حاجری صاحب الکفار
 شافعی۔ رکن الحمیدی صاحب الطریقة فی الخلفاء۔ ابو البقار عکبری صاحب الاثر اب ابن ابی
 اصیجہ طبیب۔ عبدالرحیم بن سمحانی۔ نجم الدین کبری۔ ابن ابوالسیف یمنی۔ موفق الدین قدامتہ
 الجنبلی۔ فخر الدین بن عساکر۔ و دیگر حضرات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۴۳) الظاہر بامر اللہ ابو نصر

الظاہر بامر اللہ ابو نصر محمد بن الناصر لدین اللہ ۶۵۰ھ میں پیدا ہوا اسکے باپ الناصر لدین اللہ نے

اسکو ولیعهد بنایا اور اسکے بعد یہ تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ الظاہر بامر اللہ جس وقت تخت پر بیٹھا تو اسکا عمر باون سال کی تھی ارکان سلطنت نے عرض کیا کہ آپ فتوحات کی طرف توجہ کیوں نہیں فرماتے جو اب دیا کہ کھیت سوکھ چکا اب کھج میں کیا رکھا ہے عرض کیا گیا خداوند تعالیٰ آپکی عمر میں برکت دینگے۔ کہا جو شخص عصر کے بعد دوکان کھول کر بیٹھے وہ کیا خاک اُمید رکھ سکتا ہے کہ کھج کا بیجا اسکے بعد اسنے رعایا کیسے بہت احسانات کئے تمام ٹیکس معاف کر دئے مظالم روکے۔ عطیات بے انتہا کیں (ابوشامہ)۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ جب الظاہر بامر اللہ خلیفہ ہوا تو اس قدر عدل و انصاف کیا کہ ان کے سوا سنت حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ جو عدل و انصاف کے متعلق تھی کسی نے ادا نہیں کی اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بعد ان جیسا کوئی خلیفہ نہیں ہوا تو بالکل سچ اور درست ہے۔ اس نے وہ تمام املاک اور اموال جو باپ اور دادا کے ضبط کئے تھے یا اپنے کام میں لگائے تھے مستحقین کو واپس کر دئے تمام ممالک کے کل ٹیکس معاف کر دئے اور یہ حکم دیا کہ جو قدیم میں خراج تھا وہی خراج تمام عراق سے وصول کیا جائے اور بقیں اور جو کچھ والد صاحب نے اضافہ کر دیا تھا وہ ترک کر دیا جائے اور یہ رقم ایک بہت بڑی مقدار میں تھی چنانچہ زمانہ خلفاء قدیم میں عراق سے محض دس ہزار دینار وصول ہوتے تھے مگر اسکے باپ نے بیڑھا کر اسی ہزار کر دئے تھے اس سے معافچیوں کا خورد اندازہ ہو جاتا ہے۔ خلیفہ الظاہر نے معاف کر کے صرف دس ہزار ہی رہنے دئے باقی تمام معاف کر دئے اسکے بعد رعایا کے لوگ پھرتے اور انھوں نے آکر استغاثہ کیا کہ ہماری ملکوں کے اکثر درخت سوکھ گئے ہیں خراج میں کچھ اور کمی ہونی چاہئے اس پر دربار خلافت سے حکم جاری ہوا کہ صرف کبیر اور مسلم درختوں پر محصول لیا جائے باقی معاف کر دیا جائے۔ اسکے عدل کا اندازہ اس حکایت ہو سکتا ہے کہ خزانہ کی ترازو میں نصف قیرا کے قریب کان تھی خزانہ کے اہلکار چیزیتے وقت ہلکے پلٹے کی طرف تول کر لیتے تھے اور دیتے وقت بھاری پلٹے کی طرف تول کر دیتے تھے یہ اطلاع الظاہر بامر اللہ کو بھی ملی اسنے وزیر کو ایک تہدیر آمیز خط جس کے اول میں چند آیات قرآنی جو کم تولنے والوں کے متعلق آئی ہیں (وَلَا تَطْفِئُوا نَارَ الْحَقِيقَاتِ) لکھیں اور حکم دیا کہ ہکو ایسی ایسی اطلاعات ملی ہیں اگر یہ سچ ہیں تو عامل خزانہ کو ہدایت کیجائے کہ لوگوں کو بلا کر اب وزن کر کے پورا کر دیا جائے وزیر نے جواب میں لکھا کہ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ خرابی بہت مدت سے چلی آتی ہے۔ جس کا حساب ہم نے لگا کر دیکھا تو پینتیس ہزار دینار ہمیں لوگوں کو دینے پڑیں گے (وزیر کا مقصود یہ تھا کہ خلیفہ یہ رقم کثیر سکر باندھا جائے)

لیکن خلیفہ نے وزیر کو جواب میں لکھا کہ اگر پینتیس کروڑ دینار بھی دینے پڑیں تو کچھ ہرج نہیں
دوسری حکایت اسکے عدل کی یہ بیان کرتے ہیں کہ واسط سے ایک دفتر کا انسر آیا جس کے پاس
ایک لاکھ دینار موجود تھے جن کو اس نے ظلم سے پورا کئے تھے دار الخلافت سے حکم ہوا کہ یہ تمام
مال مستحقین کو واپس کر دیا جائے۔ رعایا کے جو لوگ قرضہ کی علت میں گرفتار تھے انکے متعلق
قاضی کے پاس دس ہزار دینار بھیج کر یہ حکم دیا کہ اس رقم سے انکا قرضہ اتار کر ان سب کو رہا کر دیا جائے
عید الفی کی شب کو علماء و ضلعیہ پر ایک لاکھ دینار تقسیم کر دئے لوگوں کہا کہ آپ اتنا خرچ کرتے
ہیں کہ کوئی دوسرا بادشاہ اسکا عشر عشر بھی نہیں خرچ کر سکتا (ذرا سوچ سمجھ کر خرچ کیجئے) اسکے جواب
میں کہا کہ میں نے شام پڑے دوکان کھولی ہے مجھے اچھی طرح نیکیاں کر بیٹے دو میری زندگی ہی کتنی باقی
ہے۔ اسکے تحت خلافت پر متمکن ہونیکے بعد دفتر خلافت میں ہزاروں کاغذات جو سب بھر تھے پائے
گئے۔ (جنکو الناصر نے اپنے جانشین کے لئے بطور ہدایت کے چھوڑے تھے) اسنے انکو کھو لکر ہی نہیں
دیکھا لوگوں نے عرض کیا کہ آپ انکو کس لئے نہیں کھولتے جو اب دیا کہ کبھی لکر کیا کرنا ان میں کسی نہ
کسی کی چغلی ہی ہوگی (ابن کثیر)۔ سبط ابن جوزی کہتے ہیں کہ الظاہر جب خزانہ میں داخل ہوئے
تو خادم نے عرض کیا کہ حضور آپکے باپ کے زمانہ میں یہ بھرا رہتا تھا اسنے جواب دیا آخر میں کیا تھا
اختیار کروں کہ یہ خزانہ پھر بھرا ہے مجھے تو فی سبیل اللہ خرچ کرنا آتا ہے صحیح کرا سوداگروں کا کام ہے۔
ابن یاصل کہتے ہیں الظاہر نے عدل کیا اور ٹکیس معاف کر دیا لوگوں میں نکل کر بیٹھا اسکا باپ
اکثر پردے میں رہتا تھا۔ ۳۔ رجب المرجب ۶۲۳ھ کو خداوند تعالیٰ اسپر رحم کریں انتقال کر
گیا اسکی مدت خلافت نو ماہ چند یوم ہیں اس نے روایت حدیث کی اجازت اپنے والد سے
حاصل کی تھی اور اس سے ابو صالح نصر بن عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانی نے روایت
حدیث کی ہے۔ جب اسکا انتقال ہوا تو اس سال چاند گرہن دو مرتبہ ہوا۔ زالی موصل
نے اسکے انتقال پر تعزیت کا ایک خط ابن اثیر نصر اللہ کے ہاتھ روانہ کیا تھا جس میں اسنے لکھا تھا کہ
رات اور دن کیوں نہ آہ فغاں کریں جبکہ ان پر ایک عظیم حادثہ پیش آیا اور شمس و قمر کو کیوں
نہ گہن لگے جبکہ انکا تیسرا ساتھی جانا ہوا اور وہ ہمارے سید ہمارے مولا امام الظاہر امیر المؤمنین
تھے جن کی ولایت آخر سال تک رحمتہ العالمین تھی۔

(۳۶) المستنصر بالله ابو جعفر

المستنصر بالله ابو جعفر منصور بن الظاهر باقر اللہ ۵۸۸ھ میں ترکیبام ولد کے شکم سے پیدا ہوا اور اپنے والد کی موت کے بعد جب امر حبشہ ۶۲۳ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ رعایا میں عدل پھیلایا مقدمات میں انصاف کیا اہل علم و دین کو مقرب بنایا مسجد میں تعمیر کرائیں مراہیں بنوائیں مدارس جاری کئے شفا خانے کھولے دین کو مضبوط کیا دشمنوں کو غارت کیا سنت کی اشاعت کی فتنوں کو روکا لوگوں کو سنت پر چلنے کی تاکید کی جہاد کا بہت اچھا انتظام کیا نصرت اسلام کے لئے فوجیں جمع کیں سرحد کی حفاظت کا بندوبست کیا اکثر قلعے فتح کئے۔

موفق عبداللطیف کہتے ہیں جب ابو جعفر تخت خلافت پر بیٹھا تو اخلاق حمیدہ اختیار کئے بدعتوں کو مٹایا شعائر دین کو قائم کیا منارا اسلام کو مضبوط کیا۔ لوگوں کے دلوں میں سکی محبت پیدا ہو گئی زبانوں پر اسکی تعریف جاری ہو گئی اسکا عبیب جو کوئی دکھلائی نہیں دیتا تھا اسکا دادا الناصر لدین اللہ اسکو اپنی زندگی میں بہت اچھا سمجھتا تھا اور اسکی ہدایت اور عقل اور منکرات کے پرہیز کو دیکھ کر اسے قاضی کہا کرتا تھا۔ حافظ زکریا الدین عبدالعظیم مندرجی کہتے ہیں کہ مستنصر تیک لائور میں بہت زیادہ راغب اور نیکیوں پر بہت مائل تھا اسکے متعلق اسکے بہت سے آثار جمیلہ موجود ہیں اسنے ایک مدرسہ قائم کیا تھا جس کا نام مدرسۃ المستنصر یہ رکھا تھا اسکے لئے بڑی بڑی تنخواہوں پر اہل علم کو رکھا تھا۔ ابن واصل کہتے ہیں کہ مستنصر نے ایک مدرسہ دجلہ کے شرقی کنارہ پر بنوایا تھا اس سے بہتر مدرسہ روئے زمین پر نہیں بنا نا اس سے زیادہ اہل علم کسی اور مدرسہ کو نصیب ہوئے ہوں گے۔ اس میں چاروں مذہبوں کے چار مدرسے مقرر کئے تھے اس میں اسنے ایک شفا خانہ اور فقہاء کے واسطے ایک باورچی خانہ بنوایا تھا۔ بھٹڑے پانی کا بھی انتظام تھا اور فقہاء کے لئے مکان۔ چار پانی۔ لیستر تیل۔ روشنائی کا نذ وغیرہ کا پورا پورا انتظام تھا ان سامان کے علاوہ فقہاء کو ہر مہینہ ایک دینار ملا کرتا تھا نیز فقہاء کے لئے حمام بھی بنوائے گئے تھے اور یہ ایک ایسا کام تھا جسکی مثال زمانہ سابق میں نہیں ملتی۔ اسکی خدمت میں ایک بہت بڑی فوج تھی جو اسکے باپ دادا کو نہیں ملی تھی یہ خود بھی صاحب سمیت عالیہ اور شیخ شخص تھا۔ اقدام عظیم کرتا تھا۔ جو وقت اہل تاتار نے اسکے مقبرہ ممالک پر فوج کشی کی تو اسکی فوج نے اہل تاتار کے ہوش بگاڑ دئے جس سے اہل تاتار کو شکست فاش ہوئی اسکے ایک بھائی تھا جس کا نام خفاجی تھا

اس میں اس سے بھی زیادہ دیرری اور شہادت موجود تھی وہ کہا کرتا تھا اگر میں خلیفہ ہو جاؤں تو میں ایک فوج لیکر دریائے جیون سے عبور کر کے اہل تاتار کی جڑیں اکھاڑ پھینکوں اور انکا تمام مقبوضہ چھین لوں جیوقت مستنصر کا انتقال ہوا تو بد نصیبی کہ دویدار اور شرابی نے اسکی درستی مزاج کی وجہ سے اس سے بیعت نہ کی بلکہ مستنصر کے بیٹے ابو احمد سے اسکے نرم مزاج ہونے کی وجہ سے بیعت کر لی جو نہایت ضعیف مزاج تھا تاکہ کاروبار سلطنت تمام کا تمام ہمارے ہاتھوں میں آجائے جو کچھ اللہ تعالیٰ کو بلاکت مسلمانین سے کرنا مقصود تھا وہ اسکی خلافت میں ہوا مسلمان رہتا ہوا ہو گئے اور تاتاریوں کا غلبہ ہو گیا قَاتِلُ الشِّرْكِ وَالْكَاذِبِ رَا جِعُونَ ذہبی کہتے ہیں کہ مدرسہ مستنصریہ کا خرچ جس میں اسکی عمارت کی تعمیر ہوئی تھی ستر ہزار منقل سے زائد تھا۔ اسکی ابتداء ۶۲۵ھ سے شروع ہو کر ۶۳۱ھ تک رہی اس میں ایک کتب خانہ قائم کیا گیا تھا جس میں ایک سو ساٹھ کتابیں نہایت نفیس اور عمدہ جمع کی گئی تھیں دو سو اڑتالیس فقہار چاروں مذہب کے اس میں طالب علمی کرتے تھے اور چار مدرسے تھے۔ حدیث۔ نحو۔ طب۔ فرائض کے علیحدہ علیحدہ اساتذہ مقرر تھے ان سب کے کھانے پینے اور ٹھکانے میوزنکا پورا پورا انتظام تھا۔ تین سو عظیم بھی اس میں تعلیم پاتے تھے۔ اسکے لئے بے انتہا مال وقف تھا ذہبی نے ان گاؤں اور سراؤں کی تفصیل بھی بیان کی ہے جو اس میں وقف تھے۔ اس مدرسہ کا افتتاح پچبشنبہ ماہ رجب میں ہوا تھا۔ افتتاح کے وقت تمام قضاة۔ مدرسین۔ اعیان سلطنت کے روبرو ایک عام جلسہ منعقد ہوا تھا۔ ۶۲۸ھ میں ملک اشرف دانی دمشق نے دار الحدیث اشرفیہ کی بنا ڈالی جس کی تکمیل ۶۳۰ھ میں ہوئی۔ ۶۳۲ھ میں مستنصر نے چاندی کے درہم مسکک کرانے کا حکم دیا تاکہ وہ سونے کے چھوٹے ٹکڑے جو اس وقت راج تھے ان کا بدل ہو جائے وزیر نے تجا لا وصر اہل کو بلا کر یہ کہا کہ مولانا امیر المؤمنین نے تمہارے لئے یہ چاندی کے درہم مسکک کرانے ہیں تاکہ سونے کے چھوٹے ٹکڑے ٹکڑوں کی وجہ سے جو تم لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے وہ رفع ہو جائے اور ان کی وجہ سے جو سود کے ساتھ تم حرام کے ترکیب ہوتے تھے اس سے بچ جاؤ یہ سُنکر لوگوں نے مستنصر کو بہت دعا میں دیں۔ ۶۳۵ھ قاضی شمس الدین احمد الجونی دمشق میں قاضی مقرر ہوئے یہ سب پہلے قاضی ہیں جنہوں نے شہر میں گورنر کے لئے ایک خاص مقام مقرر کر دیا ورنہ اس سے پہلے شہادت کے لئے، رائے میں جانا پڑتا تھا۔ اسی سال سلطان اخوان الاشراف دانی دمشق کا انتقال ہو گیا اور کامل دانی مصر کا بھو، اس کے دو بیٹے انتقال ہو گیا۔ مصر میں کامل کا بیٹا اس کی جگہ تخت پر بیٹھا جس نے اپنا لقب کامل سلطان مقرر کیا مگر چھوٹوں کے بعد اس نے

تخلع کیا اور اسکی حکم اس کا بھائی الصالح ایوب بن محمد الدین تخت پر بیٹھا۔ ۳۶ھ میں شیخ عزیز الدین بن عبد السلام دمشق کے خطیب مقرر ہوئے انھوں نے ایک خطبہ پڑھا جو اپنی سادگی کی وجہ سے بداعت سے بالکل خالی تھا انھوں نے تمام تکلفات جیسے علم طلائی وغیرہ یکسر موقوف کر دیے اور انکی جگہ محض علم سیاہ مقرر کئے ایک مؤذن کے سوا تمام مؤذن موقوف کر دیے۔ اسی سال نور الدین عمر بن علی بن رسول ترکمانی والی یمن کا ایلچی بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا اور یہ عرض کی کہ ملک مسعود بن ملک الکامل کی موت کے بعد نور الدین عمر کو سلطنت عنایت کی جائے۔ چنانچہ ۳۵ھ تک اسی کے خاندان میں سلطنت رہی۔ ۳۹ھ میں الصالح والی مصر نے قہرین کے درمیان ایک مدرسہ اور روعنہ کے پاس ایک قلعہ بنوایا مگر اسی کے غلاموں نے اس قلعہ کو ۴۵ھ میں خراب اور ویران کر دیا۔

۴۲ھ بروز جمعہ ۱۰ جمادی الآخر کو مستنصر نے انتقال کیا۔ شعراء نے اسکے بہت سے مرثیے لکھے جن میں صفی الدین عبد اللہ بن جمیل کا مرثیہ نہایت اعلیٰ پیمانہ کا تھا۔ اسکے مناقب میں یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرثیہ وجہہ قیروانی شاعر نے اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس میں یہ شعر بھی تھا (ترجمہ) اگر تو سقیفہ کے دن ہوتا تو تجھے ہی پرہیزگاروں کا پیشرو اور مقدم سمجھتے۔ یہ شعر سنکر ایک شخص نے کہا تم نے سخت غلطی کھائی سقیفہ کے دن امیر المومنین کے جد اعلیٰ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے اور باوجود ان کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی پیشرو نہیں مانا گیا یہ سنکر مستنصر نے بھی اسکی تائید کی اور کہا یہ شعر تمہارا گستاخی پر مبنی ہے اسے خلعت وغیرہ کچھ نہیں دیا بلکہ اسکے شہر بدر ہونے کا حکم دیدیا وہ بیچارہ مصر چلا گیا۔ مستنصر کے زمانہ میں حسب ذیل علمائے اہل بیت نے انتقال کیا۔ امام ابو القاسم الرازی۔ جمال المصری ابن مخروم النحوی۔ یاقوت الحموی۔ سکاکی صاحب المفتاح۔ حافظ ابو الحسن بن قطان۔ یحییٰ بن معطی صاحب الفیہ فی النجوم۔ موفق عبداللطیف بغدادی۔ حافظ ابو بکر ابن تقطہ۔ حافظ عزیز الدین علی بن اثیر صاحب التاریخ والانساب واسد الغابہ۔ ابن عینی شاعر۔ سیف الامدی۔ ابن فضلان عمر بن الفارض صاحب التائیمہ۔ شہاب الدین سہروردی صاحب عوارف المعارف۔ بہاؤ الدین شہداد ابو العباس غوثی صاحب المولد النبوی۔ علامہ ابو الخطاب بن وجیہ۔ ابو عمران کے بھائی۔ حافظ ابو الریح بن سالم صاحب الاکتفار ابن الشوار شاعر۔ حافظ ذکی الدین برزلی۔ جمال المصری شیخ حنفیہ شمس الجونی۔ حرانی۔ حافظ ابو عبد اللہ الزہبی۔ ابو البرکات ابن المستوفی۔ نسیا بن اثیر صاحب المثل السائر ابن عربی صاحب القصص۔ کمال بن یوسف شارح التبتہ۔

(۳۷) المستعصم باللہ ابو احمد

المستعصم باللہ ابو احمد عبداللہ بن المستنصر باللہ آخر خلفاء عراق ۴۰۹ھ میں ایک ام ولد ہاجر نامی کے بطن سے پیدا ہوا اور اپنے باپ کی موت کے وقت تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس نے ابن النجار المویز الطوسی - ابو روح الہروی - النعم العباد رانی - شرف الدماطی وغیرہ سے سدا اجازت روایت حدیث حاصل کی۔ دمیاطی نے اس کو چالیس احادیث لکھ کر دی تھیں چکاو میں سے انہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہیں۔ المستعصم کریم - حلیم - سلیم الباطن اور دیندار شخص تھا۔ شیخ قطب الدین کہتے ہیں کہ یہ اپنے باپ اور دادا کی طرح متدین اور پابند سنت تھا لیکن اس میں ان کی طرح نہ پیدا مغزی تھی نہ ہوشیاری نہ علوہمت مستنصر کے ایک بھائی تھا جس کا نام خفاجی تھا اس میں اللہ تعالیٰ تمام صفات موجود تھیں شجاعت اور شہامت انکی مشہور زمانہ تھی وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ اگر خداوند تعالیٰ جبل جود نے مجھے خلافت سپرد کر دی تو میں دریائے جیحون سے لشکر کیساتھ ہیر کر کے پھر حملہ کر کے انکی جڑیں اکھاڑ کر انکے ملک پر تسلط حاصل کر لوں گا جب مستنصر کا انتقال ہوا تو دو بیٹا اور شرابی دو بیٹا ان کی سلطنت نے اسکے خوف کیوجہ سے اس سے بیعت نہ کی اور مستعصم سے انکی نرم طبیعت دیکھ کر اور یہ سوچ کر کہ اسکے زمانہ خلافت میں ہمارا اثر اور اقتدار قائم رہے گا بیعت کر لی۔ مستعصم نے تخت نشینی کے بعد اپنا اور مورید الدین علقمی راغی کر لیا اس کی بیعت نے تمام خلافت تباہ کر دی اور خلیفہ کو اپنے ہاتھ کی ایک کٹی پٹی بنا لیا اور پردہ اہل تبار سے ملا رہا اور انکو اپنی سلطنت کی خفیہ خبریں پہونچاتا رہا اس نے ان کو عراق آسکی رائے دی اور بغداد پر قبضہ جملے کے لئے راغبوۃ کیا دولت عباسیہ کی جڑیں کاٹا رہا اور اس سے مقصود بعض یہ تھا کہ اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں خلافت تمام کر دے۔ اگر اہل تبار کی کوئی خبر پہوں تک پہونچتی تو اس کو چھپا لیتا اور خلافت کی تمام خبریں ان تک پہونچا دیتا آخر اس کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ ہوا۔ ۶۲۵ھ میں اہل فرنگ نے دمیاطی پر قبضہ کر لیا اور سلطان ملک اصرار پو بیمار تھا اس کا انتقال نصف شعبان کو ہو گیا۔ سلطان ملک اصرار کی ایک کنیز ام خلیل مرسومہ شجر اللہ اس حادثہ سے خوفزدہ ہوئی اور اس نے ملک اصرار کے لڑکے کو روانہ کیا۔ ملک المعظم کو بلائے گیا چنانچہ آگیا مگر مرم ۶۲۵ھ کو اسے اسکے باپ کے غلاموں نے قتل کر ڈالا اسکے بعد کنیز شجر اللہ اور اس کے نائب وزیر الدین ایک ترکمانی سے ترکوں نے حلف کر لیا۔ شجر اللہ نے امرایک خدمت اور عظیبات عنایت کے پھر عزالدین راجح الاخرین مستقل سلطان ہو گیا اور اپنا لقب ملک اشرف

کہوا بگر لوگ اس سے بہتر ہو گئے اور لشکر نے ملک الا شرف ابن صلاح الدین یوسف بن مسعود کو
 جس کی عمر سو نٹ آٹھ سال کی تھی سے علف کر لیا اور عز الدین اس کا اتا تک یعنی سردار قائم رہا دونوں
 کے نام کا نظیہ اور سکہ شروع ہو گیا۔ اسی سال یعنی ۶۵۲ھ میں اہل فرنگ سے پھر میاٹ پھین لیا
 گیا۔ ۶۵۲ھ میں مدین میں ایک آگ ظاہر ہوئی اسکے شرارے رات کو سمندر کی طرف اڑتے ہوئے
 معلوم ہوئے تھے اور دن کو دریا سے دھواں اٹھا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اسی سال مغربے ملک
 شرف کا کام اڑاویا اور خود مستقل بادشاہ بن گیا۔ ۶۵۲ھ میں مدینہ طیبہ میں آگ ظاہر ہوئی۔
 بادشاہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس مدینہ منورہ سے خطوط آئے کہ شب چہار شنبہ ہر جمادی الاخر کو
 یہاں گرج کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد سخت زلزلہ آیا یہ زلزلہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد برابر
 آتا رہا یہ حالت ہر جمادی الاخر تک رہی اسکے بعد عربین کے پاس سخت آگ معلوم ہوئی۔ مدینہ
 طیبہ میں ہم گھروں میں اندر بیٹھے ہوئے تھے ہمیں وہاں ایسا معلوم ہوا جیسا کہ گویا آگ ہمارے
 پاس ہی لگ رہی ہے آگ دھبے سے وادیوں میں وادی شطاب تک پانی نکل آیا ہم دیکھ رہے تھے کہ اچانک
 پہاڑ آگ ہو کر پھینکے اور ان سے ایک بڑا ٹھہر کے برابر شرارے اور شعلے نکلے ہوئے معلوم ہوئے
 تھے حتیٰ کہ اہل مکہ کی آنکھیں ان شراروں کی وجہ سے چندھیا گئیں لوگ آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے مزار شرف پر حنا شربو کے اور بہت تو یہ استغفار کی یہ حالت ہدیہ پھر سے بھی زیادہ
 دنوں تک رہی۔ یہی کہتے ہیں کہ اس آگ کی خبریں شواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں جس میں شک
 کی گنجائش باقی نہیں رہی یہ وہی آگ تھی جس کی خبر مجھ صادق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی
 اپنے ارشاد فرمایا تھا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئیگی جب تک جازت آگ نہ ظاہر ہو کہ جس سے
 بھرہ میں اونٹوں کی گردنیں نہ پھک اٹھیں جو لوگ اس زمانہ میں بھرہ کے اندر موجود تھے ان میں
 سے اکثر نے بیان کیا ہے کہ سات کے وقت اس آگ کی وجہ سے اونٹوں کی گردنیں اچھی طرح نظر
 آتی تھیں۔ ۶۵۲ھ میں المشرا بیک سلطان مہر کو اس کی زونیم شجر الدرد نے قتل کر ڈالا اس کے
 بعد اس کا بیٹا الملک المتصور تخت پر بیٹھا۔ انھیں ایام میں تاتاریوں نے ممالک محروسہ خلافت
 کو اپنا جوں لگاہ بنا رکھا تھا ان کا شر بڑھتا جاتا تھا اور فساد کی آگ زیادہ مشتعل ہوتی جاتی تھی
 علیہ اور رعایا ان کے احوال سے بالکل غافل اور بے پروا تھے۔ وزیر علی انزالہ دولت عیاشیہ
 کا یہیں ہو رہا تھا اور اس نے قیام دولت علیہ کا بیڑا اٹھا رکھا تھا۔ یہ وزیر خفیہ طور پر
 اہل تاتار سے عداوت کرتا رہتا تھا مستحکم اپنی لذات میں لگا رہتا تھا دنیا میں جو کچھ ہو رہا تھا

مستعصم اس سے بالکل بے خبر تھا اسے اصلاح امور اور مصلحت سے کوئی تعلق نہیں تھا مستعصم کا باپ مستنصر باوجود اپنی کثیر الشراحت کے اہل تاتار سے صلح رکھتا تھا اور ان کو خوش رکھتا تھا جس وقت مستعصم خلیفہ ہوا تو چونکہ یہ عقل دانے اور تدبیر سے بالکل بے بہرہ تھا کورنگ وزیر نے اکثر نونج کو موقوف کر دینے کا مشورہ دیا اور یہ دانے دیکھ کر اہل تاتار کو رشوت دینے اور انکا اکرام کرنے سے مطالب حاصل ہو گا چنانچہ مستعصم نے ان سب امور کو قبول کر لیا وزیر نے خفیہ اہل تاتار کو لکھا کہ تم ان شہروں پر قبضہ کر لو اور ان کے لئے سہولتیں ہم پہنچا دو اور یہ بھی وعدہ لے لیا کہ بغداد میں میں بادشاہ ہو کر وہ اسے نائب المصلحت بنا لیں۔

مختصر حالات اہل تاتار

موفق عبداللطیف اہل تاتار کے حالات میں لکھتے ہیں کہ اس قوم کی زبان اہل ہند کی زبان سے زیادہ زیادہ مشابہ ہے کیونکہ ان کا ملک ہندوستان سے ملا ہوا ہے۔ تاتار اور مکہ معظمہ کے درمیان اڑھائی ہزار میل کا راستہ ہے یہ لوگ ترکوں سے مشابہ ہیں ان کے چوڑے چہرے اور چمکے سینے چھوٹے چہرے تیز رفتاری رنگ ہوتا ہے یہ قوم تیز حرکت اور تیز سامنے ہوتے ہیں ان کو غیر ممالک کی خبریں پہنچ جاتی ہیں بلکہ ان کے ملک کی خبریں کسی کو معلوم نہیں ہوتیں کیونکہ بہت کم کوئی شخص ان کے ملک میں جا سوسا کر سکتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ملک میں جا کر اجنبی شخص فوراً پہچا جاتا ہے جس وقت کسی جگہ کا ارادہ کرتے ہیں تو اپنے مقصود کو چھپانے لگتے ہیں اور اچانک بحالت پتھری فوراً حملہ کر دیتے ہیں۔ اہل شہر کو اس وقت خبر ہوتی ہے جب وہ اس میں داخل بھی ہو جاتے ہیں کسی لشکر کو خبر بھی نہیں ہونے پاتی کہ وقعت وہ ان کے ہاتھوں میں گرفتار بھی ہو جاتے ہیں اسی لئے لوگوں کو وہ کہیں بھاگنے کا موقع نہیں دیتے کہ ان کا راستہ بند کر دیتے ہیں۔ بہت جگہ جانتے ہیں۔ ان کے مردوں کے دروش بدوش ان کی عورتیں بھی جنگ میں لڑتی ہیں۔ شمشیر زنی اور تیر اندازی میں وہ مردوں سے کسی طرح کم نہیں ہوتیں جس چیز کا انھیں گوشت مل جاتا ہے فوراً کھا لیتے ہیں۔ کسی چیز کا ان میں پرہیز نہیں۔ مردوں بھرتوں اور بچوں کو بیدار بیچ کر دیتے ہیں ان کے قتل میں کوئی اسفشتا نہیں۔ ان کا مقصود نس کشی ہوتی ہے اسی لئے وہ عورتوں اور بچوں کو نہیں چھوڑتے ان کا ارادہ دنیا کو تباہ کرنا ہے نہ ملک و مال حاصل کرنا۔ یہاں تک موفق عبداللطیف کا بیان ہے ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کا قول ہے کہ ارض تاتار۔ ملک چین

سے ملحق ہے یہ لوگ صحرائی نشین ہیں اور شروع قدر میں مشہور زمانہ ان کے ظہور اور خراج کا یہ سبب ہے کہ ملک چین اتنا وسیع ملک ہے کہ چند ہیڑے میں ہی آدمی اس میں پوری طرح دور نہیں کر سکتا اس میں چھوٹے مالک شامل ہیں اور ان چھوٹے ملکوں کا ایک ہی یا در شاہ ہوتا ہے اسکو القان اکبر کہتے ہیں جو طغاج میں رہتا ہے۔ اسی ہی حیثیت ہوتی ہے جو اسلام میں خلیفۃ المسلمین کی ان چھوٹے ملکوں سے ایک نائب السلطنت دروش خاں تھا جس کا ملک چنگیز خاں کی پھوپھی سے ہوا تھا۔ دروش خاں مرچکا تھا کہ ایک مرتبہ چنگیز خاں اپنی پھوپھی سے ملنے کیلئے آیا اس کے ساتھ کشلو خاں بھی تھا اسکی پھوپھی نے کشلو خاں سے بیان کیا کہ دروش خاں چونکہ لاوا در گیا ہے اسلئے یہ مناسب ہے کہ چنگیز خاں اس تخت کو سنبھال لے چنانچہ چنگیز خاں تخت پر بیٹھ گیا اور مغلوں کو اپنے ساتھ ملا لیا پھر ان اکبر کے پاس دستور تدبیر تھا پھر مگر القان اکبر کو یہ ناگوار معلوم ہوا کہ وہ میری منظوری کے بغیر تخت پر بیٹھ گیا حالانکہ تیار میں سے آج تک کوئی بادشاہ نہیں ہوا تھا یہ محض میں کے ایک باویہ نشین تھے۔ یہ سوچ کر القان اکبر نے جو کھوئے چنگیز خاں کے مخالف میں روانہ کئے تھے کھڑا کر دیے اور پھوپھیوں کو قتل کر ڈالا جب اسکی خبر چنگیز خاں اور کشلو خاں کو پہنچی تو انہوں نے آپس میں حلف اٹھایا اور القان اکبر کے خلاف ہتھیار اٹھانے کے تمام تیار ہی اس کے ساتھ آئے اور ان کی قوت و ذہانت بہت زیادہ بڑھ گئی القان اکبر جب انکی قوت تصور کرنے سے واقف ہوا تو بہت گھبرایا لوگوں کو بھیجا کہ انکی تالیف قلوب کی کچھ ڈرا یاد رکھنا یا مگر ان باتوں سے کچھ فائدہ نہ ہوا آخر دونوں کا مقابلہ ہوا اور ایک بہت سخت فوج کھڑا اور مقابلہ آرائی ہو کر کشت و خون کے بعد القان اکبر کو شکست فاش ہوئی اس کے مقبوضات اور ممالک پر چنگیز خاں اور کشلو خاں حالیض ہو گئے اور ان کا شر اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔ چنگیز خاں اور کشلو خاں ان ممالک پر مشترکہ حکومت کرنے لگے پھر چین کے شہروں میں سے شاقون پر فوج کشی کر دی اور اس کو بھی فتح کر لیا اس دوران میں کشلو خاں مر گیا اور اسکی جگہ اس کا بیٹا قائم ہوا مگر چنگیز خاں نے اہل تو اپنے تئیں سے اسکی قوت کو ضعف کر دیا اور پھر حملہ کر کے اس کو قتل کر ڈالا اور اب چنگیز خاں مستقل بادشاہ بن گیا تا تاری اول سے ہی اس کے ساتھ تھے اب اور بھی زیادہ مطیع ہو گئے اور چنگیز خاں کو بمنزل خدا سمجھنے لگے۔ اور اسکی اطاعت میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنے لگے پھر سب سے پہلے ان کا خروج سن ۱۱۹۵ میں اپنے ملک سے مالک ترک اور قرغانہ کی طرف ہوا اور خوارزم شاہ محمد بن تکش وانی خراسان پر خروج کیا۔ یہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ خوارزم شاہ محمد بن تکش بہت بادشاہوں سے جنگ کرتا اور ان کے ممالک فتح کرتا ہوا خلیفہ کی طرف پھلا تھا مگر بوجہ برقیاری اپنے ارادہ میں بنا کام نہ تھا جب اس

نے تاتاریوں کا رخ اپنی طرف دیکھا تو خرقانہ شناس۔ کاشان۔ اور اکثر دوسرے شہروں کو بچا کر کے ان کے باشندوں کو لیکو شمرقند کی طرف چلا گیا پھر پنے میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہ نہ کھکھکے اور مکمل بھاگا۔ تاتاریوں نے سالہ تک مختلف مقامات میں خوب لوٹ مار کی آخر چنگیز خاں نے سلطان شاہ خوارزم کو ابلیجی مع چند تحائف کے روانہ کیا۔ اس ابلیجی نے خوارزم شاہ سے کہا کہ اتقان اعظم (چنگیز خاں) نے تم کو اسلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ تمہیں میری عظمت شان اور جلالت پوری طرح معلوم ہے اور اپنی حیثیت اور حکومت بھی پوشیدہ نہیں میں اپنی اور تمہاری مصالحت میں بہت مصلحتیں دیکھتا ہوں اور اس صلح کو واجب سمجھتا ہوں تم میرے نزدیک میری اور دوسرے زیادہ عزیز ہو تم بے فکر ہو نہیں معلوم ہے کہ میں تمام چین پر قابض ہوں جہاں لشکروں گھوڑوں کی کوئی کمی نہیں اس میں چاندی اور سونے کی کانیں بھی موجود ہیں اہل چین کو سب چیزیں سیر ہو نیکی باعث کسی دوسرے مالک کا دست نگر بھی ہونا نہیں پڑتا اب اگر تم مناسب سمجھو تو مجھ سے عہد دوستی کر لو اور تاجروں کو اپنے مقبوضات میں آمدورفت کی اجازت دیدو۔ خوارزم شاہ نے اس کو تسلیم کر لیا۔ جس سے چنگیز خاں کو بہت خوشی ہوئی عہد نامہ کے بموجب سودا گروں کو آزادی مل گئی بہت دلول تک یہ دوستی اور عہد نامہ قائم رہا۔ خوارزم شاہ کا خالو ماوراء النہر کا حاکم تھا جس کے پاس بیس ہزار سپاہی رہا کرتے تھے اسکے ملک میں جو یہ چین کے سوداگر گذرے تو اسکی نسبت بدل گئی اس نے خوارزم شاہ کو لکھا کہ جو سوداگر چنگیز خاں کے یہاں آتے ہیں وہ اگرچہ تاجرانہ لباس میں ہوتے ہیں مگر انکا مقصود جاسوسی کرنا ہوتا ہے۔ اگر تم مجھے اجازت دو تو ان کی گرانی کی جا یا کرے خوارزم شاہ نے بطور احتیاط کے اس کو لکھو یا مگر اس نے انکو گرفتار کر کے انکا مال چھین لیا۔ جب چنگیز خاں کو اسکی اطلاع ملی تو فوراً چنگیز خاں کا ابلیجی خوارزم شاہ کے پاس یہ خبر لایا کہ تو نے اول تاجروں کے آزادی دینی اور پھر غدر کرایا۔ غدر ہر حال میں براس ہے اور پھر جبکہ مسلمانوں کے بارے میں سے صادر ہو تو بہت ہی زیادہ قبیح ہے اگر تمہیں اس فعل کی جو تیرے خالو نے کیا ہے کوئی اطلاع نہیں اور اس نے یہ کام میری مرضی کے بغیر کیا ہے تو اس کو میرے سپرد کر کے ورنہ میری تلواریں تجھے وہ کچھ دکھلا دینگیں جس کو تو بوجہی طرح جانتا ہے یہ سن کر خوارزم شاہ کے ہوش اڑ گئے اور ایسا عیب چھپایا کہ عقل جاتی رہی مگر خدو کو بتکلف دیر بنا کر جلدی میں ایلیجیوں کو قتل کر ڈالا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے ایک قطرہ خون کے عوض میں مسلمانوں کے خون کے دریا بہ گئے پھر چنگیز خاں اس کی طرف بڑھا اور یہ سرا سیمو و ہر بائے جیوں عبور کر کے نیشاپور پہنچا وطنہ سے تاتاریوں کے

رعب سے پھر برص سمعان میں چلا گیا آخر تاتاریوں نے اسے گھر لیا اور اسکے تمام ساتھی ایک ایک گورنمنٹ
 کے خوارزم شاہ تو تمہا کسی طرح جان بچا کر نکل گیا اور وہ باغیوں کے قبضے میں پھر پھار ہاں اسے ذات
 الجنب کا مرض پڑا اور بے ہوش ہوا اور مددگار مر گیا جس سے تیرے غیرہ اسکے ساتھ تھا وہی اس کا گھر
 ہوا اور اسی کفن میں ۶۱۵ھ میں دفن کر دیا گیا اس کے تمام ممالک محروسہ تاتاریوں کے قبضے میں آ گئے۔
 سید ابوبکر جوڑی کہتے ہیں کہ تاتاریوں نے سید سے اول شہر ۶۱۵ھ میں ماوراء النہر میں ہوا بخارا
 اور ہرمقند پر قبضہ کیا اور ان شہروں کے رہنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اس کے بعد خوارزم
 شاہ کا محاصرہ کیا پھر نہر سے عبور کیا خراسان کو خوارزم شاہ پہلے ہی تباہ ویراں کر چکا تھا ماہ سب
 چنگیز خاں نے لوٹ لیا جب اہل خراسان کے پاس کچھ نہ رہا تو انھیں بیدار مچ قتل کرنا شروع کر دیا
 آخر چنگیز خاں یہ قتل و غارت کرتا ہوا اسی سال سمعان اور ترمذ میں تکسیر ہو کر بچ گیا۔
 ابن اثیر اپنی تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ ماوراء النہر جو تاتاریوں کی غارت گری اور مصائب گری میں سے ہے
 جس کی مثال دنیا میں نہیں کر سکتی حلاق کو ایسا مصیبت کا ساتھی نہیں ہوا۔ خاصا مگر
 کہ تو ایسے حادثہ جانکاہ سے کبھی سرد کار نہیں ہوا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جیسے خوارزم شاہ نے اس
 دنیا کو پیدا کیا اس وقت سے اب تک ایسی بلائیں نسلق اللہ گرفتار نہیں ہوں تو یہ بالکل صحیح ہے
 تو تاریخ اس کی مثال دکھانے سے بالکل عاری ہے۔ اہل تواریخ نہ صرف نصر کے ظلم کو جو
 اس نے بیت المقدس میں نبی المقدس میں نبی اسرائیل کے ساتھ روا رکھا تھا سب سے زیادہ
 اہمیت دیتے ہیں مگر اس ملعون نے (چنگیز خاں) جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کیا اس کے مقابلے میں
 جنت نصر کا ظلم عشر عشر بھی نہیں ہے بیت المقدس کے واقعہ اور بنو اسرائیل کو کچھ ان واقعات سے
 نسبت نہیں ہے جو مسلمانوں پر انہیں کے مالک میں اس ملعون کے ہاتھ سے پیش آئے نبی اسرائیل
 ہر وقت لے قتل ہوئے تھے جتنے مسلمان اس کے ہاتھ سے قتل ہوئے یہ حادثہ ایک ایسا ہی جتنی جسکے
 شرابے بھڑک رہے تھے اور جس کا ضرر عام تھا اہل تاتارا کیسیے بادل تھے جنکو ہوا بہت تیزی کے
 ساتھ اڑا کے پھرتی تھی یہ چین سے نکلے ترکستان کے شہروں جیسے کاشغر، شافوق کو تباہ کیا۔ بخارا ہرمقند
 پہونچے انھیں لایا ظلم کیا ان میں سے کچھ پھر خراسان گئے وہاں کی ہلاکت۔ تخریب۔ قتل بربادی
 سے فارس ہونے لے اور ہمدان سے بھی یہی سلوک کرتے حدود عراق پر پہونچے یہاں سے
 آندہ پانچیاں کا قصد کیا اسے اور اس کے نواحی کو خراب کر ڈالا اور ان تمام ملکوں کو ایک ہی
 سال میں خاک سیاہ کر ڈالا اور ساری آفات ایک ہی سال میں توڑ دیں جس کی مثال بہت

کم ملتی ہے کہ ایک ہی سال میں کسی قوم کے اتنی فتوحات کی ہوں۔ آذر بائیجان سے نکلے تو درہند
شروان جا پہنچے اور اس کو برباد کر دیا۔ پھر وہاں سے لان اور کتر کے اور ان کو خاک سیاہ کر دیا
بہت سوں کو قتل اور اکثر کو قید کر لیا یہاں سے نچان کی طرف فرار کیا تو وہاں کے باشندوں کو جو اکثر
نرنگے قتل کر ڈالا یہاں بوردہ کے تھے وہ قتل ہو گئے اور جو بھاگ نکلے تھے وہ نکلے اور اہل
تاتار ان کے ملک پر قابض ہو گئے اہل تاتار کا ایک حصہ ان کے علاوہ غزنی بھستان کرمان کی طرف گیا اور
وہاں اس سے بھی زیادہ ظلم و ستم کیا جس کی نظیر صفحہ تاریخ پر نہیں مل سکتی۔ اسکندر رومی جو دنیا کے اکثر
حصہ پر قابض و متصرف ہو گیا تھا وہ بھی اس تیرکھ کیساتھ مڑتی نہیں کر سکا تھا۔ کیونکہ اسی فتوحات
میں اسے کم از کم دس سال کا عرصہ لگا تھا اور اس فتوحات کے بلوغت اور اسے قتل و غارت اپنا مقصود
نہیں بنایا تھا۔ اس نے کسی کو قتل کیا تھا اور جہاں سختی کے بغیر کام نہ لایا اس سے وہاں میدان سے تلواریں
نکلیں تھیں۔ کالی تھی۔ برخلاف اس کے ان ملعونوں نے اکثر جموں و زمین کو ایک جگہ میں جمع کر لیا
اور ان میں اپنا رعب و ڈر قائم کر دیا ایسا کرنی شہر نہیں بچا کہ جس میں ہر شخص ان کے خوف سے نہ
کانپتا ہو سب سے زیادہ لطف یہ ہے کہ ان کو نہ مدد کی ضرورت تھی نہ رسد کی محض قوت اکوت
اور بہت کم خوراک کے خداج تھے اور وہ خود ان کے پاس موجود تھی کیونکہ ہمیشہ بکریاں بیل گھوڑے
ان کے ساتھ تھے جو ان کی خوراک کے لئے کافی ذخیرہ تھا انھیں گاگوشٹ کھا کر پیرتا پیرتے تھے ان کے گھوڑے
اپنی ٹاپوں اور سمنوں سے زمین کھود کر گھاس کی جڑیں نکال کر لیا بیٹ بھری لیتے تھے وہ انہ کا تو ان
گھوڑوں کے کبھی نام بھی نہیں سنا تھا باقی رہا ان لوگوں کا مذہب اسکا یہ حال تھا کہ آفتاب کو اسے
طلوع کی بوقت سجدہ کر لیتے تھے اور بس۔ ان کے یہاں کوئی چیز حرام نہیں تھی۔ تمام جانور بلکہ انسان
تک بھی ان کے یہاں حلال تھا۔ نکاح کا جھگڑا بھی ان کے یہاں باطل نہیں تھا ایک عورت کسی کو مرد
کیلئے کافی ہوتی تھی۔ ۶۵۱ء میں ایک لاکھ قریب ان تیروں کی لہر کو دگی ہلا کو خان بھادویہ حیرت آلی
خلیفہ کی افواج نے انکا مقابلہ کیا مگر افسوس کہ اسے شکست کھانی اور کجنت نازنگہ تاتاری۔ اس قسم کے زیادہ
میں داخل ہو گئے لغتی دریر نے خلیفہ مستقیم کو اسے صلح کرنے کا مشورہ دیا اور یہ کہا کہ آپ سپہ سالار
افواج تمارے چل کر ملے ہیں اس سے صلح کے متعلق گفت و شنید کر رہو۔ انک حرام دیر یہ بیکرا اول
خود گیا اور اپنے لئے امان لیکر اور عہد و پیمانہ کر کے پھر خلیفہ مستقیم کے پاس آبا اور کہا کہ بادشاہ
تاتاری اپنی بیٹی کی شادی آپ کے بیٹے امیر ابو بکر کے ساتھ کرنا چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ آپ کو
اسی طرح منصب خلافت پر قائم رکھے جس طرح آجنا ب کے بزرگوں کو سلاطین سلجوق نے رکھا تھا۔

اور وہ خود بحیثیت نائب المظنن تسلیم و قبول کیوں کیلئے بنا چاہتا ہے کہ سیاہ و سفید کا مالک وہ خود ہو اسکے بعد وہ اپنی تمام افواج لیکر واپس چلا جائیگا بہتر ہے اگر آپ کو بخوشی اور بطیب خاطر منظر کر لیں اسکے علاوہ کوئی تدبیر مسلمانوں کے خون بچانے کی نہیں ہے اسکے بعد آپ کو اختیار ہے آپ جو کچھ چاہیں گے وہ کر سکیں گے مگر اب یہی مصلحت ہے کہ آپ ہلاکو خاں کے پاس تشریف لے چلیں سینکر خلیفہ مستعصم تمام اعیان کو لیکر ہلاکو خاں کے پاس چلا اور ایک خیمہ میں جا کر سب کے ساتھ بیٹھ گیا سب سے پہلے وزیر ہلاکو خاں کے پاس پہنچا اور اس نے وہاں جا کر سب سے اول علماء و فقہار کو شراعت میں لے کر نیکی عرض سے بلوایا جس وقت یہ حضرات وہاں پہنچے خود انکی گردنیں مار دی گئیں اس کے بعد اسی طرح ایک ایک طاغیہ اور جماعت کو بلوا کر قتل کرنا واجب تمام علماء - امراء - حجاج اور اعیان سلطنت ختم ہو چکے تو راستہ صاف ہو گیا تلواریں میان سے نکلیں اور خون کا دریا بہرے مارے لگا چالیس روز متواتر تاتاریوں کی تلوار جہنم سے باہر سے کسی لاکھ آدمی قتل ہوئے جو لگ بھگ کتروں یا نامعلوم جگہوں میں چھپ گئے وہ بچ گئے ورنہ تمام تلوار کے گھاٹ اتار دئے گئے بے چارہ مصیبت زدہ خلیفہ شہو کر اور لائیں کھاتا کھاتا مر گیا (انا لشرانا ابدا راجعون) - وہی کہتے ہیں کہ یہاں میں بچا رہے مستعصم کو دفن ہوا بھی نصیب نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ انکی بہت سی اولاد اور رشتہ دار چھپے چھپے قتلے وغیرہ قتل ہوئے اور بعض قید کر لئے گئے۔ تاتاریوں کی مسلمانوں کے لئے یہ ایسی بلا تھی کہ اس سے پہلے کبھی مسلمانوں کو دیکھنا نصیب نہیں ہوئی تھی۔ امام زاد وزیر بھی اپنی مرادوں میں کامیاب نہیں ہوا۔ اس نے بھی تاتاریوں کے ہاتھ خوب ذلت اٹھائی۔ اس واقعے کے بعد زیادہ دنوں تک وہ زندہ بھی نہیں رہا بلکہ موت آسکی بھی جلدی ایسی خبر ملی۔ شہر ہارنے بغداد کے بہت سے مرثیے لکھے ہیں سب سے تعادیدی کا یہ شعر لوگوں کی زبان پر بطور تمثیل کے زبان زد عوام ہو گیا (ترجمہ شعر) بغداد اور اہل بغداد تباہ ہر گئے لگے گھروں کو دو پر نے خراب کر دیا ایک دوسرا شاعر کہتا ہے (ترجمہ شعر) اے اسلامی قوت لوٹ کر اور رو مستعصم پر جو گزرا ہے اس کی ٹنگنی کر کے۔ وزارت نے تجھے تباہ کر دیا اسی وزارت نے جو پہلے ابن فرات کے ہاتھ میں تھی اور اب ابن علفم کے ہاتھ میں ہے۔

جو خطبہ بغداد میں پڑھا گیا اس کو خطیب نے ان الفاظ میں شروع کیا تمام تعریفیں اس خدا کو ہیں جس نے مضبوط ہمارے لوگوں کو مشہم کر دیا اور اس شہر کے رہنے والوں کے واسطے فنا کا حکم جاری کر دیا اور اب تک یہی تلوار عیان میں نہیں پہنچی۔ — نقی الدین ابن ابی السیر کا بغداد کی تباہی کے متعلق ایک مشہور قصیدہ ہے وہ کہتا ہے (ترجمہ) جو شخص بغداد کی خبروں پر آنسو بہاتا ہے اس سے کہو

کہ تو کیوں کھڑا ہے اجاب تو سب چلے گئے۔ ایک دوسرے سے ملاقات کر بیروا لوں سے کہو کہ یہ
 دعویٰ کریں کہ ہم تم پر فدا ہوں۔ اس اجڑے ہوئے گھر کے مقابلہ میں جنگل کی کیا حقیقت ہے
 تاج خلافت اور بڑے گھروں کی نشانیاں رہ گئی ہیں۔ تباہی نے ان کو کہنہ جنگ بنا دیا ہے بلا
 کے آنے سے محض گھروں کے نشان باقی رہ گئے ہیں اور آنسوؤں سے گھروں کے آثار پر آثار باقی
 ہیں۔ اس لیے دلی آگ جو لڑائی سے مشتعل ہوئی ہے پھر دک۔ تباہی کی ہوائیں تھکے اور بھی بھڑکا
 دیا ہے۔ بغداد کے اونچے اونچے منبروں پر صلیب بلند ہو گئی ہے اور اس پر وہ قابض ہیں جو
 زمانہ کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اکثر شہروں پر ترکوں نے قبضہ جما لیا ہے۔ حالانکہ اس سے
 پہلے ان کے واسطے پردوں پر پردے بڑھے ہوئے تھے بیت سے بدرجہ (عہد بغداد) کے گھروں میں گھن
 لگ گیا۔ ان میں ایک بھی لوٹ کے نہیں آیا۔ بہت سے خزانے لوٹ کیوچہ سے بکھر گئے اور ان پر کفار
 قبضہ کر لیا۔ میں نے آواز دی تو معلوم ہوا کہ قیدیوں کو جلا دیئے گئے ہیں اور ذلیل کر بیواؤں کی طرف
 لئے جا رہے ہیں۔ حیب ہلا کو خلیفہ اور اہل بغداد کے قتل سے فارغ ہوا تو عراق میں اپنے
 نائب قائم کئے۔ ابن علقمی نے بہت منت لیا جب کی کہ کوئی علوی خلیفہ مقرر کیا جائے مگر ایک نہ چلی
 بلکہ تاتاریوں نے اسے کتے کی طرح لٹکا دیا۔ ایک اور فی غلام کی طرح یہ ان کے ساتھ رہا اور دیکھا
 خداوند جل جلالہ نہ اس کبھت پر رحم کریں نہ اس تک حرام کے گناہ معاف فرمائیں۔
 اسکے بعد ہلا کو نے ناصر صاحب دمشق کو یہ خط لکھا کہ سلطان ملک ناصر طال بقارہ کو معلوم ہونا
 چاہئے کہ جب ہم عراق کی طرف متوجہ ہوئے تو ان کو طوحوں نے ہمارا مقابلہ کیا مگر ہم نے ان سب
 کو خدائی تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر ہمارے پاس شہر کے رئیس آئے اور بہ سلیب ڈر ڈر کر
 نفسوں کی ہلاکت کے نہ بول سکے اس لئے وہ بھی سزائے موت کے مستحق ہوئے پھر اہل شہر ہماری
 خدمت میں حاضر ہوئے اور ہماری عبودیت کا دم بھرا۔ مگر ہم نے ان سے کچھ سوالات کئے تو
 انھوں نے جھوٹ بولا لہذا وہ عدم آرد کو پہنچا دئے گئے انکا جھوٹ ہم پر ظاہر ہو گیا لہذا
 انھوں نے اپنے مکے کی سزایابی اے باڑشاہ تو بھی ہمارے اطاعت کر اور اس بات کا دل میں
 خیال نہ لاکہ ہمارے قبضہ میں بچانے والے قلعے اور شمشیر زین آدمی ہیں۔ ہمیں معتبر ذرائع سے
 خبر ملی ہے کہ یحییٰ السیف لوگوں نے تیرے یہاں جا کر پناہ لی ہے حالانکہ وہ اتنا نہیں جانتے کہ
 وہ ہم سے بھاگ کر کہاں جاسکتے ہیں۔ ہم بحر و بر کے مالک ہیں۔ یہی بہتر ہے کہ اس خط کے دیکھتے ہی
 شام کے تمام قلعے ہمارے ہوتے جائیں۔ والسلام۔

اس کے بعد پھر ایک دوسرا خط لکھا کہ بخدمت ملک الناصر طال خراہ۔ اما بعد و راجح ہو کہ ہم نے بغداد کو
 فتح کر لیا ہے اس کے ملک کی پیشگی کر دی ہے رہاں کے رہنے والوں نے مال دینے میں بخل کیا اور
 یہ سمجھا تھا کہ ہمارا ملک اسی طرح اسی حال میں رہیگا اب ہر جگہ اسی کا ذکر ہے اور اس کا برا کامل کو گن
 لگ گیا ہے (ترجمہ شعر) جب کوئی کام کمال کو پہنچ جاتا ہے تو زوال شروع ہو جاتا ہے جب تک
 یہ کہیں کہ یہ پورا ہو گیا تو اب زوال کی توقع رکھنی چاہئے۔ اب ہم ہلاکت اور بربادی کو اپنے ساتھ
 لیکر آگے بڑھنے والے ہیں لہذا تم کو چاہئے کہ تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے نفسوں
 کو بھلا دیا اور خدا نے بھی ان کو بھلا دیا جو کچھ تمہارا ارادہ ہے فوراً ظاہر کر دو خواہ وہ نرمی سے ہو یا
 سختی سے۔ تم تمام دنیا کے بادشاہ کی دعوت قبول کرو تا کہ ہمارے شہر سے امن پاؤ اور ہمارے انعام
 و احسان سے مالا مال ہو جاؤ تم اپنے مال اور آدمیوں سے بخل نہ کرو۔ ہمارے ایلیوں کو جلدی
 رخصت کر دو زیادہ نہ ٹھہراؤ۔ والسلام سے پھر ایک تیسرا خط لکھا تمہیں معلوم ہو کہ ہم اللہ کے لشکر
 ہیں وہ ہمارے ہی ذریعہ سے گنہگاروں ظالموں، متکبروں سے انتقام لیتا ہے۔ ہم جو کرتے
 ہیں وہ اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں اگر ہمیں کبھی غصہ آجاتا ہے تو ہم لوگوں کی حالتیں دیکھ کر
 کر دیتے ہیں اگر ہم سے کوئی سیدھی طرح پیش آتا ہے تو اس کو اسی حالت پر قائم رکھتے ہیں۔ ہم نے
 شہروں کو ہلاک اور خدا کے بندوں کو قتل و غارت کر ڈالا ہم نے غور توں اور بچوں پر بھی رحم
 نہیں کھایا راعے باقی ماندہ لوگوں! تمہارے ساتھ بھی نہیں ہونی چاہیے اور اے فاقو! تم بھی
 اس راستہ پر چلنے والے ہو۔ ہمارا لشکر برباد کر نیوالا ہے رحم کر نیوالا نہیں۔ ہمارا مقصود انتقام
 ہے ملک گیری نہیں۔ ہمارے یہاں پر ظلم نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارا عدل و انصاف ہمارے ملکوں
 میں مشہور ہے۔ ہماری تلوار کے سلسلے سے کوئی نہیں بھاگ سکتا (ترجمہ شعر) ہم سے
 کوئی بھاگ کر کہاں جاویگا۔ کیونکہ بحر میں ہماری ہی سلطنت ہے۔ ہماری ہیبت سے
 دنیا کانپ اٹتی ہے ہمارے۔ ہزار اور خلفاء آگے۔ اب ہم تمہاری طرف بڑھے
 چلے آ رہے ہیں تم بھاگو ہم تمہارا تعاقب کریں گے (ترجمہ شعر) میری رات غمگین جان لگا کہ
 کون سے دین کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے اور کونسا قرضخواہ اپنے قرض کا تقاضا کرتا ہے۔
 ہم نے شہروں کو برباد کر دیا اور بڑوں کو قتل کر دیا ہے اور انہیں عذاب کا مزار بنا
 دیا ہے۔ ہم نے ان کے بڑوں کو ڈیل اور امیروں کو قید کر دیا ہے۔ کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ ہم
 سے بکھر بھاگ نکلو گے یا چھوٹ جاؤ گے اور تھوڑی ہی مدت میں تم یہ سب بچ جان لو گے اور

جو تم کو ڈر رہا ہے وہ بہت بھلا ہے اور ظاہر ہو جاویگا۔ ۶۵۷ء شروع ہوا اور اس وقت دریا خلیفہ سے
 خالی تھی اب اہل تاتار شہر آمد کی طرف بڑھے۔ ان ایام میں والی مصر کنصور علی بن مخر تھا جو لڑکا ہی تھا
 اس کا تاجک امیر سیف الدین قطن المعری تھا جو اس کے باپ کا غلام تھا۔ اس سے اصحاب کمال لڑ
 عدی نے اہل تاتار کے مقابلے میں مدد مانگی امیر سیف الدین نے امراء اور اعیان سلطنت کو جمع کیا۔
 شیخ عز الدین بن عبد السلام بھی تشریف لائے آپ سے فتویٰ دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ جب کوئی دشمن
 حملہ آور ہو تو تمام دیباہ پر اس کا مقابلہ واجب ہو جاتا ہے ایسے موقع پر رعایا سے جنگ کی تیاری کیلئے
 بشرطیکہ بیت المال خالی ہو جائے جو کچھ لیلیا جائے جائز ہے اس کام کیلئے اعلیٰ درجہ کی اور بیش بہا
 چیزوں کو صرف گھوڑے اور ہتھیار کے علاوہ فروخت کر دیا جائے اس میں تم لوگ اور خام رعایا برابر
 ہیں اور بشرطیکہ فوج کے پاس اموال و آلات فاخرہ نہ موجود ہوں تو عام لوگوں سے مال لینے میں
 کچھ خرچ نہیں۔ چند روز کے بعد امیر سیف الدین قطن نے علماء سے یہ بیان کیا کہ بادشاہ وقت
 بچے اور وقت نہایت نازک ہے اس کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ کوئی شجاع احمد حری بادشاہ
 جو جہاد کے تحت لشکر ہو۔ چنانچہ امیر سیف الدین قطن بادشاہ ہوا اور اس کا لقب الملک المنظر مقرر ہوا
 ۶۵۸ء شروع ہو گیا اور ایک کوئی خلیفہ مقرر نہیں ہوا تاتاری فرات عبور کر آئے اور
 انھوں نے حلب میں خوب قتل و غارت کیا پھر دمشق پہنچے اور ہاہ شعبان میں اہل تاتار کے
 مقابلے کے لئے مصری لشکر بڑھا اور فوج کے ہمراہ خود الملک المنظر بھی چلا سپہ سالار فوج رکن الدین
 بیبرس بند قذاری تھا۔ تاتاری اس وقت ہر جا بوت پر تھے۔ جمعہ ۱۵ رجب ۶۵۸ء کو یہ لشکر بھی
 بیخاک کرتا ہوا یہاں پہنچ گیا اور ایک گھسان کی لڑائی کے بعد تاتاریوں کو شکست فاش اور مسلمانوں
 فتح ہوئی (ولید الحداد) بہت سے تاتاری قتل ہوئے اور جو باقی بچے وہ دم بچا کر بھاگے اور لوٹنے لگے
 المنظر دمشق رہ گیا تھا اس فتح کی خوشخبری اسکے پاس پہنچائی گئی لوگ خوشی کے مارے اچھلنے لگے
 اور مظفر کو بجد دعائیں دیں اور اس سے بہت محبت کرنے لگے۔ رکن الدین بیبرس نے تاتاریوں
 کا تعاقب کیا اور جب تک وہ حلب وغیرہ سے نہیں نکالے گئے پیچھا نہیں چھوڑا۔
 سلطان مظفر نے رکن الدین بیبرس کو اس فتح کے عوض میں حلب دینے کا وعدہ کیا تھا مگر اب
 کام نکلنے کے بعد نیت بدل گئی بیبرس کو بھی اس کی خبر پہنچ گئی جس سے کبیرگی کا پیدا ہونا ایک قدرتی
 امر تھا۔ مظفر حلب کی طرف اس نیت سے چلا کہ تاتاریوں کا جو کچھ اثر باقی ہوا اسکو دور کر دیا جائے
 مگر راستے میں اسے اطلاع ملی کہ بیبرس مجھ سے کبیرا خاطر ہے اور میرے ہمراہ تاتاریوں کو روکا جائے

یہ سن کر چھ مصر کی طرف لوٹا اور تھقیہ خفیہ بیبرس کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ بیبرس بھی مصر پہنچ گیا اور دونوں (منظف اور بیبرس) اپنے اپنے دوستوں سے مشورہ کر کے لگے آخر بیبرس نے امرار کو اپنے ساتھ متفق کر کے ۱۶ رزقہ ۶۵۸ء کو منظف کو قتل کر ڈالا اور خود اپنا لقب الملک القاہر مقرر کر کے تخت پر بیٹھ گیا۔ منظف نے اپنے دوران حکومت میں جو کچھ مظالم کئے تھے انکا استیصال کیا اپنا وزیر بنین املت والدین ابن زبیر کو مقرر کیا ایک روز مروج دیکھ کر وزیر نے القاہر سے کہا کہ جس بادشاہ نے اپنا لقب القاہر مقرر کیا اس نے کبھی فلاح نہیں پائی۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ اپنا لقب بدل دیں۔ دیکھئے القاہر بن المعتز نے یہ لقب اختیار کیا تھا چند ہی روز کے بعد محزول ہوا انکھیں نکلوا ڈالی گئیں۔ والی موصل نے اپنا لقب القاہر رکھا تھا اس کو زہر دیدیا گیا۔ یہ سکر سلطان نے اپنا لقب قاہر سے ظاہر کر دیا۔ ۶۵۹ء آیا۔ دنیا میں اب بھی کوئی خلیفہ نہیں تھا جب تک کوئی خلیفہ نہیں ہوا آخر ساتویں برس انقطاع خلافت کے بعد مصر میں مستنصر کی خلافت قائم ہوئی جس کا ذکر ہم ابھی بیان کرینگے۔ مستنصر کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ حافظ تقی الدین صریحی۔ حافظ ابو القاسم بن الطیسیان۔ شمس الاممہ الکردی ایک جلیل القدر حنفی۔ تقی الدین بن صلاح۔ علم السماوی۔ حافظ صاحب الدین بن بخار مورخ بغداد۔ منتخب الدین شارح المفصل۔ ابن نعیش الخوی۔ ابو الحجاج الاقصری زاہد ابو علی سلوینی الخوی۔ ابن ہبطار صاحب القدرات۔ امام علامہ جلال الدین بن الحاجب امام مالکیہ۔ ابو الحسن بن الدباج الخوی۔ قفیطی صاحب تاریخ النجاة۔ افضل الدین الخوی صاحب المنطق ازدی۔ حافظ ابو بن خلیل۔ بہار بنت الحمیری۔ جمال بن عمرو الخوی۔ الرضی الصغانی الخوی صاحب العباب وغیرہ۔ کمال عبد الواحد الزکانی صاحب المکانی والبیان واعجاز القرآن۔ شمس خسرو شاہی۔ مجد بن تیمیہ۔ یوسف سبط ابن جوزی صاحب الرأۃ الزمان۔ ابن باطیش شافعی۔ نجم بادامی ابن ابی الفضل المرسی صاحب التفسیر و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

فصل

وہ حضرات جن کا انتقال مدت انقطاع خلافت میں ہوا۔ الزکی عبد العظیم المنذری۔ شیخ ابو الحسن شاذلی۔ شیخ الطائفہ شاذلیہ۔ شعیم المضرئی فارسی۔ شارح الشفا طبیب۔ سعید الدین بن عبد العزیز مرمری شاعر۔ ابن ابی یار مورخ انرلس (اسپین) و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مصر میں خلافت المستنصر باللہ احمد (۱)

المستنصر باللہ احمد ابو القاسم الظاہر بامر اللہ ابو نصر محمد بن ناصر لدین اللہ احمد

شیخ قطب الدین فرماتے ہیں کہ المستنصر باللہ بغداد میں قید تھا جب فتنہ تاتار رونما ہوا تو یہی دار و گور
میں قید سے چھوٹ کر غرب عراق کی طرف بھاگ کر چلا گیا جب الملک لظاہر بیبرس سلطان ہوا تو وہ
ماہ رجب میں نبی بہار شش کے دس آدمیوں کو بطور وفد کے اپنے ہمراہ لیکر سلطان کے پاس آیا سلطان
مع قضاة اور اعیان سلطنت کے اسکی پیشقدمی کے لئے نکلا اور اس کو قاہرہ میں لے آیا قاضی القضاة
تاج الدین بن بنت الاغر نے اس کا نسب ثابت کیا اور ۳۱ رجب ۶۵۹ھ کو سب سے اول سلطان نے
اسکے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی۔ اسکے بعد قاضی القضاة تاج الدین اور ان کے بعد شیخ عز الدین
بن عبدالسلام نے بیعت کی پھر عزیزین اور ارکان سلطنت نے اپنے مراتب کے لحاظ سے یکے بعد دیگرے
بیعت کر لی۔ سکوں پر خلیفہ المستنصر کا نام مسکوک کر دیا گیا اور اسکے نام خطبہ شروع ہو گیا اس کا لقب
اسکے بھائی کے لقب پر المستنصر مقرر ہو گیا۔ لوگ اس واقعہ سے بے حد خوش ہوئے۔

المستنصر جمعہ کے روز جلوس کے ہمراہ سوار ہو کر جامع مسجد میں آیا اور وہاں پر سر منہراٹھنے ایک
پر جستہ خطبہ پڑھا جس میں اسنے اول نبی عباس کی فضیلت اور ان کا شرف بیان کیا اور اسکے بعد
سلطان اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کی اور پھر نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد حسب رسم قدیم خلیفہ المستنصر
نے سلطان کو خلعت عطا کیا۔ قاہرہ کے باہر ایک خیمہ نصب کیا گیا اور دو شنبہ ۶ شعبان ۶۵۹ھ
کو خلیفہ المستنصر باللہ مع سلطان کے سوار ہو کر خیمہ کی طرف گیا۔ قضاة۔ امراء۔ وزیر کئی حاضر
ہوئے خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے سلطان کو خلعت اور طوق پہنایا۔ منبر بچھا اور اس پر فخر الدین
بن لقمان نے کھڑے ہو کر خلیفہ کا فرمان سنایا۔ سلطان خلعت لیکر سوار ہو کر چلا اور اسکے دروازے
اپنے سزوں پر سوار کر کے لے چلے امراء پیدل۔ اٹھ ہوئے قاہرہ کی زینت کی گئی تھی۔ تمام بابائے
سے قاہرہ میں داخل ہوئے۔ سلطان نے خلیفہ کے لئے ایک اتابک۔ جوہدار۔ باورچی۔ خزانچی
حاجب اور کاتب مقرر کئے۔ خزانہ اور تمام ملک اسکے قبضہ میں دیدئے سو گھوڑے تیس خیردس
نظار اونٹ وغیرہ اسکے اصطلب میں بھجوا دیئے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ کسی کو سوائے اس مستنصر اور
مفتی کے اپنے بیعت کے بعد خلافت نہیں پہنچی۔ امیر شمس الدین افراسیاب حلب نے الحاکم
بامر اللہ کا خطاب مقرر کر کے خلافت کا دعویٰ کیا اور اپنی خلافت حلب میں قائم کر دی سکوں اور

خطبوں میں اپنا نام جاری کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد خلیفہ المستنصر نے اراق جانیکا ادا وہ کیا سلطان اس کو دمشق تک پہنچانیکے لئے گیا سلطان نے دمشق میں خلیفہ اور والی موصل کی اور لاد کو بطور زاد راہ ایک لاکھ دینار اور چھبیا سٹھ ہزار درہم دئے۔ خلیفہ المستنصر صبح بادشاہان سترلی والیان وصل و سنجار و جزیرہ حلب کی طرف چلا والی حلب بھی اپنی خلافت ترک کر کے اس کی حالت میں آگیا اور بہت عجز و انکساری کی۔ خلیفہ آگے چلا اور حدیث فتح کر لیا مگر تاناریوں کا شکر یہاں پہنچ گیا اور تاناریوں سے مقابلہ اور مقابلہ ہو گیا اس میں اکثر مسلمان شہید ہوئے اور خلیفہ مستنصر کم ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ شہید ہو گیا اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے بعض کہتے ہیں کہ کسی طرف بھاگ گیا اور پھر پتہ نہ چلا۔ یہ واقعہ ۳۲۶ھ میں واقع ہوا۔ اس حساب سے اس کی مدت خلافت صرف چھ ماہ ہے اس کے بعد الحاکم حسین نے حلب میں دعویٰ خلافت کیا تھا اسی لقب الحاکم بامر اللہ سے تخت خلافت پر بیٹھا۔

(۳) الحاکم بامر اللہ ابو العباس

الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد ابن ابی علی الحسن ابقی ابن علی ابن ابی بکر بن خلیفہ المستنصر بالشربن المسطهر بالبر۔ بغداد کے ہنگامہ اور لوٹ مار کے وقت یہ چمپکر ہو گیا تھا۔ پھر بغداد سے ایک جماعت کے ہمراہ حسین بن فلاح امیر بنی خفاجہ کے پاس چلا گیا اور اس کے پاس کچھ مدت وہ کربلوں کے ساتھ دمشق پہنچا یہاں امیر عیسیٰ بن مہنا کے پاس کچھ دنوں رہا یہاں سے اس کو انعام والی دمشق لے بلا بھیجا مگر بھی یہ چلا بھی نہیں تھا کہ اس اثنا میں اچانک تاناریوں نے حملہ کر دیا۔ حیب الملک ام طغر دمشق میں لڑائی سے فارغ ہو کر آیا تو امیر فلاح بغدادی کے ہاتھ پھرتے دمشق میں بلایا گیا لوگ اس پر جمع ہو گئے اور اس سے بیعت کر لی۔ امراء عرب کی ایک جماعت بھی اس کی ساتھی ہو گئی۔ ان کی محبت میں حاکم فائدہ حدیث بہت۔ انبام کو فتح کیا پھر تاناریوں سے لڑا اور اپنی فتح پائی پھر اس کو علاء الدین طبرس نائب دمشق کا خط پہنچا کہ الملک الظاہر آپ کو بلا تے ہیں یہ ماہ صفر میں دمشق پہنچا اور دمشق سے اس کو نائب دمشق علاء الدین طبرس نے سلطان الملک الظاہر کے پاس بھیجا مگر اس کے جانے کے تین روز پہلے قاہرہ میں مستنصر سے بیعت ہو چکی تھی اسلئے یہ ڈرا کہ کہیں قید نہ کر لیا جاؤں یہ سوچ کر یہ حلب کی طرف لوٹ گیا حلیب میں والی حلب اور روساء حلب نے اس سے بیعت کر لی۔ بیعت کرنے والوں میں عبد الحلیم بن تیمیہ بھی تھے ایک گروہ

کثیر جمع ہو گیا۔ حاکم نے فائدہ کا قصد کیا۔ جب مستنصر نے یہ سنا تو حاکم نے مستنصر کی اطاعت قبول کر لی اور اس کا فرما بے راز ہو گیا۔ مستنصر تازیوں کی جنگ میں گم ہو گیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تو حاکم رضی اللہ عنہ بن ہبنا کے پاس پہنچا یہاں سے اس کو الملک الظاہر بصرہ سے بلا بھیجا حاکم مع اپنے بیٹوں اور ایک جماعت کے قاہرہ آیا۔ الملک الظاہر نے اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور اس سے خلافت پر بیعت کر لی (اس کو خلافت ہمسی مبارک اور اس آئی کہ چالیس سال خلافت کی) الملک الظاہر نے اس کو قلعہ کے ایک بہت بڑے برج میں اتارا۔ حاکم نے یہاں چند مرتبہ خطبہ پڑھا۔ شیخ قطب الدین کہتے ہیں کہ بیعت نسب کے بعد جمعرات ۸ رجب ۵۶۱ھ کو سلطان نے ایک مجلس عام منعقد کی حاکم باہر آئے سو کر قلعہ اجیل کے ایوان کبیر میں پہنچا سلطان کے ساتھ بیٹھا سلطان نے زمین پر بیٹھ کر دعا پڑھی اور بیعت کی خلیفہ نے سلطان کو خلعت عطا کیا اس کے بعد لوگوں نے بیکے بعد بیکے اپنے مزے کے موافق بیعت کی اگلے روز چونکہ جمعہ تھا اس لئے حاکم نے منبر پر خطبہ پڑھا حمد و صلوٰۃ کے بعد ہزار اور امامت کا بیان کیا حرمت خلافت کی جو سنگ ہوئی تھی اس کو یاد دلایا پھر کہا کہ یہ سلطان الملک الظاہر بادینود قلدت افواج کے امامت کی مدد کے واسطے اٹھا کفار کی فوجوں کو بھگا دیا اور اپنے ملکوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ خطبہ میں خدا کی تعریف اسی لفظوں میں کی تھی کہ اس خدا کی تعریف ہے جس نے آل عباس کے لئے ایک مددگار بنا دیا خلیفہ کے بعد پہنچے آیا اور اس کی بیعت کا اعلان ہو گیا۔ اسی سال در اس کے بعد بیعت سے تاتاری مسلمان ہو کر آئے اور مستامن ہو کر ممالک اسلام میں سکونت اختیار کر لی یہاں ان کے ریلے اور روزیئے شکر کے دئے گئے اور اس طرح سے ان کا شرک مٹا دیا گیا۔

۵۶۲ھ میں مدبر سے ظاہر یہ قصرین میں بکرتیار ہو گیا۔ تدریس فقہ شافعیہ کیلئے اس میں تقی بن زریں از تدریس حدیث کے لئے مشرف در میا طی مقرر ہوئے۔ اسی سال مصر میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ ۵۶۳ھ میں سلطان المسلمین ابو عبد اللہ اللہ بن الاحمر بادشاہ اس کے قتل کے بعد ہوئی اور تیس شہر جو ان کے قبضہ میں تھے چھین لئے گئے۔ بنجملہ ان شہروں کے اسپیلیہ اور مرسیہ بھی تھے۔ اسی سال قاہرہ کے مختلف مقامات میں آگ لگی۔ اسی سال سلطان اس کے بھائیوں کو روایا اور اس کام میں خود بہ نفس نفیس حصہ لیا اور امراء کو بھی کام میں اپنے ساتھ رکھا۔ اسی سال تاتاریوں کا سردار بلکوم گیا اور اس کے بعد اس کا شاہ ابو بلو شاہ ہوا۔ اسی سال سلطان نے اپنے بیٹے ملک السعید کو جس کی عمر اس وقت چار سال کی تھی واپس

بنایا اور جلوس کے ساتھ اس کو قلعہ اجیل سے سوار کر کے نکالا اور خود سلطان باب سے باب
سلسلہ تک اس کا عیشہ اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر چلا پھر وہاں سے قاہرہ کی طرف
لوٹے ملک السعید سوار تھا اور تمام امراء جلوس کے ساتھ پہل چل رہے تھے۔

اسی سال دیار مصر میں ہر مذہب کے چار قاضی از سر نو مقرر کئے گئے (یعنی ہر مذہب کا ایک ایک)
اس کا سبب یہ ہوا کہ قاضی تاج الدین ابن بنت الاغز نے بہت سے احکام نافذ نہیں کئے تھے
اور اکثر باتیں ٹال رکھی تھیں پھر دمشق میں بھی ایسا ہی کیا گیا۔ اسی سال رمضان شریف میں
سلطان نے خلیفہ کو پردہ میں رکھا اور لوگوں کو خلیفہ کے پاس آنے سے روک دیا کیونکہ بہت سے
لوگ شہر میں جا کر لاجپی باتیں اڑایا کرتے تھے۔ ۶۶۵ھ میں سلطان نے حسیہ میں جامع
مسجد کی تعمیر کا حکم دیا ۶۶۷ھ میں جس وقت وہ بنکر تیار ہوئی تو اس میں حنفی خلیفہ مقرر کیا گیا
۶۶۸ھ میں سلطان نے توبہ ازرق و نقلہ پر فوج کشی کی چنانچہ دونوں کو فتح کیا توبہ کے بادشاہ
کو گرفتار کر کے سلطان ملک الظاہر کے سامنے پیش کیا گیا اور اہل و نقلہ پر جزیہ مقرر ہو گیا۔

۶۶۹ھ میں کہ سب سے اول ۶۳۳ھ میں توبہ پر عبدالعزیز بن ابی سرح نے پانچ ہزار سواروں
کے ساتھ حملہ کیا تھا مگر آپ فتح نہ کر سکے تھے بلکہ صبح کر کے واپس آ گئے تھے۔ پھر شام کے زمانہ میں
فوج کشی کی گئی مگر پھر بھی فتح نہیں ہوئی تھی اس کے بعد منصور بھی لڑا تھا مگر اس کا نتیجہ بھی بے سود رہا
تھا۔ پھر ٹکن زنگی۔ کافور آخشیدی۔ ناصر الدولہ بن حمدان نے یکے بعد دیگرے پھر توران شاہ پر لڑا
سلطان صلاح الدین نے ۶۶۸ھ میں اس پر حملہ کیا مگر تمام ناکام رہے۔ اب اس سال فتح ہو گیا۔
ابن عبدالظاہر نے اس پر ایک قصیدہ لکھا جس میں ایک شعر یہ بھی ہے (ترجمہ شعر) یہ ایسی فتح ہوئی کہ
کبھی نہیں سنی گئی تھی۔ نہ آنکھوں نے دیکھی تھی نہ لوگوں نے بیان کی تھی۔

۶۶۷ھ میں سلطان ملک الظاہر کا انتقال ہو گیا اسکے قائم مقام اس کا بیٹا ملک السعید محمد
جس کی عمر اس وقت ۱۸ سال کی تھی ہوا۔ اسی سال تقی بن رزین مصر اور قاہرہ و نور کے
قاضی مقرر ہوئے اس سے پہلے مصر اور قاہرہ کا علیحدہ علیحدہ قاضی ہوا کرتا تھا اس کے بعد قضا
مصر بھی بھی قضا کے قاہرہ سے علیحدہ نہیں ہوئی۔ ۶۷۰ھ میں ملک السعید سلطنت سے معزول
کر دیا گیا اور کرک جا کر اسی سال انتقال کر گیا اسکی جگہ اسکا بھائی بدر الدین شلا مشہف ہفت سالہ
مصر میں سلطان بنایا گیا اس کا لقب ملک العادل مقرر ہوا۔ امیر سیف الدین قلاوون (قلاوون)
اس کا اتابک ہوا سکون پر ایک طرف ملک العادل اور دوسری طرف امیر سیف الدین کا نام

مسکوک ہوا خطبہ میں دونوں کا نام شروع ہو گیا مگر جب میں بلا کسی نزاع کے شلاش سلطنت سے علیحدہ کر دیا گیا اور قلا دون خود مستقل بادشاہ بلقب الملک المنصور ہو گیا۔ ۶۷۹ھ میں دیار مصر میں عرفہ کے روز بڑے بڑے اور بڑے اور بھلی گری۔ ۶۸۰ھ میں تاتاری لشکر شام پہنچا اور وہاں سخت اضطراب پیدا کر دیا سلطان ان سے لڑنے کے لئے چلا مقابلہ ہوا اور کھٹان لڑائی ہوئی مگر الحمد للہ کہ فتح مسلمانوں کے ہاتھ رہی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں طرابلس فتح ہو چکا تھا مگر ۵۰۴ھ میں نصاری کے قبضہ میں چلا گیا تھا اور جب سے اب تک برابر ان کے قبضہ میں چلا آ رہا تھا ۶۸۵ھ میں سلطان نے اس کو بزور شمشیر چھین لیا۔ تاج ابن اثیر نے والی یمن کو اس فتح کی بشارت میں ایک خط لکھا تھا۔ کہتے ہیں کہ رومی زبان میں طرابلس کے معنی تین قلعے کے ہیں۔ ذوقعدہ ۶۸۶ھ میں سلطان قلا دون کا انتقال ہو گیا اس کے بجائے اس کا بیٹا الملک الاشرف صلاح الدین خلیل سلطان ہوا۔ خلیفہ جو اب تک گننامی میں تھا حتی کہ سلطان نے اپنے بیٹے کی زوجہ کی وفات بھی نہیں بلایا تھا ظاہر ہونے لگا چنانچہ جمعہ میں خلیفہ نے خطبہ پڑھا اور اس میں ملک الاشرف کا سلطان ہونا تسلیم کیا خطبہ کے بعد قاضی القضاة بدر الدین ابن جمانہ نے نماز پڑھائی خلیفہ نے پھر دوسری مرتبہ خطبہ پڑھا اور جہاد کا ذکر کر کے بغداد یا وولاکرا اس پر قبضہ کرنے کی تحریص دلائی۔ ۶۹۱ھ میں سلطان نے قلعہ الروم کا جا کر محاصرہ کیا۔ ۶۹۳ھ میں سلطان قتل ہو گیا اور اس کا بھائی محمد بن منصور اس کی جگہ تخت پر بیٹھا جس کا الملک الناصر لقب مقرر ہوا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر نو سال کی تھی مگر محرم ۶۹۲ھ میں اس نے خلع ہو گیا اور کتبغا المنصور یہ لقب ملک العادل تخت پر بیٹھا۔ اسی سال قاذان بن ادغون بن ابغاب ہلاکو بادشاہ تاتار مسلمان ہو گیا لوگ اس خبر سے بہت خوش ہو گئے اس کے لشکر میں بھی اسلام پھیل گیا۔ ۶۹۶ھ میں چونکہ سلطان ملک العادل دمشق گیا ہوا تھا لاجین نے زبردستی باہر صفر میں تخت سلطنت دیا لیا تمام امر اسے لاجین نے حلف اطاعت اٹھوایا اور کسی شخص کو مخالفی جرات نہ ہوئی۔ لاجین نے اپنا لقب الملک المنصور مقرر کیا خلیفہ نے بھی حسب رسم قدیم خلعت عطا کیا۔ ملک العادل سرحد کی طرف بھاگ گیا۔ حمادی الاخر ۶۹۵ھ میں لاجین قتل کر دیا گیا اور ملک الناصر محمد بن منصور قلا دون جو اس وقت محزول ہو کر کوزک میں جا پڑا تھا پھر بادشاہ ہو گیا خلیفہ نے اسے بھی خلعت عطا کیا۔ الملک العادل نائب سلطنت ہو کر حمات میں چلا گیا اور مرتے دم یعنی ۶۹۸ھ تک وہیں اور اسی حیثیت میں رہا۔

۸ جمادی الاول ۱۰۰ھ میں خلیفہ الحاکم کا انتقال ہو گیا (عراق وند تو عالی اس پر
 زخم فرما دیا) جس کے وقت قلعہ کے نیچے سوق خیل میں اس کے جنازہ کی نماز ادا کی گئی اہل دولت اور عیال
 سلطنت اس کے جنازہ کی نماز میں شریک ہونے کے لئے پاپیادہ آئے تھے سیدہ نفیہ کے قریب اسکو
 دفن کیا گیا سب سے اول اس جگہ یہی خلیفہ دفن ہوا ہے اس وقت سے اب تک اسکے خاندان کا دفن
 یہیں چلا آتا ہے۔۔۔۔۔ خلیفہ الحاکم نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے ابو الربیع سلیمان کو ولیعہد بنایا
 تھا۔۔۔۔۔ حاکم کے زمانہ میں حسد ذیل علماء نے انتقال کیا۔ شیخ عز الدین بن عبد السلام۔ علم اللہ رقی
 ابو القاسم قباری زاہد زین خالد النابلسی۔ حافظ ابو بکر بن سدسی۔ امام البرشامہ۔ تاج بن بنت
 الاعمر۔ ابو الحسن بن عدلان۔ مجد الدین بن دقین العید۔ ابو الحسن بن عصفور نحوی۔ کمال بن سلار
 الارطی۔ عبد الرحیم بن یونس صاحب التعمیر۔ قرطبی صاحب التفسیر و تذکرہ۔ شیخ جمال الدین بن مالک
 اور ان کے صاحبزادے بدر الدین۔ نصیر طوسی میر دار فلسفیان۔ خواصۃ المنار۔ تاج بن البساعی
 خازن المستنصر یہ۔ برہان بن جماعت۔ نجم الکاتبی المنطقی۔ شیخ محی الدین النوری۔ صدر سلیمان امام
 حنفیہ۔ تاج بن عیسیٰ المورخ۔ کوکوشی مفر۔ تقی بن رزین۔ ابن خلکان صاحب ذقیات الاعیان۔
 ابن ایاز نحوی۔ عبد الحلیم بن تمیمیہ۔ ابن جحوان۔ ناہر الدین بن مینر نجم بن بارزی۔ برہان الشافعی صاحب
 التصانیف علم الکلام۔ رضی شاطی نحوی۔ جمال شریفی۔ نفیسی شیخ الاطباء۔ ابو الحسن بن ربیع نحوی
 عبہانی شارح المحصول۔ عقیف تلمسانی شاعر (جو ملی مشہور تھا) تاج بن الفرکاح۔ زین بن مرحل۔ شمس
 الجوری۔ عز الفاروقی۔ محب الطبری۔ تقی بن بنت الاعمر۔ رضی قسطنطینی۔ بہار بن نحاس نحوی۔ یاقوت
 مستعصر صاحب الخط المنسوب وغیرہ ہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۴۵۱) المستکفی باللہ ابو الربیع

المستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان بن الحاکم بامر اللہ نصف محرم ۳۸۳ھ میں پیدا ہوا اپنے باپ کے زمانہ
 خلافت میں جمادی اول ۳۸۳ھ میں ولید مقرر ہوا۔ بلا و مصر و شام میں اس کا خطبہ ممبروں پر
 پڑھا گیا۔ یہ بشارت تھی اقطار اور ممالک اسلام میں بھجری گئی۔۔۔۔۔ خاندان خلافت کیش میں رہا
 کرتا تھا سلطان نے اس کو قلعہ میں بلا لیا اور ان کو الگ۔ اس میں ایک مکان دیدیا۔
 ۳۸۳ھ میں تاتاریوں نے شام پر حملہ کیا سلطان اور خلیفہ دونوں مقامات کے لئے تعلق
 فتح سلوٹوں کے ہاتھوں ہی اہل تاتار بچد قتل ہوئے اور بیچ بھاگ گئے۔

اسی سال مہرا اور شام میں ایک بہت بڑا زلزلہ آیا مکان کے نیچے اکثر آدمی دیکر مر گئے۔
 اس وقت میں امیر بصرہ الجاشنکیر منصور نے جامع مسجد حاکم میں خطبہ اور درس و تدریس جاری
 کیا جتنا حصہ اس کا زلزلہ میں تہدم ہو گیا تھا اسکو پھر تعمیر کرایا۔ چار قاضی مقرر کئے دو درس فقہ کے
 اور سعد الدین حادقی علم حدیث کے استاد اور ابو حیان علم نحو کے مقرر کئے۔ ماہ رمضان ۳۸۵ھ میں
 سلطان الملک الناصر محمد بن قلاوون حج کے لئے مصر سے چلا امر اہل جماعت اسے رخصت کرنے کی
 غرض سے ساتھ ہوئی اور کچھ دور جا کر لوٹ آئی۔ جب سلطان کو کہہ پوچھا اس کیلئے یہاں ایک پل بنایا
 گیا جس وقت سلطان پل کے مابین وسط میں پہنچا تو پل گر گیا جو لوگ پہلے گذر چکے تھے وہ پل کے
 سلطان کے گھوڑے نے ایک جگہ بھری اور اسے بچا لیا۔ جو آدمی بچا اس کے قریب پیچھے پیچھے تھے
 وہ گرے جنہیں چار کا انتقال ہو گیا اکثر کے چوٹ آئی۔ سلطان کو کہہ ہی میں ٹھہر گیا اور وہاں مصر میں خود
 ہی نے یہ اطلاع بھیج دی کہ میں نے سلطنت سے دست کشی اختیار کر لی ہے۔ تو فساد مصر اور شام نے
 علی الترتیب المذكورہ بعد از ثبوت ۳۸۵ھ کو رکن الدین بدیع بن الجاشنکیر سے بیعت کی اس
 کا لقب الملک المنظر تقرر ہوا خلیفہ الملک المنظر رکن الدین کو خلعت سیاد اور عمامہ بدر عطا کیا۔
 فرمان شامی اطلس کے کبیر میں بند ہو کر شام روانہ کیا گیا وہاں جس وقت کعبول کر پڑھا گیا تو فرمان کی
 ابتدائی لفظوں میں تَقَى اللهُ مِنْ سَيِّئَاتِهِ وَرَبَّنَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (یہ قرآن شریف کی آیت ہے جو
 حضرت سلیمان کے قصہ میں مرقوم ہے۔ حضرت سلیمان نے بلفیسی کو انہیں لفظوں سے منقطع شروع کیا تھا۔
 خلیفہ سلیمان بن حاکم نے بھی تبرکاً انہیں لفظوں سے شروع کیا ہے۔ مترجم ۳۸۵ھ میں
 الملک الناصر نے پھر سلطنت کا دعویٰ کیا امر کی ایک جماعت نے اس کی ایمانت کی جیسا پچھلے شعبان میں
 یہ دمشق میں داخل ہو گیا غیر الفطر کے روز مصر پہنچ کر قلعہ پر چڑھا آیا منظر اپنے ساتھیوں کو لے کر
 پہلے ہی ہانگہ چکا تھا با آخر پیکر قتل کر دیا گیا۔ عمار ابو حنیفہ نے ان امر کی اعادہ سلطنت پر قبضہ
 کیا (ترجمہ) الملک الناصر کی دولت۔ اپنے تخت کی طرف پھر لوٹ آئی جیسا کہ سلیمان پھر تخت پر
 آ گیا اور شعر بھی اپنی معنوی حیثیت سے عجیب واقع ہوا ہے۔ یعنی جس طرح سلیمان پھر تخت پر لوٹ آیا
 یہ کنا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہ گویا خلیفہ سلیمان حضرت سلیمان علیہ السلام کی جگہ آئے۔
 مترجم ۱۔۔ اسی سال وزیر کے ذبیوں کیواسطے سفید عامر باندہ نے کے متعلق کہا مالا کہ انھوں نے
 ساتھ ایک دینار جزیبی دیدیا تھا۔ شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے وزیر کی اس بارے میں سخت فتا
 کی اور اس بات کو دیکھنے و بار (دعا الحمد)۔ اس سال تاتاریوں کے بادشاہ توبر نے اپنی

سلطنت کی حدود میں مذہب و افضل کا رواج دیا خطیبوں کو حکم دیا کہ وہ خطبوں میں سوائے حضرت
 علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی اہل بیت اور اولاد کے کسی کا ذکر نہ کیا کریں۔ چنانچہ اس کے مرے تک
 یعنی ۸۱۶ء تک یہی رہا۔ اس کے مرے کے بعد اس کا بیٹا ابوسعید با و شہاہ ہوا اس نے نہایت عدل
 پھیلا یا سنت کو قائم کیا اول شخصین کا پھر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا نام خطیبوں میں جاری کیا بہت
 سے فتنے دب گئے (وللہ الحمد) یہ بادشاہ ملوک تاتار میں سب سے اچھا ہوا ہے اور اس کا طریقہ تمام
 بادشاہوں کے طریقوں سے اچھا رہا ہے اس کی موت یعنی ۸۳۶ء تک یہی طریقہ رہا یہ پابند سنت
 تھا اپنے مرنے کے بعد اقبال بھی اپنے ساتھ لے گیا اس کے بعد سلطنت تاتار میں بہت رخنہ پڑ گئے
 ۸۱۷ء میں دریائے نیل میں انہی طغیانی آئی کہ کبھی سٹنے میں بھی نہیں آتی تھی بہت سی بستیاں
 اور آدمی ڈوب گئے۔ ۸۲۸ء میں بھی دریائے نیل پھر چڑھا اور سائے تین ہفتے برابر پانی
 کھڑا رہا اس کا نقصان اس کے نفع سے بہت زیادہ تھا۔ ۸۲۸ء میں مکہ معظمہ کی مسجد حرام
 اور اس کے دروازوں کی تعمیر کی گئی۔ ۸۳۰ء میں سب سے اول مدرسہ صالحیہ کے ایوان
 ستاقیہ میں جمیہ قائم کی گئی۔ اسی سال قوصوں نے جس جامع مسجد کی بنیاد بزدلیہ کے باہر
 رکھی تھی تیار ہو گئی سلطان اور اعیان سلطنت تمام جمع ہوئے قاضی القضاة جلال الدین قزوی
 اول اس وقت کے خلیفہ مقرر ہوئے پھر فخر الدین بن شکر مستقل خلیفہ ہو گئے۔
 ۸۳۳ء میں سلطان نے بندوق چلانے اور علماء ترسایان اور منجوروں سے رجوع لایکو منع کر دیا۔
 اسی سال سلطان نے کعبہ شریف کا دروازہ آبنوس کا بنوایا اور اس پر سونے کے پترے چڑھوائے
 جن کا وزن پینتیس ہزار تین سو پینتالیس مثقال تھا۔ باب عتیق جس پر والی مین کا نام کندہ تھا
 اکھاڑ دیا گیا اس کے تختے بنوشیبہ میں سگائے گئے۔ ۸۳۶ء میں خلیفہ اور سلطان کی آپس
 میں جھگڑی سلطان نے خلیفہ کو پہلے قلعہ کے بروج میں نظر بند رکھا اور لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے سے بند
 کر دیا پھر ماہ ذوالحجہ ۸۳۶ء میں اسکوح اسکی اولاد اور متعلقین کے قوص بھجرا اور ان کے لئے کافی
 تنخواہ مقرر کر دی یہ کتبہ قریب سو آدمیوں کے تھا فنانا میر وانا لہ۔ آخر خلیفہ مستکنی نے اسی حالت
 قید میں پچاس سال کی عمر کے تجا وز سے شعبان ۸۳۸ء میں انتقال کیا اور اسی جگہ دفن کر دیا گیا
 ابن حجر اپنی کتاب الدرر میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ مستکنی قاضی تھی۔ نہایت خوشخط شجاع شخص تھا چروگان
 کھیلنے اور بندوق کا نشانہ لگانے میں استاد مانا جاتا تھا۔ علماء اور اہل بار کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا ان
 کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ اسی مدت خلافت میں حتی کہ زمانہ نظر بندی اور قیام قوص میں بھی

برابر اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا رہا اول اول خلیفہ اور سلطان کی آپس میں بچہ محبت کھی سیر تو تفریح کے لئے دونوں ساتھ ہی نکلا کرتے تھے۔ چوگان بھی دونوں ساتھ ہی کھیلتے تھے آپس میں بھائیوں کی طرح رہا کرتے تھے۔ تنازعہ کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز سلطان کے سامنے خلیفہ کا ایک خط پیش کیا گیا جس میں خلیفہ نے کسی کو یہ تحریر کیا تھا کہ میں سلطان کو مجلس شرع شریف میں کسی معاملہ کی وجہ سے پیش کرنا چاہتا ہوں یہ دیکھ کر سلطان بگڑ گیا اور قوس بچھڑینے اور تنخواہ مقرر کروانے کی نیت پہنچ گئی۔ ابن فضل اللہ کتاب المسالک کے ترجمے میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ مستکفی بہرہ صفت موصوف اور خصوصاً نرعی میں دیباہ مشہور تھا۔ مستکفی کے زمانہ خلافت میں حسب ذیل علما نے انتقال کیا۔ قاضی القضاة تقی الدین بن توفیق العید۔ شیخ زین الدین الفاروقی شیخ الشافعیہ و شیخ دار الحدیث جو بغداد دار و قات نوری کے اس عہدہ پر مقرر ہوئے تھے اور ان کے مرلے کے بعد صدر الدین بن وکیل مقرر ہوئے۔ شرف الفرائی صدر بن وزیر بن حاسب۔ حافظ شرف الدین وھیاطی۔ ضیاء الطوسی شارح حادی شمس السروجی شارح ہدایہ حنفی امام نجم الدین بن الرفد امام شافعیہ۔ حافظ سعد الدین حادق۔ فخر التوزی محدث مکہ معظمہ۔ رشید بن المعلم از کبار علماء حنفیہ۔ ابو موسی۔ صدر بن وکیل شیخ شافعیہ۔ کمال بن شربشتی۔ تاج التبریزی۔ فخر بن بنت ابی سعد۔ شمس بن ابی العز شیخ حنفیہ۔ رضی طبری امام مکہ معظمہ۔ صفی ابوالدقاری۔ محمود ارموی۔ شیخ نور الدین بکرمی۔ علامہ بن عطار شاگرد امام نوری۔ شمس صفہانی صاحب التفسیر و شرح فقہ ابن ماجہ و شرح تجرید وغیرہ۔ تقی الصانع المقرنی قاریوں کے آخر شیخ۔ شہاب محمود شیخ مشائخ الانصار۔ جمال بن مطہر شیخ الشیعہ۔ کمال بن قاضی شہبہ۔ نجم القدری صاحب الجواہر و البحر۔ کمال بن زملکانی۔ شیخ تقی الدین بن تمیمہ۔ ابن الجیارہ شیخ الشافعیہ۔ نجم البالی شارح التنبیہ۔ بران الفرائی شیخ شافعیہ۔ علامہ القولوی شارح الحاوی۔ فخر الترمکانی حنفی شارح جامع کبیر الملک الموبد صاحب حماہ حرم کی بہت سی تصانیف ہیں بجز ان کے ایک نظم الحاوی ہے۔ شیخ یا قوت العرشى شاگرد شیخ ابوالعباس مرسی۔ برہان جوہری۔ بدر بن جماعہ۔ تاج بن فاکہانی۔ فتح بن مسید الناس۔ قلبیب حبیبی۔ زین کنانی۔ قاضی محی الدین ابن فضل اللہ۔ رکن بن قویح۔ زین بن مرہل۔ شرف بن باہزی جلال فریدی و دیگر حضرات و ہم اللہ تعالیٰ۔

(۱) الواثق بالله ابراہیم

الواثق بالله ابراہیم بن دعیبہ المستمک بالله ابو عبد اللہ محمد بن الحاکم یا مر اللہ ابو انصاس احمد۔

اس کے زیادہ بھائیوں نے اپنے بیٹے محمد کو مستمسک بنا کر خطاب دیکر وہ پھر بتایا کہ اگر مستمسک
 یا انتقال اپنے باپ کے سامنے ہی ہو گیا اس سے چاہئے اس پر ایمان اپنے پرستار کو دیکھ کر وہ
 کوئی مکان ہی کہ اس میں خلافت کی صلاحیت پیدا ہو جائے مگر بعد میں اسے پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 آدم کے لئے غیر صالح ہے کیونکہ یہ کہیں کہیں نہ ہو سکتا ہے۔ یہ کہیں نہ ہو سکتا ہے۔ یہ کہیں نہ ہو سکتا ہے۔
 جب یہ دیکھا کہ اس کی اصلاح نہ ہو سکتی تھی اس لئے حاکم نے اسے دیکھ کر ہی اسے جان بول کر اس
 کی جگہ اپنے دور سے بیٹے اسٹیفن ابراہیم کے چچا کو دیکھ کر بتا دیا اس پر ابراہیم نے یہ حرکت کی تو غلبہ
 اور مسرت ہو آئیں یہ بھائیوں کی طرح رہا کر کے تھے ان میں شرفا زادوں اور اس کا بیٹا پھر پھر پھر
 وہ دیکھ کر بہت بہت۔۔۔ جب مستحق کی موت کا وقت آیا تو اس کے مرنے کے وقت وہیں فوج میں
 اپنے بیٹے احمد کو دیکھ کر بتایا مگر سلطان نے اس کی طرف درہ بولا پھر بھی توجہ نہ کی بلکہ اس ابراہیم
 سے بیعت کر لی اور اس کا لقب اوائق بالشر مقرر کر دیا جب سلطان کی موت کا وقت آیا تو سلطان
 حق پائی اس حرکت پر بہت ادم ہوا اور آخر یکم محرم ۱۱۱۲ھ کو ابراہیم کو معزول کر کے دیکھ کر احمد
 اٹھ کر مراد کا خطاب دیکر خلیفہ مقرر کر دیا۔۔۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ بہت سے لوگ ابراہیم کی
 شکایت دیکر سلطان کے پاس گئے اور اُسکی بددیانتی اور بد اعمالی کی شکایتیں کیں مگر سلطان نے
 ایک نہ سنی اور اس سے بیعت کر لی۔ نام لوگوں نے اسے استغلیٰ بالشر کا خطاب دیا۔
 ابن فضل انہر مساکم میں لکھتے ہیں کہ وائق بالشر ابراہیم کو اس کے دادا نے یہ خیال کر کے کہ شاید
 اس میں خلافت کی صلاحیت آجائے باہر دانی خلافت کی آواز کو سن کے دیکھ کر مقرر کر دیا تھا مگر
 وہ بچا کے نیک اندھا لہ ہونے سے کہ جرات ہو کر بدنام کنڈرہ نکو نامے چند ہوا۔ جوانی میں اور زیادہ
 بدکار بن گیا۔ ہمیشہ لاجینی اور بیچارہ کا کام کیا کرتا تھا۔ زمینوں میں آبی چوڑی تھی بڑے کاموں پر فخر
 کرتا تھا بائٹالی کو اپنی زمینت اور اس کو نیک کام سمجھتا تھا۔ کہو تر بانے۔ بیٹے اور عمرے اور بیٹوں
 تھا اور بہت سے افعال اسی طرح کے کیا کرتا تھا کہ جن سے مراد جاتی رہتی ہے اور وفار اور
 برتا ہے۔ بد معاہدہ تھا لوگوں سے چیز خرید کر قیمت نہیں دیتا تھا حرام طریقہ ہو کر یا خورد بھی
 کھانا اور اپنے خیال کو بھی کھلانا تھا جب مستحق کی موت کا وقت آیا تو انھیں صاحبزادہ کی
 عساکرت سے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے۔ سلطان کے غم کی آگ خلیفہ پر بھڑک رہی تھی اور
 سلطان کے غضب کا سمندر موجیں مار رہا تھا اس نے واقع کو جو عقل سے گورا اور ہمیشہ
 شخص تھا بلایا یہ مع احمد کے جس کو اس کے دادا نے دیکھ کر بنایا تھا حاکم کیا گیا سلطان

نے کو شہ کی رسم سے عمدہ خلافت احمد کے سر سے اتار کر دو تین کے سر مندرہ دیا اور اگرچہ اس کی وصیت نامہ
 مانع پہلے ہی ہو چکا تھا مگر سلطان نے اس کا مطلق خیال نہ کیا قاضی القضاة ابو عمر بن جماعت نے
 سلطان کی رائے کی مخالفت کی مگر کچھ نہ ہو سکا آخر اس پر قرار پایا کہ خطبوں میں واثق کا نام نہ لیا جا یا
 کرے بلکہ بجائے دونوں کے نام کے خطبوں میں محض سلطان کا نام پکارا جا یا کرے۔ چنانچہ ایسا ہی
 ہوا اور مستکفی کی موت کے ساتھ خطبوں میں خلفاء کا نام بھی مستکفی اور دعاب میں محض سلطان کا نام
 باقی رہ گیا اور یا یہ آخر خلفاء بنی عباس ہمارے لوگوں نے اس اشعار کو شمار یا اور ایک تیسرا شمار کو تمام
 میں کر دیا یہ حالت سلطان کے بستر مرگ پر پہنچنے تک رہی جب موت نے سلطان کا دروازہ
 کھٹکھٹایا تو اس کی آنکھ کھلی اور یہ اپنے کئے پر چٹایا اور جس کے متعلق خلیفہ کی وصیت تھی اس
 طرف خلافت پہنچانے پر متوجہ ہوا حق اس پر ظاہر ہو گیا اور اپنی عمدہ خلافت پر پشیمان
 اور نادم ہوا۔ بیوقوف ابراہیم کو معزول کیا اور حق حقدار کو پہنچ گیا۔ ابراہیم بھیڑے لباس میں
 بھیڑیا۔ شریفوں کے لباس میں پاجامی سلیم سلیم کی شکل میں متورم تھا اللہ اللہ کہاں وہ واثق نہ
 جس کا رعب دلوں میں سراپت کر گیا اور اس کی بیعت کے مشرق و مغرب میں تھلکے بجا دیا
 تھا۔ سچے کمر گس سوڑے کی طرح ڈاڑھی بڑھا کر باقی نہیں بن سکتا اور بی زیادہ پھول کر شیر
 نہیں ہو سکتی۔ اب واثق ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا اور اپنی بے عزتی کے ساتھ تانان کا نام بھی
 ڈبو دیا۔ سچ ہے جو شخص کسی کو ذلیل کرتا ہے وہ خود ذلیل ہوتا ہے۔ انتہی کلام ابن فضل اللہ۔

(۵) الحاکم بامر اللہ ابو العباس

الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد بن مستکفی — قوص میں المستکفی یعنی الحاکم بامر اللہ کے باپ
 کا جب انتقال ہونے لگا تو اس نے الحاکم کو وصی مقرر کیا لیکن سلطان الملک الناصر نے اس
 پر اس کے بھتیجے ابراہیم کو ترجیح دی اور چونکہ ابراہیم کی بیعت بہت زیادہ قبیح تھی اس کے
 قاضی عز الدین بن جماعت نے اس کی مخالفت میں بہت زیادہ کوشش کی سران کی کوشش
 بالکل نہ چلی اور سلطان نے ابراہیم سے ہی بیعت کر لی۔ آخر الملک الناصر اپنی موت کے وقت
 اس پر بیعت پتیا یا اور امراد کو وصیت کی کہ ابراہیم کو معزول کر کے احمد سے بیعت کر لیجا سکے
 چنانچہ الناصر کے انتقال کے بعد رجب المنصور ابو بکر بن الناصر بادشاہ ہوا تو اس نے پانچواں
 اور واثق کے بیٹے میں ایک مجلس منعقد کی۔ ابراہیم اور وصی الحاکم کو بھی بلایا قاضیوں

سے دریافت کیا گیا کہ تشریحاً خلافت کا مستحق کون شخص ہے قاضی شہزاد الدین بن جماعت نے کہا کہ خلیفہ المشکفی نے شہر قوص میں اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے احمد کو ولیعهد بنایا تھا اور اس پر خلیفہ نے شہر قوص کے چالیس عازل گواہوں کو شاید بنایا تھا اول اس کا ثبوت میرے نائب قاضی قوص کے سامنے گزرا تھا اور پھر میرے روبرو بھی اس کا ثبوت ہو چکا ہے سلطان نے یہ سنا فوراً ابراہیم سے خلع اور احمد سے بیعت کبریٰ اور اس کے دادا کے اوپر ہی اس کا لقب الحاکم بامر اللہ مقرر کر دیا — ابن فضل اللہ مسالک میں لکھتے ہیں کہ الحاکم بامر اللہ ہمارے زمانہ کا امام اور ہمارے ملک کا بادشاہ ہے اس نے دشمنوں کو غیظ اور دوستوں کو فیض پہنچایا تمام امور کو بخوبی انجام دیا اس کی طرف سب کی نظریں محبت سے اٹھنے لگیں سووم خلافت کو از سر نوزندہ کیا اس کی مخالفت کی کسی کو جرأت نہیں ہوتی تھی اپنے آباء و اجداد کے قدم بقدم چلا جو عظمت و بلوں سے محو ہو چکی تھی اس کو پھر زندہ کیا اور اپنی اولاد کے واسطے راستہ صاف کر گیا اپنے خاندان کی پریشانیوں کو مبدل بہ اطمینان کر دیا۔ جو کچھ بے اطمینانیاں پیدا ہوئی تھیں ان کو مٹا دیا منیروں پر اس کے نام کے خطبوں کا اجراء ہو گیا اور تمام مملکت اسلام میں اس کا اعتبار بڑھ گیا — ابن فضل اللہ فرماتے ہیں کہ الحاکم کے لئے ایک مباہلت نامہ لکھا گیا تھا جس کے اندر تمام حالات مشروح طور سے لکھے گئے تھے اور جس میں ہر طرح کا ذکر کیا گیا تھا اور جس کی ابتداء قرآن شریف کے ان لفظوں سے کی گئی تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہین یبایعونک انما یبایعون الشراخ (ابن فضل اللہ کا وہ مباہلت نامہ پورا مصنف نے نقل کیا ہے جو قریب ساٹھ صفحوں کے ہے وہ اپنی بلاغت و فصاحت اور رفت الفاظ سے کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ ارب و خواں حضرات تو درکنار عربی عالم بھی کم ہی مستفید ہو سکے ہیں اس لئے اس کا ترجمہ ترک کر دیا گیا۔ مترجم) — ابن حجر درر میں لکھتے ہیں کہ اول اس کا لقب المستنصر مقرر ہوا تھا مگر بعد میں الحاکم مقرر ہو گیا — شیخ زین الدین عراقی کہتے ہیں کہ الحاکم نے بعض متاخرین سے حدیث سماعت کی تھی — الحاکم کا انتقال نصف ۵۳۳ھ میں مرض طاعون کے اندر ہو گیا — اس کے زمانہ خلافت اور ایام ولایت میں حسب ذیل واقعات ظہور پذیر ہوئے — سلطان منصور اپنے فساد اور شراب خوری کی وجہ سے معزول کر دیا گیا کہتے ہیں کہ اس کی بدکاری کی انتہا اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ اس نے اپنے باپ کی بیویوں کو بھی نہیں چھوڑا معزولی کے بعد وہ قوص بھیجا گیا اور وہیں

قتل ہو گیا اور اصل یہ اللہ صاحب جبل جلدانہ کی طرف سے اس بدکاری کا بدلہ تھا جو اس کے باپ نے خلیفہ المستکفی کے ہاتھ کی تھی کیونکہ یہ عادت اللہ ہمیشہ سے جاری رہی ہے کہ جس نے آل عباس کو کوئی ایذا یا تکلیف پہنچائی اس کو بھی فوراً سزا مل گئی۔ منصور کے خلع کے بعد اس کا بھائی الملک الاشرف کجک بادشاہ ہوا مگر اسی سال تخت سے اتار دیا گیا اس کے بعد اس کا بھائی احمد تخت نشین ہوا جس نے اپنا لقب الناصر مقرر کیا۔ قاضی شام شیخ تقی الدین بسکی نے سلطان اور خلیفہ میں مباہلت کرانی۔ ۴۴۲ھ میں الناصر احمد بھی معزول ہو گیا اس کی جگہ اس کا بھائی اسماعیل بلقب صالح سلطان مقرر ہوا۔ ۴۴۶ھ میں صالح کا انتقال ہو گیا خلیفہ نے اس کے بھائی شہان کو کامل کا خطاب دیکر بادشاہ بنا دیا۔

۴۴۶ھ میں کامل قتل ہو گیا اور اس کا بھائی امیر حاج بلقب المنظر تخت نشین ہوا۔ ۴۴۸ھ میں منظر بھی معزول کر دیا گیا اس کی جگہ اس کا بھائی حسن بلقب الناصر سلطان ہو گیا۔ ۴۴۹ھ میں ایسا طاعون پھيلا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں سنا گیا تھا۔

۴۵۲ھ میں حسن الناصر بھی معزول ہو گیا اور اس کا بھائی صالح بادشاہ ہوا الملک الصالح لقب مقرر ہوا یہ آٹھواں شخص تھا جو اولاد الناصر محمد بن قلاوون سے بادشاہ ہوا تھا۔ شیخو اس کا اتابک تھا۔ مساک میں لکھا ہے کہ سب سے اول مصر میں بھی اتابک الامیر الکبیر کے لقب سے ملقب ہوا ہے۔ الحاکم کے زمانہ میں حسب ذیل علماء کے وفات پائی۔ حافظ ابو الجراح المزنی۔ تاج عبد الباقی یعنی شمس بن عبد الہادی۔ ابو حیان۔ ابن الوردی۔ ابن اللیان۔ ابن عدلان۔ ذہبی۔ ابن فضل اللہ ابن تیم جوزی۔ فخر المصری شیخ شافعیہ بالشام۔ تاج المرآتی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۶) المعتمد باللہ ابوالفتح

المعتمد باللہ ابوالفتح ابوبکر بن المستکفی۔ ۴۵۲ھ میں اس کے بھائی کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس سے بیعت کی یہ نیک اور متواضع اہل علم کو دوست رکھنے والا شخص تھا۔ جمادی الاولیٰ ۴۶۳ھ میں اس دنیا ر دنی سے انتقال کر گیا۔ اس کے عہد خلافت کے واقعات حسب ذیل ہیں۔ ۴۵۲ھ میں بقول ابن کثیر

دیگر طرا بلبس میں ایک لڑکی تھی جس کا نام نفیسیہ تھا۔ بچے بعد دیگرے تین مردوں سے اس کا نکاح ہوا مگر کوئی اس پر قادر نہ ہو سکا اور لوگوں کا گمان تھا کہ اسے رتق کی بیماری ہے رتق عورتوں کی ایک بیماری ہوتی ہے کہ فرج کے منہ پر ایک زیادتی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اذخالی ذکر ناممکن ہو جاتا ہے۔ مترجم (جب اس لڑکی کی عمر پندرہ سال کی ہوئی تو اس کے پستان خسانہ ہو گئے اور فرج سے کچھ تھوڑا تھوڑا گشت ابھرنا شروع ہو گیا حتیٰ کہ وہ رفتہ رفتہ بقدر ایک انگشت کے ہو گیا اور اشتین بھی نمودار ہو گئے۔ ۳۵۵ھ میں الملک الصالح کا خلع ہوا اور الناصر حسن پھر بادشاہ ہو گیا۔ ۳۵۶ھ میں پیسے دینار کے برابر مسکوک کرائے گئے اور اسی کے وزن کے برابر بنوائے ایک درہم کے چوبیس پیسے مقرر ہوئے اس سے پہلے ایک درہم کے ڈیڑھ رطل پیسے آتے تھے انھیں نئے پیسوں سے تقریباً دہائیوں کا حساب کر کے شیخ اور مرغیش کے حکم سے ارباب و ظائف کی تنخواہیں ملتی تھیں۔ ۳۶۲ھ میں الناصر حسن قتل ہو گیا اور اس کا بھتیجا محمد بن المظفر تخت پر بیٹھا۔ معتقد کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ شیخ تقی الدین بسکی۔ سمین صاحب العرب۔ قوام الماتقانی بہار بن عقیل۔ صلاح العلانی۔ جمال بن ہشام۔ حافظ مغطانی۔ ابو امامہ بن النفاس و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۷) المتوکل علی اللہ ابو عبد اللہ

المتوکل علی اللہ ابو عبد اللہ محمد بن المعتضد والد خلفاء العصر۔ بہ اول ولید تھا اپنے والد کے انتقال کے بعد جمادی الاولیٰ ۳۶۳ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اس کی مدت خلافت پینتالیس برس ہیں اور اسی میں وہ زمانہ بھی شامل ہے جس میں محزول اور قید رہا ہے جس کا درہم عنقریب ہی گریں گے اس کے اپنے پیچھے بہت اولاد چھوڑی کہتے ہیں کہ اس کے سو بچے پیدا ہوئے کچھ پورے ہوئے کچھ اسقاط حمل ہو گیا اکثر بڑے ہو کر مرے بعض بچے میرا انتقال کر گئے۔ ان میں سے پانچ اولاد کو خلافت پہنچی جس کی نظیر دوسرے خلفاء میں نہیں ملتی جنہیں خلافت پہنچی ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ المستعین العباس۔ المعتضد داؤد۔ المستنصر سلیمان الناصر حمزہ۔ المستنجد یوسف۔ اسکی اولاد میں سے اب ایک موسیٰ باقی ہے جو باکل ابراہیم بن المستنصر کے مشابہ ہے نبی عباس میں اس وقت نسبتاً لوگ موجود ہیں وہ اسی متوکل کی اولاد میں سے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان میں برکت عنایت فرمائیں اور ان کی نسل بڑھائیں۔ اس کے زمانہ کے واقعات حسب ذیل

ہیں : — ۷۶۴ھ میں المنصور محمد کا خلع ہوا اور شعبان بن حسین بن الناصر بن محمد بن
 قلاوون سلطان ہوا جس کا لقب اشرف رکھا گیا۔ ۷۶۵ھ میں سلطان کا حکم ہوا کہ تمام
 شرفاء سبز عمامے باندھا کریں تاکہ وہ دوسرے لوگوں سے الگ پہنچانے جایا کریں یہ ایک نئی بات
 تھی۔ عبد اللہ بن جابر الاعمی نحوی شارح الفیہ جو الاعمی والبعیر کے لقب سے مشہور ہیں انھوں
 نے اس علامت کے متعلق کہا ہے کہ (ترجمہ) انبیا رسول کے واسطے انھوں نے ایک علامت
 مقرر کی ہے حالانکہ علامت اس چیز کی ہونی چاہئے جو مشہور نہ ہو ان کے چہرے پر نور نبوت
 کا چمکانہ سبز کپڑوں سے مستغنی کرتا ہے۔ — اسی سال طاعنی تیمور لنگ نے خروج کیا جس نے
 شہروں کو تباہ لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ خدا کی زمین پر بہت ہی فساد پھیلا یا حتی کہ خداوند تعالیٰ
 نے اس لعنتی کو ۷۶۲ھ میں اٹھایا۔ — اس شخص تیمور لنگ کی اصل یہ ہے کہ یہ ایک رہقان
 یا لڑکا تھا چوری۔ رہنری شروع کر دی پھر صاحب خیل سلطان کی خدمت میں چلا گیا اور اس
 کے مرنے کے بعد خود اسکی جگہ دبا بیٹھا اور رفتہ رفتہ اتنی ترقی کی کہ تواریخ میں قیامت تک اس
 کا نام چلا جا رہا۔ — کسی شخص سے دریافت کیا گیا کہ تیمور لنگ کا خروج اول کس سال
 میں ہوا تھا اس نے جواب دیا کہ سال عذاب میں کیونکہ ابجد کے حساب سے لفظ عذاب کے
 عدد ۷۷۳ نکلتے ہیں۔ — رمضان ۷۷۵ھ میں سلطان کے قلعہ کے سامنے درس بخاری
 شروع ہوا حافظ زین الدین عراقی اول قاری مقرر ہوئے پھر شہاب الدین عربانی بھی ان
 کے ساتھ شامل ہوئے۔ — ۷۷۷ھ میں دمشق میں سخت قحط پڑا۔
 ۷۷۸ھ میں اشرف شعبان قتل ہو گیا اور اس کے بجائے اس کا بیٹا علی بہ لقب المنصور
 بادشاہ ہوا۔ اس کے قتل اور المنصور کی تخت نشینی کا واقعہ اس طرح ہوا کہ اشرف شعبان رح
 خلیفہ اور قضات اور اہل حجاج کو چلا راستہ میں سے امرہ چمپکر قاہرہ واپس بھاگ آئے
 اور خلیفہ بھی چلا آیا تمام لوگوں کا یہ ارادہ ہوا کہ خلیفہ کو مصر کا بادشاہ بنا دیا جائے مگر خلیفہ نے اس
 سے انکار کر دیا انھوں نے ابن اشرف کو تخت پر بٹھا دیا اشرف پسند کہیں چھپ گیا مگر ذوالفقہ
 میں گرفتار کر کے گلا گھونٹ کر مار دیا گیا۔ — اسی سال آفتاب و ماہتاب دونوں کو پورا گہن
 لگا۔ شعبان کی چودہ تاریخ کو جب چاند نکلا تو گہن لگا ہوا اور ۱۸ شعبان کو آفتاب میں
 گہن لگا۔ — ۷۷۹ھ میں بیک البرسی اتابک العسا کرتے زکریا بن ابراہیم
 بن المستمک بن خلیفہ الجاکم کو ہلاک کر فلحت دیدیا اور خلیفہ بنا دیا حالانکہ کسی نے اس سے

بیعت کی نہ اس پر اجماع ہوا۔ زکریا بن ابراہیم کو المستعصم کا خطاب دیا اور متوکل کو قوص
جائیکا حکم ناقد کر دیا۔ اس عزل و نصب کا سبب وہ کینہ تھا جو اشرف کے قتل کے وقت اتابک
کے دل میں خلیفہ کی طرف سے پیدا ہو گیا تھا خلیفہ قوص چلا گیا اور اگلے ہی روز واپس آ گیا
اور آخر ۲۰ ربیع الاول کو پھر خلیفہ ہو گیا المستعصم محض پندرہ روز خلیفہ رہ کر پھر معزول کر دیا
گیا۔ جو خلفاء مصر میں رہے ان میں متوکل چھٹا خلیفہ تھا اس کا بھی خلع ہوا۔ یہ عجیب اتفاق
ہو گیا تھا جس پر امام شریعہ کتاب میں بحث کر چکے ہیں۔ ۴۸۲ھ میں حلب سے خبر پہنچی
کہ امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص نے بیہوش ہو کر بکنا شروع کیا امام صاحب نے نیت نہ
توڑی بلکہ نماز پوری کر کے جب سلام پھیرا تو لوگوں نے دیکھا کہ اس بیہوش ہونے والے کی صورت
سورہ کا سی ہو گئی ہے اور وہ جنگل کی طرف بھاگا چلا جا رہا ہے لوگوں نے یہ دیکھ کر بڑا تعجب کیا۔
۴۸۳ھ میں منصور کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی حاجی بن اشرف مقرر ہوا اس کا لقب الصالح قرار پایا
رمضان شریف ۴۸۴ھ میں الصالح کا خلع ہوا اور برقوق بادشاہ ہوا اس کا لقب الطاہر مقرر ہوا یہ خاتران جراسہ کا
سب سے پہلا بادشاہ ہے۔ ۴۸۵ھ میں برقوق جراسہ نے خلیفہ المتوکل کو پھر خلع کر کے قلعہ اہل
بیت قید کر دیا اور محمد بن ابراہیم بن المستمسک بن الحاکم کو الواصل باللہ کا خطاب دیکر بیعت کر لی۔ محمد بن ابراہیم
خلیفہ رہا حتیٰ کہ چہار شنبہ ۴۸۸ھ میں اس کا انتقال ہو گیا لوگوں نے برقوق سے خلیفہ
المتوکل کی بھالی کے متعلق عرض کیا مگر اس نے نامنظور کر دیا اور اس کے بھائی محمد زکریا کو بلا کر
المستعصم باللہ کا خطاب دیکر خلیفہ بنا دیا ۴۹۱ھ تک یہ خلیفہ رہا آخر برقوق اپنے گنے پر تادم
ہوا اور متوکل کو قید سے نکال کر پھر اسے خلیفہ کر دیا زکریا معزول ہو کر گھر بیٹھ گیا اور وہیں
اس کا انتقال ہو گیا المتوکل مرتے دم تک خلیفہ رہا۔ اسی سال جمادی الاخر میں الصالح
حاجی پھر سلطنت پر لوٹ آیا اور اپنا لقب بدل کر المنصور رکھ لیا برقوق کو قید کر دیا گیا۔
اسی سال مؤذنون نے ایک نئی بدعت ایجاد کی یعنی اذان کے آخر میں الصلوٰۃ والسلام علی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شامل کر دیا یہ بالکل ایک نئی بات تھی مؤذنون کو یہ حکم الجھٹبہ نجم
الدین الطنبذکی نے دیا تھا۔ صفر ۴۹۲ھ میں برقوق قید سے رہا ہو کر پھر بادشاہ ہو گیا
اور مرتے دم تک یعنی شوال ۴۹۸ھ تک بادشاہ رہا اسکے بعد اس کا بیٹا فرج سلطان ہوا اور
اس نے اپنا لقب الناصر رکھا ۶ ربیع الاول ۴۹۸ھ کو معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ
اسکے بھائی عبد العزیز کو المنصور کا خطاب دیکر تخت پر بٹھلا دیا۔ ۵۰۰ھ جمادی الاخر کو وہ بھی

معزول کر دیا گیا اور پھر دوبارہ ناصر سلطان ہو گیا۔ اسی سال یعنی شب سہ شنبہ ۱۸ رجب المرجب ۵۸۸ھ کو خلیفہ المتوکل کا انتقال ہو گیا۔ اس کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا: شمس بن مفلح عالم حنبلی۔ صالح الصغدی شہاب بن نصیب۔ محب ناظر الجیش۔ شریف الحیسی الحافظ۔ قطب تختانی۔ قاضی القضاة عزادین بن جماعة۔ تاج بن سبکی۔ ان کے بھائی شیخ بہاء الدین۔ جلال اسنوی۔ ابن صالح حنفی۔ جمال بن بزاة۔ عقیف یافعی۔ جمال شریفی۔ شرف بن قاضی جبل۔ اسراج البندی۔ ابن ابی جملہ۔ حافظ تقی الدین بن زافع۔ حافظ حماد الدین بن کثیر۔ عتالی نحوی۔ بہاء ابو البقاء سبکی شمس بن خطیب بیرو۔ حماد حسینی۔ بدر بن حبیب۔ قبیار القرظی۔ شہاب الاوزعی۔ شیخ اکل الدین شیخ سعد الدین تغاترائی۔ بدر الزوکشی۔ سراج ابن ملقن میراج بلقینی۔ حافظ زین الدین عراقی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۸) الواثق باللہ کرم

الواثق باللہ عمر بن ابراہیم بن ولید المستمسک بن الحاکم متوکل کے خلع کے بعد رجب ۵۸۵ھ میں لوگوں نے اس سے بیعت کی اور چہار شنبہ ۱۹ شوال ۵۸۵ھ تک خلیفہ رہ کر انتقال کر گیا۔

(۹) المستعصم باللہ زکریا

المستعصم باللہ زکریا بن ابراہیم بن المستمسک۔ اس سے اسکے بھائی الواثق کے مرنے کے بعد بیعت ہوئی اور ۵۹۱ھ میں معزول کر دیا۔ تے وقت تک معزول ہوا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے متوکل پھر خلیفہ بنا دیا گیا۔

(۱۰) المستعین باللہ ابو الفضل

المستعین باللہ ابو الفضل العباس بن المتوکل اس کی والدہ ایک ترکی ولد بانی خاندان ناخی تھی رجب ۵۸۵ھ میں متوکل کے انتقال کے بعد اس سے بیعت کی گئی ان ایام میں الملک الناصر فرج سلطان تھا۔ جب ناصر شیخ سے لڑنے کے لئے نکلا اور نہر بیت کھا کر قتل ہو گیا تو حرم ۸۱۵ھ میں خلافت پھر مستنار دسہر کر بیعت سلطان مکی خلیفہ سے بیعت کی گئی۔ خلیفہ نے اس بیعت کو بعد از توثیق اور عہد و پیمانہ ازامرا قبول فرمایا اس کے بعد امرار کے جہوں میں مہر آیا اور ولایت زعفران میں تصرف کیا سکوں پر اس کا نام سکو کسا ہو گیا لقب اسے بہ سلطنت

رکھا کوئی تبدل نہ کیا۔ — شیخ الاسلام ابن حجر نے اس کے متعلق ایک بہت بڑا مشہور
 قصیدہ لکھا جس کے بعض اشعار حسب ذیل ہیں۔ (ترجمہ) ہم میں بہ سبب مستعین عباس عاقل
 کے ملک کی بنیاد استوار ہو گئی۔ اولاد عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از مدت بسیار کے اجلاس
 فرمایا۔ ۲ ربیع الآخر سنہ ثنیہ کا دن بہت مبارک ہے کہ اس میں خوشی پرستی ہے۔ اسی دن ہدی
 زماہ امین ماموں عیب خالی طاہر القاس تخت پر بیٹھا۔ اے آقا تیرا غلام امیدوار بنکر آیا ہے اگر
 تو قبول کرے تو ناامیدی اس کے پاس نہ پھٹے۔ جب مستعین مصر میں آیا تو قلعہ میں بھرا۔ شیخ
 الاصبیل بھی قلعہ میں ہی رہا۔ دیار مصر کی تدبیر مملکت شیخ الاصبیل کے سپرد کر دی اور اس کو نظام
 الملک کا خطاب عنایت کیا۔ امراء کو جب اپنی خیانت سے فرصت ہوتی تو وہ شیخ کی خدمت میں حاضر
 ہوا کرتے تھے اس نے رفتہ رفتہ تمام کام اپنے ہاتھ میں لینے شروع کر دیے حتیٰ کہ فرانس وغیرہ کی
 خبر خلیفہ تک کہ نہ ہوتی اور محض اسکے حکم سے نافذ ہو جاتے خلیفہ کو اس سے سخت وحشت اور قلق
 ہوا اور بہت زیادہ طبیعت گھرائی۔ آخر شیخ الاصبیل نے خلیفہ سے درخواست کی کہ سلطنت
 اس کے سپرد کر دیجائے جیسا کہ ہمیشہ سے دستور چلا آتا ہے خلیفہ نے اس کو اس شرط پر قبول
 کر لیا کہ وہ قلعہ چھوڑ کر اپنے گھر سکونت اختیار کرے۔ شیخ نے اس شرط کو قبول نہ کیا اور بہ جبر
 سلطان بن گیا اور المؤمنین خطاب رکھ لیا۔ عاف اور صریح طور پر خلیفہ سے خلع کر کے اس کے
 کھائی داؤد سے بیعت کر لی۔ مستعین بیچارہ مع اپنے اہل و عیال کے قلعہ سے اپنے گھر چلا آیا۔
 شیخ نے حکم نافذ کیا کہ کوئی شخص مستعین سے نہ مل سکے۔ جب یہ اطلاع تو روز ناسب شام کو ملی
 تو اس نے قاضیوں اور علماء کو جمع کر کے اسکے متعلق فتویٰ دریافت کیا انھوں نے موید کے
 خلاف فتویٰ دیا اور اس کی خلافت کو غلط ٹھہرایا اس پر نوروز نے موید سے جنگ کی تیاری شروع
 کر دی۔ اور موید بھی سنہ ۸۵۰ میں اس سے جنگ کے لئے نکلا مستعین اسکندریہ چلا گیا اور وہاں
 پکڑ کر قید کر دیا گیا۔ جب فطر بادشاہ ہوائے اسکندریہ کے قاہرہ میں جائی اجازت دیدی گئی مگر سنہ
 اسکندریہ ہی کو اپنا وطن بنا لیا اور اسے اسکندریہ ہی پسند آگیا وہاں اس نے تجارت بہت سماں
 پیدا کیا آخر وہیں جمادی الآخر سنہ ۸۵۳ میں بمرض طاعون اسکا انتقال ہو گیا۔ اسکے زمانہ کے عجیب واقعات
 ہیں: — سنہ ۸۵۱ میں دن دن دریا کے ٹیل سفدر نیچے اتر گیا کہ جس کی کوئی انتہا نہ تھی پھر از خود ہی اتنا
 چڑھا آیا کہ معمول سے بائیس گز اوپر آگیا۔ سنہ ۸۵۰ میں نبیاش الرین اعظم شاہ بن اسکندریہ شاہ بادشاہ
 نے خلیفہ کو بہت سوال اور سخت روانہ کئے اور بارگاہ خلافت سے خطاب کی درخواست

کی نیز سلطان کے لئے بھی تحائف روانہ کئے۔ مستعین کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔
 الموفق الناشری شاعرین۔ نصر اللہ بغدادی عالم جنلی۔ شمس المعبود نحوی۔ شہاب الحسبانی۔ شہاب
 الناشری فقیہین۔ ابن البہائم صاحب الفرائض والحساب۔ ابن الضعیف شاعر۔ محب بن ثخنہ عالم
 حنفیہ والد قاضی العسکر رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱) المعتضد باللہ الواثق

المعتضد باللہ الواثق داؤد بن المتوکل ایک ترکی ام ولد کزن نامی سے پیدا ہوا اور اپنے بھائی کو معزول
 کے بعد ۸۱۵ء میں تخت خلافت پر متمکن ہوا اس وقت سلطنت پر سلطان المریق قابض تھا سلطان نے حرم
 ۸۲۲ء میں انتقال کیا اور اس کی جگہ اسکا بیٹا احمد بہ لقب المظفر تخت سلطنت پر قابض ہوا ظہر اس
 کا ناظم مقرر ہوا مگر شعبان میں ظہر نے اسے گرفتار کر لیا خلیفہ نے ظہر کو سلطنت عنایت کر دی اور
 اسکا لقب الظاہر مقرر کر دیا ظہر اسی سال ذوالحجہ میں انتقال کر گیا اسکی جگہ اسکا بیٹا محمد بہ لقب الصالح
 سلطان مقرر ہوا اور اسکی نظامت برسیانی کو سپرد ہوئی برسیانی نے حملہ کر کے الصالح کو تخت اتار دیا اور
 خلیفہ سے برسیانی کو ربیع الآخر ۸۲۵ء میں سلطان بنا دیا یہ حالت سلطنت میں ہی ذوالحجہ ۸۲۵ء کو
 انتقال کر گیا اسکی جگہ اسکا بیٹا یوسف بہ لقب العزیز بادشاہ مقرر ہوا حقیق اسکا ناظم بنا حقیق نے عربیہ سے ۸۲۲ء
 میں سلطنت چھین لی اور خلیفہ نے اسکو الظاہر کا لقب دیکر سلطان بنا دیا خلیفہ نے اسی سلطان کے زمانہ میں
 انتقال کیا۔ معتضد سے دار خلفاء۔ نجیب۔ زک۔ عقیق ہوشیار شخص تھا۔ علماء و فضلاء کی صحبت اختیار کیا
 کرتا تھا اسے فائدہ حال کرتا اور حاضرین کو شکر کی کھنڈے انتہائی تھا۔ یکشنبہ ۲ ربیع الاول ۸۲۵ء میں
 انتقال کیا۔ اسکی عمر قریب ۳۰ سال کی تھی۔ یہ ابن حجر کی تحقیق ہے مگر نحو سے خود اس کے کھنڈے نے بیان کیا
 کہ اسکی عمر تریسٹھ سال کی ہوتی ہے۔ اس کے زمانہ میں عجیب واقعات جو ہر کے وہ حسب ذیل ہیں۔
 ۸۱۶ء میں صدر الدین بن آدمی کو عہدہ قضا کے ساتھ محتسب کا بھی عہدہ دیا گیا یہ پہلا شخص ہے جسے
 دونوں عہدوں کے جبار ہو نیکان فخر حاصل ہے۔ ۸۱۹ء میں عہدہ محتسب منکلی بنجا کے سپرد کیا گیا ترکوں
 میں یہ اول شخص ہے جو اس عہدے پر مامور ہوا۔ اسی سال ہرم میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں
 آسمانوں پر گیا ہوں خدا کو دیکھا اور اس کے عظیم ہوا۔ بہت عوام اس کے معتقد ہو گئے ایک مجلس منعقد
 کر کے اسکو اس دعویٰ سے تو بہ کرنے کے لئے کہا گیا اس نے تو بہ سے انکار کر دیا اس پر فتویٰ لیا گیا مائیں
 حکم دیا کہ اگر شخص اسے فتور عقل کی گواہی نہ دیں تو اسکو قتل کر دیا جائے اطباء نے مشاہدہ کے بعد یہ کہا کہ
 شخص عقل تعقل ہے۔ حدیث درست نہیں اس لئے اسکو پاگل خانے میں بھیجا گیا

۸۲۱ء میں ایک بھینس نے ایک عجیب قسم کا بچہ دیا جو صنعت خداوندی کا ایک عجیب نمونہ تھا جس کے دوسرے دو گروہیں۔ چار لگے ہاتھ لکر کی دوڑ بڑھ کی ہڈیاں۔ ایک پاخانہ کی جگہ۔ دو پھلے پیر ایک پیشاب کی جگہ زبانی دود میں بھینس ۸۲۲ء میں ارزنگان میں ایک سخت زلزلہ آیا جسکی وجہ سے اکثر آدمی مر گئے۔ اسی سال المدرستہ المؤید بنکر تیار ہو گیا اس کے مدرس شیخ شمس الدین بن مدیری مقرر ہوئے۔ درس سلطان کے سامنے ہی شروع ہوا۔ سلطان کے بیٹے ابراہیم نے شیخ کا معنی خود اپنے ہاتھ سے بچھایا۔ ۸۲۳ء میں شہر غزہ میں ایک اونٹ حلال کیا گیا تو اسکا گوشت اس طرح چمکتا تھا جیسے چراغ چمکتا ہے۔ اسجس سے تھوڑا سا کتے کو ڈالا گیا تو اس نے بھی لہسے نہ کھایا۔ ۸۲۴ء میں دریائے نیل اپنے پورے گہبانک چڑھ آیا جس کی وجہ سے بہت سی زراعت غرق ہو گئی۔ ۸۲۵ء میں فاطمہ بنت قاضی جلال الدین بلقینی کے ایک ایسا بچہ پیدا ہوا جس میں مرد و عورت دونوں کی علامات موجود تھیں۔ بتیلیو نہیں اور ایک ایک ہاتھ زائد تھا سر میں دو سینک بیل جیسے تھے۔ یہ فوراً ہی مر گیا۔ اسی سال قاہرہ میں ایک خفیف زلزلہ آیا اور دریائے نیل زیادہ ہو گیا۔ معتقد کے زمانہ میں حسب ذیل علمائے اہل مقال کیا: شہاب بن جحہ قضیہ شام۔ یربان بن رفاعہ ادیب۔ زین ابو بکر المراغی فقیہ و محدث مدینہ شریفہ۔ حسام الابیوردی۔ جمال بن ظہیر حافظ مکہ مجد شیرازی صاحب قاموس۔ خلف التحریری مالکی۔ شمس بن قبانی از کبار احناف۔ ابو ہریرہ بن نقاش۔ دائی۔ استاد عزالدین بن جماعہ۔ ابن ہشام۔ عجمی۔ صلاح افہسی۔ شہاب الغری شافعی۔ جلال بلقینی۔ یربان بیجوری۔ ولی عراقی۔ شمس بن مدیری شرف قبانی۔ عمار بن معلی۔ بدر بن دماہی۔ تقی المعینی۔ شارح ابن شجاع۔ ہروی۔ سراج قادری اہمدیہ۔ نجم بن جحہ۔ بدیشکی شمس ابرمادی۔ شمس انشطنونی۔ تقی القاسمی۔ زین بلقینی۔ نظام نجی سیرانی۔ قرار یعقوبی۔ الرومی۔ شرف بن مفلح حنبلی شمس بن قشیری۔ ابن جرزی شیخ القراءۃ ابن خطیب الدہشتہ۔ شہاب الابشیلہ۔ زین تہمتی۔ بدر المقدسی۔ شرف بن مقرنی عالم یمن صاحب عنوان اشرف۔ تقی بن جحہ شاعر۔ جلال المرشدی نحوی مکہ۔ ہمام شیرازی شاگرد شریف۔ جمال بن خیاط عالم یمن۔ بو جیری محدث۔ شہاب بن عمرہ۔ عمار البخاری۔ شمس البساطی۔ جمال گازرونی عالم طیبہ۔ محب البغدادی حنبلی شمس بن عمار و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۲) الملتقى بالله الوالمرئج

الملتقى بالله الوالمرئج سليمان بن المتوكل ابي بھائی المعتض بالله کے زمانہ میں ولیعهد ہوا۔

عابد بنی کی طرف مائل ہے۔ میرا کمان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کی اولاد کے بعد کسی خلیفہ کی اولاد اتنی عابد زاہر نہ ہوئی ہوگی۔ جیسے خلیفہ مستکفی کی اولاد ہے۔

مستکفی بروز جمعہ سلخ ذی الحجہ ۸۵۸ء میں بصرہ لیسٹھ سال انتقال کر گیا میرے والد ماجد بھی خلیفہ المستکفی کے بعد زیادہ دنوں زندہ نہ رہے اور انھوں نے مستکفی کے چالیس روز بعد انتقال فرمایا۔ سلطان ان کے جنازہ کے ساتھ قبر تک گیا اور جنازہ کو خود کندھا۔ یا۔۔۔ مستکفی کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ تقی المقریزی۔ شیخ عبادہ بن کبیل شاعر۔ وفائی۔ قایانی۔ شیخ ابی سلام ابن حجر رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۳) القانم بامر اللہ ابو البقاء

القانم بامر اللہ ابو البقاء حمزہ بن المتوکل اس سے اسکے بھائی مستکفی کے بعد بیعت کی گئی مستکفی نے اسے یا کسی اور کو ولیعہد نہیں بنایا تھا۔۔۔ القانم تیز طبیعت اور دوسرے بن کا آدمی تھا بخلاف اپنے دوسرے بھائیوں کے یا جبروت شخص تھا۔۔۔ ۸۵۷ء کے شروع میں ملک الظاہر حقیق کا انتقال ہو گیا اور اسکی جگہ اس کا بیٹا عثمان بہ لقب المتصور عاشرین ہوا مگر ڈیرہ ہی مہینہ سلطنت کرنے پایا تھا کہ انبیاں نے اسپر حملہ کر کے قید کر دیا خلیفہ نے انبیاں کو بیچ الاول میں اشرف کا خطاب کر سلطان بنا دیا چند روز کے بعد ایک لشکر کشتی کے متعلق سلطان اور خلیفہ میں ادرین ہو گئی جس کی وجہ سے جمادی الاول ۸۵۹ء میں اس نے خلیفہ کو معزول کر کے اسکندر یہ میں بھجور یا اور اسکی مریت آنے تک یعنی ۸۶۳ء تک اس کو قید رکھا جب یہ قید کے ساتھ قید سہتی سے بھی چھوٹ گیا تو اس کو اسکے بھائی مستعجین کے پاس دفن کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ان دونوں بھائیوں کا قطع ہوا اور دونوں اسکندریہ میں ہی قید ہوئے اور پاس ہی دفن کئے گئے۔

القانم بامر اللہ کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ میرے والد ماجد مرحوم اور علامہ قلمشدری رحمہما اللہ تعالیٰ۔

(۱۴) المستنجد باللہ خلیفۃ العصر ابو الحسن

المستنجد باللہ خلیفۃ العصر ابو الحسن یوسف بن المتوکل اپنے بھائی کے قتل کے بعد تخت خلافت پر آیا ان دنوں اشرف انبیاں تخت سلطنت پر تھا جو ۸۶۵ء میں انتقال کر گیا۔ اسکے بعد اسکے بیٹا محمد سلطان ہوا جس نے اپنا لقب الموید اختیار کیا مگر مستنجد نے اس پر حملہ کیا اور ماہ رمضان

شرف میں اسی سال سے قید کر لیا اور خود اپنا لقب الظاہر مقرر کر کے سلطان ہو گیا۔ ربيع الاول
۸۶۲ھ میں اسکا انتقال ہو گیا۔ اسی جگہ بلبانی الظاہر کا لقب اختیار کر کے مقرر ہوا مگر دو
ماہ کے بعد اس پر فوج نے حملہ کر کے اسے تخت سے اتار دیا اور ترمیقا کو الظاہر خطاب دے کر
سلطان بنا دیا۔ دو ماہ کے بعد اسپر بھی حملہ ہوا اور اسکی جگہ سلطان العصر قایتبانی بہ لقب اشرف
سلطان ہوا۔ اس نے اچھی طرح سلطنت پر قبضہ کیا اور نہایت شان و شوکت تیزی اور جلال کی کے
ساتھ سلطنت کرنی شروع کی۔ الفاضل محمد بن فلا دون کے تہد سلطنت سے اب تک کوئی ایسا سلطان
نہیں ہوا تھا چنانچہ مصر سے فرات تک اسے بہت تھوڑے لشکر کے ساتھ بے خوف و خطر سفر کیا
اس کی خوش اخلاقی اور سیرت جمیلہ اس بات سے اچھی طرح واضح ہے کہ اس نے مصر میں
کسی صاحب وظیفہ و عینہ کو مثل قاضی مشائخ بدر سین کو مقرر نہیں کیا مگر یہ کہ موجودہ لوگوں کی
اصلاح کی اور انھیں کا وظیفہ مقرر رکھا کسی قاضی اور شیخ کو مال کی عوض میں مقرر نہیں کیا۔
الظاہر حشتم جب سلطان مقرر ہوا تھا تو اس سے ہاتم نائب شام ملنے کے واسطے آیا تھا جب
الظاہر کو اسکے آئینی خبر ہوئی تو اس نے خلیفہ اور چاروں قاضیوں اور لشکر کو قلعہ میں آنے
کے متعلق کہا اور نائب شام کو کچھ شرط لٹلے کرنے کے بعد بٹا دیا قاضیوں اور لشکر کو بھی ان کے
مقامات کو واپس کر دیا۔ خلیفہ تکتہ میں ہی ٹھہر گیا اور الظاہر اس کے مکان پر واپس نہ کر سکا
اور آخر تک وہیں رہا۔ ۴۸۸ھ میں دو سال مرض فاریج میں مبتلا رہ کر ۵ سال
گیا۔ قلعہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مرقن خلفاء میں شہید نفیسی کے پاس دفن کر دیا گیا۔ اس
وقت اس کی عمر نوے برس یا اس سے کچھ زائد کی تھی۔

(۵) المتوکل علی اللہ ابو العز

المتوکل علی اللہ ابو العز عبد العزیز بن یعقوب بن المتوکل علی اللہ جنیدی کی بیٹی ہارچ نامی کے
بطن سے ۸۱۹ھ میں پیدا ہوا۔ اسکے والد کو خلافت نہیں پہنچی تھی یہ خود جب جوان ہوا تو اپنے
خصائل جمیلہ اور مناقب حمیدہ۔ تواضع حسن سیرت۔ خندہ پیشانی اور کثرت ادب کے باعث مشہور
اور خاص دو عالم کا محبوب و مشاہد البید ہو گیا۔ یہ علم و دست اور علم میں مشغول اور ہنگ تھا۔
میرے والد ماجد وغیرہ سے علم حاصل کیا تھا۔ اسکے چچا المستنصر نے اپنی لڑکی کے ساتھ اسکی شادی
کی تھی اس سے ایک لڑکا نہایت صالح پیدا ہوا جو خود ہاشمی اور ہاشمیہ کی اولاد ہے۔

جس میں سے پہلے مسند کے لئے طویل کھینچا تو اس کو بلیغ ہوتا دیا گیا اور جب وقت اس کے
 وفات پائی تو لوگوں نے ہمارے فرم کے لئے میں نے بغیر کے روز سلطان قضا اور اعیان سلطنت کی موجودگی
 بلکہ اس سے ہمیشہ کی اول اس نے استعین بالشر نقیب اختیار کرنا چاہا پھر مستعین اور متوکل میں
 تردد اور غور و فکر کیا مگر آخر اس کے یہی قرار پائی کہ المسترکل ہی مقرر کیا جائے چنانچہ یہی خطاب مقرر
 ہوا۔ ہر وقت کے بعد قلعہ میں یہ اپنے مکان پر سوار ہو گیا۔ قضا۔ معاصی اور اعیان سلطنت
 بلکہ میں نے پھر شام کو مکان سے نکلے میں لوٹ آیا اور جس طرح مستعین قلعہ میں رہتا تھا یہ بھی رہنے
 لگا۔ اسی سال سلطان ملکہ ان شرف حج کے لئے بیجا کی طرف چلا اس سے پہلے کسی سلطان نے سو
 برس سے حج نہیں کیا تھا۔ حج سے پہلے مدینہ شریف میں زیارت کے لئے گیا اور وہاں حج گزار دینا
 حج کے پھر مکہ معظمہ میں آیا اور پھر ار دینار حج کے یہاں مدینہ میں قیام کیا اور مناسک حج
 کر کے واپس لوٹا۔ جب شہر میں داخل ہوا تو اس کے آنے کی خوشی میں کئی روز تک زینت اور پڑاؤ
 کیا گیا۔ ۵۸۵ھ میں مصر سے لشکر نے یہ سرگردی و داد عراق پر خروج کیا اور مصر سے بھرتی
 ہوا جس کا چارہ راہی کے قریب مقابلہ ہوا۔ مصریوں کو بڑی ہمت ہوئی بہت سے مصری مارے گئے باقی
 قید ہوئے اور اسی قیدیوں میں شام تھا جو قتل کر دیا گیا۔ یہ لڑائی نصف ہزار مفاتح میں
 واقع ہوئی۔ یہ عجیب کی بات ہے کہ قاضی حنفیہ مس الدین اور نشاطی اور اس وادار کی آپس میں
 سخت دشمنی تھی ایک دوسرے کے زوال کا خواستہ گارڈ ہوتا تھا۔ جس روز وقتا دار فرات کے
 کنارہ پر قتل ہوا اسی روز قاضی شمس الدین کا بھی مصر میں انتقال ہو گیا۔ ۵۸۶ھ کے مار
 حرم کو قضا و زلزہ آیا جس کی وجہ سے پہاڑ زمین بیابان سب پانی کی طرح حرکت کرنے لگے مگر
 شہر لٹک رہتا تھا۔ دیر یہ حالت رہ کر سکون ہو گیا اس زلزلہ کی وجہ سے مدینہ صالحہ
 کی نہایت قاضی القضاة شرف الدین بن عبد پر آگری جس کی وجہ سے آپ کا انتقال ہو گیا۔ انا لہ
 لیسر وانا الیسر کا بیٹا تھا۔ اسی سال ماہ ربیع الاول میں ایک شخص نامی ہندوستان
 سے مصر میں آیا اس کا دعوی تھا کہ میری عمر چھائی سو سال کی ہے میں اس سے خود باکرہ
 وہ ایک سو تیس آدمی تھا۔ تمام دارا کی سیدھی قتل کسی طرح باور نہیں کرتی تھی کہ اس کی عمر سترہ
 کی ہوگی یہ جانیک زیادہ کی ہوا اس نے کہا کہ میں نے اٹھارہ سال کی عمر میں حج کیا تھا پھر میں اپنے
 وطن ہندوستان چلا گیا۔ بغیر و پرتا تا رہا۔ کاجلہ شکر سلطان مصر کے زمانہ میں قبل از بنا
 ہندوستان میں مسافر ہوا۔ اس کے پاس ہندوستان میں وہ قیوٹا تھا کیوں کہ

کوئی بات جو اس کے رخصتے کی صحبت اور وضاحت کرتی اس نے بیان نہیں کی۔
 اسی سال سلطان محمد بن عثمان ملک الروم کے انتقال کی خبر پہنچی اور یہ کچھ معلوم ہوا کہ اس کے
 وراثت لڑکوں میں بادشاہت کے اور شوب جنگ و جدل ہوا۔ ایک ان میں غالب ہو کر بادشاہ
 بن گیا اور دوسرا مغلوب ہو کر مصر چلا آیا۔ سلطان مصر نے اس کو بچا کر اہم کیا اور اس کو اپنا مہمان رکھا۔
 پھر وہ شام کو ہوتا ہوا افریقہ حج ادا کرنے کے لئے حجاز کی طرف چلا گیا۔ ستر سال میں مدینہ
 منورہ سے خطو پہنچے کہ ۳۲ رمضان کو مسجد کے باذنہ پر بجلی گری جس کی وجہ سے ماونہ
 مسجد شریف کی چھت خزانہ اور کتابیں جل گئیں سوائے دیواروں کے کچھ باقی نہیں رہا۔ ایک
 مولانا کے واقعہ ہے۔ چہار شنبہ صبح محرم الحرام ۹۰۲ھ کو خلیفہ متوکل علی اللہ کا انتقال ہو گیا
 اور اپنے بیٹے اقباقی کو تخت سے ہٹا کر اس کا خطاب دیکر بے امید بنایا گیا۔ یہ آخری حال ہے جو
 اس تاریخ میں لکھا ہوا ہے۔ اس کتاب کی تصنیف میں حوادث تاریخ میں سے
 اخذ کیا ہے۔ جس میں سنوں کے حالات مذکور ہیں۔ پھر تاریخ ابن کثیر سے جس میں
 سنوں کے واقعات قلمبند ہیں۔ پھر مسابک سے جس میں سنوں کے حالات موجود ہیں۔ پھر
 انباء العرفہ مصنف ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لے کر جس میں سنوں کے واقعات قلمبند ہیں۔
 حوادث کے علاوہ حسب ذیل نوائے کتب سے اقتباس کیا گیا ہے۔ تاریخ بغداد مصنف
 خطیب (دس جلدیں) تاریخ دمشق مصنف ابن کثیر (ساتھ جلدیں) اور واقعات مصنف
 (سات جلدیں) طبریات (تین جلدیں) حلیہ ابو نعیم (سات جلدیں) بحالیہ مصنف ابو نعیم
 کامل مصنف ابو نعیم (دو جلدیں) امالی تغلب (ایک جلد) و دیگر کتب تاریخ وغیرہ۔

فصل

دولت امویہ میں جو اس میں واقع ہوئی

دولت امویہ میں جو اس میں واقع ہوئی۔ بادشاہ عبدالرحمن بن معاویہ بن عبدالملک بن مروان سے
 یہ شہنشاہ تھا جو اس کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے نے بادشاہت کی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے نے
 بادشاہت کی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے نے بادشاہت کی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے نے بادشاہت کی۔

بہ لقب المرتضیٰ تخت پر بیٹھا اور ذی الحجہ ۲۱۶ھ میں مرگیا۔ اس کا جانشین اس کا بیٹا
 عبدالرحمن ہوا۔ یہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے بنی امیہ کی سلطنت کو اسپین میں
 مضبوط کیا۔ اور اسکی جڑیں قائم کر دیں۔ خلافت کی بزرگی اسپین رخن جاری کی۔ اس
 کے زمانہ میں اسپین کے اندر لباس میں زینت کی گئی۔ درہم مسکوک کرائے گئے ہیں سے پہلے یہاں
 وارانضرب (ٹکسال) نہیں تھا بلکہ اہل مشرق اپنے یہاں سے جو درہم لاتے تھے وہ ہی یہاں
 چلا کرتے تھے، اس نے وارانضرب قائم کیا یہ اپنی جہزت اور ستوت میں ولید بن عبدالملک
 کے مشابہ تھا اور کتب فلسفہ راج کرنے میں ماموں عباسی کے مثل تھا۔ اسی نے اسپین
 میں سب سے اول فلسفہ داخل کیا۔ ۲۳۹ھ میں اس کا انتقال ہوا اور اس کی جگہ
 اس کا لڑکا محمد تخت نشین ہوا جو صفر ۲۶۳ھ میں فوت ہوا اس کے بعد اسپین میں
 اس کا بیٹا المنذر بادشاہ ہوا۔ اور اس نے ہفر ۲۶۵ھ میں وفات پائی رزاں ولید
 اس کا بھائی عبداللہ تخت نشین ہوا یہ خلفاء اندلس میں از روئے علم اور دین کے
 سے بہتر تھا۔ ربیع الاول ۲۷۰ھ میں اس کا انتقال ہوا اور اس کی جگہ عبدالرحمن بن محمد
 بہ لقب الناصر تخت نشین ہوا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اندلس کو خلافت کا لقب دیا اور
 امیر المومنین کے نام سے پکارا گیا۔ اس کی زجر یہ ہوئی تھی کہ جب مقتدر کے زمانہ میں خلافت
 عباسیہ کمزور ہو گئی تو اس نے خلافت کا دعویٰ کر کے امیر المومنین کا لقب اختیار کر لیا۔ اس سے
 پہلے تمام بادشاہان اسپین محض امیر کے لفظ سے یاد کئے جاتے تھے۔ رمضان ۲۷۵ھ میں
 اس کا انتقال ہو گیا اور اسکی جگہ اس کا بیٹا حکم المستنصر بادشاہ ہوا جو صفر ۲۷۶ھ میں
 مرگیا اسکے بعد اس کا بیٹا ہشام المومنین تخت پر بیٹھا ۲۷۹ھ میں اس کا بیٹا ہوا اور تخت
 کر دیا گیا۔ اسکی جگہ محمد ہشام بن عبدالجبار بن التاہر عبدالرحمن بہ لقب المہدی تخت پر بیٹھا
 ابھی چھ ماہ ہی سلطنت کی تھی کہ اس پر اس کے بھتیجے ہشام بن سلیمان بن ہشام عبدالرحمن
 نے خروج کر دیا اور وہ بادشاہ ہو گیا۔ اس نے اپنا لقب الرشید مقرر کیا۔ اس پر اس
 کا چچا چڑھ آیا اور اس کو قتل کر کے خود بادشاہ ہو گیا۔ رعایا نے متفق ہو کر اس کا
 کر دیا یہ کہیں چھپ گیا مگر آخر تلاش کے بعد قتل کر دیا گیا لوگوں نے ہشام مقتول
 بھتیجے سلیمان بن حکم المستنصر سے بیعت کر لی اور المستعین اس کا لقب کر دیا پھر خود
 لے اس کے ساتھ مقابلہ کر کے اسے ۲۸۰ھ میں قید کر دیا اور عبدالرحمن بن عبدالملک

الناصر کے اہل نفسی کا خطاب دیکر اس سے بیعت کر لی اور یہ بھی آخر سال میں قبا ہو گیا۔
 اس کے بعد دولت امویہ مرزہ ہو گئی اور حکومت علیہ حبیبیہ قائم ہو گئی حکومت علویہ
 اور شاہ انصاری بن محمود محرم سنہ ۱۰۰ھ میں تخت نشین ہوا۔ اور ذوالفقہہ سنہ ۱۰۰ھ میں
 ہو گیا اس کی بیگم اس کا چھائی امانوں انعام بادشاہ ہوا اور سنہ ۱۰۱ھ میں اس کا خلع
 کیا اس کے خراج کے بعد اس کا بھتیجا یحییٰ بن انصاری بن محمود پہ لقب المستعلی بادشاہ ہوا
 ایک سال سات ماہ کے بعد قتل ہو گیا دولت امویہ اب پھر لوٹ آئی اور المستعلی
 الرحمن بن ہشام بن عبد الجبار اموی بادشاہ ہوا مگر پچاس روز کے بعد قتل کر دیا گیا اور
 بن عبد الرحمن بن عبید اللہ بن الناصر عبد الرحمن پہ لقب المنکفی تحت نشین ہوا ایک سال
 ماہ کے بعد اس کا خلع ہوا۔ اور اس کی جگہ ہشام بن محمد بن عبد الملک بن الناصر عبد الرحمن
 لقب المعتد بادشاہ ہوا کچھ دنوں کے بعد اس کا بھی خلع ہوا اور قید کر دیا گیا سنہ ۱۰۲ھ کچھ
 ہجری میں یہ قید میں مر گیا اور اسی کی موت کے ساتھ حکومت امویہ بھی ختم ہو گئی۔

فصل

دولت عثمانیہ علیہ بنی ہاشم

جس شخص نے اس حکومت کو سب سے اول مغرب میں قائم کیا وہ امجدی عبید اللہ ہے اس
 نے اس حکومت کی بنیاد سنہ ۵۹۶ھ میں ڈالی اور خود سنہ ۶۰۱ھ میں مر گیا اس کے بعد اس کا بیٹا القائم بامر
 اللہ محمد جانشین ہوا۔ سنہ ۶۰۳ھ میں یہ بھی مر گیا اس کے قائم مقام اس کا بیٹا المقور اسماعیل تحت
 نشین ہوا جو سنہ ۶۰۴ھ میں مر گیا۔ پھر اس کا بیٹا المعز بن اللہ سعد بادشاہ ہوا جو سنہ ۶۰۵ھ میں
 قہرہ میں داخل ہوا اور سنہ ۶۰۶ھ میں مر گیا اس کی جگہ اس کا جانشین اس کا لڑکا العزیز بزار قائم
 ہوا سنہ ۶۰۷ھ میں مر گیا اس کے بعد اس کا بیٹا الحاکم بامر اللہ محمد تحت نشین ہوا جو سنہ ۶۰۸ھ
 میں قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کا لڑکا الظاہر لا غزاز دین اللہ علی سلطنت پر قائم ہوا۔ سنہ ۶۰۹ھ
 میں یہ بھی مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المستنصر غیر تحت سلطنت پر قابض ہوا جو سنہ ۶۱۰ھ میں
 فوت ہو گیا۔ اس حساب سے اس نے چار ماہ ساٹھ سال حکومت کیا۔
 وہی کہتے ہیں کہ میری رائے میں کسی خلیفہ یا بادشاہ اسلام نے اتنی مدت تک حکومت نہیں

اس کے بعد اس کا بیٹا المستملی باللہ احمد قائم ہوا جو ۳۹۵ھ میں مر گیا۔
 بعد اس کے اس کا بیٹا الامر با حکام اللہ مشورہ پھر پانچ سال بادشاہ ہوا
 پھر کوئی اولاد چھوڑنے سے قتل کر دیا گیا اس کے بعد اس کے چچا کا لڑکا الخافض
 بن عبد اللہ عبد المجید ابن محمد بن المستنصر قائم ہوا۔ ۴۲۲ھ میں یہ بھی مر گیا۔ اس
 کی جگہ اس کا بیٹا الظافر باللہ اسماعیل قائم ہوا جو ۴۲۹ھ میں قتل کر دیا گیا
 اس کے بعد اس کا بیٹا الظافر بنصر اللہ غسیلی تخت نشین ہوا اور یہ
 ۴۵۵ھ میں مر گیا۔ سلطنت پر ابن العاصم بن عبد اللہ بن یوسف
 ابن الخافض بن عبد اللہ قائم ہوا۔ ۴۶۶ھ میں اس کا خلع ہوا اور اسی سال
 مر گیا۔ اب مہر میں دعوت عباسیہ قائم ہو گئی اور دولت عبیدیہ کا تخت
 فریبی کہتے ہیں کہ یہ عبیدیہ کے چودہ بادشاہ ہونے کے بعد یہ تکلف
 کسی نے از خود ان کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا۔

فصل

حکومت کی طباطبا العلویہ الحسینیہ

اس حکومت کی بنیاد ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم طباطبا نے جمادی الاول ۲۹۹ھ
 میں قائم کی اور اسی زمانہ میں البہادی یحییٰ بن حسین بن قاسم بن طباطبا
 نے اس میں حکومت قائم کی اور امیر المؤمنین کا لقب اختیار کیا جو ۳۰۰ھ
 ۳۰۰ھ میں اس کا انتقال ہو گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا المر تفسی
 تخت پر بیٹھا جو ۳۲۰ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی
 بن عمر احمد تخت پر قائم ہوا۔ اس کا انتقال ۳۲۳ھ میں ہو گیا۔ اس کے
 جگہ اس کا بیٹا منتخب حسین تخت پر آیا اور ۳۲۶ھ میں مر گیا
 اس کے بعد اس کا بھائی مختار القائم تخت نشین ہوا۔ ماہ شوال ۳۲۴ھ
 میں یہ قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کا بھائی البہادی محمد اس کے بعد المر شہید
 عباس بیٹھا۔ اور اس کے بعد ان کی حکومت کا تختہ ہو گیا۔

فصل

دولت طبرستان کے بیان میں

اس حکومت پر چھ آدمی برسر اقتدار ہوئے۔ اول تین بنی الحسن سے اور ان کے بعد تین بنی الحسین سے۔ شام الواعی الی الحق حسن بن (پیر بن محمد بن اسماعیل بن حسین بن زید بن جواد بن حسن بن حسین بن حضرت علی ابن ابی طالب نے ۲۵۰ھ میں رے اور ولیم میں حکومت قائم کی اس کے بعد اس کا بھائی القاکم بالحق محمد جانشین ہوا اور ۲۸۸ھ میں قتل ہوا اس کے بعد اس کا دوست المہدی الحسن بن زید القاکم بالحق برسر حکومت آیا اور اس کے بعد مصنف نے اس سے آگے سفیدی چھوڑ دی ہے اور کچھ بیان نہیں کیا۔

مترجم) — فائدہ۔ ابن حاتم نے اپنی تفسیر میں بروایت عبد اللہ بن عمر بن عاص روایت کی ہے کہ جس وقت سے دنیا کتم عدم سے ظہور میں آئی ہے اس وقت سے دنیا میں کوئی نہ کوئی حادثہ ہر صدی کے شروع میں ضرور واقع ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سب سے پہلی صدی ہجری میں فتنہ حجاج ظہور میں آیا دوسری صدی میں خلیفہ ماموں کا فتنہ اٹھا یعنی وہ اپنے بھائی امین سے لڑا جس میں بغداد کے محاسن پر پانی پھر گیا۔ اہل بغداد تباہ ہو سکے امین قتل ہوا۔ پھر اس نے لڑگوں کو خلع قرآن میں آزما دیا یہ اس امر میں سب سے بڑا فتنہ اور بدعت کے اعتبار سے سب سے پہلی بدعت ہے۔ اس سے پہلے کسی خلیفہ نے کسی کو کسی بدعت کی طرف نہیں بلایا تھا۔ تیسری صدی ہجری میں قمریوں کا خروج ہوا۔ اس کے بعد مقتدر کا فتنہ اٹھا جبکہ اس کا خلع کیا گیا اور ابن اعمر سے بیعت کی گئی۔ اس کے بعد مقتدر ثانی پھر خلیفہ ہوا۔ قاضی ذبیح ہوا۔ اکثر علماء قتل ہوئے اس سے پہلے اسلام میں کوئی قاضی قتل نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد تیسری صدی کا فتنہ

مطلبین کا قلبہ جو شہروں پر اب تک چلا آتا ہے ہوا منجملہ ان کے دولت
عبید یہ کا قائم ہونا چاہئے انتہائی اشارہ کافی ہے کہ لوگوں نے فساد کفر علماء کا قتل صلوات کو فرج
کرایا جو چھٹی صدی ہجری میں الحاکم کا فتنہ جو شیطان لتیم کے اشارے سے تھا نے نہ
خداوند کریم کے حکم سے۔ اس پر خود اس کے افعال شاہد ہیں پانچویں صدی ہجری میں
شام اور بیت المقدس کا فتنہ کیوں کے پاس چلا جانا چھٹی صدی ہجری میں سخت فتنہ
کا پڑنا جس کی نظیر یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے بعد کہیں نہیں ملتی نیز تاریخوں کی
آمد کی ابتداء رسالوں میں صدی ہجری میں تاریخوں کا فتنہ غنظلی کہ جس کی مثال کہیں نہیں
ملتی جس میں مسلمانوں کے دریا بہ گئے آنکھوں صدی ہجری میں فتنہ ترنگ کہ
جس کے فتنہ عظیم کے۔ فتنہ تار بھی ایچ ہو گیا۔ میں خداوند تعالیٰ جل مجدہ سے دعا
کرتا ہوں کہ آپ ہیں فی صدی ہجری کے فتنہ کو زد کھلائیے اور اس سے پہلے ہی بطفیل
اپنے حبیب ہمارے سرور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے جو رحمت میں سے لیجئے
آمین آمین یا رب العالمین

معجون جالینوس نے اس معجون کے سات فائدے کہے ہیں (۱) قوت مردی اور خواہش
جو قائم رکھتی ہے اور قضیب کو سخت اور فرہ کرتی ہے (۲) اگر وہ اور دیگر اعضا تندرست

کے درمیانی بزرگی نیز شانہ و انشیں کے حول و اخیل کو جو غلط کاری اور کثر سے عام سے پورچ جاتے ہیں اور دوران
خون میں مزاجم ہوتے ہیں۔ انہیں عندال کیساتھ قوی کرتی ہے اور اپنے ذاتی فعل و مدلا کو بیدار کرتی اور حالت طبعی تک
پہنچاتی ہے (۳) پھٹوں میں دراعصاب میں قوت اور سختی پیدا کرتی ہے اور جوش و قوت کو برقرار رکھتی ہے (۴) مردی کی عظمت کو
رکھتی ہے (۵) چہرہ کا رنگ نکھارتی ہے (۶) اچھی مقدار میں خون صالح پیدا کرتی ہے۔ (۷) ہاضم کی زائل شدہ قوت رفتہ رفتہ بدل
پیدا کرتی ہے نیز ہر عضو کی کمزوری کے لئے نافع ہے۔ فلطاً کاری یا خلاف فطری افعال کے ارتکاب سے نفع کے تنال
کی ساخت میں جو تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے اسکی اصلاح کرتی ہے اگر قطرہ کا مرض ہو گیا ہو تو یہ معجون منی کو کارڈا کر کے قطرہ کا مرض
کھودتی ہے۔ ترکیب استعمال ہ ماشہ سے ماشہ تک یہ معجون دودھ یا پانی سے کھائیں۔ قیمت۔ ہ تولا ڈھائی
روپے (۸) دس تولا پانچ روپے (۹) تولا دس روپے چالیس تولا بیس روپے۔ اسی تولا یعنی ایک
سیر چالیس روپے۔ علاوہ معمول ڈاک۔

محمد عبدالمنان محضری کتب خانہ اشرفیہ بوہرا پیر پھوڑ زور و گراچی